محبّت من محرم

زینب راجپوت

سورج کی تیز کرنیں زمین پر بکھرتی سنہری روشنی ہر سوں پھیلا رہی تھیں، کھیتوں میں کام کرتے کسان صبح ہی صبح اپنے اپنے کھیتوں کا رخ کر چکے تھے،،

سر سبز و شاداب لہراتے درختوں پر بیٹھے پرندے اپنی اپنی زبان میں خدا کی حمد و ثناء بیاں کر رہے تھے،،،

ڈیرہ اسماعیل خان کے اس چھوٹے سے گاؤں میں جہاں چاروں اطراف کچے مکاں بنے ہوئے تھے وہیں دور کھیتوں میں کام کرتے کسان اور مزدور بار بار سر اٹھائے ملک حویلی کے بند گیٹ کو گھور رہے تھے۔۔۔

پورے گاؤں میں چند ایک گھروں کے علاوہ صرف وہی ایک حویلی تھی جو پچھلے پانچ سالوں سے ملکوں کی وراثت میں آئی تھی، جو پتھریلی روش سے کندہ کاری کیے ہوئے تھی،،،

درو دیوار سے اس حویلی کے کافی پرانے ہونے کا اندازہ لگانا آسان تھا۔۔۔۔

وہیں اگر اس حویلی کے اندر کا منظر دیکھا جائے تو وہ کچھ یوں ہے۔۔۔!"

خانساماں بھاگتے بھاگتے دستر خوان پر کھانا سجا رہے تھے،، اس حویلی کے اصولوں کے مطابق سبھی لوگ ایک دستر خوان پر نیچے بیٹھ کر کھانا کھاتے تھے،،

ابھی بھی حویلی کی بڑی بہو،، تیزی سے ناشتے کا سامان دستر خوان پر سجوا رہی تھیں۔۔۔

حویلی کے وسیع علاقے پر پھیلا وہ ہال نما کمرہ ایک دم سے گھما گھمی کا شکار ہوا تھا،،،

ملازمین باہر سے آتے شخص کے قدموں کی دھمک سنتے ہی راستہ چھوڑے ایک طرف ہوتے ہاتھ سینے پر باندھے احتراماً نگاہیں جھکا گئے تھے۔۔۔۔

سیاہ شلوار قمیض میں ملبوس ایک ہاتھ میں پکڑی بندوق کو کندھے پر ڈالے،،، کشادہ پیشانی پر بلوں کا واضع جال ڈالے،، وہ سرد و سپاٹ چہرے، بے تاثر نگاہوں سے کچن کی جانب بڑھا تھا۔۔۔

اسکا ہر اٹھتا قدم ماحول کو کافی سر سراتا بنا رہا تھا۔۔۔

جہاں آرا بیگم نے ایک نگاہ اس بپھرے جوان پر ڈالی،،،، جو چلتا ان کے روبرو ہوا،،،،

آداب تامی جان.......اگلے آدھے گھنٹے تک مجھے اپنا شکار دستر خوان پر تیار چاہیے....."

حسب معمول وہ شکار سے خالی ہاتھ نہیں لوٹا تھا۔۔

اسکے ہاتھ آگے کرنے پر جہاں آرا بیگم نے شکار تھامے سر کو خفیف سی جنبش دی۔۔۔۔

جس کے بعد وہ سر کو حم دیتا پھر خاموشی سے اسی تاریک کمرے کی طرف بڑھ گیا۔۔۔

جہاں اسے دوبارہ سے جاتا دیکھ جہاں آرا بیگم کی آنکھیں سلگنے لگی

""

انہوں نے نفرت سے دیوار گیر ملک صاحب کی تصویر کو گھورا اور پھر ملازمین کو شمشیر کا کھانا تیار کرنے کا حکم دیتی وہ کمرے کی طرف بڑھ گئی۔۔۔

••••••••••

سرسبز لہلہاتے کھیتوں کے بیچوں بیچ وہ تیزی سے بھاگتا ایک نظر اپنے ہاتھ میں پہنی واچ پر ڈالے رفتار مزید بڑھا گیا تھا۔۔

مسلسل آدھے گھنٹے سے دوڑنے کی وجہ سے شفاف پیشانی پر پسینے کی ننھی ننھی بوندیں نمایاں ہو رہی تھیں۔۔

اچانک اسکے بڑھتے قدم کسی جانی پہچانی نسوانی آواز کو سنتے تھمے،،،،ماتھے پر بل ڈالے اسنے گردن ذرا سی ترچھی کیے دائیں جانب مالٹے کے باغات کی طرف دیکھا۔۔۔

اور پھر ہاتھ میں تھامی بوتل پر گرفت مضبوط کرتے وہ سنجیدگی سے تیز تیز قدم اُٹھاتے اس جانب بڑھا۔۔

"بی بی جی چھوٹے سرکار______________؛

ملک بالاج سکندر کو اس طرف آتا دیکھ گوری نے ہانک لگائی،،،

جس پر اوپر چڑھی چاہت نے حیرت سے پتوں کے بیچ سے اپنا چہرہ نکالتے اس بپھرے ہوئے شیر کو دیکھا جو تقریباً بھاگتا ہوا اسی جانب آرہا تھا۔۔۔

نیلی آنکھیں خوف سے گہری ہونے لگی،،، وہ اس جلاد کے آنے
سے پہلے تیزی سے بھاگنے کے سے انداز میں درخت سے اترنے
کی کوشش کرنے لگی،،

مگر شاخ پر رکھا پاؤں ایک دم سے مڑا تھا وہ بیلنس ناں رکھ پاتے
ایک زوردار چیخ کے ساتھ نیچے کو گری۔۔۔۔

اسنے آنکھیں خوف سے بند کرلی تھیں،،، اسے لگا اب وہ مر چکی
ہو گی اتنی اونچائی سے گرنے کے بعد اسکا بچ پانا ناممکن ہی تھا،،،

چند سانیے بعد خود کو محفوظ پاتے اسکی چھوٹی سے پیشانی حیرانگی
سے سمٹی،،، اسنے کاجل سے لبریز اپنے نیلے نین کٹورے ذرا سے

واکیے مگر سامنے ہی اس جلاد کی غصّے سے بھری چاکلیٹ براؤن آنکھیں خود پر ٹکی پاتے چاہت کا سانس سینے میں ہی اٹک گیا۔۔۔

گھنی بھنوؤں کو اچکاتے اسنے تیکھی ناک چڑھائے اس سر پھری لڑکی کو گھورا،، جو بجائے نیچے اُترنے کے اسکی گردن میں ہاتھ ڈالے سہارہ سے اسکی گود میں آرام سے چڑھی ہوئی تھی۔۔۔۔

کس سے پوچھ کر تم یوں صبح سویرے باغ میں آئی"__________؟

بے لچک لہجے میں اسے دیکھتے وہ تندہی سے استفسار کرتا سخت زہر لگا تھا اسے۔۔۔۔۔۔

کل کہا تو تھا کہ مجھے صبح جاتے وقت ساتھ لے جایئے گا

".......! سائیں

معصومیت سے آنکھیں گھمائے وہ دیدہ دلیری سے اسکے غصّے سے

تنے حسین نقوش کو تکتے بولی ____

دانت پر دانت جمائے اسنے تیزی سے اسے گرانے کے انداز سے

نیچے اتارا اس سے پہلے کہ وہ زمین بوس ہوتی،،، اتنی ہی برق

رفتاری سے اسکی نازک دودھیا کلائی جکڑتے اپنی طرف

کھینچا۔۔۔۔۔

چاہت اسکے سینے سے ٹکراتی بری طرح سے ہانپتے سر انگلیوں سے مسلنے لگی۔

پہلی بات ملک خاندان کی بیٹیاں یوں آوارہ لڑکوں کی طرح درختوں پر نہیں چڑھتی آئندہ سے تمہارا باہر اکیلے جانا بند،،،،،،

اسنے ایک ہی سانس میں سخت لہجے میں حکم صادر کرتے دور کھڑی گوری کو گھورا جو اس جلاد کے گھورنے پر گڑ بڑا سی گئی۔۔۔۔

اور آخری بات تمہارا سائیں نہیں ہوں میں تو بہتر ہو گا لالا کہا کرو مجھے........"

اسکے چہرے کی طرف جھکتے وہ خاصا جتاتے ہوئے لہجے میں بولا۔۔۔

جس پر چاہت نے ناک سکوڑی مگر کہا کچھ نہیں۔۔۔۔۔

اس سے پہلے کہ وہ سنبھلتی مقابل نے پھر سے کلائی کو زور سے دبوچے اپنے ساتھ اسے گھسیٹنا شروع کر دیا۔۔۔

اسکے ساتھ ساتھ ہمقدم ہوتی اس شریر سی لڑکی کے لبوں پر ایک معنی خیز سی رنگوں سے بھرپور مسکراہٹ نمایاں تھی۔۔۔

اسنے گردن موڑے گوری کو دیکھا آنکھ دبائی،،، آخر کو صبح صبح اٹھنے کا مقصد جو پورا ہو گیا تھا۔۔۔

•••••••••••

سائیڈ ٹیبل پر گھڑی مسلسل دس منٹ ِسے زور زور سے بج رہی تھی،،، کمرے کا ماحول خنکی بھرا تھا۔

ایک طرف سے کھڑکی سے سرکتے پردوں کے سبب صبح کی تازہ دم روشنی چھن سے اندر بکھرتی ماحول کو خوبصورت بنا رہی تھی،،،

ایسے میں اس جہازی سائز بیڈ پر اوندھے منہ لیٹی اس لڑکی نے ہاتھ بڑھاتے کمر کے پاس پڑا کشن اٹھاتے اپنی آنکھوں پر رکھا،،

معاذ ہن میں جھماکا ہوا وہ جو نیند کی گہری وادیوں میں گم تھی،

ایک دم سے کمر تک جاتے گھنے سیاہ بالوں کو چہرے سے ہٹاتے وہ بنا چپل پہنے دروازہ کھول تیزی سے بھاگی۔۔۔۔۔

سیاہ آنکھیں نیند کے خمار سے سرخ تھی،،،دودھیار نگت میں سرخی اس حسین لڑکی کے نقوش کو مزید پر کشش بنا رہی تھی۔۔

اتنی صبح صبح اگر اسے یوں بھاگتا دیکھ گھر کا کوئی ملازم دیکھ لیتا یقیناً وہ غش کھاتے گر جاتا،،،

منت شاہ کے قدم سیڑھیوں کی جانب بڑھے تھے،،وہ جلدی سے دس سے بارہ سیڑھیوں کو عبور کرتے اس محل نما گھر کے دوسرے پورشن میں داخل ہوئی،،،

صبح کی تازہ ہوا اسکے چہرے سے ٹکراتی عجب سا منظر برپا کر رہی تھی۔۔۔۔

وہ تیزی سے بھاگنے کے سے انداز میں لکڑی سے بنے اس بڑے سے دروازے کو بنا ناک کیے کھولتی ہانپتے ہوئے اندر داخل ہوئی،،،

را۔۔۔۔۔۔۔! "مقابل کو پکارنے کیلئے ادا ہوئے الفاظ منہ میں ہی دم توڑ چکے تھے۔۔۔۔۔

وہ حسین نوجوان جائے نماز پر عاجزی سے بیٹھا بند آنکھوں سے رب سے دعا گو ہوا تھا۔۔۔۔

منت نے ہاتھ سینے پر باندھے وہ یونہی کھڑی اسے دیکھتی رہی،،،
بلاشبہ وہ نماز پڑھتا اسے بے حد پیارا لگتا تھا۔۔۔۔۔

اور آج تو اتفاقاً وہ اسی وقت پر پہنچ آئی تھی،،،سب سے پہلے اسکی دعائیں لینے______؛

اسکی موجودگی کو محسوس کرتے راب خانزادہ نے دعا مختصر کر دی،،جائے نماز کو عقیدت سے سمیٹتے وہ آرام سے اٹھا۔۔۔

اور پھر بنا اسے دیکھے بیڈ کی جانب بڑھا،،،

"کتنی بار کہا ہے کہ دوپٹہ لے کر آیا کریں__________؛

اپنی کالی چادر اسکے سر پر دیتے وہ پھر سے تائید کرتا خاصا برا لگا تھا

"منت کو۔۔۔۔۔۔

"!_______تو دے دیا ہے ناں تم نے اتنا بڑا دوپٹہ

وہ اسکی بڑی سے چادر کو دونوں اطراف سے سنبھالنے کی کوشش کرتی ہاتھ پھیلائے منہ کے زاویے بناتی بولی۔۔۔

جس پر راب کے لب مسکرائے،،،وہ سر کو نفی میں جنبش دیتا، مڑتے میز کی جانب بڑھا اور گلاس میں پانی بھرتے دوبارہ سے اس پری وش کے سامنے آیا۔۔۔

جو نیند کی ماری بری طرح سے آنکھیں موندے اونگ رہی تھی

۔۔

پانی پی لیں.........!"اس نے دھیمے لہجے میں کہتے گلاس سامنے کیا جس پر مقابل کھڑی چادر میں چھپی اس لڑکی نے ایک آنکھ کی کھولے پہلے گلاس اور پھر راب کو دیکھا۔۔۔

جس کے لبوں کے کونے مسکرا رہے تھے۔۔۔

"!اس میں دم کر کے دو پھر پیتی ہوں؛؛؛؛؛

اب کی بار منت شاہ کی آنکھیں چمکی تھیں،اور اسکے کہنے کے انداز پر راب نے بمشکل سے قہقہ ضبط کیا۔۔۔

کیاہنسومت ______ دم کر کے دو،، آج میرا پیپر ہے اور تمہارادم ہواپانی پی کر مجھے سب کچھ فر فر سے آئے گا۔۔۔۔۔!"

منت نے اسے اپنا مدعا سمجھایا،،ویسے تو وہ دونوں ایک ہی یونیورسٹی میں ایک ہی کلاس میں تھے،، مگر ساری یونی جانتی تھی کہ راب خانزادہ پڑھائی کے معاملے میں کتناٹاپر ہے جبکہ منت شاہ ہر بار ایک آدھ کتاب میں سے چھکا لازماً کھاتی تھی۔۔۔

اس کے لئے تو آپ کو پڑھنا چاہیے تھا رات کو،،،، میرے دم

"سے کیا ہو گا __________؟

ماتھے پر بکھرے سیاہ بالوں کو ہاتھ سے پیچھے کرتے وہ ٹھہرے لہجے

میں بولا۔۔۔۔

ارے پڑھ لیتی مگر میرے ڈرامے کی آخری قسط تھی پھر وہ دیکھا

تو وہ نیو ہارر فلم لگ گئی،، مجھے نہیں دیکھنی تھی۔۔

مگر آنکھوں نے اور دماغ نے ضد کی تو تھوڑی سی بالکل اتنی سی

دیکھی اور پھر میں ڈر گئی۔۔۔

"!اور پھر میں ڈر ڈر کے سو گئی۔۔۔۔۔

وہ لمحوں میں ساری کار گزاری سناتی اپنی بڑی بڑی آنکھوں کو نچاتے بولی۔۔۔

جس پر راب نے گلا کھنکھارتے سر کو خفیف سی جنبش دی اور پھر سورتیں پڑھنا شروع کر دی۔۔۔۔

پانچ منٹ کے بعد اسنے پانی پر پھونک مارتے منت کے سامنے کیا۔۔۔

جس کا حسین چہرہ چمک اٹھا تھا۔۔۔۔۔ وہ فوراً سے تھامتی ایک دم سے پانی پی گئی۔۔۔۔

اب اپنا پڑھا سبق بھی مجھ پر دم کر دو،،،،،،" الٹے ہاتھ سے منہ ہو صاف کرتی وہ رازداری سے بولی،،،

جس پر راب خانزادہ کے ماتھے پر بل نمودار ہوئے،،، اسنے حیرت سے اسے سوالیہ نگاہوں سے دیکھا۔۔۔۔

آخر کو وہ کرنا کیا چاہ رہی تھی۔۔۔۔۔

دیکھو میں نے سنا ہے کہ اگر کسی لائق فائق ذہین بچے سے آپ خود پر دم کروائیں تو اسکے ذہن کا سبق ہمارے ذہن میں آجاتا ہے
"! تو کیا تم نہیں چاہتے کہ میں پاس ہو جاوں۔۔۔۔۔۔

معصومیت سے آنکھیں گھماتی وہ بے حد معصوم لگی تھی
اسے۔۔۔۔۔۔۔

جبھی اسنے مسکراہٹ روکے دم پڑھتے اونچی آواز میں کلمات
دہرائے۔۔۔۔۔

"اے خدا میرے ذہن میں موجود سارے کا سارا سبق میں منت شاہ کو ارسال کر رہا ہوں،،، بس منت آنکھیں بند کر کے سارا پیپر لکھ دے آمین_______!"

اسنے کہتے ساتھ ہی منت کے چہرے پر پھونک ماری،،،، جس کا چہرہ شاداب ہوا تھا۔۔۔

"اوکے اب میں سو جاؤں تم مجھے اٹھا دینا اوکے_________!"

وہ پر سکون سی ہوتے صلح جو انداز میں ایک آخری حکم دیتی اسکی چادر کو سمیٹتی کمرے سے باہر نکل گئی۔۔۔

جبکہ پشت پر ہاتھ باندھے کھڑے راب خانزادہ کی بے قرار نگاہوں نے دور تک اس حسین لڑکی کو دیکھا۔۔۔

دنیا میں نظر آئے نہ کچھ بھی مجھے لیکن
اک چہرہ بس آنکھوں سے ہٹا سکتا نہیں میں

شاید ہی کوئی اتنی محبت کرے لیکن ____!
کیا فائدہ جب اسکو بتا سکتا نہیں میں۔۔۔.

○○○○○○○○○

دیوار گیر گھڑی کی سوئیاں جیسے ہی بارہ پر پہنچی،،، گھڑی کی زوردار آواز نے ماحول پر چھائی خاموشی کو توڑ ڈالا،،،،

متفکر نگاہوں سے مڑتی وہ ایک نظر گھڑی کو دیکھ بیرونی دروازے کو دیکھنے لگی۔۔۔

جہاں سے اسکے آنے کا امکان تھا۔۔

پریشانی کے سبب انکے ماتھے پر شکنیں نمایاں ہوئیں تھی،

ہاتھوں کی ہتھیلیاں عرق آلود تھیں-پشت پر پڑے بڑے سے میز پر رکھے پانی کے جگ سے گلاس میں پانی انڈیلتے وہ ایک ہی سانس میں پانی پینے لگی۔

معا لکڑی کے اس بیرونی بڑے گیٹ کے کھلنے سے چرچراہٹ کی آواز پیدا ہوئی،،، جس پر کنول بیگم نے فوراً سے گلاس میز پر رکھا اور اٹھتے دروازے کی طرف دیکھا۔۔۔

کہاں تھی تم یہ کوئی وقت ہے گھر آنے کا____کوئی ہوش ہے "تمہیں کیا کرتی پھر رہی ہو،،،

ایک ہی لمحے میں اسے سامنے دیکھ وہ غصے سے استفسار کرنے لگیں۔۔

"ماما میں تھک چکی ہوں بہت پلیز صبح بات کریں گے۔۔۔

اپنا بیگ دور سے ہی اتارتے اسنے صوفے پر پھینکتے تھکے لہجے میں کہا۔۔۔

میں بات کر رہی ہوں تم سے عقیدت واپس آؤ،،،اور یہ کیا یہ خون کیسے لگا چہرے پر،،، کیا ہوا چوٹ آئی ہے کیا
"!______تمہیں______ادھر دیکھو میری طرف

اسکے قریب جاتی وہ خوفزدہ نگاہوں سے اسکے چہرے کو دیکھنے کی کوشش کرتی فکرمندی سے استفسار کرنے لگی،،

ماما کچھ بھی نہیں ہوا۔۔۔۔۔۔۔! یار ٹھیک ہوں میں !"______

انکا خوفزدہ ہونا عقیدت کو سخت جھنجھلا گیا وہ فوراً انہیں کاندھوں سے تھامے محبت سے بولی،، مگر کنول بیگم کی آنکھوں میں ایک پل میں ہی ڈھیروں آنسوں تیرنے لگے۔۔۔

بس کریں بیگم ابھی میری گڑیا گھر آئی ہے اور آپ نے پھر سے تفتیشی دفتر کھول لیا۔۔۔

سٹڈی روم سے نکلتے وہ جیسے ہی عقیدت کی فکر میں نیچے آئے،،،
اپنی بیگم کو یوں روتا دیکھ وہ تاسف سے انکے قریب آتے بولے

کیا کر دیا ہے میں نے،،، علی آپ دیکھ نہیں رہے اپنی بیٹی کی
حرکتیں جانے کیا کرتی پھر رہی ہے،،، رات کے بارہ بجے یہ گھر
لوٹی ہے،،اور ایسی حالت میں،،،

دیکھیں چہرہ خون سے بھرا ہوا ہے اور آپ اب بھی مجھے ہی سنا
رہے ہیں،،،، !"

حیرت بھری نگاہوں سے اپنے شوہر کو دیکھتی وہ سخت حیران ہوئی تھیں۔

یار کچھ نہیں ہوا ڈیڈ،،،، میں کورٹ میں تھی اور پھر تین بجے جب وہاں سے نکلی،، تو ثوبیہ آپی کے ساتھ تھی۔

انکا شوہر طلاق نہیں دینا چاہتا اسی وجہ سے کورٹ نے بھی مزید تاریخ ڈال دی ہے اور پھر جب وہاں سے آئی تو راستے میں ایک آدمی کا ایکسیڈنٹ ہوا تھا۔۔

اور لوگ بجائے آگے بڑھ کر مدد کرنے کے ویڈیو بنانے میں مگن تھے۔

تو پھر مجھے ان انکل کی مدد کرنا پڑی،،اور ہاسپٹل میں فارمیلٹیز
پوری کرتے ہوئے ٹائم لگ گیا۔۔

اور ابھی فارغ ہوئی تو سیدھا واپس آئی ہوں۔۔

"!۔۔۔

تھکے ہارے لہجے میں علی صاحب کو دیکھتی وہ اپنی دن بھر کی
مصروفیت بتانے لگی،

سن لیں اپنی بیٹی کے کام،،،اسے بتائیں یہ لڑکا نہیں ہے لڑکی ہے یہ،،،یوں پوری پوری رات گھر سے باہر نہیں رہتی لڑکیاں،،، آگے ہی ساری سوسائٹی باتیں کرتے نہیں تھکتی،،اوپر سے اس کی حرکتیں،،،،"!

بس کردو کنول کیا ہوگیا ہے یار۔۔۔۔۔۔ایک تو بچی تھکی ہاری آئی ہے اوپر سے تم آتے ہی شروع ہوگئی،،،،،"!

علی صاحب نے کرخت لہجے میں انہیں ٹوکا،،،جب وہ باپ ہوتے اپنی بیٹی کو اتنی آزادی دے رہے تھے تو پھر دنیا کا کیا کام کہ وہ ان کی معصوم بیٹی پر انگلی اٹھائے،،،

"!بچی تھکی ہاری آئی ہے کھانے کا پوچھو اس سے،،،،

عقیدت کے چہرے پر جھلکتی سرخی دیکھ وہ سمجھ چکے تھے کہ وہ سخت افسردہ ہوئی تھی اپنی ماں کی باتوں سے______!"

رہنے دیں ڈیڈ پیٹ بھر گیا ہے میرا،،،،اور مزید کھانے کی بھوک نہیں رہی،،،جو بچا کچا رہ گیا ہے اپنی بیوی سے کہیے کہ صبح ناشتے میں دے لیں فل حال میں تھک چکی ہوں______!"

ایک نظر اپنی ڈیڈ کو دیکھتی وہ طنزیہ ہنستی بولی اور پھر تیزی سے سیڑھیاں چڑھتے اپنے کمرے میں گھس گئی____

یہ سب کیا ہے کنول،،،،، کیا تم اتنی بے اعتباری ہو۔۔۔۔۔۔

کیا یقین نہیں اپنی پرورش پر،،،،؟جو یوں اپنی ہی اولاد کو ستا رہی ہو۔۔۔۔۔۔!"

علی صاحب نے انہیں بازو سے دبوچے رخ سامنے کرتے استفسار کیا۔۔۔

اولاد پر یقین ہے علی،،، مگر اپنی کی غلطیاں بھی یاد ہیں،،، میں نہیں چاہتی مجھ سے ہوا گناہ میری بیٹی کے لئے مکافات عمل بن کر اسکی زندگی نگل لے،،، آپ کو تو سب معلوم ہے پھر بھی آپ ایسا کہہ رہے ہیں۔۔۔۔۔!"

آنکھوں سے بہتے آنسوں صاف کرتی وہ بوجھل لہجے میں بولی،،
جس پر مقابل کھڑے شخص کی آنکھوں میں بھی برسوں کی تھکن سمٹی تھی،،،۔

لب بری طرح سے پیوست کرتے انہوں نے ایک نظر اپنی بیوی پر ڈالی،،

مکافات عمل یہ وہ الفاظ تھے جو انکے ذہن میں بری طرح سے گونج رہے تھے،،،

آنکھوں کے سامنے ایک صبیح چہرہ لہرایا،،پل بھر میں آنکھیں خون آلود ہوئی تھیں۔۔۔۔۔

وہ مردہ قدموں سے نڈھال سی حالت میں واپس اپنے کمرے کی جانب بڑھ گئے۔۔۔۔

جبکہ کنول بیگم میں تو اتنی سکت بھی ناں بچی تھی کہ وہ اپنے کمرے تک جا پاتی وہ وہیں صوفے پر بے جان سی حالت میں بیٹھے دل ہی دل میں اللہ سے معافی مانگ رہی تھیں۔۔۔

•••••••••••

تم میری بات مان کیوں نہیں لیتے شمشیر،،، کتنی بار کہا ہے کہ چھوڑ دو یہ شہر شہر،، ملک ملک گھومنا،، اپنی زمینداری ہے وہ سنبھالو __________ !"

کھانے کے دستر خوان میں بیٹھے سبھی لوگ دادا سرکار کی بھاری اکتاہٹ بھری آواز کو سنتے خاموشی سے کھانا تناول کر رہے تھے،،،

خدیجہ بیگم نے ایک نظر بیٹے پر ڈالی،،، جس کا چہرہ بالکل سپاٹ تھا ______

چائے کے مگ سے اڑتی بھاپ اب ختم ہو چکی تھی،، چائے کا مگ بالکل ٹھنڈا پڑ چکا تھا۔۔۔

شاید آپ بھول رہے ہیں پانچ سال پہلے یہ حویلی یہ زمینیں اور یہ رتبہ ہمیں کس کے عوض حاصل ہوا تھا،، بابا جان

"! ________ سرکار

مقابل نے انہی کی طرح سرد لہجے میں جواب دیتے انہیں بت کا کر دیا تھا۔۔۔

بیٹا آپ کھانا کھائیں ابھی تھوڑی دیر میں نکلنا بھی ہے آپ کو،،،،،!"

جہاں آرا بیگم نے اسکے کندھے پر ہاتھ رکھتے کہا،، جس پر وہ تعظیما سر کو خم دیتے نگاہیں جھکا گیا۔۔۔

بھابھی بیگم آپ کھانا کھائیں ہم دیکھ لیں گے ہمارے بچے کو کیا چاہیے________؟"

خدیجہ بیگم نے خون آشام نگاہوں سے جہاں آرا بیگم کو گھورتے ہوئے کہا۔

جس پر ملک شمشیر نے طنزیہ اپنی ماں (خدیجہ بیگم) کو دیکھا،،

جو پچھلے پانچ سال سے اسکی زندگی میں کسی جونک کی طرح نازل ہوئیں تھی،،،

آپ زخمت مت کریں،،،تائی جان مجھے ابھی نکلنا ہے ہو سکتا ہے کچھ دن لگ جائیں آتے ہوئے،،،تب تک گوہر سنبھال لے گا سب یہاں پر (خاص ملازم)۔۔۔۔۔۔۔

جگہ سے اٹھتے اسنے دھیمے مگر حتمی انداز میں کہا جس پر خدیجہ بیگم اور ملک ریاض صاحب کے چہروں پر ناگواری پھیلی،،،

ایک منٹ شمشیر کیا تم پیسے کمانے کے چکر میں بھول چکے ہو اپنی زندگی کا مقصد،،، کیا ہو گیا ہے تمہیں،،، تم ایسے تو ناں تھے

"!۔۔۔

اسکا پر سکون رویہ بہت چھب رہا تھا ان کو،،،، "برسوں اسکے بڑے ہونے کا انتظار کیا تھا اور اب وہ ایسے تھا جیسے اسے کسی سے کوئی سروکار ہی ناں ہو۔۔۔۔

بالاج سکندر نے ضبط نے اپنی سرخ آنکھوں کو میچا،،،

اسے شروع دن سے ہی ان سب باتوں سے چڑ تھی،،،، یہ سارے اصول رسم ورواج اسکی سمجھ سے بالاتر تھے،،،

باباسرکار بھولا نہیں ہوں میں کچھ بھی،،، بہتر ہو گا کہ آپ بس خاموشی سے صبر کریں،،، مجھے مت روکیں جو کر رہا ہوں سب کی بھلائی کیلئے ہے،،، "!

اسنے گردن موڑے سرخ سبز اکتاہٹ بھری نگاہوں سے انہیں دیکھ کہا تھا۔۔۔۔ اسکے لہجے میں پنہاں نفرت پر جہاں آرا بیگم کا دل ہول سا گیا۔۔۔

مگر وہ کچھ نہیں کہہ پائی،،،

بالاج چھوٹی (چاہت) کو لے جانا شہر اس کا ایڈ مشن کروا دو اپنی

یونی میں__________! "

کوٹ کے بٹن لگاتے اسنے کھوئے ہوئے سے بیٹھے بالاج سکندر کو

مخاطب کیا،،

جس نے حیرت سے شمشیر کو دیکھا۔۔۔

آپ بھول رہے ہیں لالا۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ میرے امتحان چل

رہے ہیں اور اس کے بعد میں فارغ ہوں،، چاہت کا ایڈ مشن

وہاں کیسے ہو سکتا ہے۔۔۔! "

لہجے کی اکتاہٹ کو چھپانے کی حتی الامکان کوشش کرتے اسنے جھنجھلاہٹ سے کہا۔۔۔

جو سیڑھیاں سے اُترتی لاڈلی نے بخوبی محسوس کرلی تھی۔۔۔

منہ پھلائے وہ چلتی شمشیر کے پاس آئی،،،

اور ہمیشہ کی طرح سر آ گے کیا۔۔۔۔

جس پر صبح کی پہلی اور آخری مسکراہٹ نے مقابل کھڑے اس چٹان جیسے سخت شخص کے عنابی لبوں کو چھوا۔۔۔۔

سلامت رہو______! "سر پر بوسہ دیتے اسنے میٹھی سی دعا سے نوازا۔۔۔۔ تو چاہت کھل اٹھی،،،،

وہیں ایک نظر اس روٹھے نواب پر ڈالی جس کے چہرے پر صاف ناگواری چھائی ہوئی تھی۔۔

تم ساتھ ہو تو پھر کس بات کی فکر جب تک تم ہو تب تک سنبھال لو پھر میں خود دیکھ لوں گا۔۔۔۔۔۔!"

اسنے گھڑی پر وقت دیکھتے بالاج کو جواب دیا۔۔۔۔

اب سبھی کی نگاہیں اس کے چہرے پر ٹکی تھیں۔۔۔

جو صرف بھائی کی وجہ سے خاموش تھا۔

چاہت اب بھاگتی اپنے دادا کے سینے سے لگی اپنا پیار وصول رہی تھی۔۔

حویلی کی لاڈلی اکلوتی بیٹی ہونے کی وجہ سے سب کے پیار کی اکلوتی حقدار تھی وہ لڑکی،،، جسے دیکھتے ہی بالاج سکندر کو الجھن ہونے لگتی تھی۔۔۔

جیسا آپ کا حکم لالا________!" بالاج نے دھیمی مگر کرخت آواز میں کہا،،، جس پر سر کو خم دیتا وہ باہر کی جانب بڑھ گیا۔۔۔

جبکہ چاہت کا گلابی چہرہ تو بالاج کے ساتھ سفر کرنے کا سوچتے ہی گلال ہو گیا تھا__________!

••••••••••

ملک ریاض حیدر کے چار بیٹے تھے،،،سب سے بڑے تبریز ملک،،،اس کے بعد شجاعت ملک،،اسکے بعد تیسرے نمبر پر اکرم ملک اور سب سے چھوٹے زیان ملک۔۔۔۔۔۔؛"

اپنے پورے خاندان میں سے صرف ریاض حیدر ملک ہی تھے جو سب سے زیادہ غریب اور مفلس تھے۔۔۔

مگر پھر بھی اپنے رب کا شکر ادا کرتے وہ زندگی سکون سے گزار رہے تھے۔۔۔۔

بڑے بیٹے کی شادی انہوں نے اپنے دوست کی بیٹی جہاں آرا سے کی۔۔۔

جو عادات اور طبیعت کی بے حد اچھی تھیں۔۔۔۔۔شادی کے چار سال بعد بھی جب اللہ نے اولاد جیسی نعمت سے نا نوازا خاندان بھر میں باتیں ہونے لگی۔۔۔

مگراس برے وقت میں بھی تبریز ملک نے بیوی کا ساتھ ناں چھوڑا،،، حالات کے مد نظر اور کچھ پوتے کی چاہ میں ریاض ملک نے چھوٹے بیٹے شجاعت ملک کی شادی شہر میں رہائش پذیر اپنے بچپن کے ساتھی کی بیٹی سے کی۔۔۔۔

جن کا نام خدیجہ تھا۔۔۔ شادی کے بعد کچھ عرصہ تک سب کچھ ٹھیک رہا مگر پھر کچھ وقت کے بعد جیسے ہی خدیجہ کو خدا نے خوشخبری سنائی۔۔۔۔

وہ تو مانو ہواؤں میں اڑنے لگی۔۔۔ گھر میں موجود سبھی بے حد خوش تھے۔۔۔ اتنے سالوں کے بعد کوئی اچھی خبر سن کر سبھی خدا کا شکر ادا کر رہے تھے۔۔۔۔

گھر میں رونق لوٹ آئی تھی۔۔۔۔

اوراسی وجہ سے خدیجہ بیگم خود کو جہاں آرا بیگم سے برتر تصور کرنے لگی۔۔۔۔

اب انکا اصل چہرہ سب پر کھلنے لگا،، وہ زیادہ تر وقت باہر گزارنے لگی۔۔۔۔۔

شہر میں مہینوں مہینوں باپ کے گھر پر رہنا معمول بنالیا، ایسے میں جب بھی شجاعت ملک انہیں لینے جاتے وہ آگے سے لڑپڑتی کہ وہ وہاں کے تنگ ماحول میں نہیں رہ سکتی۔۔۔۔

شہر کی کھلی آب و ہوا نے انہیں کبھی بھی گاؤں میں ایڈ جسٹ نہیں ہونے دیا۔۔۔

شجاعت ملک چونکہ زمینداری کرتے تھے اور خودداری کی وجہ سے وہ سسر کو سسرال میں رہنے سے پہلے ہی انکار کر چکے تھے۔۔۔ پھر جیسے تیسے نو ماہ مکمل ہوئے۔۔۔۔

خدیجہ بیگم نے شہر میں ہی ایک خوبصورت بیٹے کو جنم دیا۔۔

یہ خوشی کی خبر سن سارا ملک خاندان ہی ہسپتال جمع ہو چکا تھا ۔۔۔۔

خوشی سے نہال ہوتے ملک ریاض ملک نے پوتے کو ہاتھوں میں لیتے چوم ڈالا۔۔۔۔۔جو غیر معمولی حسن لے کر دنیا میں آیا تھا،،،،، ملک ریاض نے فخر سے سینہ چوڑا کیے اسے سینے میں بھینچ لیا۔۔اور پھر اسکا نام اپنے نام پر رکھ دیا، حیدر شمشیر "ملک۔۔۔۔۔۔

ایک ہفتے کے بعد باپ کے اصرار پر خدیجہ بیگم ناچاہتے ہوئے بھی سسرال چلی گئی۔۔

جہاں خاندان میں سے سبھی انکے بچے کو دیکھنے آئے تھے سب مبارکباد دے رہے تھے مگر وہ ناخوش تھیں۔۔۔

کیونکہ اب انہیں شہر جانے کی اجازت نہیں تھی،، بڑھتے وقت کے ساتھ ساتھ انکی نفرت اپنے بیٹے کے لئے بڑھتی گئی۔

وہ اسے گلے کا طوق سمجھنے لگی جس کے پیدا ہونے کے بعد سے ہی انکی زندگی اجیرن ہو گئی تھی۔۔

چھ ماہ کا وہ معصوم بچہ ماں کی بجائے تائی کے پاس پایا جاتا تھا۔۔۔ اولاد کا سکھ جہاں آرا بیگم کو اس ننھی سی جان سے ملا تھا۔۔

وہ پورا دن اس سینے سے لگائے رکھتی،، نہلانا دھلانا، دودھ دینا سب کچھ انکے ہی ذمے تھے۔۔۔

شجاعت صاحب یا پھر گھر کا کوئی دوسرا فرد خدیجہ بیگم کو سمجھانا چاہتا تو وہ الٹا لڑائی لگانے لگتی۔۔۔۔

وقت یونہی پر لگا کر اڑ گیا۔۔۔۔ایک سال کے بیٹے کو سنبھالنے کی بجائے خدیجہ بیگم شہر میں رہنے لگی۔۔۔۔ جس کی وجہ سے روز جھگڑا ہوتا،،،

اور پھر آخر کار وہ تنگ آکر شوہر سے ناراض ہو کر مائکے میں رہنے لگی۔۔۔

ادھر جب ریاض صاحب اور تبریز ملک بھابھی کو لینے گئے۔۔۔۔

انہوں نے صاف انکار کر دیا،، ویسے بھی اولاد سے انہیں شروع دن سے ہی کوئی سروکار نہیں تھا۔۔۔

بالآخر تھک ہار کر وہ دونوں گھر لوٹ آئے،،،

شمشیر حیدر ماں کی بجائے اپنی تائی کو ماں ماننے لگا،،، وہ ڈیڑھ سال کا تھا جب جہاں آرا کو اللہ نے خوشی سے نوازا۔۔۔۔۔

تبریز ملک اور جہاں آرا بیگم کی خوشی کی انتہا نہیں تھی تبریز ملک پوری رات اپنے رب کے حضور سجدہ ریز رہے اس پاک ذات کا شکر ادا کرتے رہے جس نے انہیں اس نعمتِ سے نوازا تھا۔۔۔

اسکے بعد خدیجہ بیگم کبھی مڑ کے نہیں آئی،، جہاں آرا بیگم کے
ہاں بیٹا ہوا جس کا نام بلاج سکندر رکھا گیا۔۔۔۔

جہاں آرا بیگم نے اپنے بیٹے اور شمشیر حیدر میں کبھی کوئی فرق
نہیں کیا انہیں ایک جیسا چاہا،، مگر وقت نے بہت جلد شمشیر کو یہ
بات بتادی۔۔

کہ وہ اس کی ماں نہیں تائی ہیں۔۔اسکے بعد سے شمشیر حیدر انہیں
تائی جان کہتے مخاطب کرتا تھا۔۔۔

جہاں آرا بیگم نے اسے بہت سمجھایا کہ میں ماں ہوں مگر اسکا کہنا تھا کہ وہ یادرکھنا چاہتا ہے کہ اس کی ماں اسے چھوڑ کر جا چکی ہے۔۔۔۔

اس سے چھوٹے اکرم ملک انکی شادی اپنی خالہ کی بیٹی سے ہوئی تھی۔

شادی کے ایک سال بعد وہ بھی بیٹی کی پیدائش کے وقت خالقِ حقیقی سے جا ملی۔۔

ایسے میں اس معصوم پھول کو اسکے باپ اور جہاں آرا بیگم نے پالا تھا۔۔۔

جو سب کی لاڈلی تھی۔۔

گزرتے وقت کے ساتھ ساتھ بہت سے مشکل حالات کا سامنا کیا تھا ملک خاندان نے،،، بہت سے ایسے واقعات ہوئے تھے جن کی وجہ سے ان کا چھوٹا بیٹا پاگل ہو چکا تھا۔۔۔

اپنے جان سے عزیز چاچا کی حالت اور کچھ ماں کے ایسے رویے نے شمشیر حیدر سے اسکی معصومیت بچپن میں ہی چھین لی تھی،، اب وہ بدلہ لینا چاہتا تھا۔۔۔

اپنے چچا کی حالت کے پیچھے وجہ بنے ان سبھی لوگوں سے جن کے دھوکے فریب کی وجہ سے اسکے جان سے عزیز چچا اپنا ذہنی توازن کھو بیٹھے تھے۔۔۔۔

اپنی محنت سے اور لگن سے وہ انیتس سال کی عمر میں ہی ملک کے مشہور بزنس مینز میں شمار ہوتا تھا۔۔۔۔

اتنا نام اور دولت کمانے کے باوجود بھی اسکی زندگی بے سکون تھی اور اس سکون کو وہ صرف ایک ہی طریقے سے حاصل کر سکتا تھا۔۔۔اپنے چچا کی حالت انکی بربادی کی وجہ بنے ان سبھی لوگوں سے بدلہ لے کر ______!"

تیاری کیسی ہے________؟''گاڑی سے چند انچ دوری پر کھڑی منت کے اکتائے ہوئے چہرے کو دیکھتے ذکی نے ہاتھ پینٹ کی پاکٹ میں ڈالے استفسار کیا۔۔۔۔

وہ سخت قسم کی ناراض تھی جبھی اسکی بات کا جواب دینا تو دور وہ سننا بھی نہیں چاہتی تھی۔۔۔۔

منی میں تم سے ہوں یار۔۔۔۔۔اچھا سوری آئندہ تمھیں بتا کے جایا کروں گا۔۔۔۔۔!''اسکی ناراضگی کا عرصہ طویل ہونے سے پہلے سے ذکی نے کانوں کو ہاتھ سے چھوتے معذرت خواہ انداز میں کہا

۔۔۔منت کے ہونٹوں پر یک دم سے مسکراہٹ رینگی اور پھر سمٹ گئی۔۔۔

سوچوں گی کہ معاف کرنا ہے یا نہیں،،،ابھی تم جاؤ یہاں سے "مجھے نوٹس ریڈ کرنے ہیں ایک بار۔۔۔۔

گاڑی سے ٹیک لگائے کھڑے راب کی پشت کو دیکھتی وہ خفگی سے بولی،،،ذکی نے گہرہ سانس فضا کے سپرد کیا۔۔۔

اوکے میں ویٹ کروں گا آج۔۔۔۔۔۔۔ہم لانگ ڈرائیو پر "چلیں گے۔۔۔؛

ذکی نے بازو پر دباؤ دیتے محبت سے بھرپور لہجے میں کہا۔۔

منت کی آنکھیں گہری ہوئی۔۔۔۔۔اوکے ڈن۔۔۔۔۔!"اسکے ہاتھوں کو تھامتی وہ چہکتے ہوئے بولی۔۔۔ جس پر ذکی نے شکر بھری سانس خارج کی اور پھر چند باتیں کرتا وہ بنا راب سے ملے وہیں سے گیٹ کی طرف بڑھ گیا۔۔۔

راب۔۔۔۔۔۔!" وہ چلتی اسکے قریب آئی۔۔۔

جی۔۔۔۔؛" آنکھیں جھکائے عزت سے کہا گیا۔۔۔۔

" یہ تم جی جو کو رہنے نہیں دیتے ذرا۔

کمر پر ہاتھ ٹکائے حالصتا لڑاکا عورتوں کی طرح کہا گیا جملہ راب کے ہونٹوں پر مسکراہٹ بکھیر گیا۔۔۔

عادت ہے چھوٹتی نہیں۔۔۔۔۔"ہاتھوں کو دیکھتا وہ صاف گوئی سے بولا۔۔۔۔

میں کچھ سوچ رہی ہوں تمہارے لیے۔۔۔۔۔۔۔۔!"وہ دونوں اب ایک ساتھ چلتے کوریڈور کی طرف بڑھ رہے تھے۔۔۔

کئی لڑکیوں کی اشتیاق بھری نگاہوں سے اس خوبرو نوجوان کو دیکھ رہی تھیں جو نظریں جھکائے سنجیدگی سے اپنے راستے پر چل رہا تھا،،

اچھا کیا سوچ رہی ہیں آپ۔۔۔۔۔!" چہرے پر شگفتگی بھری مسکراہٹ تھی جو منت شاہ کے ساتھ بات کرتے ہمہ وقت اسکے چہرے کا احاطہ کیے ہوئے ہوتی۔

میں سوچ رہی ہوں کہ تمہارے لیے کوئی اچھی سی لڑکی ڈھونڈ لوں،، ویسے بھی اب میری شادی ہو جائے گی تو تمہارا دھیان رکھنے والا بھی تو کوئی ہونا چاہیے۔۔۔۔"

اپنے حساب سے وہ اسے ایک بے حد مفید مشورے سے نواز رہی تھی، مگر اسکی غیر متوقع گفتگو سنتے ناچاہتے ہوئے بھی راب خانزادہ کے قدم تھمے،،

اسنے بے تاثر نگاہوں سے اپنے پاس کھڑی اس اپسرا کو دیکھا۔

جس سے محبت ہونا ایک غیر فطری عمل تھا،، کیسا وقت تھا، آج اسکی محبت اسکے سامنے کھڑی اسے شادی کا مشورہ دے رہی تھی،، اسکا چہرے سرخ پڑنے لگا۔۔

وہ کئی لمحوں تک بول نا سکا،، سن ساکت کھڑا وہ منت کو دیکھے گیا جو اسکے اچانک ایسے ردِ عمل پر خاموش تھی یا پھر حیرت سے اسے دیکھ رہی تھی۔

کیا ہوا۔۔۔۔۔؟" اسنے چونکتے حیرانگی سے پوچھا۔۔

نتھنگ۔۔۔۔۔"وہ لمحوں میں خود کو کمپوز کرتا ہلکی سی آواز میں منمنایا۔اور پھر اسے ایکسکیوز کرتے وہ ایک طرف موبائل فون لیے مصروف ہو گیا۔۔۔

یہ کئی بار پاگلوں جیسی حرکتیں کیوں کرتا ہے۔۔۔۔؟"اسکی پشت کو گھورتی منت خود سے بڑبڑائی۔۔

♠♣♠

آپ کو کیوں لگتا ہے کہ آپ کی کمپنی اس پراجیکٹ کو ڈیزرو کرتی ہے۔۔۔؟حالانکہ آپ کی کمپنی ابھی حالیہ متعارف ہوئی ہے ۔۔۔کروڑوں انویسٹ کرنا وہ بھی ایک ایسی کمپنی ایسے لوگوں

کے ساتھ جو کہ خود بزنس کی دوڑ میں نئے ہوں۔۔۔۔ مجھے نہیں لگتا یہ ایک فارمل سی بات ہے۔۔۔۔ "!

نیو یارک کی تین بہترین کمپنیوں میں سے ایک کمپنی کے ڈاریکٹ ہیڈ کے سامنے بیٹھا وہ بالکل سپاٹ چہرے سے اسے دیکھ رہا تھا۔۔۔

کمرے میں چھائی خاموشی اس بات کا ثبوت تھی کہ سٹیفن کی کہی ہر ایک بات درست تھی،، جو کہ میز کے دوسری جانب بیٹھے ،ان دس مشہور بزنس مین میں سے ہر کوئی بخوبی جانتا تھا۔

شمشیر حیدر کوئی آسان ہدف نہیں تھا،

گزشتہ سالوں سے اس کے بزنس کی بڑھتی رفتار سے سبھی سکتے میں تھے مگر وہ نو کے نو اس بات سے بھی بخوبی واقف تھے کہ اس وقت وہ ایک ایسی ورلڈ بیسٹ کمپنی میں بیٹھے تھے، جہاں پیسے لگاتے ہوئے کسی بھی قسم کا رزک نہیں اُٹھایا جاتا تھا۔۔

شمشیر کے متعلق تبصرے کو سنتے وہاں موجود ان سبھی نے کچھ مطمئن ہوتے سکون کا سانس خارج کیا۔۔

سٹیفن کی نیلی آنکھیں اس وقت صرف شمشیر حیدر پر تھیں، وہ یقیناً اس خبر کے بعد اسکاری ایکشن دیکھنا چاہتا تھا مگر اسکے سپاٹ چہرے سے کسی بھی قسم کا اندازہ لگانا بے حد مشکل تھا۔

کیا آپ کچھ کہنا چاہیں گے مسٹر شمشیر۔۔۔۔؟" سٹیفن نے بلیک تھری پیس میں ملبوس ان گہری سبز نگاہوں کو جانچتے ہوئے استفسار کیا۔۔

وہ یہ پوچھنا نہیں چاہتا تھا مگر وہ پوچھ بیٹھا تھا جانے کیوں یہ الفاظ اسکے منہ سے خود ہی ادا ہوئے تھے۔۔

مجھے نہیں لگتا کہ میری کوئی بھی لمبی چوڑی تمہید آپ کے فیصلے کو بدل سکتی ہے۔۔۔!" کندھے اچکاتے اسنے بالکل لاپرواہی سے کہا تھا۔۔

سٹیفن کے لئے اسکا جواب غیر متوقع تھا۔۔

وہ ہاتھ کی مٹھی بنائے تھوڑی کے نیچے رکھے اس الجھے پزل گیم کی طرح دکھتے شخص کو دیکھے گیا۔۔۔

جب تک آپ میرے ساتھ کام نہیں کریں گے مجھے نہیں لگتا کہ میری کسی بھی لمبی چوڑی تمہید کا کوئی فائدہ ہوگا،، آپ کے پاس چوائس ہے آپ کسی کے ساتھ بھی پراجیکٹ کر سکتے ہیں مجھے کوئی ایشو نہیں ہوگا۔۔ ہاں اگر آپ میرے ساتھ کام کرنا پسند کریں گے تو یہ میرے لیے خوشی کی بات ہوگی۔۔۔!"

کمرے میں ایک بار پھر سے خاموشی چھائی تھی،، وہ دس کے دس دنیا کے بہترین کمپنیوں کو پریزنٹ کر رہے تھے، ہر ایک کے پاس بہتر سے بہترین تجزیہ اور تجربہ موجود تھا۔

اور ہر کوئی اس پراجیکٹ کو حاصل کرنے کا کام خوشامدی سے کر رہا تھا،، خوش اخلاقی کے ساتھ تعریفوں کے پل باندھے وہ مکمل طور پر سٹفین کا دل جیتنا چاہتے تھے۔

جبکہ ان سب میں واحد شمشیر حیدر تھا جو پچھلے آدھے گھنٹے سے بالکل خاموش بے تاثر چہرے سے بیٹھا تھا۔

اسکی خاموشی بری طرح سے چبھی تھی سٹیفن کو،،وہ جس جگہ کام کرتا تھا اتنا تو وہ جانتا تھا کہ یہ سب صرف اور صرف اس کی چاپلوسی کر رہے ہیں مگر پھر بھی اسے شمشیر کا یوں خاموش رہنا بے حد برا لگا تھا۔۔

میں چاہتا تو یہاں اپنے کسی امپلائے کو بھیج سکتا تھا مگر میں خود آپ سے ملنا چاہتا تھا،،اس بار وہ صاف گوئی سے بولا،سٹیفن کے چہرے پر ہلکی سی مسکراہٹ ابھر کر معدوم ہوئی۔۔

بزنس میں پرافٹ اور لوس دونوں ہوتا ہے،،میں کوئی جھوٹ کے پلندے نہیں باندھوں گا،،مگر آئی ہوپ سو کہ آپ اگر یہ ڈیل مجھ سے طے کریں گے تو آپ کو مایوسی نہیں ہو گی۔۔۔!"

وہ کہتے جگہ سے اٹھا تھا۔۔ سٹیفن ابھی تک اس خوبرو جوان کو دیکھ رہا تھا،، جس نے محض چند باتیں کی تھیں اور ان چند باتوں میں وہ اپنا مدعا بہت اچھے سے اس تک پہنچا چکا تھا۔۔

"! نائس ٹو میٹ یو مسٹر شمشیر حیدر۔۔۔۔۔۔۔۔

اسکے کھڑے ہونے پر سٹیفن مسکراہٹ کے ساتھ جگہ سے اٹھا اور مباحثہ کرنے کو ہاتھ آگے بڑھایا۔۔

جسے شمشیر نے تھام لیا۔۔۔ سٹیفن اس بار بھی اسکے چہرے کو جانچنے سے قاصر رہا تھا وہ پہلی بار کسی سے ملنے کے لیے جگہ سے

اٹھا تھا شاید شمشیر کے چہرے کے تاثرات کو جانچنے کے لئے کہ وہ کیا کرتا ہے مگر اسے بری طرح سے ناکامی ہوئی تھی۔۔

He is a disgusting Man.."

آنکھوں سے اوجھل ہوتی اسکی پشت کو دیکھتا وہ بولے بناناں رہ سکا ۔۔

••••••♠••••••

دولہن کے لال جوڑے میں ملبوس وہ سرتاپیر سجی، ہاتھوں میں بھر بھر کر لال سہاگ کی چوڑیاں ڈالے، چہرے پر روایتی مگر خوبصورت میک اپ کیے بے تحاشہ حسین دکھ رہی تھی۔

بالآخر آج وہ دن آہی گیا تھا جس کا اسے بے صبری سے انتظار تھا۔

دھڑکنوں کا شور اسے اپنے کانوں میں محسوس ہو رہا تھا چہرے پر ایک خوبصورت خوشیوں سے بھرپور مدہم سی مسکراہٹ تھی،،

وہ اس وقت کسی اور دنیا میں مقفل اپنے خوابوں کے جہاں میں کھوئی ہوئی تھی، کمرہ مکمل خاموشی میں ڈوبا ہوا تھا،،

جس کی پرواہ اس سجی سنوری دولہن کو بالکل بھی نہیں تھی، وہ جانتی تھی اسکے نکاح کی تیاری شروع ہو چکی ہو گی اور بس یہی وہ لمحات تھے۔

جب دل کی حالت غیر ہونے لگی،، ہاتھوں کی ہتھیلیاں پسینے سے عرق آلود ہوئیں تھی۔

دل میں پوٹھتے خوشیوں بھرے کونپل نئی خوشگوار زندگی کی نوید تھی،

چہرہ چودھویں کے چاند کی طرح روشن شاداب تھا۔

یک دم سے دروازے کھولے ملازمہ بھاگتی اسکے قریب آئی،،
کاجل سے لبریز نین کٹورے اٹھائے وہ شرم وحیا کا پیکر بنے لبوں
پر مدہم سی مسکراہٹ سے اپنی طرف آتی ملازمہ کو دیکھ
مسکائی۔۔

"بی بی جی۔۔۔۔۔۔!

ملازمہ کی کہی غیر متوقع بات نے ایک پل میں اس دولہن کا چہرہ
سفید پڑا تھا۔

آنکھیں خوف ودہشت سے پھیل گئی۔۔وہ یک دم جگہ سے اٹھتی
باہر کی جانب اندھادھند بھاگی تھی۔۔

تھوڑی دیر پہلے جو دھڑکنیں خوشی سے بکھری تھیں اب وہی دھڑکنیں خوف سے دھڑک رہی تھیں۔ سیڑھیوں سے پاگلوں کی طرح اترتی وہ سجے سنورے محل نما گھر کے بیچوں بیچ کھڑے اپنے بابا اور اپنے ہونے والے ہمسفر کو دیکھ بے ساختہ سانس روکے وہیں برف کی مانند منجمد ہوئے وجود سے کھڑی ہو گئی،،۔

پاؤں ایسے تھے جیسے ہلنے سے انکاری تھی، ٹانگیں خوف سے کپکپا رہی تھیں،،

وہاں موجود لوگ اب تماشائی بنے اس صورتحال کا مزہ لوٹ رہے تھے۔

سوری مگر میں آپ کی بیٹی سے شادی نہیں کروں گا ویسے بھی میں اسے پسند نہیں کرتا،، اور اب سب کچھ جان کر تو بالکل بھی نہیں کروں گا۔۔۔ !"

وہ لڑکا اسکی محبت اسکے باپ کے سامنے ڈٹا کھڑا شادی والے دن شادی کرنے سے انکار کر رہا تھا،،

آنسوں لڑیوں کی طرح اسکے آنکھوں سے بہتے رخسار کو بھگو رہے تھے،،، مگر وہ روئی نہیں تھی وہ روتی بھی کیوں،، کس کے لیے،، یہ آنسوں تو بس ایسے ہی خود بخود آنکھوں میں آئے تھے۔۔

"اگر تمہیں کوئی مسلئہ ہے تو ہم بیٹھ کر بات کرتے ہیں؟

اب اسکے بابا اس لڑکے کی منت کر رہے تھے، جس کے تھوڑی دیر پہلے کہے الفاظ ابھی تک اس معصوم کے ذہن میں گونج رہے تھے۔

سوری انکل میں تو کیا،، کوئی بھی عقل والا شخص آپ کی بیٹی سے شادی نہیں کرے گا تو مجھے بخش دیں، چلیں ممی۔۔۔۔۔"!

اپنی ماں کو مخاطب کرتا وہ بنا رکے تیزی سے باہر نکل گیا۔۔۔۔

اسکے بابا اس لڑکے کے پیچھے ہی اسکی منت کرتے باہر کو نکلے تھے, ایک شور سا برپا ہو چکا تھا اس گھر میں،، تھوڑی دیر پہلے یہ شور رونق کا سماں باندھ رہا تھا۔

مگر اب یہی شور کسی کی تباہی، بربادی کا سبب بنا تھا۔۔۔

مجمعے میں سے کسی کی آواز گونجی تھی۔۔اسکے بابا بے ہوش ہو چکے تھے،اتنی ذلت اتنی رسوائی برداشت کرنے کے بعد بھلا کوئی "باپ زندہ رہ سکتا تھا کیا....؟

آنسوں اسکی آنکھوں سے اب بھی بہہ رہے تھے مگر یہ آنسوں نہیں تھے، یہ تو بس اسکا غرور مان تھا جو آنکھوں کے رستے بہتا جا رہا تھا۔۔۔

وہ مردہ لاش اب بے ترتیب قدموں سے اُترتی اپنے باپ کے پاس جا رہی تھی۔

جو شاید اپنی زندگی کی آخری سانسیں گن رہا تھا۔

•••••• ❤ •••••••

سائن کروان پر.......!"ایک گھنٹے کے بعد اسے بالاج کی آواز سنائی دی، اپنے سامنے موجود کاغذات کو ایک نظر دیکھ اسنے نم نگاہوں سے اس پتھر دل شخص کو دیکھا۔

جو اسے ویٹنگ ایریا میں بٹھا کر جانے کہاں چلا گیا تھا۔۔

لبوں کو موڑتے وہ گہرہ سانس لیتے بنا کچھ کہے کاغذات تھام گئی۔۔

ان میں کیا ہے۔۔۔؟"اسنے الجھن سے اسے دیکھا جس کا چہرہ حد سے زیادہ سنجیدہ تھا۔

تمہاری موت کے کاغذات ہیں بے وقوف لڑکی،، ظاہر سی بات ہے ایڈمیشن کے لیے آئی ہو، تو ایڈمیشن فارم ہے اور کچھ ضروری کاغذات۔۔۔۔! "

وہ جھنجھلاہٹ سے اسکے سر کو گھورتا بولا، چہرہ وہ محترمہ جھکائے بیٹھی تھیں۔

چاہت کو عجیب سی شرمندگی ہوئی، اسکے قریب بیٹھی دو لڑکیاں کافی دیر سے انکی طرف ہی متوجہ تھی۔

یا پھر یہ کہنا بہتر تھا کہ صرف بالاج سکندر کی طرف۔۔۔۔

پین۔۔۔!''آنسوں کا گولہ حلق سے اتارتے اسنے بجھے دل سے ہاتھ آگے کرتے کہا تھا۔۔

پورا راستہ وہ اسی خاموشی سے اسکے ساتھ آئی تھی،

اگر وہ یہ سمجھی تھی کہ اس کے ساتھ لمبا سفر کر کے وہ بہت سی باتیں کرے گی اس سے دوستی کر لے گی تو وہ بالکل غلط تھی،
اسنے تو سرے سے اسے دیکھا تک نہیں تھا

بات کرنا تو بہت دور کی بات تھی۔۔

اور اب بھی وہ ایک گھنٹے سے اس اجنبی جگہ بیٹھی پاگلوں کی طرح اس کا انتظار کرتی رہی تھی جو آتے ہی اس پر برس رہا تھا۔۔۔

یہ لو۔۔۔۔؛" بالاج نے پین نکالتے اسکی طرف بڑھایا۔۔۔

"!.......بب بالاج یی یہ کلک کیا ہوا آپ کے ہی ہاتھ پر

اسکے ہاتھ پر بندھی پٹی کو دیکھتی وہ خوف سے آنکھیں پھیلائے سر اٹھاتی اسے دیکھ بولی۔

"!کچھ نہیں ہوا تم سائن کرو پیپر ز پر۔۔۔۔۔

بالاج کو احساس ہوا تھا کہ یہ لڑکی ضرورت سے زیادہ پاگل تھی، جبھی گہرہ سانس لیتے اسنے محض اتنا ہی کہا۔۔۔

اب یہ تو بتانے سے رہا کہ پچھلے ایک گھنٹے سے وہ لڑکوں سے لڑتا رہا تھا اور پھر اپنے کام سے فارغ ہو کر وہ پٹی بھی محترمہ کی وجہ سے کروا کر آیا تھا۔

جو پٹی کو دیکھ حیران ہو گئی تھی۔

مم مگر یہ چچچ چوٹ کیسے للل لگی۔۔۔۔!" چاہت نے خوفزدہ سی نگاہوں سے اسکے چہرے کو دیکھا، نچلے ہونٹ کے قریب بھی ہلکا سا زخم تھا۔۔

جو غور سے دیکھنے پر نظر آیا تھا۔۔ری لیکس چاہت کچھ نہیں ہے
ٹھیک ہوں میں۔۔۔۔۔ چلو سائن کرو، ہمیں واپس گھر کیلئے بھی
"نکلنا ہے۔۔۔۔

وہ جانتا تھا پریشانی یا پھر خوف کے سبب وہ اکثر پینک ہو جایا کرتی
تھی

اور اب بھی ایسا ہی ہوا تھا،، اس لیے وہ اسکے پاس بیٹھتا اسے
بہلانے لگا۔۔۔۔

غصے کا کوئی فائدہ یا اثر نہیں تھا فل وقت۔۔۔

اوکے۔۔۔"خود پر اوڑھی سفید بڑی سی چادر کے کونے سے آنسوں صاف کرتی وہ تابعداری سے سر ہلاتے بولی۔۔

بالاج نے شکر بھرا سانس خارج کیا اور پھر پیپرز اس سے لے لئے۔۔۔۔

قاسم ادھر آؤ۔۔۔۔۔!" پیپرز چاہت سے لیتا وہ تھوڑے فاصلے پر کھڑے اپنے دوست کو پکارنے لگا۔۔

جو فوراً سے اسکے پاس آیا تھا۔۔

"یہ لو سبمنٹ کروادو....!

اسے ڈاکیومنٹ تھماتے وہ دوبارہ سے چاہت کے پاس آیا۔۔۔

"چلیں۔۔۔۔

چاہت بنا کچھ کہے فوراً سے اٹھی تھی۔۔

مجھے نہیں پڑھنا یہاں پر۔۔۔۔!"گاڑی میں بیٹھتے ہی محترمہ نے شوشا چھوڑا۔۔۔

بالاج نے سر کو ہاتھوں سے دباتے ایک نظر بھاگتی سڑک پر ڈالی اور پھر اپنے برابر میں بیٹھی چاہت محترمہ پر۔۔۔۔۔

اور ایسا کیوں۔۔۔۔۔؟" وہ پوچھنا نہیں چاہتا تھا مگر اب پوچھ بیٹھا تھا۔

یہاں سب بہت عجیب ہیں، لڑکے ایسے گھورتے ہیں۔۔۔اور۔۔۔۔۔!"

ایک دم سے بالاج نے گاڑی جھٹکے سے روکے اسے حیرت سے سوالیہ نگاہوں سے دیکھا۔۔۔

چاہت اسکی غصے بھری نگاہوں کو خود پر پاتے سٹپٹا گئی۔۔

کونسے لڑکے،،، ؟کس نے دیکھا تمہیں؟" تنے اعصاب سے بھینچے جبڑوں کے ساتھ وہ طیش کے عالم میں غرایا تھا۔۔

چاہت کو اب اپنے منہ سے نکلے جملے کا احساس شدت سے ہوا۔۔

ننن نہیں للل لڑکیاں بھی ددد یکھتی ہیں۔۔۔! "بات سنبھالنے کو وہ جو منہ میں آیا بولتی چلی گئی۔۔

اسکے بر عکس بالاج کے تاثرات اتنے کی سخت تھے۔جتنے

پہلے______!

چاہت نے بلیک شرٹ میں سے جھانکتی اسکی آدھی کلائی سے نظریں دوڑاتے ہاتھ میں موجود ریسٹ واچ پر ڈالی اور پھر سٹیئرنگ پر رکھی اسکی بند ہاتھ کی مٹھی پر۔۔۔

جو وہ غصّے سے بھینچ چکا تھا۔۔۔

"!سسس سوری۔۔۔۔۔۔

ڈونٹ۔۔۔۔ تم کل میرے ساتھ واپس آؤ گی،اور جس جس نے تمہیں دیکھا ہے مجھے بتاؤ گی میں خود دیکھ لوں گا

"باقی۔۔۔۔

گردن کی رگیں تنی ہوئی تھیں۔وہ جانتا تھا اگر بات معمولی ہوتی تو چاہت اس طرح سے کبھی یونی جانے سے انکار ناں کرتی،،وہ بھی تب جب اسنے خود شمشیر کو آگے پڑھنے کے لئے منایا تھا۔۔

اور اگر وہ کہہ رہی تھی تو یقیناً کسی لڑکے نے اسے ٹیز کیا تھا۔۔

سسسس سائیں میں کہہ رہی ہوں ناں کچھ نہیں ہے

"بس۔۔۔۔؛

Will you please shut up..."

اسکی بات کو بیچ میں ہی ٹوکتا وہ غرایا تھا۔۔

وہ جانتا تھا چاہت اسے کبھی نہیں بتائے گی مگر جاننا اسکے ناممکن نہیں تھا۔۔

"وہ جانتا تھا اسے کیسے پتہ کرنا تھا یہ سب۔۔۔

اب وہ خاموشی سے اگلا لائحہ عمل سوچ رہا تھا جبکہ چاہت اپنے منہ سے انجانے میں نکلے الفاظ پر پچھتا رہی تھی۔۔

○○○○○○○○○

نیویارک کے ایک مہنگے ترین ہوٹل میں وہ اپنی رہائش گاہ میں مقیم رات کے دس بجے صوفے پر بیٹھا سنجیدگی سے اپنے کام میں مصروف تھا۔

وقتاً فوقتاً ایک نظر وہ میز پر رکھے ڈاکیومنٹس کو دیکھ رہا تھا، لیپ ٹاپ کے کی بورڈ پر اسکی مخروطی انگلیاں بہت تیزی سے چل رہی تھیں۔۔ سبز آنکھوں میں ایک ٹھہراؤ تھا۔۔

وہ بنا سوئے مسلسل دس گھنٹوں سے اپنا کام کر رہا تھا، ہیٹر کے سبب ہوٹل روم کا ٹمپریچر بالکل نارمل تھا۔۔۔

سفید دھاری دار شرٹ کے کف کہنیوں تک فولڈ کیے وہ بے حد سنجیدگی سے اپنے کام میں مصروف تھا۔

وہ جانتا تھا سٹیفن سے ہوئی اسکی پہلی ملاقات "Do or die" سچویشن تھی،

یا تو آر یا پار۔۔۔۔۔۔ مگر اسے اس بات کی ہر گز پرواہ نہیں تھی۔۔ وہ کام ایمانداری سے کرنے کا عادی تھا۔

مگر محض ایک کانٹریکٹ جیتنے کے لیے وہ کسی کی خوشامد نہیں کر سکتا تھا،

ایم بی اے کرنے کے بعد اسنے پاکستان کی بہت سی اچھی کمپنیوں میں اپلائی کیا تھا، اسکی قسمت اچھی ہو یاں ناں اکیڈمک ریکارڈ بے حد متاثر کن تھا،، میٹرک کے بعد کی ساری تعلیم اسنے سکالرشپ سے حاصل کی تھی وہ بھی امریکہ کی ایک اچھی یونیورسٹی میں سے

"___

اور ایسا ممکن نہیں تھا کہ اتنے بریلینٹ ریکارڈ رکھنے والے شخص کو کوئی بھی کمپنی انکار کرتی،، شمشیر حیدر اس بات سے واقف تھا

۔۔

اور اسکے اندازے کے مطابق اسے ہر جگہ سے دو دن کے اندر ہی بنا انٹریو کے ہی جاب کی آفر موصول ہو چکی تھی۔

اور بہت سوچ سمجھ کے بعد اسنے ایک کمپنی کو چنا تھا۔۔

جہاں اسے ہائی سیٹس میں سے ایک پر رکھا گیا تھا۔۔۔ سنئیر عہدے سے ڈاریکٹ مینجر کی سیٹ اسنے چھ ماہ کی بہترین کارکردگی سے حاصل کی تھی۔

وہ کسی کے ماتحت ہو کر کام نہیں کرنا چاہتا تھا اپنی تنخواہ کا ایک معقول حصہ وہ بطور امانت بینک میں اپنے پرائیویٹ اکاؤنٹ میں رکھتا آیا تھا۔۔

چھ ماہ کے بعد اسنے تقریباً دس لاکھ کے قریب اپنی کل جمع پونجی سے سٹاک مارکیٹ سے شیئرز خریدے تھے،

کراچی میں ایک یونی فرینڈ اور امریکہ میں مقیم اپنے دوست کے ساتھ مل کر اسنے پہلی برانچ کا آغاز کیا تھا۔۔ جس کا ایک پارٹ امریکہ میں تھا مگر امریکہ کی نسبت پاکستان میں موجود برانچ کافی

ترقی سے کام کر رہی تھی اور وجہ شمشیر حیدر کی محنت اور وقت تھا۔

جو وہ دن رات کا فرق بھلائے اپنے کام میں جی جان سے صرف کر رہا تھا۔

مارکیٹ میں پرائس بڑھنے پر شئیرز کو اسنے اچھی خاصے داموں میں فروخت کیا تھا۔۔اور پھر اپنے دوستوں سے حاصل کی ابتدائی مدد کی رقم ان دونوں کو ادا کرتے خاموشی سے علیحدگی اختیار کر لی۔۔

جس کمپنی میں وہ کام کرتا تھا اسکے مالک کے لیے شمشیر کا الگ برانچ بنانا کسی جھٹکے سے کم نہیں تھا۔۔۔

وہ رات وہ کراچی میں اسکے پرائیویٹ اپارٹمنٹ میں پہنچا تھا۔۔۔ مگر شمشیر نے انہیں معذرت کے ساتھ بتا دیا تھا کہ اسکے کام کا دورانیہ مکمل ہو چکا ہے اور اب وہ آزاد ہے جہاں چاہے جس کے ساتھ مرضی کام کر سکتا تھا۔۔

یہ اسکے لئے کسی چیلنج سے کم نہیں تھا۔۔

گزشتہ پانچ سالوں سے اسنے وہ مقام ورتبہ حاصل کیا تھا جو تیس سالہ نوجوان کے لیے حاصل کرنا کسی بھی طور ممکن نہیں تھا۔۔

پر کرتا تھا،، آریا "Do or die" وہ بزنس صرف پار۔۔۔۔۔۔! "جھوٹے دعوے یا پھر باتیں اسکی ڈکشنری میں وقت کے ضیاع کے سوا اور کچھ بھی نہیں تھا۔

اسی اصول کے تحت وہ ان پانچ سالوں میں کام کرتا آیا تھا اور پاکستان بیسٹ بزنس ٹائکون کا ایوارڈ پچھلے سال وہ اپنے نام کر چکا تھا۔۔

بزنس کے چھوٹے سے بڑے ہر ایشو کو وہ انگلیوں پر سلجھانے کا ماہر تھا۔۔اسکے پاس ہر پلین کا بیک اپ پلین ہوتا تھا شاید اسی وجہ سے وہ آج تک کسی بھی جگہ ناکام نہیں ہوا تھا۔

وہ اس وقت اپنے پراجیکٹ کو فائنل ٹچ دے رہا تھا جب میز پر پڑے اسکے موبائل پر مخصوص رنگ بجی۔۔

سیکنڈ کا کھیل تھا جب اسکی شفاف پیشانی پر ایک ساتھ بل نمایاں ہوئے،،

لیپ ٹاپ کو بیک کرتے اسنے موبائل کو لیپ ٹاپ سے اٹیچ کیا،

کچھ ای میلز کے علاوہ ویڈیوز تھیں جو پچھلے چار دنوں سے پینڈنگ تھی اور اب بھی گوہر نے اسے مسیج کرتے آگاہ کیا تھا کہ وہ بعد میں غصہ ناں ہو۔۔۔۔۔

اور ایسا ہی ہوا تھا۔۔ کام کے سبب وہ ای میلز دیکھنا بھول گیا تھا۔۔۔

اسکے ایمپلائز کے علاوہ گوہر کے میسجز اور کچھ ویڈیوز تھیں، شمشیر نے سب سے پہلے گوہر کی بھیجی ویڈیوز میں سے ایک پر کلک کیا۔

ویڈیو سکرین پر نمودار ہوتے ہی شمشیر کی سبز آنکھوں میں عجیب سے تاثرات ابھرے،،

وہ سنجیدگی سے سکرین کی طرف دیکھتا اب دونوں ہاتھوں کو مٹھی کی شکل میں دبوچتے تھوڑی کے نیچے رکھ گیا۔

وڈیو کا منظر انجانا تھا مگر اس میں نظر آتی وہ لڑکی وہی تھی جسے وہ شاید اُس سے بھی زیادہ اچھے سے جانتا تھا۔ سکرین پر نظر آتا منظر بالکل پہلے کی طرح کا ہی تھا۔۔۔

آدھی وڈیو کے بعد ہی شمشیر نے وڈیو چینج کر دی۔۔ایک پھر دو پھر تیسری اور پھر چوتھی ویڈو کو چینج کرنے کے لیے اسنے جیسے

ہی کی بورڈ کے بٹن پر کلک کرنا چاہا ایک دم سے اسکے دماغ میں جھماکا ہوا۔۔

انگلیوں کی گردش رکی تھی، وہ اب دم سادھے سکرین پر ابھرتے ان دو چہروں کو دیکھ رہا تھا جن میں سے ایک چہرے سے وہ واقف تھا مگر دوسرا ______؟" سیکنڈ کے بیسویں حصے میں اسے ادراک ہوا تھا۔۔

کہ یہ سب کچھ کیا چل رہا تھا اور اب وہ جان چکا تھا گوہر نے اسے مسیج کیوں کیا تھا۔۔۔

وڈیو اس لڑکے کے چہرے پر سٹاپ کرتے وہ فون اٹھاتے کھڑکی کی طرف بڑھا۔۔۔

"کب سے چل رہا ہے یہ سب۔۔۔۔۔؟

اپنے ازلی سپاٹ لہجے میں ڈائریکٹ سوال پوچھا۔۔۔

"میں آپ کو بتانا چاہتا تھا مگر۔۔۔"

Don't say any thing else, I Wanna know everything about this All matter."

اسکی بات کو بیچ میں ہی کاٹتے شمشیر دبے دبے لہجے میں غرایا تھا۔۔۔ یہاں اسکا ضبط جواب دے جاتا تھا۔۔۔

وہ جانتا تھا وہ خود پر قابو نہیں رکھ پاتا اور وہ رکھنا بھی نہیں چاہتا تھا۔۔

"سوری سر______ ایک ہفتے سے۔۔۔۔!"

گوہر نے بلا جواز کہا۔۔۔

"کتنی بار یہ دونوں مل چکے ہیں۔۔۔۔؟" کھڑکی سے باہر جھانکتی اس رنگین دنیا کو دیکھتا وہ ہاتھ گلاس وال پر رکھتے لہجے کو حتی الامکان طور پر قابو کرتے گویا ہوا۔۔۔

"تقریباً ہر روز ________؛

گوہر نے اس بار شرمندگی سے جواب دیا۔۔۔۔

"تو پھر ڈوب مرو گوہر ابراہیم۔۔۔۔۔۔! اگر اگلے دو گھنٹے میں یہ لڑکا مجھے ہاسپٹل کے بیڈ پر ناں ملا تو اگلے چار گھنٹوں میں تم ضرور میت کے کفن میں ہو گے۔۔۔۔۔!"

اسنے بنا لگی لپٹی کے اسے آئنیہ دکھایا_____ اس کی بات سنتا گوہر سچ میں گڑبڑایا تھا اتنا تو وہ جانتا تھا کہ اگر شمشیر حیدر یہ سب کہہ رہا تھا تو یقیناً وہ کرنے سے باز آنے والوں میں سے بھی نہیں تھا۔

Your Time starts now."

کھٹاک سے فون بند ہوا تھا اور اگلے ہی لمحے گوہر کے کانپتے ہاتھوں سے گرتا وہ زمین بوس کو چکا تھا۔۔۔

اکبر گاڑی نکال________!" ماتھے پر تیرتے پسینے کو رومال سے صاف کرتے وہ اونچی آواز میں بولا۔

سائیں پلیز آپ کسی سے کچھ مت کہیے گا، میں میں بتا رہی ہوں
"!.... ناں کہ کچھ نہیں ہوا

گاڑی جیسے ہی کچے راستے پر مڑی، چاہت نے ایک بار پھر سے اسے سمجھانا چاہا، وہ نہیں چاہتی تھی کی بالاج کو کسی بھی قسم کا شک ہو یا پھر اسکی وجہ سے بالاج کسی سے جھگڑا مول لے۔۔۔

ڈھیٹ تو واقعی میں بہت ہو،، چاہت۔۔۔۔ مگر اس بار تم اگر مجھ سے بچنا چاہتی ہو تو بہتر یہی ہو گا کہ خاموش رہنا۔۔۔"

اسکے سائیں کہنے پر وہ ٹونٹ کرتا منہ ہی منہ میں بڑبڑایا،۔

چاہت کلس کے رہ گئی،

اگر کوئی پوچھے تو کہنا کہ کام سے گیا ہوں اور اگر لالہ کی کال آئی تو اپنی قینچی جیسی زبان بند رکھنا ورنہ ایک سیکنڈ میں کاٹ دوں گا سمجھی ______!"

اوکے......!" ہونٹوں پر انگلی رکھتے بالاج نے سنجیدگی سے اسے دیکھتے حکم دیا۔

جس پر چاہت نے فوراً سے انگلی ہونٹوں پر رکھتے سر کو ہاں میں ہلا دیا۔۔

چلو اب جاؤ، اور ایک بات اس چوٹ کے بارے میں اگر اماں سائیں کو بھنک بھی پڑی تو تمہاری صحت کیلئے اچھا نہیں ہو گا۔۔۔"

اپنے ہاتھ کی طرف دیکھتے اسے اچانک سے یاد آیا تھا، وہ بڑے اچھے سے اسے جانتا تھا جب تک کوئی بھی بات جہاں آرا بیگم سے شئیر ناں کر دے اسے سکون نہیں ملتا تھا۔

اور وہ جانتا تھا اگر اس چوٹ کی بابت اماں سائیں کو معلوم ہوا تو اسکی اچھی خاصی کلاس ہونی تھی،

جو کہ وہ ہر گز نہیں چاہتا تھا۔۔

میں کوشش کروں گی۔۔"ہونٹوں پر رکھی انگلی کو منہ میں ڈالے وہ آنکھیں پھیلائے بولی،،

نہیں میں پکا نہیں بتاؤں گی۔!"اسکی غصے سے بھری نگاہوں سے خائف ہوتی وہ اپنے جملے کو درست کر گئی،،

سائونڈز گڈ______! "سر کو ہلاتے وہ ہلکی سی آواز میں بڑبڑایا اور ساتھ ہی گاڑی کا ڈور کھول دیا۔۔

چاہت ایک دم سے کسی فرار ہوتے قیدی کی طرح گاڑی سے نکلتے اندر بھاگی۔

بالاج نے حیرت سے اس افلاطون کو دیکھ سر افسوس میں ہلایا۔

"اللہ جانے کون بدنصیب ہوگا جسے اس آفت کو جھیلنا پڑے گا۔۔۔"

سن گلاسز آنکھوں پر لگاتے وہ چاہت کے مستقبل کے شوہر کے لئے دل سے افسوس زدہ ہوا۔

~~~~~~•••••~~~~~~~

پیپر کیسا ہوا تمہارا______؟" ہال سے نکلتے ہی منت نے راب کو لڑکوں کے پاس کھڑا دیکھ دور سے ہی آواز دیتے پوچھا۔

راب اسکی آواز پر چونکتا آگے پیچھے دیکھنے لگا اور پھر منت کے لٹکے چہرے کو دیکھ وہ ان سبھی لڑکوں سے ایکسکیوز کرتا خود بھی چلتا اسکے قریب گیا۔
~~~~~~

میرا پیپر بس گزارے والا ہوا آپ کا کیسا ہوا؟" پشت پر ہاتھ باندھے وہ بظاہر منہ لٹکائے بولا۔

"کیوں؟ تمہارا پیپر کیوں اچھا نہیں ہوا؟

حیرت سے آنکھیں پھیلائے وہ اسے گھورتی استفسار کرنے لگی۔

بھلا وہ اتنا محنتی لائق فائق تھا ایسا کیسے ہو سکتا تھا کہ اسکا پیپر ٹھیک ناں ہوا ہو۔

وہ اس لئے کہ میں نے اپنا سارا یاد کیا سبق آپ کو ٹرانسفر کر دیا تھا "اور اسی وجہ سے میرا پیپر اچھا نہیں ہوا۔۔۔؛

کڑوے سے منہ بناتا وہ افسردگی سے بولا۔۔

اچھچھچھا۔۔۔۔۔"مگر میرے دماغ میں تو کچھ نہیں آیا کیونکہ اگر آیا ہوتا تو میں لکھتی ناں پیپر میں۔۔۔۔"!

وہ اپنی طرف سے بڑی دلیل اچھی پیش کرتی سر جھٹک گئ۔۔ جیسے افسوس ہوا ہو کہ پیپر ٹھیک نہیں ہوا۔۔

ایک منٹ کیا مطلب لکھتی؟ کیا آپ نے کچھ بھی نہیں لکھا پیپر میں"________؟

حیرت سے آنکھیں پھیلائے راب نے سنجیدگی سے اسے دیکھتے پوچھا۔۔

جس پر منت گڑبڑا سی گئی۔۔۔ارے لکھا تو ہے۔۔۔اپنا نیم لکھا ہے پیپر پر مضمون کا نیم لکھا ہے اور سارے سوال بھی اچھے سے لکھے ہیں۔۔۔! "

بھلا اس سے کیا چھپانا جو بچپن سے اسکی ہر غلطی پر پردہ ڈالتا آرہا تھا،،

مجھے لگتا ہے کہ مجھے اب ماموں کو بتانا پڑے گا کہ آپ پڑھائی کو سنجیدگی سے نہیں لے رہیں۔۔۔۔۔! "

راب نے اسکے ہاتھ سے سامان تھامتے ساتھ ہی اسے چلنے کا اشارہ کرتے کہا۔۔

مگر اسکی دھمکی کا منت پر کوئی اثر نہیں ہوا تھا۔

یار مجھے ڈراؤ مت،، میں جانتی ہوں کہ راب
خانزادہ۔۔۔۔۔۔منت شاہ کی پرچھائی ہے۔اور اپنی پرچھائی سے
"! کیسا ڈر۔۔۔۔۔

اسکی طرف رخ کرتی وہ اطمینان سے مسکراتی الٹے قدموں سے چلتی باہر کی طرف بڑھ رہی تھی۔

اسکی بات پر ایک پل کو راب کا دل تیزی سے دھڑکا تھا۔۔۔ مگر پھر اسے یاد آیا تھا کہ وہ منت شاہ کی پرچھائی تو بن سکتا تھا مگر اسکی "محبت اسکا محرم کبھی نہیں بن سکتا۔۔۔؛

ایک گہری سانس اپنے اندر انڈیلتے جیسے اس نے اپنے اندر لگی آگ کو بجھانا چاہا تھا۔

"!آپ گر جائیں گی منت سیدھے سے چلیں۔۔۔

وہ بات بدلنے کو اسے دیکھتا تنبیہہ کرنے لگا۔

جس پر وہ سر کو خم دیتی شرافت سے سیدھی ہوئی۔۔

ایک اور بات ذکی آیا ہو گا باہر۔۔۔۔۔ تم اسے نہیں بتاؤ گے کہ میرا پیپر ٹھیک نہیں ہوا۔۔۔اوکے!_

شہادت کی انگلی اٹھائے اسے وارن کرتی وہ کچھ گھبرائی بھی تھی۔

وہ جانتی تھی ذکی،،،،راب سے ٹھیک سے بات نہیں کرتا اور شاید بات کرنا بھی نہیں چاہتا اوپر سے ذکی کی کڑوی باتیں کسی کا بھی خون کھولانے کو کافی ہوتی تھیں۔۔

راب جانے کیسے خاموش رہتا تھا اور اس وقت بھی وہ صرف آنے والے خطرے کا دھواں دور سے دیکھتی پہلے ہی محتاط ہوئی تھی۔

آپ کو لگتا ہے کہ آپ کا ذکی مجھ سے بات کرنے میں انٹرسٹڈ ہو گا۔۔؟ اگر وہ مجھ سے ٹھیک سے بات کرتا ہوتا۔۔۔ تو اسے ضرور بتاتا____ مگر خیر یہاں کوئی چانس نہیں۔۔۔ تو آپ بے فکر رہیں۔۔۔۔!"

راب نے ہمیشہ کی طرح تحمل سے اسے سمجھایا تھا جیسا کہ وہ ہر بار کرتا تھا۔۔۔

اوکے بابا کو بتانا کہ اس بار منت شاہ ٹاپ کرے گی۔۔۔اور ہاں میں شاپنگ کر کے سیدھا گھر آجاؤں گی تو تم اب جاسوسوں کی طرح پیچھے مت نکل آنا۔۔ٹیک کیئر۔۔۔!"

وہ ایک ہی سانس میں اسے ساری باتیں سمجھاتی دور گاڑی کے قریب کھڑے ذکی کی طرف بڑھ گئی۔۔

راب خانزادہ کتنی دیر اس راہ۔۔۔۔۔اس جگہ کو دیکھتا رہا، جہاں سے وہ ابھی گزر کر گئی تھی۔۔

اس کے نصیب میں ان راہوں کو دیکھنا ہی تھا۔

میں جو مہکا تو میری شاخ جلا دی اُس نے

سرد موسم میں مجھے زرد ہوا دی اُس نے

پہلے ایک لمحے کی زنجیر سے باندھا مجھ کو
اور پھر، وقت کی رفتار بڑھا دی اُس نے

جانتا تھا کہ مجھے موت سکوں بخشے گی
وہ ستمگر تھا، سو جینے کی دعا دی اُس نے

جس کے ہونے سے تھیں سانسیں میری دُگنی محسن
وہ بچھڑا تو میری عمر گھٹا دی اُس نے

○○○○○○○

"یہ کیا کر رہے ہو تم۔۔۔۔۔؟

"کک کچھ نہیں اپیا آپ کب آئیں۔۔۔!؟

"اسی وقت جب تم اپنا منی بیگ کھول رہے تھے۔۔

سینے پر ہاتھ باندھتے عقیدت نے کچھ سنجیدگی سے اپنے سے دس سال چھوٹے اپنے بھائی کو دیکھ کہا جس کی رنگت سفید پڑ چکی تھی۔۔

"اور یہ ہاتھ میں کیا چھپا رہے ہو،،؟

کمر پر بندھے اسکے ہاتھ کو دیکھتی وہ تفتیشی لہجے میں بولی۔۔

جس پر ساحر گڑبڑا سا گیا۔۔

"! یار کچھ نہیں ہے میری پرسنل چیز ہے کوئی۔۔۔

لبوں پر زبان پھیرتا وہ حتیٰ الامکان طور پر لہجے کو مضبوط بنائے بولا۔۔۔

مگر عقیدت کو مطمئن کرنا آسان نہیں تھا۔۔وہ یہاں اسے سکول کیلئے پک کرنے آئی تھی مگر اندر تو وہ کچھ اور ہی کانڈ کیے بیٹھا تھا۔

دکھاؤ مجھے میں بھی تو دیکھو اس چھوٹے آئٹم کی کیا چیز ہے جو

"!پرسنل ہو گئی ہے مجھ سے بھی۔۔۔۔

وہ ایک ایک لفظ پر زور دیتے کھینچتے ساحر کا ہاتھ سامنے کر گئی۔۔

پی یہ کیا ہے چھوٹو۔۔۔۔۔۔"عادت کے مطابق وہ اسے مختلف

ناموں سے پکارتی اب حیرت سے اسکے ہاتھ میں موجود پیسوں کو

دیکھ پوچھنے لگی۔

عقیدت جانتی تھی کہ وہ نیا بیٹ لینے کے لئے کب سے پیسے جوڑ

رہا تھا۔

مگر ابھی اسے اچانک سے کیا ضرورت آن پڑی۔۔۔

ادھر دو۔۔۔۔! "عقیدت نے غصّے سے اسکے ہاتھ سے دس اور بیس روپے کے کافی نوٹ لیتے اسے گھورا۔۔

"اِیپادِ زاِز ناٹ فئیر میرے پیسے واپس کریں

ساحر نے افسردگی سے اپنی جمع پونجی کو دیکھتے کہا جس پر عقیدت نے آنکھیں دکھائی۔۔

پہلے بتاؤاس کی کیا ضرورت پڑی تمہیں______؟اور مجھ سے
"! جھوٹ مت بولنا ہو سکتا ہے میں تمہاری کچھ مدد کر سکوں۔۔

عقیدت نے اسے لالچ دیا جس پر ساحر بھی سوچ میں پڑ گیا۔

"اگر آپ مما پاپا کو ناں بتاؤ تو میں آپ سے شئیر کروں گا۔۔۔

ساحر نے آنکھیں چھوٹی کیے اپنا چھوٹا سا ہاتھ عقیدت کے سامنے کیا، جس پر کچھ سوچتے ہوئے عقیدت نے فوراً سے اسکے ہاتھ پر ہاتھ رکھتے ڈن کہا۔

ساحر کی آنکھیں عجیب سے انداز میں چمک اٹھی۔۔

OOOOOOOOO

"!تم نے کہا تھا کہ تم آؤ گے آج۔۔۔۔۔۔

کال یس ہوتے ہی امرحہ نے غصے سے چھوٹتے ہی کہا تھا۔۔

جس پر دوسری جانب موجود شخص نے غیر ارادی طور پر موبائل کان سے دور کرتے گلا کھنکھارا۔۔۔

ڈارلنگ تم جانتی ہو،، یہ سب مجبوری ہے میری، بس تھوڑا سا عرصہ ویٹ کرلو،، اسکے بعد ____ میں اور میرا سارا وقت "! صرف اور صرف تمہارا ہے۔

صوفے پر بیٹھتے اسنے بازوں پھیلائے ریلیکس ہوتے کہا۔۔

تم جانتے ہو۔۔۔۔۔۔۔۔ میری کنڈیشن کیسی ہے۔۔۔ ایسی حالت میں تمہیں میرے پاس ہونا چاہئے میرا خیال رکھنا "! چاہیے۔۔۔

مقابل کی بات سنتی وہ تھوڑا ٹھنڈا ضرور ہوئی تھی مگر لہجے میں اب بھی پریشانی اور خفگی تھی۔۔

جسے وہ صوفے پر بیٹھا شخص بھی محسوس کر چکا تھا۔

ڈارلنگ میں جانتا ہوں۔۔۔۔ کہ ایسے وقت میں مجھے تمہارے پاس ہونا چاہیے مگر تم بھی اچھے سے جانتی ہو، کہ میں یہ سب تمہارے لئے اور اپنے بچے کیلئے ہی کر رہا ہوں۔۔۔؛"

سر کو ہاتھ سے دباتے اسنے امرحہ کو یاد دلایا۔

اسی لئے خاموش ہوں میں، ورنہ تم جانتے ہو۔۔۔۔ میں تمہیں۔۔۔ اس سب کی اجازت کبھی ناں دوں۔۔۔ !"

امرحہ نے گہری سانس بھرتے دیوار پر لگی فوٹو کو دیکھتے کہا تھا۔

اپنا خیال رکھنا اور ڈونٹ وری کچھ دنوں تک میں چکر لگاؤں گا۔۔!"

ہمممم سہی، خیال رکھنا اپنا۔۔۔! "کہتے ساتھ ہی امرحہ نے کال کٹ کر دی۔

کیا اسکا اور اسکے بچے کا فیوچر سکیور تھا،، پیٹ پر ہاتھ رکھتے وہ اب ایک نئی فکر میں مبتلا ہوئی تھی۔

○○○○○○○○

"_______السلام علیکم ماموں

"!وعلیکم السلام بیٹا کیسا ہوا پیپر۔۔۔۔۔

نجمہ بیگم سے بات کرتے ابرہیم شاہ، راب کو دیکھتے ہی پرجوش سے اٹھتے اسکے گلے ملتے پیپر کی بابت پوچھنے لگے۔۔

جی اچھا ہوا۔۔۔!" وہ مدہم سی آواز میں بولا۔۔

نجمہ بیگم اسکی موجودگی میں پہلوں بدلتے رہ گئی۔

جبکہ راب بھی اپنی بڑی ممانی کی ناپسندیدگی سے واقف تھا۔ جبھی بس جلد از جلد وہاں سے نکلنا چاہتا تھا۔

مجھے معلوم تھا کہ میرے بیٹے کا پیپر اچھا ہی ہوا ہو گا ایز آل. ویز۔۔۔ بس اب کل سے تم میرا بزنس جوائن کرو گے۔۔"

اسکے سینے پر فخر سے ہاتھ رکھتے ابرہیم شاہ خوشی سے نہال ہوتے بولے۔

ارے ابرہیم کیا کہہ رہے ہو،، یہ لڑکا کیسے تمہارا بزنس سنبھال سکتا ہے۔؟"

چائے کا کپ میز پر پٹختے وہ بے حد حیرت سے گویا ہوئیں۔۔۔

آنکھیں باہر کو ابل رہی تھیں۔

راب بنا کچھ کہے سر جھکائے ماموں کے قریب کھڑا تھا۔۔سیاہ آنکھوں میں اداسی ضرور تھی مگر وہ خود پر قابو پانا جانتا تھا۔۔

کیوں بھابھی کیوں نہیں سنبھال سکتا؟ ماشاءاللہ سے اتنا ذہین ہے میرا بیٹا ____ اور اب منت کی شادی کے بعد یہی تو سب کچھ دیکھے گا۔۔۔"

ابراہیم شاہ نے حیرت سے بھاوج کے بجھے چہرے کو دیکھ کہا انہیں اندازہ نہیں تھا کہ انکی بھاوج اتنی سی بات کو کہاں سے کہاں لے جانے والی تھیں۔

دیکھو ابرہیم تم عمر میں چاہے مجھ سے چھوٹے ہو مگر معاف کرو بھائی،، میں نے تو پہلے بھی کئی بات کہا ہے مگر تم نے اثر نہیں کیا۔۔۔۔ جانتے ہو تم کس کا گندہ خون ہے یہ لڑکا۔۔۔اسی گھٹیا انسان کا جس نے تمہاری بہن کو ورغلا کے شادی والے دن ہی اسے بھگا کر اس سے چوری چھپے شادی کرلی۔۔۔اب وہ دونوں تو اس دنیا سے چلے گئے مگر اپنے اس منحوس بیٹے کو ہمارے سروں پر لادھ گئے جاتے جاتے۔۔۔۔ !"

برامت منانا ابرہیم مگر تم بڑے احمق ہو،، تمہارا اپنا خون منت

ہے وہ معصوم بچی، تو اس جائیداد گھر اور پیسے پر اسی کا حق ہے ناں

کہ اس گندے خون کے۔۔۔۔ اگر اسے اپنے کاروبار پر لگاؤ گے تو

اپنے باپ کی طرح ہی دھوکہ دے کر سب کچھ اپنے نام کر لے

گا۔۔۔۔ پھر مت کہنا کہ بتایا نہیں۔۔۔۔!"

سر جھٹکتے نجمہ بیگم نے اپنے اندر بھرا زہر بلا توقف کے اگلا تھا۔۔

راب کا چہرہ شدت ضبط سے انگارہ بن گیا۔۔۔

ابرہیم شاہ تو اپنی بھابھی کی اتنی غلط سوچ پر ہکا بکا سے انہیں دیکھ

رہے تھے۔

کہ وہ بات کو کہاں سے کہاں لے گئی تھیں۔۔

بھابھی راب میرا بیٹا ہے تو بہتر ہو گا آپ آئندہ ایسی زبان کا استعمال مت کیا کریں۔۔۔!'

"راب۔۔۔۔۔راب۔۔۔

ابرہیم شاہ کے بات کرتے ہی وہ لمبے لمبے ڈھگ بھرتا اپنے پورشن کی طرف بڑھ گیا۔۔

ابرہیم شاہ نے افسوس سے اس کی پشت کو دیکھا۔۔۔

وہ جانتے تھے سالوں کے زخم اس جوان مرد کو بری طرح سے گھائل کیے ہوئے تھے۔ وہ جانے کیسے اتنا خوش اخلاق تھا۔ کہ سب کی جلی کٹی سننے کے باوجود بھی کچھ ناں کہتا تھا۔۔۔

شاید جن بچوں کے ماں باپ انہیں دنیا کی بھیڑ میں اکیلا چھوڑ کر چلے جاتے ہیں انکی زندگی دنیا کے یہی تھپیڑے سہتے سہتے ختم ہوتی ہے۔

انسان کے منہ سے نکلی بات تو کبھی واپس اسکے منہ میں نہیں پڑ سکتی۔۔

مگر اسکی زبان کا زہر کیسے کسی کا ذہنی سکون برباد کر دیتا ہے اس کا اندازہ شاید ہی ان مطلب پرست لوگوں کو ہوتا ہو۔۔ جو موقع دیکھ کر اپنا زہر اگلنے سے باز نہیں آتے۔۔

اللہ تو معافی مانگنے پر ہمارے سارے گناہوں کی معافی دے دیتا ہے مگر یہ معاشرہ کبھی نہیں بھولتا۔ اس لیے شاید اللہ نے ہر فیصلہ اپنے ہاتھ میں رکھا ہے۔

راب جانتا تھا کہ اسکے باپ اور ماں نے بھاگ کر شادی کی تھی، مگر اسکے ماموں نے جلد ہی انہیں معاف بھی کر دیا تھا۔ وہ محض ایک سال کا تھا جب اسکے ماں باپ اسے اس ظالم دنیا میں چھوڑ کار ایکسیڈنٹ میں وفات پا گئے تھے۔

اس وقت ابراہیم شاہ اپنی بیوی کے ساتھ امریکہ میں تھے، ان کے ہاں بھی منت شاہ ہوئی تھی جو کہ ایک سال کی تھی۔

راب کی ہم عمر۔۔۔۔۔

جب تک انہیں اس حادثے کا اندازہ ہوتا تب تک اس ایک سالہ بچے نے اپنے تمام قریبی رشتے داروں کے چہرے دیکھ لئے تھے۔۔

جنہوں نے گندہ خون اور ناجائز اولاد کہتے اس بچے کو اپنے گھر میں رکھنے سے انکار کر دیا تھا۔۔

پولیس دو دن کے بعد راب کو یتیم خانے میں دے آئی تھی۔

ابرہیم شاہ اپنی بیوی کے ساتھ فوراً سے ملک واپس آئے تھے، اور اس معصوم کو ایک ہفتے کی کڑی محنت کے بعد ڈھونڈا اور بہن کی آخری نشانی اس کی اولاد کو سینے سے لگائے پالا۔۔

جس وجہ سے پورا خاندان ان سے ناراض ہوا تھا۔۔
آنا جانا ختم کر دیا۔۔

مگر اب ایک سال پہلے ان کے بڑے بھائی اور بھاوج جانے کیسے معافی مانگنے آئے کہ جو بھی ہو،،، وہ انکا بھائی تھا۔۔

اور انہیں ابرہیم شاہ سے ناراض نہیں ہونا چاہیے تھا۔۔

اس ایک سال میں ابتسام شاہ کے بڑے بیٹے ذکی الرحمٰن اور منت شاہ ایک دوسرے سے محبت کے رشتے میں بندھ گئے۔۔

اور پھر دونوں بچوں کی رضامندی پر سادگی سے منگنی کر دی گئی تھی

جس پر ابرہیم شاہ کو تو کوئی اعتراض نہیں تھا مگر شاہدہ بیگم کافی پریشان تھیں۔ مگر باپ اور بیٹی کے آگے بالآخر انہیں بھی گھٹنے ٹیکنے پڑے۔۔۔

اور اب منت شاہ کے پیپرز کے بعد وہ لوگ شادی کی تاریخ رکھنا چاہ رہے تھے۔۔

یہ جانے بنا کہ آگے آنے والا خوفناک طوفان ان سب کی زندگیوں کو نگلنے کو تیار بیٹھا تھا۔

OOOOOOOO

وہ اس وقت نیویارک کے ایک بہت بڑے کلب کے سامنے کھڑا تھا، سردی کے باعث پاؤں تک جاتے بلیک اوور کورٹ کو پہنے وہ دونوں ہاتھ پاکٹ میں ڈالے کب سے بے تاثر نگاہوں سے کلب کو باہر سے دیکھ رہا تھا۔

شفاف ماتھے پر اضطراب کی وجہ سے بل نمودار تھے۔

سبز نگاہوں میں تناؤ سا تھا،

سٹیفن کے اچانک بلانے پر وہ پہلے تو حیران ہوا کہ آخر وہ اسے اکیلے کیوں بلا رہا تھا اور وہ بھی ایک کلب میں۔۔۔۔ مگر پھر بہت سوچنے کے بعد وہ ٹھیک رات دس بجے کلب کے باہر کھڑا تھا۔

حسین نقوش غصے کے سبب تنے ہوئے تھے،

وہاں سے گزرتی بہت سی لڑکیوں نے اس حسین شخص کو ضرور دیکھا تھا۔

مگر اسکے چہرے پر سنجیدگی کو دیکھ اسکے قریب آنے کی غلطی کسی نے نہیں کی تھی۔

شمشیر کی آنکھوں میں کچھ سال پہلے والا منظر لہرایا۔۔

اور پھر اپنی سرخ آنکھوں کو موندتے اسنے خود پر قابو پایا۔اور قدم اندر کی جانب بڑھائے۔

توقع کے مطابق اندر کا ماحول ویسے ہی تھا۔

نشے میں دھت بہت سے لڑکے لڑکیاں رقص میں محو تھے۔

"تو کوئی اپنی دیگر سرگرمیوں میں۔۔۔

شمشیر نے جبڑے بھینچ لیے،،،اس سے پہلے کہ وہ پینک ہوتا معا
کسی نے پیچھے سے آتے اسکے کندھے پر ہاتھ رکھا

"!وہ یکدم سے چونکتے مڑا،،"میرے ساتھ آئیں سر۔۔۔۔

اس شخص نے مؤدب سے لہجے میں شمشیر کو مخاطب کرتے اپنے
ساتھ آنے کا کہا۔

شمشیر نے گہرے سانس لیتے سر ہاں میں ہلا یا۔

اور پھر اس آدمی کے پیچھے ایک طرف رکھے صوفوں کی طرف

آیا۔۔

سامنے ہی سٹیفن ہاتھ میں مشروب کا گلاس تھامے ٹانگ پر

ٹانگ چڑھائے اطمینان سے بیٹھا تھا۔

اوہ مسٹر شمشیر۔۔۔۔۔کم کم۔۔۔۔۔"شمشیر کو دیکھتے سٹیفن

نے خوشدلی سے کہا۔

جس پر شمشیر نے ایک ناگوار نظر آسکے پہلوئں میں موجود لڑکی پر ڈالی اور پھر سٹیفن سے مصافحہ کرتے وہ سامنے والے صوفے پر بیٹھ گیا۔

آپ نے مجھے یہاں کیوں ملنے کیلیئے بلایا؟ ماتھے پر بل ڈالے وہ حسین مرد بے زار سے لہجے میں گویا ہوا۔۔

سٹیفن نے اسکا بھرپور جائزہ لیا بلاشبہ وہ خوبصورت مرد تھا۔۔

مگر اسکی اکڑ اسے زیادہ مغرور بناتی تھی،

ہاں میں نے۔۔۔میں نے کچھ بات کرنی تھی آپ سے۔۔۔۔

"!اور پھر اس سے بہتر جگہ کونسی ہے۔۔۔

آنکھ دبائے وہ خاصے بے باک لہجے میں گویا ہوا۔۔

شمشیر کے سفید چہرے پر تیزی سے سرخی چھائی۔۔۔

اسنے سر جھٹکتے خود پر ضبط کیا۔۔

آپ کے لیے شاید یہ جگہ خاص ہو گی مگر مجھے ایسی جگھوں پر آنا

"!جانا پسند نہیں۔۔۔۔۔

شمشیر نے بلا توقف کے اسے سچ بتایا،، جس سے شاید سٹیفن بھی واقف تھا۔۔

میں نے سنا ہے مسٹر شمشیر کے بہت سال پہلے آپ کی کسی یونی فیلو نے آپ کو پھانسنے کی کوشش کی تھی اور آپ پر ریپ کا چارج بھی کیا تھا

حالانکہ کیمرہ کی وجہ سے اس لڑکی کا سچ تو سب کے سامنے آگیا اور آپ وقت سے پہلے تباہی سے بچ گئے۔۔ مگر اس حادثے کے بعد "آپ کسی لڑکی کو دیکھتے بھی نہیں۔۔ کیا یہ سچ ہے۔۔۔؟

میز کی طرف جھکتے وہ اپنی نیلی آنکھیں شمشیر کی سبز آنکھوں میں گھاڑے ہوئے بولا۔۔

شمشیر یک ٹک اسے دیکھتا رہا۔۔۔۔انکھوں میں وہی سرد تاثر تھے۔۔

وہ جانتا تھا سٹیفن اسے یہ سب کچھ صرف اس لئے بتارہا تھا کہ شمشیر جان سکے کہ ایک دن میں ہی اسے شمشیر کے متعلق ساری معلومات مل چکی ہیں۔

مجھے لگتا ہے کہ آپ نے مجھے یہاں کسی کام سے بلایا تھا کیا ہم کام "کی بات کرلیں....؟"

شمشیر نے بے حد سنجیدگی سے بات بدلی۔۔

کام کی بات بھی ہو جائے گی مسٹر ملک پہلے آپ تھوڑا انجوائے کر لیں"۔۔

مسکراتے ہوئے چہرے سے اسے دیکھتے سٹیفن نے پیچھے کھڑی ایک لڑکی کو اشارہ کیا جو مسکراتی ہوئی شمشیر کے پاس آئی اور پھر اسکے پاس صوفے پر بیٹھتے اپنے بازو اسکے کندھے پر رکھے۔

شمشیر نے شدت ضبط سے آنکھیں میچ لیں۔۔۔ دانت پر دانت جمائے اسنے جھٹکے سے اس لڑکی کے بازو کو جھٹکا۔

جواس توانا مرد کے جھٹکنے پر صوفے کی سائڈ پر جا گری۔

میں یہاں بزنس ڈیل کیلئے آیا ہوں، ناں کی یہ

سب کچھ کرنے ________ !میرے لئے یہ سب انجوائمنٹ نہیں اور ناں ہی مجھے ایسی انجوائمنٹ چاہیے. میں لیٹ ہو رہا ہوں ''! ______ چلتا ہوں۔۔ ٹیک کیئر

صوفے سے کھڑے ہوتے سٹیفن سے بنا ہاتھ ملائے، وہ تیز لہجے میں کہتا،، لمبے لمبے ڈھگ بھرتا وہاں سے نکلتا چلا گیا۔

OOOOOOOOOO

آپ بیٹھیں میں صاحب کو بلاتا ہوں۔۔۔۔۔۔! "صوفے کی طرف اسے بیٹھنے کا اشارہ کرتے ملازم ریاض ملک کو بلانے انکے کمرے کی طرف بڑھ گیا۔

کافی دیر انکے آنے کا انتظار کرنے کے بعد وہ کسی کام کی وجہ سے اٹھتا وہاں سے جانے لگا۔۔

"سائیں کیا ہوا ملاقات ہوئی۔۔

برآمدے میں کھڑے اسکے خاص ملازم نے اویس کو پکارتے پوچھا جو فون پر بات کر رہا تھا۔

ہممم۔۔۔۔۔۔ نہیں ہوئی ملاقات... مجھے کسی کام سے جانا ہے۔
"آج نہیں تو پھر مل لوں گا۔۔۔

اویس نے سنجیدگی سے کہتے اپنی مونچھوں کو تاؤ دیا۔۔۔

اسکا سیل فون دوبارہ سے رنگ ہوا۔۔۔

وہ فون یس کرتا ملازم کو وہیں رکنے کا کہتے ایک طرف لان کی جانب آیا۔۔۔

ہاں مل جائیں گے تمہیں پیسے،، دو دن صبر کرو۔۔ کہیں بھاگا
"نہیں جا رہا میں۔۔۔۔۔

اسنے دانت پیستے دوسری طرف موجود لڑکی کو ڈانٹا۔۔جو برے سے منہ بناتی پیسوں کے جلد وصولی کا کہہ کال کٹ کر گئی۔۔

"دو ٹکے کی لڑکی مجھے بلیک میل کرے گی۔۔۔

اویس نے غصے سے موبائل کو مٹھی میں دبوچے اس لڑکی کو گالی سے نوازا۔۔۔

اچانک اسے تھوڑا آگے کی طرف سے کسی کا نسوانی قہقہہ سنائی دیا۔

ماتھے پر بل ڈالے وہ تیزی سے آگے بڑھا۔۔۔

جہاں دو سے تین لڑکیاں کچی زمین پر درختوں سے ذرا فاصلے پر
"زمین پر لکیریں ڈال کر کھیل رہی تھیں۔۔

نا چاہتے ہوئے بھی اویس ملک کی آنکھوں میں اشتیاق ابھرا۔۔۔

اس کی نظریں لال سوٹ میں ملبوس ایک لڑکی کی سیاہ چوٹی پر
اٹک گئیں۔۔

جو اچھل اچھل کر ایک خانے سے دوسرے خانے میں کود رہی
تھی۔اسکا چہرہ دیکھنے کے تجسس میں وہ کافی دیر تک وہیں کھڑا رہا۔

جب اسکا ملازم اسکو دیکھنے کے لیے اس کے پیچھے ہی دوڑا چلا آیا۔۔

اب وہ لڑکی دوسرے حصے کے آخری خانے میں کھڑی تھی، دوپٹہ گلے اور کندھے سے سرکاتے اسنے دوسرے بازو کے نیچے گرہ لگائی تھی۔

سیاہ زلفیں چوٹی سے نکلتی سفید صراحی دار گردن پر جھول رہی تھیں۔دوڑنے کے باعث رنگت سرخ ہوئی پڑی تھی۔گلابی لبوں پر ایک خوبصورت سی مسکراہٹ بکھری اس قاتل حسینہ کو مزید جان لیوا بنا رہی تھیں۔

اویس ملک دم سادھے اسے دیکھ رہا تھا بنا پلکیں

جھپکائے______ جیسے آنکھیں بند ہونے سے یہ ساحرہ کہیں

غائب ہو جائے گی۔۔

سائیں۔۔۔۔۔۔۔؛"ملازم اویس ملک کو یوں اس لڑکی کو گھورتا

دیکھ حیرانگی سے اسے پکارنے لگا۔

سسائیں۔۔۔۔۔"اس بار ملازم نے اسکے بازو کو ہلایا، جس پر

اویس ملک ہوش کی دنیا میں لوٹا،،

کیا ہوا۔۔۔؟"اسنے غصّے سے ملازم کو دیکھ پوچھا جو نظریں

جھکائے کھڑا تھا۔

"!سائیں ہمیں چلنا ہے دیری ہو رہی ہے۔۔۔۔

ہمم۔۔۔۔۔چلتے ہیں، پہلے یہ بتاؤ کہ وہ لڑکیوں کے بیچ سرخ جوڑے میں ملبوس دوشیزہ کون ہے۔۔۔؟"

اس کی آنکھوں میں عجیب سی وحشت ٹپک رہی تھی۔

شیدے نے تھوک نگلتے اپنے سائیں کو دیکھا اسکی فطرت سے وہ بخوبی واقف تھا۔ مگر یہ بھی جانتا تھا کہ اس بار اسکی نظر جس لڑکی پر ٹھہری تھی وہ لڑکی گاؤں کے سردار کی اکلوتی لاڈلی بہن تھی،

جسے آج تک کسی غیر مرد نے آنکھ بھر کر دیکھا تک نہیں تھا۔۔
اسے پانے کا تصور کجا دور کی بات تھی۔

"یہ سردار شمشیر ملک کی بہن ہے۔۔۔۔!"

شیدے نے اسے خبردار کرنا چاہا تھا، مگر شمشیر ملک کا نام سن کر اویس ہلکا سا ہنسا، آنکھوں میں نفرت امڈی تھی۔۔ یہ اس کی بہن نہیں ہے شیدے۔۔۔۔۔۔ یہ اکرم ملک اسکے چچا کی بیٹی ہے۔۔۔۔ جو پیسے کے نام پر جیتا ہے۔۔۔۔!"

جبڑے بھینچے اسنے شمشیر کے نام پر مشکل سے خود پر ضبط کیا تھا۔۔

اسکی آنکھوں میں کھولتا خون دیکھ ایک پل کو شیدہ خاموش ہو گیا۔۔

نام کیا ہے اسکا۔۔۔۔۔۔! "اب وہ پھر سے اس نازک ہرنی کو سراہ رہا تھا آنکھوں کے رستے دل میں قید کرتا جارہا تھا۔۔جو اس سراپا حُسن کو دیکھتے ہی بری طرح سے مچل رہا تھا۔۔

چاہت نام ہے ان کا سائیں۔۔۔۔۔۔"شیدے کو اپنی آواز کسی کھائی سے آتی محسوس ہوئی تھی وہ جانتا تھا اس آنے والی تباہی کے لپیٹ میں سب سے پہلے اس کی گردن دھڑ سے جدا ہونی تھی۔

مگر مالک کے ساتھ وفاداری تو اس کے خون میں رچی بسی تھی۔

ہممم۔۔۔۔۔۔۔اب تم دیکھتے جاؤ اس چاہت ملک کو یہ اویس "ملک کیسے اپنی چاہت تک لاتا ہے۔۔۔۔

اپنی مونچھوں کو تاؤ دیتا وہ گہرے لہجے میں بولا اور ایک نظر اس پر ڈالے وہیں سے واپس مڑ گیا۔۔۔

OOOOOOOOOOO

یہ لو اپنے دوست کو دے دینا۔۔۔۔! "ساحر کو ڈراپ کرتے وقت عقیدت نے اپنے بیگ سے ہزار ہزار کے پانچ نوٹ نکالتے اسے دیے۔۔۔

مگر اپیا یہ تو زیادہ ہونگے اور آپ کی پاکٹ منی بھی ختم ہو جائے گی پھر۔۔۔۔۔!"

ساحر کو بہن کے لئے فکر لاحق ہوئی۔۔ وہ جانتا تھا کہ اس کی بہن لوگوں کے نام پر اڑانے میں ماہر تھی۔

جو پاکٹ منی ان دونوں کو مہینے بھر کی ملتی تھی وہ عقیدت دس دنوں میں ختم کر دیتی تھی۔

میرے پاس ہیں پیسے۔۔۔۔۔ تم یہ اپنے فرینڈ کو دیناوہ اپنی بکس لے لے گا۔۔۔۔ویسے بھی تم نے بتایا کہ اس کے بابا کے پاس ابھی جاب نہیں رہی،اور اگر اسنے بکس ناں لی تو ٹیچر اسے سکول سے نکال دے گی۔۔۔"

"تو یہ اسکے کام آئیں گی۔۔کتابیں زیادہ ضروری ہیں۔

ساحر کے کندھے پر ہاتھ رکھتی وہ بڑی بہنوں کی طرح اسے سمجھا رہی تھی۔۔۔

"!اوکے اپیاانیڈ لویو۔۔۔۔آپ نے میری مدد کی۔۔۔

وہ خوشی سے بہن کے گال کو چومتے محبت سے بولا۔۔۔ جس پر عقیدت کا چہرہ گلال ہوا۔۔۔

اسنے مسکراتے اپنے جان سے عزیز بھائی کے بالوں کو سہلایا اور پھر وہیں کھڑی اسے جاتا دیکھنے لگی۔۔

زندگی کتنی عجیب ہوتی ہے ناں۔۔۔۔۔پل بھر میں انسان کے پاس نعمتوں کا خزانہ ہوتا ہے اور پل بھر میں وہی انسان خاک ہو جاتا ہے۔۔۔۔

ایک وقت تھا جب اسکے بابا مشہور بزنس مین تھے مگر اب۔۔۔۔۔۔۔۔اب سب کچھ بدل گیا تھا۔۔ سوائے گھر کے کچھ بھی نہیں بچا تھا ان کے پاس۔۔۔

علی صاحب خود ایک فرم میں سینئر ہیڈ کے طور پر کام کر رہے تھے۔حالات اچھے نہیں تھے تو برے بھی نہیں رہے تھے۔۔ آسائشوں میں پلی پندرہ سالہ عقیدت نے پہلی بار دنیا کا رنگ دیکھا تھا۔۔

جب اسے سکول گاڑی کی بجائے بس سے جانا پڑا تھا۔وہ شروع سے ہی کافی سمجھدار تھی۔۔

ماں باپ کی پریشانی جانتی تھی۔اسی لئے حالات سے سمجھوتا کر لیا۔۔

مگر وہ ایک دم سے جس دنیا میں داخل ہوئی تھی اس میں رہتے ان بے بس بے سہارہ لوگوں کے ساتھ چلتے پھرتے اسے احساس ہوا تھا۔

کہ نہیں وہ تو بے حد اچھی زندگی گزارتی آرہی تھی۔

یہاں تو لوگ کھانے تک کو محتاج تھے۔۔

پندرہ سال کی عمر سے اسکی سوچ کا رخ بدلا تھا۔۔۔

یہ وہ کچی عمر تھی جس میں اسنے لوگوں کو پرکھنا جانچنا شروع کیا تھا۔۔

ان پانچ سالوں سے وہ ان گنت لوگوں کے ساتھ کھاتی پیتی آئی تھی،،ان کے پاس بیٹھتی تھی۔۔جن کا کوئی نہیں تھا۔

ہر بے بس عورت کے لئے آواز اٹھانا جیسے عقیدت علی پر فرض ہو چکا تھا۔

اسنے دنیا نہیں گھومی تھی ناں ہی گھومنا چاہتی تھی،

وہ اس دنیا میں رہتے اپنے آس پاس کے لوگوں کے چہروں پر ایک مسکراہٹ لانا چاہتی تھی، جن کے چہرے کی مسکراہٹ خود عقیدت علی کے دل کو رنگین کر دیتی تھی۔۔

وہ نہیں جانتی تھی کہ کنول بیگم اسکی ماں اور اسکے باپ کی دولت ایک دم سے کیسے چلی گئی۔ وہ کیسے اتنے تنگدست ہو گئے تھے۔

مگر وہ اتنا ضرور جانتی تھی کہ ہر حال میں وہ رزق جو انکے مقدر میں اسکے رب نے لکھا تھا وہ ان تک ضرور پہنچتا تھا۔۔

یونیورسٹی میں پڑھنے کے ساتھ ساتھ وہ ایک فلاحی ادارے سے منسلک تھی۔

پارٹ ٹائم جاب کے نام پر وہ وہاں سے ملنے والی تھوڑی بہت آمدن سے کسی ناں کسی کی مدد کرتی تھی۔

زندگی ایک معمول کے مطابق خوشحالی سے چل رہی تھی۔۔

وہ اس زندگی سے بے حد خوش اور مطمئن تھی مگر وہ انجان تھی ۔کہ کئی سال پہلے اسکی ماں اور باپ کے دیے دھوکے کا بیج اب ایک ایسا تناور درخت بن چکا تھا۔

اور وہ طوفان شمشیر حیدر ملک تھا۔جو بہت جلد اسکی زندگی کو اپنی لپیٹ میں لینے والا تھا۔

OOOOOOOOO

"سر میں کہاں آؤں آپ کو پک کرنے۔۔۔۔۔؟" دوسری طرف سے مکمل خاموشی محسوس کرتے گوہر نے خود ہی ڈھیٹوں کی طرح پوچھا۔۔

جبکہ شمشیر کا دھیان اس وقت اپنے موبائل کی طرف تو بالکل بھی نہیں تھا۔۔

کہیں آنے کی ضرورت نہیں مجھے ایک دو کام نپٹانے ہیں۔۔ ہو سکتا ہے کچھ وقت لگے آنے میں۔۔ تم گاؤں میں سب دیکھ لینا۔۔"

پیشانی کو مسلتے وہ سنجیدگی سے گویا ہوا۔۔ وہ اس وقت ائیرپورٹ کے باہر کھڑا اپنی گاڑی کا ویٹ کر رہا تھا۔

"او کے اپنا خیال رکھیے گا۔۔۔

شمشیر نے موبائل پاکٹ میں رکھا،، اور اپنی طرف آتی گاڑی کو دیکھ وہ لگیج کو وہیں چھوڑتا آگے بڑھا۔۔

ڈراپ دی لگیج۔۔۔۔!"فرنٹ ڈور کھولتے اسنے ڈرائیور کی طرف چند پیسے بڑھاتے سامان کی طرف اشارہ کیا۔۔۔

ڈرائیور ہونقوں کی طرح اسکا منہ دیکھنے لگا۔۔

مجبوراً شمشیر نے اسے بازو سے پکڑتے باہر نکالا۔۔۔

اور لمحوں میں گاڑی کے اندر بیٹھتے اسنے زن سے گاڑی بھگائی۔

ooooooooo

اتنی چوٹیں کیسے آئیں تمہیں ریحان۔۔۔۔۔۔؟"عقیدت ابھی تک پریشان تھی۔

پانچ منٹ بعد اسکے منہ سے یہ کلمات ادا ہوئے۔۔۔ریحان نے بے بسی سے اپنی ٹوٹی گردن کو گھمانے کی ناکام سی سعی کی۔ مگر درد کے باعث وہ ایسا نہیں کر سکا۔۔۔

آخر کون ہے جسے تم سے دشمنی ہو گی۔۔؟اتنی بری طرح سے "کیوں مارا۔۔۔۔؟

بیگ کی سٹرپ پر ہاتھ رکھتی وہ اپنی کرسٹل آنکھوں کو پھیلائے بے حد سنجیدگی سے کسی آفیسر کی طرح معاملے کی جانچ پڑتال کرنے لگی۔

ریحان اسکا یونی فیلو تھا،

ایک دو بار اس سے بات چیت بھی ہوئی تھی مگر پچھلے کچھ دنوں سے ریحان کئی بار بہانے سے اس سے مل چکا تھا۔

عقیدت اسے منع نہیں کر سکتی تھی۔ کیونکہ وہ اس سے مدد لے چکی تھی پڑھای کے متعلق۔۔ مگر اتنے دنوں سے ریحان کے ساتھ وقت گزار کر عقیدت کو اتنا اندازہ ہو چکا تھا کہ وہ ایک اچھا انسان تھا۔۔

اس کا سینس آف ہیومر کافی اچھا تھا۔ اسکی سنگت میں عقیدت ہر پریشانی بھول جایا کرتی تھی۔

یہ پھول میں تمہارے لئے لائی ہوں۔۔ہوپ سو کہ تم جلدی سے ٹھیک ہو جاؤ۔۔ "

ریحان کی مما اچانک روم میں داخل ہوئیں،، جنہیں دیکھ ایک پل کو عقیدت گڑ بڑا گئی۔انہیں سلام کرتی وہ بے حد خاموشی سے وہاں سے نکل آئی تھی۔۔

یہ وہ لڑکی ہے جسے تم پسند کرتے ہو،،؟" ریحان کے پاس جاتے وہ ذرا سخت لہجے میں گویا ہوئیں۔۔

وقت دیکھو رات کے نو بج رہے ہیں،اور یہ لڑکی یوں آوارہ لڑکیوں کی طرح اکیلی ایک غیر لڑکے سے ملنے چلی آئی۔جانے

کتنوں کے ساتھ چکر ہو گا۔۔اچھا ہوا کہ میں نے دیکھ لیا۔اب تو "میں کسی بھی طور تمہاری شادی اس سے نہیں کروں گی۔

عقیدت جو ریحان کو اسائمنٹس کا بتانے کے لئے واپس آئی تھی اپنے متعلق ہوتی گفتگو سنتی وہ پل بھر میں شاک ہو گئی۔۔۔

وہ دروازے سے واپس مڑ گئی،

اگر دیکھا جائے تو اس عورت کا کہنا غلط نہیں تھا۔۔آج کل کے معاشرے میں لڑکی کا اکیلے نکلنا معیوب سمجھا جاتا ہے اور وہ بھی رات کے وقت۔۔۔ مگر محض اتنی سی بات پر کہ وہ رات کو اکیلی گھوم رہی ہے ہم کسی کے کردار کو نہیں جانچ سکتے۔۔

یہ ہماری کم ظرفی ہے کہ ہم اپنی سوچ کو ایسے الفاظ کے پیروئے میں ڈھال کر کسی پر بھی بنا سوچے سمجھے بہتان لگاتے ہیں۔۔

عقیدت سن دماغ سے بے دھیانی سے وہاں سے نکلی تھی۔

ایسا نہیں تھا کہ اسنے کبھی لوگوں کی کڑوی کسیلی باتیں ناں سنی ہوں۔۔

مگر ایسی کھلے عام تہمت وہ بھی اپنے کردار پر، برداشت کرنا ذرا نا ممکن سا تھا۔

اسکا موبائل کب سے بج رہا تھا۔۔۔ کھلے کمر تک جاتے شہد رنگ بال اسکے دونوں کندھوں پر جھول رہے تھے،، جینز کے اوپر کھلی لانگ سکرٹ زیب تن کی ہوئی تھی، سٹالر کو گردن میں لپیٹا ہوا تھا۔

گندمی رنگت میں سرخی چھائی ہوئی تھی جو شاید غصہ ضبط کرنے کے باعث آئی تھی۔

لبوں کو میچے وہ بے جان قدموں سے روڈ کی ایک طرف چل رہی تھی۔

یا یوں کہا جائے کہ بس گرنے کو تھی،،

اچانک ایک تیز رفتار گاڑی اسکے قریب جھٹکے سے رکی،

گاڑی کے پہیوں کی چرچراہٹ پر عقیدت ایک دم سے ہوش میں لوٹی۔اور مڑتے پیچھے دیکھا۔۔

کرسٹل سی کانچ آنکھوں میں حیرانگی تھی۔

اس سے پہلے کہ وہ کچھ سمجھ پاتی گاڑی سے نکلتے دو آدمی تیزی سے اسکے پاس آتے اسے بازوں سے دبوچے گاڑی کی طرف لے جانے لگے۔

عقیدت بری طرح سے مچلتی خوئد کو آزاد کرانے کی کوشش کرنے لگی۔

معاان میں سے ایک نے اسے بالوں سے دبوچتے چہرے پر الٹے ہاتھ کا تھپڑ رسید کیا۔۔

عقیدت کا سر گھوم کے رہ گیا۔
اس سے پہلے کہ وہ اپنے چکراتے سر کو سنبھال پاتی۔

کسی نے پیچھے سے اسے جھٹکے سے کھینچتے گاڑی میں ڈالا۔گاڑی سیکنڈوں میں سڑک کی حدود پار کرتے وہاں سے اوجھل ہوئی۔

oooooooooo

یہ ایک تاریک کمرہ تھا، جس میں زیرو سائز کے بلب کی مدہم سی روشنی بیڈ پر لیٹے وجود کے چہرے کو عیاں کر رہی تھی۔

دیواروں کے اطراف پر ہلکے آسمانی رنگ کے پردے لٹکے ہوئے تھے،

وہیں بیڈ کے ٹھیک سامنے چند قدموں کے فاصلے پر راکنگ چیئر پر موجود شخص بیڈ پر پڑے وجود کو عجیب سی سرد نظروں سے گھور رہا تھا۔

اسے مسلسل دیکھتے رہنے کا دورانیہ کافی لمبا تھا۔اس وجود میں
ہلچل ہوتی دیکھ، سجاول ہاتھ میں تھامے مشروب کی بوتل کو ایک
طرف میز پر رکھتے لڑکھڑاتے قدموں سے اٹھ کھڑا ہوا۔

عقیدت سر میں ہوتی عجیب سی درد سے بے چین ہوتی مندی
مندی سی آنکھیں کھول گئی۔

پہلے پہل تو سن دماغ سے وہ غیر مری طور پر چھت کو گھورتی رہی
مگر جیسے ہی حواس بحال ہوئے اپنے ساتھ گزرا وہ واقعہ یاد آتے
ہی وہ جھٹ سے اٹھی۔

"آآ۔۔۔۔۔کہاں۔۔۔۔۔۔مس عقیدت جی۔۔۔"

سجاول نے فوراً اسے ہاتھ بڑھاتے عقیدت کو بیڈ سے اترنے سے پہلے ہی روک دیا۔

عقیدت پھٹی پھٹی نگاہوں سے سجاول کو دیکھ رہی تھی۔

جو شراب کے نشے میں دھت، حصلت بھری گندی نگاہوں سے اسکے وجود کو گھور رہا تھا۔

دیکھیں مجھے جانے دیں، یہاں سے۔۔۔۔۔۔!" اپنے خوف پر قابو پاتے وہ مضبوط لہجے میں گویا ہوئی جس پر سجاول کا زوردار قہقہہ کمرے میں گونج اُٹھا۔

تیری وجہ سے میری بیوی مجھ سے طلاق لے رہی ہے، اور تجھے لگتا ہے کہ میں تجھے چھوڑوں گا۔۔۔ سال *ی کت *یا۔۔۔

تیری وجہ سے ہوا ہے یہ سب۔۔۔۔اگر تو میری بیوی کو ناں ورغلاتی تو اس کی جرت نہیں تھی۔ کہ وہ سجاول گجر سے طلاق مانگتی۔۔۔ پوری عمر جوتے کی نوک پر رکھا ہے میں نے اسے۔۔۔ اور اب صرف اور صرف تیری شہہ کی وجہ سے وہ اپنے شوہر کے سامنے کھڑی ہوگئی،،،"

آج تیری یہ ساری اکڑ میں ایسے نکالوں گا کہ تُو ساری عمر یاد رکھے گی کہ کس مرد سے تیرا پالا پڑا۔۔۔"

اپنے منہ سے مغلظات بکتا وہ پاؤں بیڈ پر رکھتے جھپٹتے عقیدت کے بالوں کو اپنی گرفت میں لیتا غرایا تھا۔

درد کے سبب عقیدت کی آنکھوں میں آنسوں تیرنے لگے۔

مگر وہ اپنے ہاتھوں کا استعمال کرتی اس غلیظ درندہ نما شخص کو خود سے دور کرنے کی کوشش کر رہی تھی۔

چھوڑو مجھے۔۔۔اگر تمہیں لگتا ہے کہ یہ سب کچھ کر کے تم مجھے ڈرالوگے تو یہ تمہاری غلط فہمی ہے۔۔۔میں نہیں ڈرتی تم سے۔۔۔۔!"

وہ شیرنی بنی بناڈرے اونچی آواز میں غرائی تھی۔۔

سجاول گجر جو کہ اسکی آنکھوں میں اپنا خوف دیکھنا چاہتا تھا اسکے یوں نڈر انداز میں غرانے پر وہ آپا کھوتا، اپنے بائیں ہاتھ کا زوردار تھپڑ اسکے منہ پر رسید کر گیا۔۔

عقیدت اوندھے منہ بیڈ پر جا گری۔۔اسکے بعد سجاول نے اسے دوبارہ سے بالوں سے پکڑتے اسکا چہرہ سامنے کرتے ایک ساتھ جانے کتنے تھپڑ اسکے نازک گالوں پر مارے تھے۔

عقیدت کے ہونٹ خون آلود ہو چکے تھے۔۔بکھرہ حلیہ اس وقت کسی وحشت کا ساسماں باندھ رہا تھا۔۔

سجاول بری طرح سے اس پر جھپٹا اور ایک ہی جست میں اسکی گردن میں موجود سکارف اتارتے نیچے پھینکا۔۔۔۔ عقیدت کی آنکھیں بند ہونے لگیں، وہ بمشکل سے خود کو ہوش میں رکھنے کی کوشش کر رہی تھی۔

جب سجاول ملک کا ہاتھ اسکے بازو کی آستین کو چاک کر گیا۔۔

اسنے دوسرے بازو کو بھی اسی بے دردی سے چاک کرتے اپنا جوتا عقیدت کے چہرے کے پاس رکھا۔۔

جس کا چہرہ سوجھ چکا تھا۔۔

خلق سے آوازیں نکلنا بند ہو چکی تھیں، اسنے ایسا تو نہیں سوچا تھا، کبھی ایک ساتھ اسکی آنکھوں کے سامنے آسکے بابا ماما اور چھوٹے ساحر کا چہرہ لہرایا۔۔

کانوں میں ماں کے بے چینی سے دہرائے الفاظ گونج رہے تھے،۔ تو کیا آج وہ ایسے بے عزت ہونے والی تھی۔؟

آج تک جو لڑکی دوسروں کی لڑکیوں کی عزت کیلیئے لڑتی آئی تھی۔

آج وہ خود ایسے کسی درندے کے ہاتھوں سے پامال ہونے والی تھی۔۔۔ کیسی بے بسی تھی کہ وہ لڑکی ہونے کی وجہ سے اپنی عزت کا تحفظ نہیں کر پارہی تھی۔۔۔ کیونکہ وہ اس درندے کی طاقت کے سامنے کمزور تھی۔

اپنا دفاع تک نہیں کر پا رہی تھی۔

سجاول نے گالیاں بکتے عقیدت کے دونوں ہاتھوں کو سر کے اوپر کی جانب لے جاتے باندھنے کی کوشش کی۔۔

اور یہی وہ لمحہ تھا۔۔ جب عقیدت علی اپنی عزت کی پامالی کے خوف سے اپنے رب کو مدد کے لئے پکار چکی تھی۔

اس سے پہلے کہ وہ بھیڑیا کچھ کر پاتا۔۔۔۔۔ کمرے کا بند دروازے دھاڑ سے کھلا تھا۔۔

سجاول گجر نشے میں دھت منہ سے گالیاں بکتا جیسے ہی مڑا ایک دم سے اسکا سارہ نشہ بھک سے اڑا تھا۔۔۔۔

OOOOOOOOOO

ککککک کون ہو تم۔۔۔۔؟" اپنے سامنے کھڑے شخص کو دیکھ سجاول بکری کی طرح منمنایا۔۔۔

میں۔۔۔۔۔۔!"مقابل کی سرخ آنکھیں بیڈ پر نیم مردہ حالت میں پڑی عقیدت پر تھیں۔۔

اسنے میں پر زور دیتے گردن کو دائیں بائیں جھٹکا اور پھر اپنے سینے سے لگے آخری سانسیں بھرتے سجاول کے غنڈے کی آنکھ میں چاقو گھونپ دیا۔۔۔

وہ شخص شاید پہلے ہی مر چکا تھا۔اسی لیے اسکے وجود میں کوئی ہلچل نہیں ہوئی،"

اسکی آنکھ کا پپوٹا چاقو کی نوک پر لگا ہوا تھا۔۔ جس کے سجاول گجر کی نظریں اٹکی ہوئی تھیں۔۔۔

افففف جلدی مر گیا بیچارہ__________!" نقاب پوش شخص نے ایک نظر سجاول گجر پر ڈالے اپنے چاقو کو کسی کھلونے کی طرح اپنے سامنے کرتے دائیں بائیں سے جائزہ لیتے افسوس سے کہا۔

اس کا لہجہ اتنا ہی عام تھا جتنا کہ مقابل وخشت زدہ ہوا تھا۔۔

ککلک کون ہہہ ہوں تتتت تم۔۔۔؟" سجاول اسکی بے تاثر نگاہوں میں دیکھتا گھبراہٹ سے منمناتے ہوئے بولا۔

اگر لوجکلی دیکھا جائے تو تمہاری دشمن کا دشمن مطلب دشمن کا دشمن تو دوست ہوا ناں۔۔۔! تو میں تمہارا دوست

ہوا۔۔۔!"اسنے پاؤں اس مردہ لاش پر رکھتے سجاول کے قریب جاتے ایک نظر عقیدت کو دیکھتے کہا۔

سجاول نے خوفزدہ سا ہوتے سر کو ہاں میں ہلایا سارا نشہ بھک سے اڑا تھا۔

اس وقت وہ اپنے سامنے کھڑے شخص کی ہیبت سے خوفزدہ ہوا پڑا تھا۔

تتت تو تم میرے دوست ہہہ ہوئے،،،وہ پاگلوں کی طرح ہنستا اپنے سامنے کھڑے اس توانا شخص کو دیکھتے اونچی آواز میں بڑبڑایا۔۔۔

ہاں ہو سکتا ہے مگر مسئلہ یہ ہے کہ میں لاجک یوز نہیں کرتا۔۔۔۔۔!" مقابل نے افسوس زدہ تاثرات سے سجاول کو دیکھتے چاقو کو اپنے سیاہ کوٹ سے رگڑا۔۔

میرا دشمن صرف میرا دشمن ہے کیونکہ میں کسی بھی چیز میں شراکت پسند نہیں کرتا اور یہ لڑکی______ اس نے بیڈ پر بے ہوش پڑی عقیدت کی طرف اشارہ کرتے سرد لہجے میں کہا۔

سجاول کا وجود سنسنا اٹھا خوف اسکے انگ انگ سے جھلک رہا تھا۔

یہ لڑکی میرا حریف ہے میرے جینے کی آخری وجہ،،،، تو پھر بھلا تم کیسے اسے چھونے کا سوچ سکتے ہو۔۔۔۔!"

اسنے گردن کو ترچھا کرتے عجیب بے تاثر نگاہوں سے سجاول کو دیکھتے کہا۔۔

جواب واقعی میں خوفزدہ ہوا تھا۔۔۔

چچچچ چھوڑ ددد دو ممم مجھے میں نے اسے کچھ نہیں کلک کیا ییییی یہ ٹٹٹ ٹھیک ہے۔۔۔۔!"

مقابل کے گھٹنوں میں بیٹھتے وہ روتا ہوا گڑگڑاتے ہوئے بولا۔۔۔

چھوڑ دیتا اگر تُو اس پر ہاتھ ناں اٹھاتا،، ________! "

سرسراتے ہوئے لہجے میں کہتے مقابل نے اپنے بھاری بوٹوں سے سجاول کے سینے پر وار کیا۔۔

جو حلق کے بل چلاتا فرش پر اوندھے منہ گرا تھا۔

ان ہاتھوں سے تُو نے اسے چھوا تھا ناں __________! اپنے دونوں پیر سجاول کے ہاتھوں پر رکھتے وہ غراتے ہوئے لہجے میں

دھاڑا تھا۔۔۔خاموشی میں ڈوبے کمرے میں کافی دیر تک سجاول کی چیخیں،،

آہ و پکار گونجتی رہی۔۔

مگر وہاں موجود اس شخص کو ناں تو اس پر ترس آنا تھا ناں ہی آیا تھا۔

سجاول کے سینے پر جانے کتنے ہی وار کیے تھے اسنے چاقو سے،،،،،اچانک عقیدت کی مدہم سی درد میں ڈوبی آواز اسکے کانوں میں گونجی۔۔۔

وہ ہاتھ روکے گردن گھمائے بیڈ کی طرف دیکھنے لگا۔۔

پورا کمرہ خون سے لت پت ہو چکا تھا ایسے جیسے کسی جانور کو بری طرح سے ذبح کیا گیا ہو۔

وہ چاقو کو وہیں پھینکتا جگہ سے اٹھا۔۔۔۔ عقیدت کے جگہ جگہ سے پھٹے کپڑوں کو دیکھ اسکی گردن کی ہری رگیں اُبھری تھیں۔۔ وہ جبڑے بھینچتا آگے بڑھا۔۔

اور اسے بازو سے پکڑتے اپنی طرف کھینچتے اٹھائے گود میں بھرا۔۔

عقیدت کے چہرے پر واضح انگلیوں کے نیلے نشانات تھے۔ زخمی ہوئے ہونٹ سے خون بہہ رہا تھا۔۔ اسنے بند ہوتی آنکھوں سے آخری بار اس شخص کی سبز بے تاثر نگاہوں کو دیکھا تھا۔۔

پھر ایک دم سے جیسے آنکھوں کے سامنے اندھیرا سا چھا گیا۔۔۔ سر ایک طرف لڑھکتے مقابل کے چٹان سے سینے سے جا لگا۔۔

○○○○○○○○○○

بالاج ادھر آؤ میرے پاس__________!"سیڑھیاں چڑھتے بالاج کو دیکھ جہاں آرا بیگم جو ابھی اپنے کمرے سے اسے دیکھنے کیلئے آئی تھیں۔

اسے اوپر جاتا دیکھ سخت آواز میں پکارا۔

بالاج انکے لہجے پر ٹھٹھکا۔ مگر پھر سر کو ہاں میں ہلاتے وہ دوبارہ سے نیچے اترا۔۔۔

"!جی اماں سائیں آپ نے یاد کیا ہے۔۔۔

ہاتھ پشت پر باندھے وہ نہایت ادب سے نگاہیں جھکائے انکے کمرے کے دروازے کے پاس کھڑا بولا۔

بیڈ کی چادر ٹھیک کرتی جہاں آرا بیگم غصے سے مڑی اور پھر تیز تیز قدم اٹھاتی اسکے قریب آئیں۔۔۔

"! ہاتھ دکھاؤ۔۔۔۔۔۔۔

جج جی________؛" آنکھیں پھیلائے وہ گڑبڑاتے ہوئے بولا۔۔

میں نے کہا ہاتھ دکھاؤ اب کیا باپ کی طرح تمہیں بھی کم سنائی دینے لگا ہے۔۔۔!"

جہاں آرا بیگم دونوں باپ بیٹے کی عادت سے بخوبی واقف تھی۔

جس جگہ ان کی دال ناں گلتی وہ یونہی بہانے اور ایکٹنگ شروع کر دیا کرتے جیسے کہ وہ اب کر رہا تھا۔۔۔

دوسرا ہاتھ بھی دکھاو۔۔۔۔۔!" بالاج نے جیسے ہی بایاں ہاتھ سامنے کیا۔۔ جہاں آرا بیگم نے اسے زور سے اپنے ہاتھ میں پکڑتے دوسرا ہاتھ سامنے کرنے کا کہا۔

جس پر وہ دانت پیستے چاہت سے بدلہ لینے کی ٹھانے اپنا ہاتھ انکے سامنے کر گیا۔۔

چہرہ بالکل جھکا ہوا تھا۔۔

سجدے میں کیوں گر رہے ہو،،،؟"سیدھے کھڑے ہو.....!"اس بار وہ ذرا تند ہی سے گویا ہوئیں۔۔۔جس پر بالاج فوراً سے سر سیدھا کیے کھڑا ہوا۔۔۔

"کیسے آئی یہ چوٹ۔۔۔۔؟

"آپ کو چاہت نے بتایا.....؟

یہ ضروری نہیں کہ کس نے بتایا۔۔۔۔۔ ضروری یہ ہے کہ تم کسی سے جھگڑ کر آرہے ہو اتنی چوٹ آئی ہے تمہیں اور تم آگے سے بات گھمارہے ہو۔۔۔

وہ چند پل رکتی سانس بحال کرنے کے بعد پھر سے بولیں۔

اب شرافت سے بتاو کس سے اور کیوں جھگڑے ہو ورنہ میں شمشیر کو تمہاری حرکتوں کے متعلق بتاؤں گی باقی وہ خود تمہیں دیکھ لے گا۔۔۔"

جہاں آرا بیگم جانتی تھیں کہ بالاج کو دھمکانہ یا کسی بات سے روکنا کوئی آسان کام نہیں تھا۔ جبھی وہ اس بار شمشیر کو بتانے کا کہہ اسے دھمکی دے رہی تھیں۔

اماں سائیں کچھ نہیں ہوا بس ایک لڑکا تھا یونی میں، لڑکی سے بدتمیزی کر رہا تھا تو میں نے اسے روکا (ٹھوکا) مگر وہ آگے مجھ پر سیدھا ہو گیا۔ مجبوراً مجھے بھی ہاتھ اُٹھانا پڑا (مرضی سے)۔

وہ آدھے سے زیادہ باتوں کو گھماتا جہاں آرا بیگم کا غصہ کم کرنے کی کوشش کرتے جھوٹ کا سہارا لیتے بولا۔۔

تم کہاں کے بادشاہ لگے ہوئے ہو جو اس لڑکی کو بچانے پہنچ گئے۔ ویسے تو تمہیں لڑکیاں کچھ خاص پسند نہیں۔۔ تمہارے مطابق وہ چِک چِک کرتی ہیں فضول بولتی ہیں اور بدلحاظی تو لڑکیوں کی گھٹی میں ملی ہوئی ہے۔۔۔!"

ابرو اچکاتے وہ دونوں ہاتھ سینے پر باندھے اس وقت بالاج کو اسی کی کہی باتیں یاد دلا رہی تھیں۔

جو اس نے رشتہ کرنے سے انکار کرتے وقت جواز کے طور پر پیش کی تھیں۔

بالاج نے اڑی رنگت سے اپنی ماں کو دیکھا، جو اس کی ماں کم بہن زیادہ لگتی تھیں۔ تیکھے نقوش میں سرخی گھلی ہوئی تھی۔

اسے سخت افسوس ہوا تھا آج اپنی ماں کی اتنی اچھی یاداشت

"!پر۔۔۔۔۔۔

وووہ اماں سائیں سب لڑکیاں ایک جیسی نہیں ہوتی۔۔۔" اسنے خشک ہونٹوں پر زبان پھیرتے قدرے ملنسار لہجے میں کہا۔۔

جیسے اپنے کہے الفاظ کا مداوا کر رہا تھا۔

یہی بات آج سے کچھ وقت پہلے میں نے بھی کہی تھی کہ سب "لڑکیاں ایک سی نہیں ہوتی۔۔۔

وہ اب بھی اپنی بات پر ڈٹی تھی۔ موضوع کہاں سے کہاں نکل آیا تھا۔

آج اسے اندازہ ہوا تھا کہ اپنی ماں سے بحث سے جیتنے سے زیادہ آسان کام لڑکوں کی پٹائی کرنا تھا۔

سب بے شک ایک سی نہیں ہوتی مگر میری بتائی ساری خوبیاں آپ کی لاڈلی میں پائی جاتی ہیں۔۔ وہ چاہت کی طرف اشارہ کرتا دروازے کی طرف بڑھا۔۔

جہاں آرا بیگم نے آنکھیں چھوٹی کیے اسے گھورا۔۔۔

وہ دوبارہ سے مڑا۔۔۔۔اور ہاں آج ایک اور خوبی کا اضافہ ہو گیا

،،، لکھ لیں چاہت اکرم ملک ایک چغل خور لڑکی ہے جو کھانا تو

"! ہضم کر سکتی ہے مگر کسی کا راز نہیں۔۔۔۔۔۔

وہ سرخ چہرے سے ماں کو جتاتا جلا بھنا وہاں سے نکلا تھا۔

OOOOOOOOOOO

بابا کیا میں اندر آجاؤں۔۔۔۔۔؟" سٹڈی کے ڈور میں کھڑے

ہوتے منت نے شائستہ سے لہجے میں استفسار کیا۔

ابراہیم شاہ جو اس وقت کتاب کا مطالعہ کر رہے تھے۔۔چشمہ
اتارتے میز پر رکھا۔

آجائیں گڑیا۔۔۔!" گردن گھمائے اسے دیکھتے محبت پاش لہجے
میں کہا تو وہ فوراً سے اندر آئی۔۔۔

"کیا ہوا پریشان ہے بابا کی جان۔۔۔۔۔

اپنے پاس بٹھاتے انہوں نے متفکر سے لہجے میں پوچھا۔

تو منت نے فوراً سے سر ہاں میں ہلا یا۔۔۔

"بابا کچھ ہوا ہے کیا۔۔۔؟

ہونٹ چباتی وہ فرش کو گھورتے پوچھنے لگی۔

ابرہیم شاہ نے ایک نظر بیٹی کو دیکھا اور پھر گہرہ سانس لیا۔

"!نہیں تو آپ کیوں پوچھ رہی ہیں۔

کیونکہ مجھے لگتا ہے کہ کچھ ہوا ہے۔۔۔!ء

وہ دوبدو گویا ہوئی۔۔

"اور آپ کو ایسا کیوں لگتا ہے؟

کیونکہ جب سے میں آئی ہوں آپ سٹڈی میں بیٹھے ہیں۔اور تو اور راب بھی کمرہ لاک کیے بیٹھا ہے۔۔

تو کیا آپ اس وجہ سے پریشان ہیں۔۔۔۔؟" ابرہیم شاہ نے اسکی بات ٹوکتے اسے بغور دیکھتے پوچھا۔

وہ گھبرا گئی مگر پھر فورا سے سر نفی میں ہلا یا۔

"تو پھر کیوں پریشان ہیں آپ_____؟

ابراہیم شاہ اسے کرید نا چاہتے تھے۔ جبھی گہرے لہجے میں دوستانہ انداز میں پوچھا۔۔۔

بلیک نائٹ ڈریس میں ملبوس انکی شہزادی معصوم گڑیا دِکھ رہی تھی۔

بابا راب نے کھانا نہیں کھایا،،، وہ بھوکا نہیں سو پاتا آپ جانتے ہیں اس کی عادت۔۔۔۔۔۔۔اسے نیند بھی نہیں آتی بنا کھائے۔۔۔۔"

"ہمم______ تو آپ اسکے لئے پریشان ہیں۔۔۔۔؟

وہ بغور اپنی بیٹی کے متفکر چہرے کو دیکھ رہے تھے،

منت کی پریشانی اور رات کے گیارہ بجے تک راب کے ناں کھانے پر اس قدر فکر مند ہونا کوئی نارمل بات نہیں تھی۔

مگر منت شاہ کے لیے راب خانزادہ نارمل تھا بھی نہیں۔۔۔وہ اسے اپنا سایہ کہتی نہیں مانتی تھی مگر فرق صرف اتنا تھا کہ اسنے اسے اتنے ہی فاصلے پر رکھا تھا خود سے۔۔۔۔۔ جتنا انسان کا سایہ اس سے فاصلے پر ہوتا ہے۔۔۔۔؛

شاید راب کے لئے اپنے احساسات کو وہ دوستی کے پروئے میں پرو کر خود کو مطمئن کر رہی تھی۔

تو آپ اسکے ناں کھانے پر فکر مند ہیں"؟

انہوں نے اسے مزید کُریدا۔۔۔۔

نہیں ناں میں اس لئے پریشان ہوں کہ وہ ضرور کسی بات سے خفا ہے اسی لئے ابھی تک بھوکا ہے۔۔وہ جب بھی خفا ہوتا ہے یا کوئی چیز اسے ہرٹ کرتی ہے وہ تبھی بھوکا رہتا ہے۔۔۔!"

اور مجھے نیند نہیں آرہی کیونکہ وہ بھوکا ہے۔۔۔!"

ابکی بار منت نے انہیں اپنی پریشانی سے آگاہ کیا۔ تو ابرہیم شاہ ہلکا سا ہنسے۔۔

"تو ہم اس میں آپ کی کیا مدد کر سکتے ہیں۔۔۔؟

اب کی بار انکے لبوں پر مدہم سی مسکراہٹ تھی۔
منت کی آنکھیں چمکی۔۔۔

وہ روم کو لاک کر کے بیٹھا ہے۔۔۔ اور میرے لاکھ کہنے پر بھی نہیں کھول رہا دروازہ ____ آپ مجھے کیز دیں میں لاک کھول کر اس کے پاس جاتی ہوں۔۔۔۔ !"

اپنا ہاتھ اُنکے سامنے کرتی وہ معصومیت سے بولی، ابراہیم شاہ کو بیٹی کی معصومیت پر ڈھیروں پیار آیا۔

یہ لیں کیز۔۔۔۔۔۔اسے کھانا کھلا کر میڈیسن دے دینا تاکہ صبح تک وہ آفس جانے سے پہلے ہی فریش ہو سکے۔۔۔"

کچھ سوچتے ہوئے وہ سنجیدگی سے بولے۔۔۔

اوہ مطلب اب سے راب بھی آپ کے ساتھ جایا کرے گا۔۔۔ اسکی سیاہ آنکھیں حیرت اور خوشی سے پھیلی۔۔

ہاں سب کچھ اسی کا تو ہے اسی نے ہی تو سنھبالنا ہے آج بھی اور کل بھی۔۔۔۔۔۔۔۔ویسے بھی اب اسکے ایگزامز ختم ہو گئے ہیں۔۔۔"

وہ منت کے چہرے کو کھوج رہے تھے۔۔۔

"!واؤ بابا یہ تو بہت اچھی نیوز ہے مطلب ٹریٹ پکی۔۔۔۔۔۔

وہ روشن آنکھوں سے چابی کے گھجے کو ہاتھ میں اچھالتی خوشی سے بولی۔۔۔

ابراہیم شاہ بیٹی کے تاثرات کو جانچ رہے تھے۔۔ مگر اسکے نارمل انداز میں بات کرنے پر وہ پر سکوں سے ہوئے۔۔۔

اوکے میں چلتی ہوں بابااور ماما سے بات ہوئی ہے میری، وہ کچھ دنوں تک واپس آئیں گی۔۔۔۔

وہ جاتے جاتے شاہدہ بیگم کی متلعق بتانے لگی۔۔

جو بہن کے بیمار ہونے کی وجہ سے امریکہ گئی ہوئی تھیں۔

OOOOOOOOOO

وہ کافی دیر سے پلر سے ٹیک لگائے اس بند دروازے کو گھور رہا تھا۔۔

ایک پاؤں بالکل سیدھا تھا جبکہ دوسرا پاؤں ایسے ہی ہلا رہا تھا۔

تیکھے نقوش میں سرخی ابھی تک دوڑ رہی تھی۔۔

آنکھوں کے کنارے سرخ ہو رہے تھے۔۔وہ کب سے یہی "سوچ رہا تھا کہ آیا اسے کمرے میں جانا چاہیے یا پھر نہیں۔۔۔

مگر پھر شیطان کے بہکانے پر وہ بلاآخر ایک طویل سانس لیتا سیدھا کھڑا ہوا۔۔

بالوں کو ٹھیک کرتے اسنے ایک سرسری نظر دونوں اطراف سے بنے راستوں پر ڈالی،، آس پاس کوئی ملازم نہیں تھا۔

یعنی راستہ صاف تھا۔

وہ گلا کھنکھارتے آگے بڑھا بایاں ہاتھ دروازے کی ناب پر رکھتے تیزی سے ناب گھمائی۔

دروازہ لاک نہیں تھا۔۔

بالاج نے سکھ کا سانس لیتے دروازہ کھولا اور پھر جلدی سے اندر جاتے دروازے کو جھٹکے سے لاک کر دیا۔۔

وہ جانتا تھا کہ یہ ایک غیر اخلاقی حرکت تھی مگر جو وہ لڑکی کر چکی تھی اسکی سزا دینا تو بنتا تھا۔

اپنے دل کو سمجھاتا وہ سر کو ہاں میں ہلائے کمرے میں چاروں اطراف نظریں دوڑانے لگا۔

مگر خالی کمرے کو دیکھ اسکے ماتھے پر شکنیں نمودار ہوئی۔۔۔

"کہاں جا سکتی ہے یہ۔۔۔۔۔۔!"

اپنی ہلکی بڑھی شیو کو انگوٹھے سے مسلتے وہ پریشانی سے سوچنے لگا۔۔

وہ یہاں اتنا رزک لے کر اس چڑیل کا دماغ ٹھکانے لگانے آیا تھا ____ اور اب وہ موجود ہی نہیں تھی تو بھلا کیسے کچھ کرتا

آہہہہہہ ________؛" معا اپنی پشت پر چاہت کی زہریلی چیخ سنتے وہ فوراً سے پلٹا۔۔۔۔۔

دوپٹہ کہاں ہے تمہارا۔۔۔۔۔؟" وہ سرخ چہرے سے رخ پھیرتے تھوڑا سنجیدگی سے استفسار کرنے لگا۔۔

چاہت جو ابھی شاور لیتے اپنی ہی دھن میں باتھروم سے نکلی تھی

اپنے سامنے اس دیو کو یوں کھڑا دیکھ، بے اختیار اسکے منہ سے چیخ نکلی۔۔۔

اسنے جلدی سے بالوں کے گرد لپٹا تولیہ اتارتے اپنی گردن کے گرد لپیٹا۔۔۔

وووووہ بببب بیڈ۔۔۔۔! "شرم وخفت سے منہ سے الفاظ بھی ادا نہیں ہو پائے تھے۔۔

بالاج نے تاسف سے سر کو نفی میں ہلائے بیڈ کی طرف دیکھا جہاں اس کا دوپٹہ پڑا تھا۔۔۔

وہ یونہی بنا مڑے بامشکل سے چلتا بیڈ کی طرف گیا اور پھر دوپٹہ اٹھائے پیچھے کی طرف پھینکا۔

"اوڑھو اسے جلدی سے۔۔۔۔

دوپٹہ پیچھے کی طرف پھینکتے وہ الجھن زدہ سے لہجے میں بولا۔

چاہت نے جلدی سے دوپٹہ تھامے اچھے سے خود پر اوڑھا،

آپپپ کک کیوں آئے یہاں۔۔۔۔۔؟"انگلیاں چٹخاتے وہ کافی پریشانی سے گویا ہوئی۔

تمہیں میں نے منع کیا تھاناں کہ تم اماں سائیں سے کوئی بات نہیں کرو گی۔تو پھر تم نے کیوں بتایا انہیں میری چوٹ کے بارے میں۔۔۔۔۔!"

وہ تیزی سے اسکی طرف پلٹتا اونچی آواز میں گرجا۔۔

چاہت اسکا سرخ چہرہ دیکھ ایک پل کو ڈر سی گئی۔۔آنکھیں پھیلائے اس خوبرو شخص کو دیکھا۔

جو اس سے جواب طلب کرنے کیلیے رات کو ہی یوں اسکے کمرے میں گھس آیا تھا۔

ممم میں نے تو نہیں ببب بتایا اماں سائیں کو۔۔۔۔! " بالاج سکندر کی آنکھوں میں دیکھتی وہ صفائی سے جھوٹ بولنے لگی۔

بالاج نے ابرو اچکائے اسے گھورا۔ مطلب اتنی صفائی۔۔۔۔وہ سر کو تاسف سے نفی میں ہلاتے رہ گیا۔

اچھا تو پھر تمہارے بھوت نے بتایا ہو گا۔۔۔۔ہے ناں۔۔۔۔! "

وہ اب قدم اسکی طرف اٹھاتا سخت لہجے میں پوچھنے لگا۔

ہاں ہو سکتا ہے ننن نہیں۔۔۔۔۔۔! "وہ حواس باختہ سی پہلے اصرار کرتی فوراً ہی اپنی بات کی نفی کر گئی۔

بالاج نے بغور اسکے دُھلے شفاف چہرے کو دیکھا مگر کہا کچھ بھی نہیں____؛

تم جانتی ہو چاہت کہ تم میں وہ ساری خوبیاں موجود ہیں جو کہ آج کل کی لڑکیوں میں ناپید ہوتی جا رہی ہیں۔ اور اگر تم ایسی ہی حرکتیں کرتی رہی تو تمہارے شوہر نے تمہیں گنجا کر دینا ہے میں پہلے ہی بتا رہا ہوں۔۔"

دونوں ہاتھوں کی مٹھیوں کو بھینچتے وہ کرخت لہجے میں بولا۔

اسکی شوہر والی بات پر چاہت کی آنکھوں میں موٹے موٹے آنسوں تیرنے لگے وہ ایسا تو نہیں چاہتی تھی۔

لب بھینچے اسنے اس ستمگر کو خفا نظروں سے گھورا۔۔

تمہاری اس غلطی کی سزا یہ ہے کہ تم آج ساری رات نیچے سو گی۔۔۔

آنکھیں چھوٹی کیے اسے گھورتے بالاج نے میز پر پڑا پانی کا جگ اٹھاتے بیڈ پر پانی پھینک دیا۔

"ساس سائیں۔۔

چاہت نے بے یقینی سے اس دیکھا کتنا ظالم تھا وہ____کیسی سزا دے رہا تھا اسے۔۔۔چاہت کی آنکھوں میں ناراضگی کی سرخی تھی۔

مگر مقابل کو پہلے پرواہ کہاں تھی جو ابھی ہوتی۔

اوکے صوفے پر بھی سو سکتی ہو۔۔تاکہ آئندہ تمہیں یاد رہے
کہ تم کسی دوسرے کا راز کسی تیسرے سے شئیر نہیں کروگی
خصوصاً میرا۔۔۔!"

سینے پر انگلی رکھتے وہ خود پر زور دیتا ایک آخری نظر اس پر ڈالتا
دروازے کی طرف بڑھا۔

OOOOOOOOOO

وہ دھیرے سے بنا آواز کیے دروازہ کھولتی اندر داخل ہوئی، کمرہ
مکمل تاریکی میں ڈوبا ہوا تھا۔۔

منت نے نظریں گھمائے سارے کمرے کو دیکھا اور پھر ہونٹ چبانے لگی۔

بہت دیر یونہی کھڑا رہنے کے بعد بالآخر تھک ہار کر وہ ایک طرف پڑے صوفے کی جانب بڑھی،، کمرے میں اندھیرا تھا جس کے باعث وہ اندازے سے قدم اٹھا رہی تھی۔

وہ اچانک آگے بڑھتے لڑکھڑائی،اس سے پہلے کہ وہ گرتی راب نے تیزی سے اسے تھاما۔۔

"! کیا ہے یہ سب اگر آپ گر جاتی تو۔۔۔۔

وہ سخت لہجے میں اسکے ہاتھ سے ٹرے تھامتے گویا ہوا۔

تم گرنے دیتے تو گرتی ناں۔۔!" کندھے اچکائے وہ نرم مگر پر اعتماد لہجے میں گویا ہوئی۔راب نے سر کو نفی میں ہلایا اور ٹرے تھامے ایک طرف سائیڈ میز پر رکھا۔

آپ کیوں آئی ہیں اس وقت،،،، اچھا نہیں لگتا آپ جائیں اپنے روم میں۔۔۔۔۔۔!"

وہ بنا اسکی طرف دیکھے چلتا بیڈ کی طرف جاتا گویا ہوا۔

منت نے اسکی پشت کو گھورا اور برے سے منہ بناتے صوفے پر بیٹھ گئی۔

کیا اب ایسے ہی بھیجو گے ذرا تمیز نہیں رہی تم میں راب۔۔۔۔۔۔!" وہ لیمپ آن کرتے مڑا تو منت نے ناخنوں سے سر اٹھاتے اسے دیکھ کر افسوس سے کہا۔

راب شرمندہ سا ہوا مگر پھر نظریں چرا گیا۔۔۔

مجھے بھوک لگی ہے جانتے ہو تمہارے چکر میں کچھ نہیں کھایا میں نے۔۔....!"

وہ اب اسے خاصا شرمندہ کر رہی تھی۔جو آگے ہی کافی اداس سا دکھ رہا تھا۔

آپ توذکی کے ساتھ گئی تھیں تو کھانا کیوں نہیں کھایا آپ نے ۔۔۔؟"

وہ منت کا دھیان خود پر سے بھٹکانا چاہتا تھا تاکہ وہ جلد از جلد روم سے جائے۔۔۔

ہاں مگر کھانا تو تمہارے ساتھ ہی کھاتی ہوں ناں میں ۔۔۔۔۔۔؛""

وہ لاپرواہی سے کندھے اچکاتے پاؤں فولڈ کرتے صوفے پر بیٹھی۔۔۔۔

راب کو اپنی لاپرواہی پر اب شرمندگی سی ہوئی تھی۔

اسنے سرسری سا نظریں گھمائے اسے دیکھا جو وہ صوفے پر ہاتھ تھوڑی کے نیچے رکھی بیٹھی تھی۔

وہ گہرہ سانس لیتا اسکی طرف بڑھا۔۔

اب دکھاوے کو ہی سہی مگر اسے دو تین نوالے کھانے ہی تھے وگرنہ نجمہ بیگم کی کڑوی کسیلی سننے کے بعد اسکی بھوک ختم ہو گئی تھی۔

"ہمممم۔۔۔۔۔اسے گھورتے نہیں کھاتے بھی ہیں۔۔۔۔

راب اسکے قریب دوسرے صوفے پر بیٹھا کھانے کو گھورنے لگا جس پر چڑھتے ہوئے منت نے اسے ٹوکا۔۔

ناچاہتے ہوئے بھی راب کے ہونٹوں پر مسکراہٹ نمودار ہوئی۔۔

پھر وہ خاموشی سے کھانا کھانے لگا۔۔منت اپنی پلیٹ گود میں رکھتی آرام سے اسکا معائنہ کر رہی تھی۔جو سر جھکائے کھا رہا تھا۔

وہ جانتی تھی آج اسکی تائی ذکی کی امی گھر آئی تھیں۔ذکی نے اسے آگاہ کیا تھا۔

اور وہ یہ بھی جانتی تھی کہ وہ ضرور کچھ ناں کچھ برا بھلا کہہ کر گئی ہونگی راب کو۔۔۔

مگر وہ چاہتی تھی کہ راب خود بولے اپنی طرف اٹھتی انگلیوں کو خود توڑے،ناں کہ کسی دوسرے کے سہارے رہے۔۔۔

اور آج اسے امید ہوئی تھی کہ جلد ہی راب اپنا دفاع کرنے لگے گا

۔۔۔

انسان چاہے کسی سے کتنی ہی محبت کیوں ناں کرے مگر جب تک
اگلا شخص اپنے لئے خود لڑناناں سیکھے کوئی دوسرا اسے ہر بار
سپورٹ کرنے نہیں آتا۔۔۔

OOOOOOOOO

۔

پچھلے ایک گھنٹے سے وہ بنا قدم روکے یونہی کرسی پر بیٹھا پاؤں ہلا
رہا تھا، حسین نقوش تنے ہوئے تھے،،

جبکہ نظریں سامنے موجود بیڈ پر لیٹی اس لڑکی پر اٹکی ہوئی تھیں۔

اسنے ایک نظر وال کلاک پر ڈالی اب تک تو حارث کو آجانا چاہیے تھا۔۔ کان اور گردن کے درمیان ہاتھ رکھتے اسنے متفکر سا ہوتے سوچا۔۔۔

ساری رات وہ سو نہیں سکا تھا۔
اور اس وقت بھی اسے حارث کے آنے کا انتظار تھا۔

اسکا دماغ اس وقت بہت سی سوچوں میں الجھا ہوا تھا۔

مگر سامنے لیٹی لڑکی اس وقت سب سے بڑی مصیبت تھی۔

معاً اسکے اپارٹمنٹ کی ڈور بیل ناک ہوئی۔۔۔ شمشیر بھاگنے کے سے انداز میں دروازہ کھولے باہر نکلا۔
"! اوہ تھینک گاڈ تم آ گئے۔۔۔۔۔

حارث کو دیکھتے ہی مقابل کی سانس میں سانس آئی۔۔۔ حارث نے ہاتھ پینٹ کی پاکٹ میں ڈالے ایک تیز نظر اسکی ہری نگاہوں پر ڈالی اور پھر پھولے اعصاب سے اندر آیا۔۔۔

"کیوں بلایا ہے مجھے۔۔۔۔۔۔؟
وہ شمشیر کی طرف پشت کیے کھڑا تھا۔۔

پچھلے ہفتے ان دونوں کی ہاتھا پائی ہوئی تھی جس میں حارث کے ماتھے پر چار ٹانکے لگے تھے۔

اور اس کے بعد یہ پہلی بار تھا کہ شمشیر نے اسے خود کال کی تھی۔۔

حارث اور شمشیر بچپن کے دوست تھے،،،، دوست سے زیادہ وہ ایک دوسرے کی رگ رگ سے واقف تھے۔۔

اور ایسی صورتحال میں صرف اور صرف شمشیر حارث کی مدد ہی لے سکتا تھا۔۔

"!کمرے میں چلو۔۔۔۔۔

شمشیر نے کڑوے منہ بنائے کہا۔۔

حارث اسکے کارنامے س واقف نہیں تھا اگر علم ہوتا تو خاموشی سے اسکے کمرے کی طرف جانے کی غلطی کبھی ناں کرتا۔

حارث جیسے ہی دروازہ کھولے اندر بڑھا سامنے بیڈ پر موجود عقیدت کو دیکھ ایک پل کو اس کی سانس تھم سی گئی۔۔

وہ حیرت بے یقینی سے پلٹا پیچھے کھڑے شمشیر کو دیکھنے لگا۔۔۔

جو بلیک سلیو لیس شرٹ میں ہاتھ پاکٹ میں ڈالے اب دروازے سے ہی پیچھے کو پلٹا۔۔۔۔۔"!

"_______ شیر رررر

حارث واپس پلٹا اندھا دھند اس کی طرف بھاگا اس سے پہلے کی شمشیر اپنا دفاع کر پاتا۔۔۔حارث نے اسے پیچھے سے جکڑتے سامنے ہال میں موجود ایک صوفے پر گرایا۔۔۔۔

اسکے سنبھلنے سے پہلے ہی ایک پھر دوسرا اور پھر تیسرا مکہ اسکے حسین چہرے پر جھڑا۔۔

اب شمشیر کی بس تھی۔۔۔وہ ایک دم سے اسے غصے سے گھورتا اسکی بار اسکے ہاتھ کو چہرے کے قریب جانے سے پہلے ہی پکڑتے جھٹکے سے بازی کھاتے اب حارث کے اوپر بیٹھا تھا۔۔۔

شمشیر نے بنا ادھار رکھے اسکے چہرے کا نقشہ بگاڑ دیا۔۔۔

کمینے سانڈ اٹھ میرے اوپر سے۔۔۔۔۔۔اہہہ_____مار گیا......!"

وہ بری طرح سے کراہتے دہائیاں دینے لگا۔۔۔چہرہ پر درد کم تھی مگر شمشیر کے سارے وزن کو خود پر لادھ پانا حارث سہیل احمد کے بس کا روگ نہیں تھا۔۔۔

شمشیر اسکی بگڑی حالت کو دیکھتا ترس کھاتا اس پر سے اٹھا اور صوفے کی دوسری سائڈ پر گرنے کے سے انداز میں لیٹتا ٹانگیں حارث کے اوپر پھیلائی۔۔۔

تُو میری سوچ سے زیادہ بیغیرت نکلا۔۔۔۔۔ موٹے سانڈ.....!"

منہ سے نکلتے خون کو ہاتھ سے صاف کرتے حارث نے خالص بدتمیزی سے کہا۔۔۔

تیری اوقات ہے بھی نہیں کہ تُو شمشیر کو سمجھ

پائے۔۔۔۔۔۔۔"

اپنا ایک پاؤں حارث کی گردن پر رکھتے وہ اب اسکا صاف مذاق اڑا

رہا تھا۔۔۔۔حارث نے ایک نظر اس شخص پر ڈالی۔۔

جس کے چہرے پر یہ ہنسی مدتوں بعد وہ دیکھ پاتا تھا۔۔

شمشیر حیدر ملک چاہے خود کو جتنا بھی بدل لیتا مگر حارث سہیل

احمد کے لیے وہ آج بھی وہی شیر تھا جس کے ساتھ مل کر وہ بچوں

کے ٹفن چرا کر کھایا کرتا تھا۔

اگر یہ کہا جائے کہ شمشیر کی زندگی میں حارث ایک خوشی کی لہر تھا تو یہ بات غلط نہیں تھی۔

تجھے منع کیا تھا میں نے شیر کہ چھوڑ دے اس لڑکی کا پیچھا۔۔۔۔۔۔۔۔۔اللہ لے لے گا بدلہ تو کیوں خود کو تباہ کر رہا ہے۔ مگر تُو بجائے میری بات سمجھنے کے اسے اٹھا کر لے آیا۔۔۔۔"

وہ انتہائی دکھ سے اسے دیکھتے بولا۔۔

شمشیر کے ماتھے پر بل نمودار ہوئے اسنے حارث کو گھورا۔

کیا مطلب ہے تیرا۔۔۔اگر اسے اٹھانا ہی ہوتا تو میں اسے یہاں پر رکھتا کیا۔۔۔۔؟" وہ اب سیدھا ہوتا سنجیدگی سے اسے دیکھتے پوچھنے لگا۔۔

تو تُو یہ کہنا چاہتا ہے کہ یہ لڑکی تیرے پرائیویٹ اپارٹمنٹ میں خود سے آگئی۔اور تیری وارڈروب سے تیری شرٹ پہن کر آرام سے تیرے بیڈ پر سونے لگی۔

اور تُو نے اسے ڈسٹرب نہیں کیا کیونکہ بیچاری اتنی دور سے تیرے گھر میں تیرے کپڑوں میں تیرے کمرے میں اور تیرے بیڈ پر سونے کیلئے آئی ہے۔۔۔۔!"

جیسٹ لائک وائف شیر__________! "سر جھٹکتے وہ شمشیر پر طنز کرتا سر کو ہاتھ سے مسلنے لگا۔۔۔

شمشیر نے اپنی سبز نگاہوں سے اسے گھورا۔۔۔

میں غلط نہیں کہتا حارث۔۔۔۔۔ تیرے اندر ہی خالصتاً مشکوک بیویوں والی خصوصیات موجود ہیں۔۔۔ جو تُو بیٹھے بٹھائے پوری کہانی بنا رہا ہے۔

اچھا میری عادتیں تجھے مشکوک بیویوں کی طرح لگتی ہیں تو پھر تُو بتا یہ لڑکی کیسے آئی تیرے گھر اور کمرے میں۔۔۔ "!

دونوں گھٹنوں پر ہاتھ رکھتے وہ سیدھا ہوتے اسے دیکھتے پوچھنے لگا۔۔

یار میں اپارٹمنٹ میں تھا جب مجھے اسکی کڈنیپنگ کی نیوز ملی۔۔ اور جب تک میں وہاں پہنچا۔۔۔اس کی حالت کافی خراب تھی ۔مجھے مجبوراًاسے ساتھ لانا پڑا۔۔۔

لیڈی ڈاکٹر کو بلایا تھا رات کو ہی اُنھوں نے ہی کپڑے چینج کیے تھے اور نیند کا انجیکشن بھی لگا دیا۔؟"

وہ اسے آسان لفظوں میں شارٹ کٹ ساری بات بتاتے صوفے سے ٹیک لگائے لیٹا۔

"اب مجھ سے کیا چاہتا ہے۔۔۔؟

حارث نے ابرو اچکاتے اسے گھورا۔۔

شمشیر نے اسے بے تاثر نگاہوں سے دیکھ نگاہیں دیوار کی طرف جمالی۔۔

میں چاہتا ہوں کہ تم اس کے سامنے جاؤ۔۔۔۔اسے وہ سب باتیں سمجھاؤ جو میں تمہیں بولوں گا۔۔۔"

"اور تم کیوں چاہتے ہو کہ میں ایسا بولوں اسے۔۔۔؟

حارث نے اسکی بات کاٹی۔۔۔۔

"کیونکہ وہ ایک غلط راستے پر چل رہی ہے۔۔۔

"تو کیا کسی لڑکی کے لئے آواز اٹھانا غلط ہے شیر۔۔۔۔؟.

حارث نے اسکی بات کاٹی۔۔۔۔ شمیشر نے ایک پل کیلیئے اسے دیکھا۔۔۔۔

اور پھر اسکی طرف جھکا۔۔۔

کسی لڑکی کے لئے آواز اٹھانا غلط نہیں حارث۔۔۔۔ مگر جو وہ کر رہی ہے اس سے اسکی جان اور عزت محفوظ نہیں ہیں۔۔۔۔وہ اکیلی لڑکی کیا کر پائے گی کس کس کو بدلے گی۔۔۔۔؟"

وہ اپنی کیفیت حارث کو سمجھا نہیں پا رہا تھا حارث نے اسے غور سے دیکھا۔۔

جو الجھن زدہ لگا اسے۔۔۔۔۔

اگر اسکی جان یا عزت محفوظ نہیں تو تجھے کیا فرق پڑتا ہے تو بھی تو بدلہ ہی چاہتا ہے۔۔۔او۔۔؟!"

شٹ اپ حارث۔۔۔۔اگر ایک لفظ بھی اور کہا تو گلا دبانے میں سیکنڈ نہیں لگاؤں گا۔۔۔اس کی عزت اور جان ضروری ہے میرے لیے کیونکہ اس کی جان پر میرا حق ہے۔۔۔ صرف اور صرف شمشیر حیدر کا۔۔۔اور وہ عزت ہے شمشیر حیدر ملک کی۔۔۔۔۔اب سے نہیں ___ آج سے بیس سال پہلے سے جب وہ اس دنیا میں کنول علی شاہ کی بیٹی کے طور اس دنیا میں آئی تھی۔۔۔!"

اسکی سرخ ہوتی سبز نگاہیں لاوا اگل رہی تھیں۔اسکے لہجے میں کچھ تو ایسا تھا کہ حارث کئی لمحوں تک بول ناں پایا۔۔۔

شمشیر نے لب بھینچے رخ پھیرا۔۔۔؛

کیا بولنا ہے مجھے ______ !" پانچ منٹ کے دورانیے کے بعد حارث خلا کو گھورتا بولا۔۔۔

OOOOOOOOOO

اسکی آنکھیں بوجھ سے بھاری ہوئی تھیں وہ بارہا کوشش کرتے انہیں کھول رہی تھی مگر آنکھوں کے ساتھ ساتھ سر میں بھی عجیب سا درد تھا۔

بالآخر ہمت مجتمع کرتے وہ دونوں ہاتھ بیڈ پر رکھتے پوری ہمت سے اٹھ بیٹھی،،،، سر بری طرح سے چکرا رہا تھا۔

وہ بمشکل سے بیٹھی دکھتی آنکھوں کو ایک ہاتھ کی انگلیوں سے دبانے لگی۔۔

اچانک اسکے ذہن میں گزرے وقت کی جھلکیاں ابھری۔

وہ ہاتھ آنکھوں سے ہٹائے خوفزدہ سی نگاہوں سے اس جگہ کو دیکھنے لگی۔ سانس سینے میں اٹکنے لگا تھا۔

گھبراہٹ ڈر سے چہرہ پسینے سے تر ہونے لگا۔

عقیدت کی اگلی نظر اپنے جسم پر موجود کپڑوں پر گئی۔

کرسٹل سی گہری آنکھیں خوف سے مزید گہری ہوئی تھیں۔۔۔
الفاظ زبان سے ادا ہونے سے قاصر تھے۔

مم میں کککک کہاں ہوں۔۔۔۔۔! "اسے اپنی آواز حلق میں
پھنسی ہوئی لگی۔

سرخ چہرے پر آنسوں قطروں کی طرح بہہ رہے تھے۔۔

"! مم مجھے جج جانا ہو گگ گا یہاں سس سے۔۔۔۔

وہ خود سے بڑبڑاتی بیڈ سے اترنے لگی کہ معاد روازہ کھلنے کی آواز پر عقیدت نے رخ

خوفزدہ سی نگاہوں سے دروازے کی طرف دیکھا۔

"!________گڈ مارننگ

ٹرے ہاتھ میں تھامے وہ لبوں پر ایک جاندار مسکراہٹ سجائے اندر داخل ہوا۔۔۔

"کیا ہوا آپ ٹھیک ہیں۔۔۔۔۔؟

حارث اسکی زرد پڑتی رنگت کو دیکھ گھبراتے پوچھنے لگا۔۔۔

عقیدت اس شخص کو پہلی بار دیکھ رہی تھی اوپر سے دل میں بیٹھا خوف اسے مزید سہار رہا تھا۔

ککککک کون ہیں آپ______؟" وہ لرزتے لبوں سے بمشکل سے بول پائی تھی۔

حارث نے گہری سانس فضا کے سپرد کی اور ٹرے میز پر رکھتے وہ بیڈ کے قریب پڑی کرسی پر عقیدت کے سامنے بیٹھا۔

"میں وہی ہوں جو آپ کو بچا کر لایا تھا کل رات۔۔۔۔۔!"

جھوٹ اسکے گلے کو کاٹ رہا تھا، مگر وہ شمشیر کو گالیاں دیتا پہلوں بدلتے بیٹھا رہا۔

عقیدت نے بغور اسے دیکھا، اس کی آنکھیں براؤن تھی۔۔۔

"کیا ہوا آپ پریشان مت ہوں آپ سیو ہیں یہاں،

حارث کو اس کی خاموشی چبھ رہی تھی جبھی اسنے پوچھا۔

آپ کیسے لائے مجھے بچا کر،، کیونکہ مجھے یاد ہے وہ آنکھیں تو گرین کلر کی کافی عجیب سی تھی۔۔ !"

وہ دماغ پر زور ڈالتی بے چینی سے گویا ہوئی۔

لیپ ٹاپ کے سامنے بیٹھے شمشیر کے ہونٹوں کے کونے پر اسرار مسکراہٹ میں ڈھلے۔۔۔۔

اسکی یاداشت پر حارث چونکا ایک پل کو گڑبڑایا تھا۔۔

یہ لڑکی سچ میں کافی ذہین تھی بالکل شمشیر کی ٹکر کی۔۔۔؛
وہ سوچتے سر کو جھٹک گیا۔

نہیں شاید آپ کو کوئی غلط فہمی ہوئی ہو گی یا پھر شاید کوئی لائٹ میری آنکھوں میں لگنے کی وجہ سے آپ کو ایسا لگا ہو گا۔۔۔"

وہ خود ہی اپنی صفائیاں دینے لگا حالانکہ عقیدت نے مزید کچھ نہیں پوچھا تھا۔۔

آپ کی ڈریسنگ ڈاکٹر نے کی ہے تو آپ ری لیکس ہو کر مجھے بتائیں کہ وہ آدمی آپ کو کیوں مار رہا تھا۔۔؟"

کیا آپ بتا سکتے ہیں کہ آپ وہاں کیسے پہنچے مطلب آپ کی کوئی دشمنی تھی اس آدمی سے۔۔۔۔؟"

شیو کو مسلتے وہ گہری دلچسپ نگاہوں سے لیپ ٹاپ سکرین پر ابھرتے اس چہرے کو دیکھ رہا تھا۔۔ جہاں ابھی تک انگلیوں کے نشانات موجود تھے۔

شمشیر کی شارپ نگاہیں عقیدت کو فوکس کیے ہوئے تھیں۔۔ وہ حارث کا جواب سننا چاہتا تھا۔۔

کیونکہ اسے اندازہ نہیں تھا کہ وہ لڑکی اس سے کوئی ایسا ویسا ڈائریکٹ سوال پوچھے گی۔۔

اور اس حوالے سے شمشیر نے اسکی کوئی تیاری نہیں کروائی تھی۔۔

اور اب وہ حارث کے گُن دیکھنا چاہتا تھا آخر وہ کیسے سارے معاملے کو سنبھالے گا؟

دراصل میری اس انسان سے کوئی ذاتی دشمنی نہیں۔۔۔۔میں ایک پولیس انسپکٹر ہوں۔۔۔۔

انسپکٹر حارث سہیل احمد میرا نام ہے۔۔۔سجاول کے متلعق چند دن پہلے ہی میں مشکوک ہوا تھا اور اس پر نظر رکھوا رہا تھا۔۔اور آج رات مجھے خبر ملی کہ وہ کسی لڑکی کو کڈنیپ کر کے لایا ہے تو اسے رنگے ہاتھوں پکڑنے کو میں وہاں آیا تھا۔۔۔!ء

افففففف..... "حارث نے ایک لمبے چوڑے جھوٹ کے بعد لمبی سی سانس لیتے اپنا سانس بحال کیا۔۔۔

شمشیر نے متاثر ہوتے آبرو اچکایا اور ٹانگ پر ٹانگ چڑھائے عقیدت کے سوال کا انتظار کرنے لگا۔

اگر آپ انسپکٹر ہیں تو آپ ماسک میں کیوں آئے

"وہاں_________؟

عقیدت نے اس بار سنجیدگی سے سپاٹ لہجے میں پوچھا۔۔۔
اسے شک ہوا کہ وہ آدمی جھوٹ بول رہا تھا۔۔

شمشیر نے بے تاثر نگاہوں سے عقیدت کو دیکھا جو آج حارث جیسے بندے کیلئے کافی ٹف ٹارگٹ تھی۔

مس میرا کوئی اپنی پرسنل ایشوز ہیں آپ مجھے وہ بتائیں جو میں نے پوچھا ہے۔۔۔۔!"

اسنے گھبراہٹ پر قابو پاتے اس بار ذرا سخت لہجے میں کہا۔

عقیدت نے ایک دو لمحے خاموشی کے بعد اسے دیکھا۔۔

اور پھر اپنی بات شروع کی۔۔

شازیہ سجاول کی وائف ہیں۔۔۔میں ایک فلاحی ادارے سے منسلک ہوں۔۔۔میری پہلی ملاقات ان سے ہاسپٹل میں ہوئی تھی

ان کا سر پھٹا ہوا تھا اور ایک بازو ٹوٹ گئی تھی۔میرے پوچھنے پر وہ گھبرا گئی۔

جب میں نے تسلی دلائی کہ آپ آرام سے بات کریں میں ایک این جی او سے ہوں تو انہیں کچھ حوصلہ ہوا۔۔۔میں اس سے تین چار بار ملی تھی اسے اچھے سے یقین دلایا کہ میں اسکا ساتھ دوں گی وہ میرا یقین کر سکتی ہے۔۔۔جس پر اسنے مجھے اپنے شوہر

کے متلعق بتایااوراس چوٹ کے متلعق بھی۔۔۔جواس دن ہاسپٹل میں میں نے دیکھی۔

شازیہ نے مجھے بتایاکہ یہ چوٹ اسے اس کے شوہر کی وجہ سے آئی تھی۔۔

وہ روزرات کوشراب پی کراسے بری طرح سے پیٹتا تھا۔۔
شازیہ ایک پڑھی لکھی بی اے پاس لڑکی ہے۔۔۔

میں نے اسے مشورہ دیاکہ ماں باپ کوبتائے۔۔۔

جس پر شازیہ نے مجھے بتایا کہ اسکے ماں باپ نہیں ہیں۔ وہ اکلوتی ہے،، شادی اسکے چچا نے کروائی تھی۔

اور اسے نہیں معلوم تھا کہ سجاول ایسا انسان نکلے گا۔۔۔

میرا پہلا بچہ بھی اسی مار پیٹ کی وجہ سے مر گیا تھا۔۔۔اس کے بعد میں ہمت ہار گئی۔ اور طلاق کا مطالبہ کیا جس پر سجاول نے مجھے پھر سے مارا۔۔۔

ایک دن اسنے اپنے چچا اور سجاول کی ساری باتیں سنی تو اسے علم ہوا کہ یہ شادی اسکے باپ کے گھر اور جائیداد کے لیے کی گئی تھی

۔۔۔اور بہت جلد سب کچھ چھین چھان کر وہ اسے طلاق دے دیتا۔۔۔

میں نے شازیہ کو سمجھایا اور اسکے ساتھ این جی او بھی گئی۔۔

خلع کا کیس فائل کیا۔۔اور ثبوتوں کے ساتھ سجاول کے خلاف چارہ جوئی کا بھی کہا۔۔ سجاول کافی اثر ورسوخ والا بندہ تھا۔۔

اسنے مجھے دھمکایا بھی کہ اسکی بیوی میری وجہ سے یہ سب کر رہی ہے اور مجھے اس کے معاملے سے دور رہنا چاہیے۔۔

مگر میں نہیں مانی اور آج اسکے کیس کی آخری تاریخ ہے اسی وجہ سے اسنے شاید یہ سب کچھ کیا۔۔۔"

عقیدت نے ساری بات بتاتے گہری سانس بھری،، سر جھکا ہوا تھا۔۔

شاید وہ تھکی ہوئی بھی تھی۔

حارث نے جوس کا گلاس میز سے اٹھاتے عقیدت کی طرف بڑھایا جسے وہ تھام گئی۔۔۔

اب میں آپ سے کچھ کہنا چاہوں گا اگر آپ ایک بہن کی طرح

میری بات سنیں تو۔۔۔۔۔!"

حارث نے بایاں ہاتھ ہونٹوں پر رکھتے کافی سنجیدگی سے کہا۔

عقیدت نے جوس کا گلاس ہونٹوں سے ہٹائے اس اجنبی کو دیکھا

جو دوسری ملاقات میں اسے بہن کہہ رہا تھا۔۔

شمشیر نے اسے زیرِلب گالی سے نوازتے سر کو کوفت سے

جھٹکا۔۔۔

"آپ کو لگتا ہے کہ آپ نے جو کیا وہ ٹھیک تھا۔۔؟

وہ عقیدت کی پھیلی نگاہوں کو اگنور کرتے پروفیشنل آدمی کی طرح پوچھنے لگا۔

جی ہاں مجھے کوئی گلٹ نہیں اپنے کیے پر۔۔۔۔! "عقیدت نے فوراً سے کہا۔۔

آپ جانتی ہیں آپ کل رات سے غائب ہیں اپ کے گھر والے آپ کو ڈھونڈ رہے ہیں۔۔۔ ہر جگہ ______ اپنی کی ماما ہاسپٹل میں ایڈمٹ ہیں اور اگر میں کچھ دیر پہلے وقت پر ناں پہنچتا تو اللہ جانے وہ درندہ آپ کے ساتھ کیا کرتا.....؟"

حارث نے اسے آئینہ دکھایا۔ وہ جانتا تھا عقیدت اپنی جگہ غلط نہیں تھی۔۔

مگر وہ یہ بھی جانتا تھا کہ اس معاشرے میں کسی اکیلی لڑکی کا ایسے کاموں کو کرنے کی کوشش کرنا جان اور عزت کے نقصان کے سوا کچھ حاصل نہیں تھا۔

تو آپ کیا چاہتے ہیں کہ میں ایسے کم ظرف لوگوں کے ڈر سے منہ بند کر کے آپ پولیس والوں کی طرح گھر میں بیٹھ جاؤں۔۔"

عقیدت کا چہرہ سُرخ ہو چکا تھا مگر وہ بے حد سپاٹ لہجے میں آہستگی سے اسے اچھی خاصی سنا رہی تھی۔

حارث کی زبان تالو سے چپک گئی۔ وہ اب پچھتا رہا تھا کہ کیوں اسے پولیس کا حوالہ دیا۔

نہیں جس طرح سے ساری انگلیاں برابر نہیں ہوتی اسی طرح سے سارے پولیس والے بھی ایک سے نہیں ہوتے۔۔۔ آپ کسی ایک کی غلطی یا لاپرواہی کو دیکھ یہ کبھی نہیں کہہ سکتے کہ سارے پولیس والے ایک جیسے ہوتے ہیں۔۔۔!"

عقیدت خاموش ہو گئی۔۔

جو بھی تھا سامنے بیٹھا شخص خود انسپیکٹر تھا اور وہ اسے اسی کے منہ پر ایسا ویسا کچھ نہیں کہہ سکتی تھی۔

اب آپ اپنے گھر جائیں گی۔آپ کے گھر اطلاع دے دی گئی ہے کہ آپ اپنی فرینڈ کے ساتھ ہیں آپ کا چھوٹا سا ایکسیڈنٹ ہوا تھا تو آپ ان سے رابطہ نہیں کر سکی۔۔۔۔اب سے آپ کوئی بھی کام کریں گی۔۔اسکے متعلق آپ کے بابا کو علم ہونا چاہیے۔۔

تاکہ وہ پہلے سے ہی جانتے ہوں کی انکی بیٹی کیا کر رہی ہے۔
دوسری بات اگر آئندہ سجاول گجر جیسا کوئی بھی شخص آپ کو

دھمکائے آپ فوراً پولیس سے رابطہ کر کے ایف آئی آر کروائیں

گی۔اوکے۔۔۔۔!"

حارث نے اسکے جھکے سر کو دیکھ پوچھا۔۔۔عقیدت نے سر کو ہلکی

سی جنبش دیتے ہاں میں ہلایا۔۔۔جس پر حارث نے سکون کا

سانس لیا۔

ابھی آپ ریسٹ کریں تھوڑی دیر تک میں آپ کو ڈراپ کر

دوں گا۔۔۔"

وہ کہتے ساتھ ہی جگہ سے کھڑا ہوا۔۔۔ارادہ وہاں سے نکلنے کا

تھا۔۔

کوئی بھید نہیں تھا کہ سامنے بیٹھی لڑکی کب کوئی اور سوال کر بیٹھے۔۔

○○○○○○○○○

—

******ماضی******

چاچو آپ اپنے کمرے کو کیوں سجا رہے ہیں۔۔۔؟" منہ میں انگلی ڈالے، دروازے کے بیچ کھڑا زیان ملک کو دیکھتا۔۔ وہ چار سالہ بچہ کافی تجسس سے پوچھ رہا تھا۔

میز پر پھول بکھیرتے زیان نے مڑتے اپنے لاڈلے بھتیجے کو دیکھا، جس میں زیان ملک کی جان بستی تھی۔

کیا آپ نہیں جانتے حیدر کہ آج آپ کے چاچو کی شادی ہو رہی ہے۔۔۔ کنول آپی سے۔۔۔۔!"

گھٹنوں کے بل اسکے قریب بیٹھتے زیان نے اسکے کالر کے بٹن لگاتے پوچھا۔۔

شمشیر کی سبز نگاہوں میں بے چینی اور نفرت سمٹی۔۔
ایسا نہیں تھا کہ اسے کنول پسند نہیں تھی مگر اسکے مستقل آنے کا مطلب تھا کہ زیان شمشیر سے زیادہ وقت کنول کو دیا کرے گا۔۔۔

اور یہ بات سارا ملک خاندان جانتا تھا کہ شمشیر حیدر زیان ملک

کیلئے کتنا عزیز تھا۔۔

اسکی زندگی میں اسے ماں اور باپ دونوں کا پیار زیان ملک سے ملا

تھا۔

مگر زیان ملک کی بچپن کی محبت کنول اب اسکی زندگی میں شامل

ہونے والی تھی۔۔۔

اور جہاں آرا بیگم نے شمشیر کو اچھے سے سمجھایا تھا کہ اب سے

شمشیر کو زیان کے پاس نہیں بلکہ اپنے کمرے میں سونا ہو گا۔۔

کمرے کی یہ تقسیم وہ معصوم بچہ ابھی سے برداشت نہیں کر پا رہا تھا۔

اسکے اترے چہرے کو دیکھ زیان نے گہری سانس بھری۔۔۔
اب ایسا بھی نہیں تھا کہ کنول کے آنے سے وہ حیدر کو بھول جاتا۔۔۔

"!چاچو آپ میری ایک بات مانیں گے۔
زیان نے جو نہی اسے بانہوں میں بھرا شمشیر نے اسکی گردن کے گرد بازو حمائل کرتے سبز نگاہوں میں سنجیدگی سموئے کہا۔

یس میری جان آپ بولو بس۔۔۔!"شمشیر کے بالوں کو بکھیرتے اسنے گالوں پر بوسہ دیے شمشیر کو پھولوں کے بستر پر بٹھایا۔۔

مجھے تائی اماں نے کہا کہ آج سے مجھے اپنے کمرے میں سونا ہو گا کیا یہ بات سچ ہے۔۔۔؟"

اس چھوٹے سے بچے کی آنکھوں میں خوف تھا جسے زیان کے علاؤہ کوئی بھانپ نہیں سکتا تھا۔۔

زیان نے ایک گہری سانس فضا کے سپرد کیے شمشیر کو خود میں سمیٹ لیا۔۔

جب ماں اور باپ دونوں کی طرف سے بچوں کو لاڈ پیار کی بجائے دھتکار ملے تو بچے سے اسکا بچپن چھن جاتا ہے۔۔۔وہ بچپن کی کھیلنے کودنے کی عمر میں ہی خود سے جڑے رشتوں کے لئے حد سے زیادہ حساس اور محتاط ہو جاتا ہے جیسا کہ اس وقت شمشیر ہو رہا تھا۔۔

آپ کو لگتا ہے کہ میں ایسا ہونے دوں گا بالکل بھی نہیں۔۔۔ کنول میری زندگی میں ابھی شامل نہیں ہوئی آپ زیان ملک کی پہلی محبوبہ ہیں چیمپ۔۔۔۔آپ کو کیسے نکال سکتا ہوں میں کمرے سے۔۔۔۔!"

اس بار اسے چھیڑنے کے سے انداز میں کہتے زیان نے جان بوجھ کر اسکے پیٹ پر گدگدی کرنا شروع کردی۔۔۔

خوشیوں سے گونجتی شمشیر حیدر ملک کی کھکھلاہٹ اس کمرے کے درو دیوار پر نقش ہونے لگی۔

○○○○○○○○○

خدیجہ بیگم (شمشیر کی والدہ) اپنے چچازاد بھائی علی شاہ کے ساتھ کئی بار حویلی آچکی تھی۔۔

وجہ ان کا اپنا بھائی ناں ہونا تھا۔ علی اور کنول کی پہلی ملاقات اسی حویلی میں ہوئی تھی جو اس وقت کنول ملک کے باپ فیاض ملک کی ملکیت ہوا کرتی تھی۔

ملک فیاض گاؤں کے سردار تھے اور اپنے بھائی ریاض ملک سے کافی مانوس بھی تھے۔۔ چار بیٹوں کے بعد خدا نے انہوں ایک پھول سی بیٹی سے نوازا تھا جسکے پیدا ہوتے ہی فیاض ملک نے اسے اٹھاتے اپنے چھوٹے بھائی کی گود میں ڈال دیا۔۔ کہ آج سے کنول زیان ملک کی منگ ہے۔۔۔!ء

یہ بات اس چھ سالہ بچے (زیان ملک) کے دماغ میں کسی جونک کی طرح چپک گئی۔۔۔

وہ سوتے جاگتے باپ سے کنول کی بابت پوچھتا تھا۔

عمر کا ایک ایسا دور جہاں اسکے گاؤں کے بچے مٹی میں کھیلتے وقت گزارتے تھے زیان ملک کنول کے ساتھ گھنٹوں بیٹھا رہتا۔۔

اسے کھلاتا، اسکے ہنسنے پر ہنسنے لگتا اور جب وہ روتی تو خود رونا شروع کر دیتا۔۔

گیارہ سال کی عمر میں پہنچتے ہی زیان ملک نے کنول سے اپنی انسیت کو کافی حد تک بڑھا لیا تھا۔ مگر دونوں میں جو فرق تھا وہ تھا سٹیٹس کا۔۔۔

ریاض ملک اپنے بڑے بیٹوں کو غریبی کے باعث پڑھا ناں سکے مگر زیان ملک اس وقت گاؤں کے سکول میں زیر تعلیم تھے۔

کنول اپنے باپ اور بھائیوں کے منہ سے ہر وقت ایک ہی چیز کا گھمنڈ سنتی آئی تھی۔

"! وہ تھا امیری اور پیسے کا۔۔۔

کنول بات بابات اس بات کو جتلا نا ناں بھولتی تھی کہ وہ پیسے کے اعتبار سے زیان ملک سے امیر ہے۔۔۔

زیان اسکی نادانی تصور کرتے اس بات کو در گزر کر دیا کرتا۔۔ کچھ محبت کا معاملہ تھا۔۔

مگر یہ دراڑ تب بڑھی،،، جب خدیجہ بیگم کئی سالوں کے بعد اپنے چچازاد بھائی علی کے ساتھ شمشیر سے ملنے آئی۔۔

وہاں پہلی بار علی کی ملاقات کنول سے ہوئی تھی۔۔ بلاشبہ وہ کافی حسین لڑکی تھی،اسکے حسن نے علی کو اپنی طرف راغب کیا تھا۔

خدیجہ بیگم علی کی نظروں کا مفہوم سمجھ گئی تھیں۔۔

وہ ہر بار شمشیر کو ساتھ لینے آتی مگر شمشیر چچا کے ساتھ وابستگی رکھتا تھا اور ہر بار زیان چچا کے پاس رہنا ہے کہہ کر بھاگ جایا کرتا۔

اس بار خدیجہ بیگم کے دماغ میں خرافات آئی تھی۔

انہوں نے واپسی پر علی سے کنول کی بہت سی باتیں کی۔۔

بظاہر وہ لاتعلق تھی مگر وہ واقف تھی کہ معاملہ کیسے بڑھنے والا ہے۔۔

اس کے بعد وہ شمشیر کی بجائے کنول سے ملنے علی کو ساتھ لیے سیدھا حویلی جایا کرتی۔۔۔

کنول خود علی کے سٹیٹس سے کافی مرعوب ہوئی تھی۔

وہ ہر چیز میں زیان کا مقابلہ علی سے کیا کرتی۔۔۔

زیان بچہ نہیں تھا وہ سب اپنی آنکھوں سے دیکھ رہا تھا۔

کئی بار اسنے کنول کو سمجھانا چاہا مگر وہ الزام دے کر اسے چپ کروا دیا کرتی۔۔ کہ وہ اس پر شک کر رہا ہے۔۔۔

جوانی کی دہلیز پر کنول اب محبت سے زیادہ پیسے کو ماپ رہی تھی۔۔
اٹھارہ سال کی عمر میں اسے اب ہر جگہ علی۔۔زیان سے بہتر لگتا تھا۔۔

اور کچھ خدیجہ بیگم کی طرف سے ملی شہہ تھی کنول اور علی اب بس کسی طرح شادی کرنا چاہتے تھے۔۔

مگر کنول جانتی تھی کہ اسکے بابا اس بات کی اجازت کبھی نہیں دیں گے۔۔۔

اور اسی افراتفری میں ملنے والی سب سے بھیانک خبر کنول کی شادی کی تھی۔۔۔

جس کی اطلاع ملتے ہی کنول اور علی دونوں ہی حیران ہوئے تھے۔۔۔۔ کنول کے کہنے پر علی نے اپنے بڑے بھائیوں سے بات کی تھی مگر ابراہیم شاہ نے صاف انکار کر دیا تھا کیونکہ وہ آگے ہی بہن کے شادی سے بھاگ جانے پر کہی منہ دکھانے کے قابل نہیں رہے تھے۔

اور اب وہ علی کو اس کی اجازت نہیں دے سکتے تھے اوپر سے ان کے بڑے بھائی ابتسام شاہ نے بھی صاف انکار کر دیا تھا۔

بلآخر علی کو مجبوراً ہار ماننا پڑی۔۔

علی کے پیچھے ہٹنے پر کنول کو ایک دھچکہ سا لگا۔۔۔ شادی سر پر تھی اوپر سے علی کا وعدے پیمان باندھنے کے بعد ساتھ چھوڑ دینا اسے اندر سے توڑ گیا۔۔

اور پھر وہ اسی خاموشی کے ساتھ کنول فیاض ملک سے کنول زیان ملک بن گئی۔۔

oooooooooo

زیان کو لگا تھا کہ شادی کے بعد سب کچھ ٹھیک ہو جائے گا مگر اسکی سوچ سوچ ہی رہی۔۔۔ کیونکہ شادی کے چھ ماہ بعد بھی کنول کا رویہ بالکل ویسا ہی تھا سرد اور کھنچا کھنچا۔۔۔

زیان بارہا اسے اپنی محبت کا یقین دلا چکا تھا مگر وہ یقین نہیں کرنا چاہتی تھی سو نہیں کیا۔۔

دل میں اٹھی ایک خلش نے اسے زیان سے دور کر دیا تھا۔۔

حالانکہ زیان اچھی نوکری کرتا تھا پڑھائی لکھائی کے بعد وہ شہر میں ایک فرم میں کام کرنے لگا مہینے میں دو سے تین بار وہ گھر آتا تھا۔

اور اسکا زیادہ تر وقت کنول اور شمشیر کے ساتھ گزرتا تھا۔۔

شمشیر بچہ تھا مگر وہ اتنا تو جان چکا تھا کہ اسکے چاچا اب پہلے جیسے ہنس مکھ نہیں رہے۔۔۔اب وہ بات کرتے وقت کترا جایا کرتے تھے۔۔

پہلے کی طرح گھنٹوں باتیں بھی نہیں کرتا تھا۔۔شمشیر ان باتوں کو سوچ رہا تھا۔۔

وہ بچہ تھا مگر وہ جس قدر زیان سے اٹیچ تھا اس کے اس بدلتے روپ سے وہ بری طرح سے متاثر ہو رہا تھا۔

اگر آپ کسی شخص کو وقت اپنی محبت لٹاتے رہیں گے تو ایک وقت ایسا آتا ہے کہ ہماری لاپرواہی اس شخص کو بری طرح سے متاثر کرتی ہے اور ایسا ہی کچھ شمشیر کے ساتھ بھی ہو رہا تھا۔

وقت کا کام ہے گزرنا اور وہ گزرتا جا رہا تھا۔۔زیان کے لئے کنول کا ساتھ ہونا ہی بہت تھا۔۔شادی کے پانچ سال تک وہ ایسے ہی ایک نام کے رشتے میں رہتا آرہا تھا۔

کنول اسکی طرف سے اب مطمئن تھی، مگر اپنی بھابھیوں کے اولاد ناں ہونے کے طعنے نے ایک عام عورت کی طرح اسکے ذہن پر بھی اثر ڈالا تھا۔۔

زیان کو کوئی شکایت نہیں تھی۔

مگر گاؤں اور گھر کی عورتیں اسے سنانے سے باز نہیں آتی تھی۔

زیان کی زندگی میں خوشی کی ایک نئی لہر تب اٹھی، جب اسے کنول کے امید سے ہونے کا علم ہوا۔۔۔۔

اب وہ خوش تھا کنول کا ساتھ اسے چاہیے تھا جو اللہ نے اسے عطا کیا تھا اور اب اسے اولاد جیسی نعمت سے بھی نواز رہا تھا۔۔

کنول بظاہر تو سکون سے تھی کہ اب اسے سب کے طعنے نہیں سننے پڑتے تھے۔۔

مگر دولت کا یہ خلا اسکے دل میں آج تک ویسے ہی موجود تھا۔۔

باپ کے گھر میں نازوں سے پلی اب ایک وقت کی دوائی کے لیے ترستی تھی۔

زیان کی تنخواہ معقول تھی۔

مگر اس وقت وہ جس ڈاکٹر سے دوائیاں لے رہی تھی زیان کی تنخواہ ان دوائیوں کو پورا کرتے ہی ختم ہو جایا کرتی تھی۔

اور یہی وہ وقت تھا جب علی شاہ ایک بہت بڑے بزنس مین کے طور پر اسکے سامنے آیا تھا۔۔

اس سے شادی کے بعد کنول کی پہلی ملاقات ہاسپٹل میں ہوئی تھی۔

جہاں وہ دوائی لینے گئی تھی۔ علی نے اسے دیکھتے ہی پہچان لیا تھا مگر جان بوجھ کر اسکی ایسی حالت پر طنز ضرور کیا۔

علی نے اسے بتایا تھا کہ وہ اس وقت دنیا کا ایک مشہور بزنس مین ہے۔۔

ہر ایک چیز اسکے قدموں میں تھی۔۔۔اور اب وہ پھر سے کنول سے شادی کا خواہش مند تھا۔۔

اس وقت وجہ محبت نہیں۔۔۔وجہ زیان کو نیچا دکھانا تھا۔

جو اپنی محبت کے زعم میں پانچ سالوں سے ایک چھوٹی سی فرم میں ملازم تھا۔

کنول اسے بنا جواب دیے ہی وہاں سے واپس گھر آگئی۔۔

اسکا آخری منتھ چل رہا تھا۔اور اوپر سے علی نے اسے نئ کشمکشِ میں ڈال دیا تھا۔۔

وہ جتنا خود کو اس سوچ سے آزاد کرنے کی کوشش کرتی کوئی ناں کوئی چیز ایسی ہو جاتی۔۔۔

جب وہ بلاارادہ ہی علی اور زیان کا موازنہ کرنے لگتی۔۔

انسان کا دماغ سوچوں کا گھر ہوتا ہے۔اور جب ہم کسی چیز میں خامیاں ڈھونڈنے لگے تو ہم چاہ کر بھی اسکی خوبیوں کو دیکھ نہیں پاتے۔۔۔

کنول نے چھ سال کا عرصہ گزارا تھا زیان کے ساتھ۔۔اس عرصے میں زیان نے اس سے کوئی ڈیمانڈ نہیں کی۔کسی بات کا طعنہ تک نہیں دیا، بس اسکے ساتھ سے مطمئن اور خوش تھا، اور

اب جب وہ اپنی اولاد کے اس دنیا میں آنے پر خوشی کی انتہا پر تھا۔۔

تب وہ اس بات سے مکمل طور پر انجان تھا کہ جس بیوی پر وہ جان چھڑکتا تھا وہی بیوی اسکے ہوتے ہوئے اپنے دل میں کسی انجان کو بسائے بیٹھی تھی۔

○○○○○○○○○

کیا سچ میں چاچو_______؟"اسکی سبز نگاہیں حد سے زیادہ پھیلی ہوئی تھیں۔

یس چاچو کی جان۔۔۔۔ ہم آج جائیں گے بے بی کو لانے پھر آپ دیکھ لینا اسے۔۔۔۔ !"

زیان نے مسکراتے اسکی یونیفارم شرٹ کا بٹن لگاتے ہوئے کہا۔

وہ بے بی میری ہو گی ہے ناں۔۔۔۔۔ !"اسکا اشتیاق کسی بھی طور کم نہیں ہو رہا تھا۔۔

زیان نے اسے تھوڑی دیر پہلے ہی بتایا تھا کہ آج وہ چھوٹی سی گڑیا کو لینے جا رہا ہے۔۔اور وہ گڑیا شمشیر ملک کی ہو گی۔۔۔

تب سے دسویں بار تھا جب وہ دس سالہ بچہ اس سے یہی سوال پوچھ رہا تھا۔۔

زیان کی خوشی کی کوئی انتہا نہیں تھی اور ایسا ہو ہی نہیں سکتا تھا کہ وہ اپنی خوشی حیدر کی گود میں ناں ڈالے۔

وہ اسے کہہ رہا تھا جب کوئی دوسرا اس بات کو نہیں سن رہا تھا کوئی نہیں جانتا تھا کہ زیان ملک کی بتائی اس چھوٹی سی بات نے کیسے اس دس سالہ بچے کے دل ودماغ پر اپنے نقش چھوڑے تھے۔

ہاں وہ بے بی آپ کی ہو گی اور آپ اسے مجھ سے زیادہ محبت دینا "حیدر اور اسے کبھی ڈانٹنا بھی مت۔۔۔۔۔۔؛

زیان اسے کہہ رہا تھا اور وہ کان لگائے دھیان سے چچا کی بات کو سن رہا تھا۔۔۔

اسے بے صبری سے انتظار تھا جب وہ سکول سے واپس آ کر اپنی چھوٹی بے بی سے ملے گا۔۔

○○○○○○○○○

مبارک ہو مسٹر ملک بیٹی ہوئی ہے۔۔۔!"ڈاکٹر کے الفاظ کانوں میں پڑتے ہی زیان کا چہرہ آنسوؤں سے تر ہونے لگا۔۔

کتنے سال انتظار کیا تھا اس نے۔۔۔اور آج وہ وقت آن پہنچا تھا جب اس کی چھوٹی سی پری اسکی گود میں تھی۔

وہ بالکل کنول جیسی تھی۔وہی نین نقوش مگر اسکی گندمی رنگت زیان ملک کے جیسی تھی۔۔زیان کئی گھنٹے اس سے لپٹا رہا اسے چومتا رہا۔۔

اپنی اولاد اپنا خون ایک ایسی کشش تھی جس نے اسے دنیا سے غافل کر دیا تھا۔۔

اوپر سے وہ معصوم بچی بھی جیسے باپ کے لمس کو پہچان گئی تھی۔۔

اسکی گود میں وہ خاموش بیٹھی تھی۔

اور جب زیان کو کنول کا ہوش آیا تو ڈاکٹر سے اجازت لیتا کمرے میں گیا۔۔

جہاں کنول ہاتھ آنکھوں پر رکھے لیٹی تھی۔۔

زیان نے مسکراتے ہوئے قدم اسکی طرف بڑھائے اور اپنی ننھی پری کو اسکے پاس لٹایا۔۔۔

کنول آہٹ پر ایک دم سے چونکی۔۔

مگر سامنے والی کی آنکھوں میں جذبات دیکھ وہ سرد چہرے سے رخ پھیر گئی۔

زیان مسکراتے کنول کے پاس بیٹھ گیا۔

"کنول میری زندگی آج میں بہت خوش ہوں۔۔۔۔آج۔۔۔!

اس سے پہلے کہ وہ کچھ اور کہتا کنول نے اسے ٹوک دیا۔

زیان بس کرو مجھے کچھ نہیں سننا تمہیں بیٹی چاہیے تھی تمہیں مل گئی ہے اب مجھے آزاد کردو۔۔۔۔"

طلاق کے کاغذات اسکے سامنے رکھتے کنول نے سپاٹ لہجے میں کہا۔۔۔

زیان کا خوشی جھلکاتا چہرہ ایک دم سے پھیکا پڑا۔۔وہ یہ سب نہیں سننا چاہتا تھا مگر کنول نے جیسے ہی اسکی طرف کاغذات بڑھائے کمرے کا دروازہ کھول اندر آتا علی اسکے سامنے کھڑا ہوا۔۔۔

شدت ضبط سے اس مرد کا چہرہ لہو چھلکانے لگا۔۔

وہ مر کر بھی نہیں سوچ سکتا تھا کہ جس بے وفا لڑکی سے وفا نبھاتے اسنے ایک مدت گزار دی وہ لڑکی اسے ایسے توڑے گی۔۔

یہ سب کیا ہے کنول۔۔۔؟" اسکی آواز پھندے کی طرح گلے میں پھنس رہی تھی وہ بولا تھا کمال ضبط تھا اس انسان کا۔۔۔؛

یہ سچ ہے مسٹر زیان ملک۔۔۔ کنول اور میں جلد شادی کرنے والے ہیں تو تم اسے ابھی اور اسی وقت ڈائیورس دے دو۔۔"

میں کنول سے بات کر رہا ہوں تم بیچ میں مت بولو۔۔ مٹھیاں بھینچے وہ غصّے پر قابو کرتے بولا۔

میں بھی یہی چاہتی ہوں زیان______ تم مجھے آزاد کر دو۔۔۔"

کنول نے اسے دیکھتے سرد لہجے میں کہا۔۔۔

زیان نے اس بے حس عورت کو دیکھا جو بے شرموں کی طرح یہ
سب کہہ رہی تھی۔

ابھی طلاق نہیں ہو سکتی جب تک ٹھیک ہو جاؤ گی میں دے دوں
گا۔ "

وہ آنسوں رگڑتے لرزتے وجود سے بولا۔۔

اوکم آن زیان یہ قانونی چارہ جوئی ہے۔۔۔پڑھے لکھے ہو تم،،، یہ

"طلاق کے کاغذات ہے سائن کرو۔۔۔۔

علی کا لہجہ صاف مذاق اڑاتا تھا۔۔۔زیان ملک کی بسی بسائی دنیا

پلوں میں خاکستر ہوئی تھی۔۔

ٹھیک ہے عقیدت مجھے دے دو میں طلاق کے کاغذات پر سائن

"کر دوں گا۔۔۔۔

زیان نے اس نرم روئی کی مانند اپنے نازک گڑیا کو چھوتے کہا۔

ٹھیک ہے ابھی یہ چھوٹی ہے جب یہ ہوش سنبھالے گی دو ماہ بعد

"!اسے دے دوں گی میں۔۔۔۔

کنول نے کاغذات آگے کرتے بے حسی سے کہا۔۔۔اور یہی وہ وقت تھا جب زیان ملک کا چھ سال کا صبر دم توڑ گیا۔۔

کپکپاتے ہاتھوں سے اس بے حس عورت کو خود سے آزاد کرتے وہ ایک نظر اپنی معصوم بیٹی پر ڈالے مردہ قدموں سے وہاں سے نکلا۔۔۔

کیا تم اسے بیٹی دے دو گے علی______؟" کنول نے زیان کے جاتے عقیدت کو خود میں بھینچتے ہوئے پوچھا۔۔۔

علی معنی خیزی سے مسکرایا۔۔۔

پاگل ہو تم یہ ہماری بیٹی ہے اسے کیوں دے گے ہم اس بزدل انسان کو۔۔۔!".

وہ دونوں بلند قہقہے لگاتے اپنی فتح پر مسکرائے تھے۔۔۔

یہ جانے بغیر کہ اللہ کی لاٹھی کتنی بے آواز ہے اور جب یہ پڑتی ہے تو انسان کو راکھ کر دیتی ہے۔۔!"

OOOOOOOOO

ہاسپٹل سے نکلنے کے بعد زیان جیسے ہی بائیک پر بیٹھا۔۔اسکی
بائیک راستے میں کسی ٹرک سے ٹکرائی تھی۔۔

ہاسپٹل جانے تک وہ پیرالائز ہو گیا تھا۔۔۔

ادھر کنول نے سب کو یہی بتایا تھا کہ اسکے ہاں مردہ بیٹی ہوئی ہے
اور زیان نے اسے طلاق دے دی ہے۔

ان برے حالات میں علی نے اس سے شادی کی حامی بھر لی
تھی۔۔اور وہ کچھ عرصہ باپ کی چوکھٹ پر رہی۔۔اس دورانیے
میں عقیدت علی کے پاس تھی۔۔یہ سارا منصوبہ زیان کے

پیرالائز ہونے کے بعد بُنا گیا تھا کہ اس طرح سے وہ کسی کی نظر میں آئے بنا ہی آرام سے شادی کر سکتے تھے۔

حالات نے ان کا ساتھ دیا تھا جہاں ریاض ملک کا گھر اجڑا تھا وہیں دو ماہ بعد کنول کی پھر سے دھوم دھام سے شادی ہوئی تھی۔۔

اور یہی وہ وقت تھا جب ریاض ملک نے شمشیر حیدر سے پہلی بار کہا تھا کہ وہ اپنے چچا کی بربادی کا بدلہ اس عورت سے لے گا۔

شمشیر نے کچھ ناں کہا بس سرخ نگاہوں سے اس جاتی بارات کو دیکھتا رہا۔

وقت نے بہت گہرا اثر چھوڑا تھا اس خاندان پر،، زیان ملک جیسا جیتا جاگتا انسان اب ایک زندہ لاش بن گئی تھی۔

اور شمشیر ملک پورے گھر میں سے وہ واحد انسان تھا جو وہ سب کچھ جانتا تھا جو کوئی دوسرا نہیں جان سکتا تھا۔

اب یہ تو آنے والا وقت ہی بتانے والا تھا کہ شمشیر حیدر ملک کس کس راز سے واقف تھا۔

○○○○○○○○○

السلام علیکم بابا______" دروازے کو کھول وہ مدہم آواز میں بولی۔ اسکی آواز پر بیڈ پر نیم دراز کنول بیگم نے ہاتھ آنکھوں سے ہٹائے اسے دیکھا۔

جوزرد رنگت میں مرجھائی سی دروازے کے بیچ کھڑی تھی۔

"!______ وعلیکم السلام ادھر آؤ میری جان

صوفے پر بیٹھے علی اسکی آواز سنتے ہی تڑپتے جگہ سے اٹھے تھے، عقیدت نے ایک نظر ماں کے سرد بے تاثر چہرے کو دیکھا اور پھر دھیمے سے قدم اٹھائے بابا کے قریب گئی،،

جو کل سے اسکی فکر میں ہلکان ہو رہے تھے،،

یہ چوٹ کیسے آئی عقیدت______؟" اسکے ہونٹ اور چہرے پر نیل کے نشانات دیکھ علی نے متفکر سے لہجے میں پوچھا،، کنول مکمل طور پر خاموش تھیں۔

اور یہی خاموشی عقیدت کو ڈرا رہی تھی۔

بابا ایکسیڈنٹ ہو گیا تھا تو اس وجہ سے۔۔۔۔" وہ لبوں پر زبان پھیرتی ہلکی سی آواز میں منمنائی۔۔۔

آپ جانتے بھی ہو عقیدت کتنے پریشان تھے ہم کل سے۔۔۔۔۔اگر آپ کو کچھ ہو جاتا تو ہمارا کیا ہوتا کچھ سوچا ہے آپ نے۔۔۔۔!"

علی نے ایک نظر بیوی کو دیکھا جو سرد چہرے سے دیوار کو گھور رہی تھی،اسکی خاموشی علی کو آنے والے کسی خطرے کی بھنک دے رہی تھی۔

جبھی وہ خود ہی عقیدت کو ڈانٹ رہا تھا۔۔

عقیدت نے سر جھکالیا،،

سوری بابا۔۔۔!" وہ جانتی تھی اس کی غلطی ہے اسے سوچنا چاہیے تھا اس کے ماں باپ کیسے اسکے لئے پریشان ہو رہے ہونگے اور وہ انکی پرواہ کیے بنا یونہی ہاسپٹل پہنچ گئی اور پھر وہاں سے وہ سب کچھ ہو گیا جو ایک بھیانک خواب کی طرح تھا۔۔

علی نے اسے آنکھوں سے اشارہ کیا تو عقیدت فوراً سے سمجھتی کنول کی طرف دیکھنے لگی۔۔

سوری ماما۔۔۔!" اسنے محبت سے معذرت بھرے اداس لہجے میں کہا۔

کنول بیگم ابھی تک خاموش تھیں۔

تم جاؤ بیٹا میں آتا ہوں تمہارے پاس۔۔۔! "کنول بیگم کی مکمل خاموشی علی کو ڈرا رہی تھی، وہ جلد از جلد عقیدت کو کمرے سے بھیجنا چاہتے تھے

عقیدت بابا کے کہنے پر سر کو ہاں میں ہلاتے کمرے سے جانے لگی،

رکو ایک منٹ۔۔۔۔! "کنول بیگم کی آواز پر دروازے کھولتے عقیدت کے ہاتھ تھمے،،،اسنے گردن موڑے حیرانگی سے بابا کو دیکھا اور پھر کنول بیگم کو۔۔

تمہیں دیکھنے کل لڑکے والے آرہے ہیں اب سے تمہاری پڑھائی بند۔۔۔۔۔۔۔میں جلد از جلد تمہاری شادی کر دینا چاہتی ہوں۔

"اور ایسا ہی ہو گا۔۔

عقیدت کی طرف دیکھتی وہ بالکل سرد لہجے میں بولی۔

عقیدت نے بے یقینی سے انہیں دیکھا اور پھر اپنے بابا کو۔۔۔۔

"! مگر ماما میں ابھی شادی نہیں کرنا چاہتی۔۔۔؟

انکی بات کاٹتی وہ غصّے سے چلائی تھی، علی صاحب خود ہکا بکا سا کنول بیگم کو دیکھ رہے تھے۔

تم سے پوچھا نہیں میں نے بتایا ہے،،،، جاؤاپنے روم میں
۔۔۔۔!"وہ سخت لہجے میں اسے گھورتے ہوئے بولی۔

عقیدت حیرت زدہ سی ماں کو دیکھ رہی تھی۔اگرآپ کو لگتا ہے
کہ آپ زبردستی مجھے فورس کرلیں گی تو یہ آپ کی غلط فہمی
ہے۔۔!"

وہ کمرے سے نکلتی انہیں واضح طور پر بتا چکی تھی کہ وہ کسی بھی
طور شادی نہیں کرے گی۔

کنول بیگم نے جواباً کچھ ناں کہا۔۔

کنول کیا ہے یہ سب۔۔۔۔۔۔۔۔اب تم زبردستی کرو گی میری بیٹی کے ساتھ۔۔۔!"

علی عقیدت کے جاتے ہی ان پر برس پڑے۔۔۔انہیں امید نہیں تھی کہ کنول بیگم اتنا بڑا فیصلہ کیے بیٹھی ہوں گی۔

وہ تمہاری بیٹی نہیں ہے علی______!"کنول بیگم نے جتاتے کچھ کھرے لہجے میں اپنے الفاظ پر زور دیتے کہا۔

علی صاحب کا چہرہ ایک دم سے سرخ پڑا۔

"یہ تم کہہ رہی ہو کنول۔۔۔۔۔

وہ بے یقینی سے ان کے سامنے ہوتے استفسار کرنے لگے۔۔ کنول بیگم کافی ٹوٹ پھوٹ کی شکار تھی۔لب بھینچے وہ نظریں چُرا گئی۔

میں مانتا ہوں کہ زیان سے عقیدت کو چھیننے کا مقصد صرف اسے نیچا دکھانا تھا مگر میں نے کبھی اسے اپنی اولاد سے کم نہیں مانا۔۔۔!"

انکے لہجے میں واضح دکھ تھا۔۔ آج انہیں اپنی ہی محبت کا ثبوت بول کر دینا پڑ رہا تھا۔۔

زیان ملک کو تباہ کرنے میں تم سے زیادہ قصور وار میں ہوں علی۔۔۔۔ میں نے اس شخص کی خلوص بھری محبت، چاہت کو ٹھکرا دیا۔۔۔ اور جب تمہارے پاس آئی تو بیس سال کے عرصے میں تم سے سب کچھ چھین لیا میں نے۔۔۔۔ جس دولت پر مجھے ناز تھا ناں تو وہ دولت رہی۔۔۔ اور ناں ہی کوئی اپنا۔۔۔۔۔۔ اولاد کا سکھ تک نہیں دے سکی میں تمہیں۔۔۔۔ اور میں جانتی ہوں کہ عقیدت کو تم نے اپنی اولاد کی طرح پالا ہے مگر سچ یہی ہے کہ وہ تمہاری اولاد نہیں۔۔ ....!"

عقیدت اور ساحر میری اولاد ہیں کنول۔۔۔۔۔۔زندگی نے مجھے بہت کچھ سکھایا ہے۔۔۔۔اتنے برسوں کی ذلت بھری زندگی نے مجھے میری اوقات یاد دلادی ہے۔۔۔

مجھے خدا سے کچھ نہیں چاہیے،،، میرے پاس اولاد ہے چاہے وہ دونوں میرا خون نہیں۔۔ مگر میرے لئے وہ میری اولاد ہیں اور میں ان کا باپ ہوں۔۔۔۔!"

اسی لئے میں چاہتی ہوں علی کہ میرے دل میں جو پھانس اٹکا ہے وہ زبان پر ناں آجائے۔۔ میرا دل انجانے خدشات میں گھرا رہتا ہے۔میں بس اسے اپنے گھر کا کر دینا چاہتی ہوں۔۔۔ تم نہیں جانتے اگر وہ مجھ سے بدگماں ہو گئی تو میں جی نہیں پاؤں گی۔۔!"

کنول بیگم نے تڑپتے ہوئے کہا تھا۔۔۔ سینے میں چھپا خوف آج لفظوں کی بولی سے زبان سے ادا ہو رہا تھا۔۔

کچھ ایسی ہی حالت علی صاحب کی بھی تھی۔۔

یہ سچ تھا کہ وقت نے اور زمانے نے انہیں اتنی ٹھوکریں ماری تھیں کہ آج وہ اپنی غلطیوں پر بے تحاشہ روتے تھے۔

مگر جہاں بات عقیدت کی تھی وہاں وہ دونوں بے بس ہو جاتے تھے۔

دس سال تک اسے سینے سے لگائے پالا تھا۔۔۔اور پھر ساحر کو گود لینے کے بعد بھی یہ محبت کم نہیں ہوئی تھی بلکہ بڑھی تھی۔

اور اب اسکی نفرت کا سوچتے ہی ان دونوں کا خون خشک ہونے لگتا تھا۔

کنول بیگم نے زیان ملک کو دولت کے لالچ میں چھوڑا تھا۔ مگر اس شخص سے جیسے ہی ان کا نام جدا ہوا تھا۔ان کے پاس ناں تو دولت رہی تھی ناں ہی سکون۔۔۔ علی چاہے اس کے ساتھ تھا۔۔

مگر اب زیان ملک کی بے انتہا اور بے غرض محبت کی کمی انہیں ہر جگہ محسوس ہوتی تھی، زیان سے جھوٹ بول کر اسے اس کی اولاد سے جدا تو کر دیا تھا اب خدا نے انہیں پوری عمر بے اولاد رکھتے ایک سزا دی تھی۔

کہ وہ آج اپنے کئے گناہوں پر پچھتاتی تھی جب وقت ہاتھ سے ریت کی مانند پھسل جائے تو انسان کے پاس پچھتاوے کے سوا کچھ نہیں رہتا۔۔۔

وہ نہیں مانے گی۔۔۔۔!" سوچوں کے بھنور میں بہتے وہ ٹھنڈا سانس بھرتے کنول بیگم کو دیکھ بولے تھے۔۔

آپ منا سکتے ہیں اسے علی اور آپ کو منانا ہو گا۔۔اس سے پہلے کہ کوئی طوفان اسے ہم سے دور کر دے،،، میں اسے کھو نہیں سکتی۔۔۔۔۔۔!"

شکست خوردہ سی کیفیت میں گھری وہ عورت کہیں سے بھی وہ حسین جوان دوشیزہ کنول فیاض ملک نہیں لگی تھی۔ علی شاہ کو۔۔۔۔

OOOOOOOOOOO

جا رہے ہو تم۔۔۔۔۔۔!"

"ہاں۔۔۔۔۔

"مگر کیوں______؟

"جانا ضروری ہے اس لئے۔۔۔۔۔۔۔۔۔

"میں نے کچھ کیا ہے کیا۔۔۔۔؟

اسکا لہجہ رندھا ہوا تھا،،آنسوں گالوں پر بہہ رہے تھے،،،

بیگ کی زپ لگاتے راب اسکے نم لہجے پر چونکا اور پھر ایک دم سے مڑا۔۔۔

"آپ رو کیوں رہی ہیں۔۔۔؟

اسنے حیرت سے اسے دیکھتے قدم منت کی جانب بڑھائے۔

سفید ڈھیلے ڈھالے نائٹ ڈریس میں،، وہ رونے سے سرخ ہوئے چہرے سے آنسوں کو گالوں سے رگڑتی اسے شکوہ کناں نگاہوں سے دیکھنے لگی۔

یہ بھی میں بتاؤں کہ کیوں رو رہی ہوں میں۔۔۔۔۔!"
شہادت کی انگلی سے ناک کو کلیر کی طرح کھینچتے صاف کرتی وہ کچھ تیکھے لہجے میں پوچھنے لگی۔

راب گڑ بڑایا۔۔ہاں بھلا لڑکیوں سے ان کے ناراض ہونے کی وجہ تھوڑی پوچھی جاتی تھی۔۔

اسنے سوچتے سر کو جھٹکا اور ہاتھ سینے پر باندھے اپنے جوتوں کو گھورنے لگا۔۔

"واپس کب آؤ گے۔۔۔۔۔؟

ا مممم دو تین دنوں تک ______! "اسنے گہری سانس بھرتے کہا۔شکر تھا کہ وہ اب اسکے جانے کے متعلق ایگری ہو چکی تھی۔

میری شادی میں تو آؤ گے ناں۔۔۔۔!" آنکھوں کو بازو سے صاف کرتی وہ سیاہ جھیل سی آنکھوں میں خوف لیے پوچھ رہی تھی

راب کو لگا جیسے کسی نے اسکا دل نکالتے ہاتھ میں مسل ڈالا ہو ۔۔۔اوپر سے ستم یہ کہ وہ اداس بھی نہیں ہو سکتا تھا۔

آپ ایسے گھبرائیں نہیں منت________ماموں جانتے ہیں میں بس ٹور پر دوستوں کے ساتھ جارہا ہوں۔۔کچھ دنوں میں آ جاؤں گا اور ویسے بھی آپ کی شادی کو ابھی کافی وقت ہے۔۔۔!"

ہاں وقت تو ہے مگر تم جانتے ہو کہ مجھے ہر ایک چیز تمہارے ساتھ کرنے کی عادت ہے تم نہیں ہوتے تو کسی بھی چیز میں دل نہیں لگتا۔۔۔اور اب شادی کیسے کروں گی اگر تم ناں ہوئے تو۔۔۔۔۔!"

منت کا اپنا ہی لاجک ہوا کرتا تھا۔۔اسے ہر جگہ ہر وقت راب خانزادہ اپنے ساتھ چاہئے تھا۔۔ مگر اسکی یہ ضد یا پھر یہ عادت راب خانزادہ کو کیسے گھائل کرتی تھی۔

یہ تو وہی جانتا تھا۔

شادی تو آپ کی ذکی سے ہو رہی ہے اور وہ تو ہو گا ہی آپ کے ساتھ۔۔۔"

جانے کیوں اسے اپنے لہجے میں جلن سے محسوس ہو رہی تھی۔ وہ ایسا نہیں تھا جلنا یا پھر حسد کرنا اسکی فطرت میں نہیں تھا۔۔

مگر اسے رشک ضرور تھا اور ہوتا بھی کیوں ناں۔۔۔ منت شاہ جس کا بھی نصیب بنتی اسے خود پر اپنی قسمت پر ناز ہوتا۔۔۔۔ جیسے اس وقت راب کو ذکی پر ہو رہا تھا۔۔۔

اسکی اپنی جگہ ہے راب اور تم اپنی جگہ ہو۔۔ میری کوئی بہن بھی نہیں ہے اور میری شادی کی ساری رسمیں تم نے کرنی ہیں۔۔ !"

وہ اسے اپنا کئی بار بولا جملہ یاد دلا رہی تھی۔ ویسے میرے پاس ایک آئیڈیا ہے ہم چھوٹے ماموں اور عقیدت کو بلا سکتے ہیں آپ کی شادی پر پھر آپ کا بہن ناں ہونے کا شکوہ بھی ختم ہو جائے گا۔۔۔"

وہ اب بیگ کو اٹھائے کندھے پر ڈالتے مشورہ دینے لگا۔۔

منت کو اسکا مشورہ پسند آیا تھا مگر وہ جانتی تھی کہ راب کی وجہ سے اسکا خاندان کبھی انکے گھر نہیں آئے گا۔۔ مگر وہ راب کو جتا کر اسے پھر سے دکھی نہیں کر سکتی تھی۔۔۔۔!"

ہاں میں بابا سے بات کروں گی تم اپنا خیال رکھنا اور مجھ سے بات کرتے رہنا اور اگر کوئی اچھی سی لڑکی ملی تو بھگا لانا شادی میں کروا دوں گی۔۔۔!"

وہ فخریہ کالر جھاڑتی مسکراہٹ چھپائے بولی۔۔

توراب کی لبوں پر مسکان بکھری۔۔۔

اگر ملی تو ضرور لاؤں گا۔۔۔؛" وہ مسکراتے ہوئے اسے خدا حافظ کہتا بیگ کاندھے پر ڈالے وہاں سے تیزی سے نکلا تھا۔۔۔

اسنے تہہ کر لیا تھا اب وہ اس گھر میں کبھی نہیں آئے گا۔۔۔۔۔۔۔۔۔ یہ تو وقت بتانے والا تھا کہ راب خانزادہ کی روح چھلنی کرنے والی کتنی تکلیفیں تھیں جو اسی گھر سے اسے بہت جلد ملنے والی تھی۔

OOOOOOOOOO

"ہائے بالاج یہ لڑکی کون ہے۔۔۔۔؟

میں تم سے بعد میں بات کرتا ہوں شزہ۔۔۔۔۔۔!" اپنے کندھے پر رکھے شزہ کے ہاتھ کو جھٹکتے بالاج ذرا تند ہی سے بولا۔

چاہت کی کاجل سے لبریز سیاہ آنکھیں اس پینٹ شرٹ میں ملبوس لڑکی پر تھیں ______ جو بالاج کو گھور گھور کر دیکھ رہی تھی۔

اوہ کیا یہ بہن ہے تمہاری۔۔۔۔؟" وہ بالاج کے اگنور کرنے پر چاہت کو سر تا پیر گھورتے ہوئے بولی،،،

چاہت کا چہرہ غصے سے لال بھبوکا ہو گیا۔۔

آپ کو اس سے کیا فرق پڑتا ہے کہ میں انکی کیا لگتی ہوں آپ کام کریں اپنا۔۔۔۔؛"

زبان پر قابو پانے کی کوشش کرنے کے باوجود بھی اسکی زبان سے پھسلا تھا۔

بالاج نے ابرو اچکاتے گردن گھمائے اسکے سرخ تپے چہرے کو دیکھا۔

"اوہ مطلب کہ فیانسی ہے یہ تمہاری۔۔۔۔؛

شزہ کو چاہت کا ٹوکنا بالکل اچھا نہیں لگا تھا۔ایک مدت سے وہ بالاج سکندر کے پیچھے پاگل تھی اسے ہر طرح سے راغب کرنے کی کوشش کے باوجود بھی وہ ناکام رہی تھی۔

اور اب جب ایگزامز کے بعد بالاج کو کسی لڑکی کے ساتھ یونی میں دیکھا تو وہ خود ہی ان کے پاس آئی تھی۔۔جب بالاج چاہت کو گائیڈ کر رہا تھا۔۔۔

نہیں ایسی کوئی بات نہیں ہے______!" بالاج نے ماتھے پر لکیریں کھینچتے ہوئے کہا۔

مگر جلد ہی ہماری شادی ہونے والی ہے۔۔میں بالاج کے چچا کی بیٹی ہوں۔۔۔۔آپ ابھی یہی ہیں ناں یونیورسٹی میں۔۔۔۔ ویسے میں بھی یہی پڑھ رہی ہوں،،، آپ کو بتاؤں گی شادی کا۔۔۔آپ بھی ضرور آنا بھائی کی شادی پر۔۔۔۔!"

چاہت کی قینچی کی طرح چلتی زبان نے ایک بار پھر سے اپنے گن دکھائے تھے،،

شزہ کے ساتھ ساتھ بالاج خود بھی اسے ہکا بکا سا دیکھ رہا تھا۔۔ کیا چیز تھی وہ لڑکی۔۔۔۔۔اسکے سامنے کھڑی وہ اسی کے متعلق اتنی صفائی سے جھوٹ بول رہی تھی۔۔اور سیکنڈوں میں اسے شزہ کا بھائی بنا دیا تھا۔

تم نے بتایا نہیں کبھی بالاج کہ تم انگیجڈ ہو

"۔۔۔؟

شزہ کا اترا چہرہ اس بات کی گواہی تھا کہ اسے چاہت کی بتائی بات کا قدر بری لگی تھی۔خاص طور پر بھائ کہنا۔۔

اگر تم مجھے پہلے بتا دیتے تو میں کبھی تم میں اتنا انٹرسٹ ناں لیتی۔۔۔۔ خیر مبارک ہو تم کو۔۔۔۔ منگنی کی۔۔۔ میں چلتی ہوں۔۔۔!"

شزہ ایک دم سے اداسی سے گویا ہوئی اور ساتھ ہی معذرت اور مبارکباد دیتے وہاں سے خاموشی سے نکل گئی۔۔

بالاج نے حیرانگی سے اس لڑکی کو جاتا تھا یہ وہی لڑکی تھی جو اس کی محبت کا دم بھرتے نہیں تھکتی تھی۔

اور اب چند پلوں میں ہی کیسے اسے مبارک باد دیتی وہاں سے چلی گئی تھی۔

بالاج نے تاسف سے سر کو جھٹکا آج کل کے دور میں محبت صرف لفظوں کا کھیل بن کے رہ گیا ہے۔۔۔۔ محبت کا معنی اسکا مطلب سمجھنا ضروری نہیں رہا بس جو اچھا لگا اسے کہہ دیا کہ ہمیں تم سے "محبت ہے۔۔۔۔۔

بالاج نے مڑتے چاہت کو دیکھا جس کی بتیسی اسکے دیکھنے پر سمٹی۔۔۔۔

کک کیا دیکھ رہے ہیں۔۔۔ مم میں نے تو آپ کی جان بچائی ہے دیکھا کیا ایسی ہوتی ہے محبت______ شادی کا سنا تو کیسے بھاگ گئی۔۔۔اب یہ آپ کو کبھی تنگ نہیں کرے گی بالاج سائیں "۔۔۔۔۔۔

وہ سانس لینے کو رکی، کتابوں پر گرفت مضبوط ہوئی تھی۔

"مگر تم نے جھوٹ کیوں بولا چاہت۔۔۔۔؟

وہ ہاتھ سینے پر باندھے اسے گھورتے ہوئے پوچھنے لگا۔۔

مجھے دیری ہو رہی ہے سر آ گئے ہوں گے میں چلتی ہوں۔۔۔۔۔۔۔ پھر ملاقات ہو گی۔۔۔ "!

وہ بنا اسکی بات کا جواب دیے ہمیشہ کی طرح بھاگی تھی۔

○○○○○○○○

گاؤں کے کچے راستے پر دھول اڑاتی گاڑی تیز رفتار سے چل رہی تھی، کئی لوگ مڑتے اس سیاہ گاڑی کو دیکھ رہے تھے۔

آج پنچائت کا دن تھا ایک اہم فیصلے کا دن۔۔۔۔وہ مخصوص وقت پر جرگے میں پہنچنے کیلیئے وہاں سے نکلا تھا۔اور اب بھی ایک نظر کلائی پر موجود گھڑی پر وقت کو دیکھ وہ باہر دکھتے سر سبز کھیتوں کو دیکھنے لگا۔

سوچیں اس وقت کہیں اور اٹکی ہوئی تھیں، مگر وہ اپنے فرض سے پیچھے نہیں ہٹ سکتا تھا،،،، گاوں کے باہر برگد کے بڑے سے پیڑ سے کچھ فاصلے پر گاڑی رکی تھی۔

وہاں موجود لوگ جو سردار کے انتظار میں بیٹھے تھے۔گاڑی کی آواز پر سبھی نے گردنیں گھمائے پیچھے کو دیکھا۔جہاں وہ سیاہ گاڑی سے نکلتا کوٹ کے بٹن بند کرتا آگے بڑھ رہا تھا۔

گوہر دور سے ہی اسے دیکھ بھاگتے اسکے پیچھے چلنے لگا۔

داجان سمیت گاؤں کا ہر چھوٹا بڑا اسکے احترام میں تعظیما کھڑا ہوا تھا۔ شمشیر کی بے تاثر نگاہیں عورتوں کے جھنڈ میں روتی ہوئی لڑکی پر تھیں۔۔

جس کا چہرہ گھونگھٹ میں ڈھکا ہوا تھا۔

عنابی لبوں کو بھینچے وہ اپنی مخصوص نشست تک پہنچا۔۔

اسکے بیٹھنے کے بعد باقی کے سردار اور گاؤں کے لوگ بیٹھ گئے۔۔۔۔

کمال فرید کیا تمہیں اپنی صفائی میں کچھ کہنا ہے۔۔۔۔!"شمشیر کی سرد آواز وہاں گونجی۔۔۔لوگوں نے خوفزدہ نگاہوں سے کمال کو دیکھا۔

جو ایک طرف سر جھکائے بیٹھا تھا۔

سردار میں غصے میں تھا اس سے پہلے کبھی ہاتھ نہیں اٹھایا، چھمی پر۔۔۔۔!"

کمال فرید نے جھکے سر سے ہاتھ جوڑے کہا تھا،، کس بات کا حصہ تھا تجھے _____! "وہ سرخ آنکھوں سے اسے گھورتے سرد لہجے میں غرایا تھا۔ہاتھوں کی مٹھیاں بھینچی ہوئی تھیں، جیسے وہ اپنے اشتعال کو دبا رہا تھا۔

وووہ سسس سردار میرے بڑے بھائی نے میری زمین پر قبضہ کر لیا ہے،ایک ہی ٹکرا تھا پاس۔۔۔جس پر بڑا بھائی قابض ہو گیا ہے گھر میں فاقے پڑ گئے ہیں۔۔

کھانے کو کچھ بھی نہیں۔۔۔اور ایسی حالت میں میرا غصہ چھمی "(بیوی) پر نکل گیا۔

وہ بے بسی کی حالت میں شمشیر کی جانب دیکھتے نظریں جھکا گیا۔

شمشیر نے گہری سانس فضا کے سپرد کی۔۔۔اگر تمہاری زمین پر کوئی قابض ہو گیا تھا تو تمہارا کام بنتا تھا کہ تم میرے پاس آؤ،،، اس گاؤں کا ہر فیصلہ کرنے والا میں ہوں یہاں کا "سردار۔۔۔۔۔

شمشیر کی آواز پر وہاں موجود سبھی دم سادھ گئے اس سے پہلے کسی سردار نے اس قدر سختی نہیں دکھائی تھی۔

غریب کا مال اسکی زمین جاگیر داروں کے قبضے میں پڑی رہتی تھی۔ مگر یہاں وہ ایک چھوٹے سے زمین کے ٹکرے اور بیوی پر ہاتھ اٹھانے کے معاملے کو پنچائیت میں لے آیا تھا۔۔

فرید کا بڑا بھائی کون ہے۔۔۔؟"شمشیر نے بلند آواز میں سرد نگاہوں سے وہاں بیٹھے لوگوں کو دیکھا،،

اگر خود اٹھو گے تو سزا میں کچھ کمی ہو جائے گی اگر میں نے اٹھایا تو کھال ادھیڑ دوں گا۔۔۔۔!" خاموشی کو توڑتی شمشیر کی غراہٹ پر لوگ حراساں سے آگے پیچھے دیکھنے لگے۔۔۔

وہیں شمشیر کی سبز نگاہوں میں خون تیرنے لگا۔۔۔اسکی نگاہیں وہاں بیٹھے سب سے آخر میں اٹھتے ایک آدمی پر ٹھہری۔۔۔۔

جس کا چہرہ پسینے سے تر تھا۔۔۔۔ٹانگیں اور وجود کپکپا رہا تھا۔۔۔

کیا نام ہے تمہارا۔۔۔۔۔۔؟"شمشیر کے پوچھنے پر سبھی نے گردنیں موڑے پیچھے کھڑے جمال فرید کو دیکھا۔

ججج جمال فرید________!"وہ بمشکل سے بولا تھا۔۔۔

پنچایت کے معزز لوگ پہلوں بدل رہے تھے۔۔۔اپنی گردنوں کے گرد کستا پٹا سبھی کا سانس تنگ کیے ہوئے تھا۔

یہ زمین کس کی ہے۔۔۔۔۔؟"شمشیر نے اسے خون آشام
نگاہوں سے گھورتے ہوئے پوچھا۔۔۔۔

ججج جی سسس سر داد کلک کمال کی ہے مم میں نے ببب بس فصل
کی اگائی کے لیے لی تھی۔۔

جمال کی مری ہوئی آواز پر شمشیر کے ماتھے پر بل تیزی سے
"بڑھے۔۔ کیا تمہارے پاس زمیں نہیں اپنی۔۔۔۔۔؟

سسسس سر دار ایک قلعہ زمین ہے جمال فرید کی۔۔اور جس
زمین کی یہ بات کر رہا ہے وہ کمال کی ہے جس پر اس نے زبردستی
"!قبضہ کیا ہے۔۔۔۔۔۔

گوہر کے اونچی آواز میں بتانے پر جمال کا چہرہ لٹھے کی مانند سفید پڑ گیا۔۔۔

جو لوگ اللہ کی زمین پر اسکے بندوں کے لئے جگہ تنگ کرتے ہیں ،اللہ بروز محشر اس کے لیے جگہ تنگ کر دے گا۔

جب تمہارے پاس اتنی زمین پہلے سے موجود ہے تو تم نے کیا "سوچ کر کمال فرید کی جگہ پر قبضہ کیا۔؟

وہ سنجیدگی سے جمال کو دیکھتے سخت لہجے میں بولا۔جمال نے شرمندگی سے سر جھکا لیا۔۔۔

جمال فرید نے ناحق کمال فرید کی زمین پر غاصب ہونے کی کوشش کی ہے۔۔آپ سب کی نظر میں یہ معاملہ چھوٹا ہو گا۔۔

مگر ایک ایسا معمولی کسان جس کے چار بچے،اور ایک بیوی بمشکل سے اپنا وقت اسکی زمین سے ملتی آمدن پر کرتے ہیں۔ان کا کیا ہو گا جب ان سے زندگی کی جمع پونجی واحد روزگار بھی چھین لیا گیا

۔۔

ہم سب انسان ہیں،،دوسروں ک احساس کرنا ہم سب کا فرض ہے۔۔اللہ کے نبی محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنے آخری خطبے میں یہ بات بلکل واضح کردی تھی کہ کسی گورے کو کالے پر

اور کسی کالے کو گورے پر کوئی فضیلت نہیں۔۔۔ ناں ہی کسی عربی کو عجمی پر اور ناں ہی عجمی کو عربی پر۔۔اللہ کی نظر میں ہم سب برابر ہیں۔۔ اگر کسی کو فضیلت ملے گی تو اسکی نیکیوں اسکے تقوی کی وجہ سے ملے گی۔

تو پھر یہ آپ میں سے کوئی یا پھر میں کسی پر ظلم کرنے کے روادار نہیں۔۔۔ یہ ایک گاؤں ہے۔۔۔ جب تک آپ لوگ ایک دوسرے کا احساس کریں گے ایک دوسرے کی تکلیفوں کو سمجھیں گے۔۔ کوئی بھی برا وقت ایسا نہیں آئے گا۔۔

جب بھوک کے ڈر سے کوئی شوہر اپنی بیوی پر ہاتھ اٹھائے ________ !"

شمشیر کی کہی ایک ایک بات وہاں موجود سبھی کے ضمیر کو جھنجھوڑ رہی تھی، پنچایت میں موجود ہر شخص ڈھلکے کندھوں سے شرم سے چہرہ جھکائے بیٹھا تھا

ایک اور بات کہوں گا۔اپنی بیوی کو عزت دیں بدلے میں وہ آپ کی عزت کا خیال رکھے گی۔۔۔آج کے بعد اگر کسی بھی شوہر نے بنا جواز اپنی بیوی پر ہاتھ اٹھایا تو اسکا فیصلہ شمشیر حیدر ملک کی پنچایت میں ہو گا۔۔اور سزا میں خود منتخب کروں گا۔۔!"

پنچایت کے بڑے بڑے سردار آج اس لڑکے کے سامنے لبوں کو سیے بیٹھے تھے۔۔

جمال فرید نے چونکہ دو مہینے کے عرصے تک کمال فرید کی زمین سے فصل لی ہے۔۔۔جمال فرید اسکا سارا معاوضہ لوٹائے گا اور کمال فرید کی زمین کے ٹکڑے کے برابر ایک ٹکڑا جمال فرید کی زمین سے کمال فرید کو دیا جاتا ہے۔۔۔اور آج تک جتنے بھی لوگوں سے انکی زمین چھینی گئی ہے مجھے ایک ایک فرد کا نام کل تک چاہیے۔

"!یہ اس گاؤں کے سردار کا حتمی فیصلہ ہے۔

مٹھی کو بھینچے وہ سرد نگاہوں سے جمال فرید کو دیکھتے جگہ سے اٹھ گیا۔

oooooooooooo

"راب کچھ ہوا ہے کیا۔۔۔۔۔؟

عافان کے اچانک پوچھنے پر راب نے چونکتے اسے دیکھا، جو اسکا بیگ تھامے متفکر سا کھڑا تھا۔

نہیں کچھ نہیں ہوا۔۔۔ تم کیوں پوچھ رہے ہو______!" بیگ کو اسکے ہاتھ سے لیتے وہ شائستگی سے پوچھنے لگا۔۔عافان نے نچلے ہونٹ کو دانتوں تلے کچلا۔

اب بول بھی دے یار______! "اسکی خاموشی راب کو چبھ رہی تھی، جبھی وہ جھنجھلائے ہوئے پوچھنے لگا۔

یار تُو گھر انکل اور منت سے جھوٹ بول کر آیا ہے کہ تُو ٹور پر جا رہا ہے اور اب تُو آسلام آباد کے لیے جا رہا ہے

"کیوں_______؟

راب نے ایک نظر اسے دیکھا اور پھر ائیر پورٹ کے اندرونی حصے کی طرف نظریں مرکوز کر لیں۔

وہ جانتا تھا کہ عافان اسکا اچھا دوست تھا۔ مگر اس کا مطلب یہ ہرگز نہیں تھا کہ وہ اس سے اپنا دکھ اپنا غم شئیر کر دے۔۔

کچھ درد انسان کو خود ہی سہنے ہوتے ہیں اور وقت راب خانزادہ اپنے دکھوں کو سینے سے لپٹائے ہوئے ایک آخری بازی خود کے ساتھ کھیلنا چاہتا تھا۔

یہ وہ قدم تھا جسے لیتے ہوئے اسنے تین سال لگائے تھے،، اسکے ہاتھ میں ایک سفید لفافہ تھا جس میں اسکی آنے والی زندگی بند تھی۔

اسکی آنکھوں میں جوش نہیں تھا کوئی رونق کوئی چمک نہیں تھی۔

ہوتی بھی کیسے جنہیں وہ پیچھے چھوڑ آیا تھا وہ صرف اسکے رشتے نہیں تھے وہ راب خانزادہ کا دل تھے۔۔۔

"اور دل کے بغیر انسان بھلا کیسے جی پاتا ہے۔۔۔؟

کئی بار ایسا ہوتا ہے عافان کہ زندگی ہم سے وہ فیصلے کرواتی ہے جن کو کرنے کا حوصلہ ہم میں ناپید ہوتا ہے۔ مگر یہ فیصلے ہماری زندگی کو بدلنے کی سکت رکھتے ہیں۔

میرے بابا کی خطا تھی کہ وہ محبت کے ہاتھوں مجبور ہوئے تھے، میری ماما کی غلطی تھی کہ وہ بھائیوں کی عزت کو کچل کر میرے بابا کے ساتھ بھاگ گئی۔۔ لوگ مجھے دیکھتے ہیں تو کہتے ہیں کہ یہ

وہی ہے جس کی ماں بھاگ گئی تھی۔۔وہ دونوں چاہے اس دنیا میں نہیں رہے مگر ان کی پہچان آج بھی سب اسی نام سے کرواتے ہیں مجھے۔۔۔ !"

وہ تحمل سے الفاظ کو موتیوں کی طرح لبوں سے پروئے عافان کو دیکھتے کہہ رہا تھا۔۔عافان سانس روکے اس خوبرو شخص کو دیکھ رہا تھا جس کا اندر بے حد گہرا تھا۔۔

سوچوں کی سطریں اتنی تہوں پر چھائی تھیں کہ انکا آخری کونہ ڈھونڈ پانا ناممکن تھا۔

میں چاہتا ہوں کہ مجھے کوئی دیکھے تو یہ کہے کہ یہ وہ ہے جس کے ماں باپ دنیا میں نہیں رہے اگر وہ ہوتے تو اپنے بیٹے پر فخر کرتے ۔۔۔"

اسکی آنکھیں چمکی تھیں ۔۔ بالکل کسی جگمگ کرتے جگنو کی طرح ،جو ویران جنگلوں میں بھٹکتے ہیں مگر اپنی روشنی کے سبب کبھی راستہ نہیں بھٹکتے ۔۔۔

مجھے فخر ہے راب کہ میں تمہارا دوست ہوں ۔۔۔! "اسکی پشت کو تھپتھپاتے عافان اسے سینے میں بھینچے مدہم سرگوشی میں بولا ۔۔

راب کے لب سادگی سے مسکرائے۔

خیال رکھنا میرے بعد تُو ہی ہے جو میرے اپنوں کا خیال رکھ سکتا ہے۔ایک بات یادرکھنا میں دور ضرور ہوں مگر یہ فاصلہ صرف وجود کا ہے۔۔مجھے ہر پل اپنے پاس پاؤ گے۔اپنے "نزدیک۔۔۔۔

اناونسمنٹ سنتا وہ اسے الوداعی نظروں سے دیکھتا بالکل کسی دھند کی طرح آنکھوں سے اوجھل ہوا تھا۔

OOOOOOOOOO

جسم کو سرد کر دینے والی یخ بستہ ٹھنڈ میں وہ نیلے کپکپاتے لبوں کو میچے ویران نگاہوں سے جگمگاتی روشنیوں سے بھری سڑک پر ماؤف دماغ سے لرزتے وجود کے ساتھ شل ہوئے قدموں سے چل رہی تھی۔

آنکھیں جلن سے بند ہو رہی تھی، آنسوں کا ایک پھندا سا تھا جو اسکے گلے میں اٹکا سانسوں کو بے ہنگم کر رہا تھا۔

اندر اٹھا طوفان اس قدر تباہ کن تھا کہ وہ نازک سی لڑکی خود سے ہی خود کو بچانے کے لئے گھر سے دور بھاگی جا رہی تھی۔

گھر ہاں گھر تو تھا ہی نہیں اسکا۔۔۔ کبھی بسا ہی نہیں تھا

گھر______! وہ تو سب کے حصّے کے مداوں کو آخری ادھڑے

پنوں کو سینے آئی تھی۔

جس کا پیوند صرف اسکی ذات سے لگایا جا سکتا تھا۔۔

چھ ماہ بہت ہوتے ہیں انسان کو اس اذیت سے ان کربناک لمحات

سے نکالنے کیلیے جن کی ادھوری یادیں انسان کی روح کو تیزاب

کی طرح بھسم کرنے لگی ہوں۔۔۔

اسنے تیزی سے آنکھوں سے بہتے آنسوں کو انگلیوں کے پوروں سے چنا۔۔۔قدم آگے بڑھ رہے تھے۔۔ مگر ہر بڑھتے قدم کے ساتھ اسکا دماغ ماضی میں الجھتا جا رہا تھا۔۔

تم بھاگنا چاہتی ہو مجھ سے۔۔۔!"کانوں میں وہی سرسراتا ہوا لہجہ گونجا تھا۔۔ سانسوں کی تپش ابھی تک اسے اپنے کان پر محسوس ہو رہی تھی۔

بھاگنا نہیں چاہتی میں۔۔ بھاگتے تو بزدل ہیں میں تمہیں خاک کر دینا چاہتی ہوں۔۔۔۔!" وہ پھنکاری تھی اسی نفرت سے،،، جس کے لئے وہ مقابل کے دل میں راج کرتی آرہی تھی۔

وہ دلکش تھا حسین بھی تھا مگر اسکی آنکھوں کی مسکراہٹ ہونٹوں سے ملتی اسکے حسین نقوش کو جان لیوا بنا رہی تھی۔

وہ سانس روکے خود سے دو قدموں کے فاصلے پر کھڑے اسے سفاک شخص کو دیکھ رہی تھی۔ جسے وہ کبھی جان نہیں سکی تھی۔

خاک کرنا اور خاک ہونے میں بہت فرق ہے روحِ دل______

اسکی آنکھوں میں کچھ تھا وہ اسے دیکھتی رہی وہ رنگ بدلتی نگاہوں والا پھر سے اسے بے بس کر رہا تھا۔۔

تم دیکھنا بہت دور چلی جاؤں گی میں ______ !" وہ جیسے خود کو یقین دلا رہی تھی۔۔ اسنے کہتے اپنے سامنے کھڑے اس مغرور حسن کے مالک کو دیکھا۔۔

تم دور چلی جاؤ گی ہو سکتا ہے کہ چلی بھی جاؤ ______ " وہ کہتے اس کی طرف جھکا تھا اسنے قدم پیچھے کو لیے۔۔۔ وہ ہنسا اسکی احتیاط پر۔۔۔ مگر یاد رکھنا ایک بھی دن مجھے بھلا نہیں پاؤ گی۔ ....!"

اسکی آنکھوں میں شرارے تھے۔۔۔ مگر زبان پر وہی سرد الفاظ جن کا وہ ماہر تھا۔۔ کم از کم اس نازک لڑکی کو تو یہی لگتا تھا۔۔

وہ ظالم نہیں تھا وہ جابر بھی نہیں تھا مگر وہ سفاک ضرور تھا۔۔

آنکھوں کے سامنے تیزی سے دھند چھائی تھی۔۔ ٹھنڈ میں اکڑتے وجود سے صرف وہ گرم سیال تھا جو روز کی طرح آج بھی کسی لاوے کی طرح آنکھوں سے بہہ رہا تھا۔۔۔

اس لڑکی نے تیزی سے آنکھوں کو رگڑا۔۔۔ پاؤں میں مزید چلنے کی ہمت ناں رہی تھی۔۔۔ وہ کسی پاگل کی طرح اپنے چاروں اطراف دیکھ رہی تھی۔

کہاں تھا وہ۔۔۔؟ "تو کیا وہ خواب تھا۔۔ کیا وہ صرف اسکا وہم تھا۔۔۔؟ " مجھے نفرت سے تم سے سفاک انسان ______ میری

روح کے قاتل ہو تم۔۔۔۔۔! کبھی معاف نہیں کروں گی میں تمہیں۔"

وہ چلا رہی تھی, چیخ رہی تھی،، گلے میں خراشیں سی پڑنے لگیں وہ نڈھال سی ہوتی کسی بے جان گڑیا کی طرح گھٹنوں کے بل وہی ڈھے سی گئی۔

OOOOOOOOOOOO

اکرم ملک کہاں ہے______؟"وہ ایک بڑا سا ڈیرہ تھا،، چاروں اطراف کھیتوں میں مزدور کام کر رہے تھے۔ کون ہو تم؟"

شیدے کو سرتاپیر گھورتے اس آدمی نے تفتیشی نگاہوں سے ہاتھ کمر پر ٹکائے پوچھا۔۔۔

کام ہے ان سے وہ میرے سائیں ساتھ آئے ہیں تم بتادو کہ وہ کہاں ہیں۔ ہمیں ضروری کام ہے۔۔"!

شیدہ جانتا تھا کہ یہاں لڑائی کا کوئی فائدہ نہیں تھا۔ڈیرہ اسماعیل خان میں انکے گاؤں کے نزدیک ترین علاقوں میں اکرم ملک بہت سے ڈیروں کو سنبھال رہا تھا یا یوں کہا جائے کہ پیسوں کو سنبھال رہا تھا۔

سیف نے آنکھوں سے چشمہ اتارتے شیدے کو دیکھا جو تھوڑے سے فاصلے پر کھڑا اکرم ملک کا پتہ پوچھ رہا تھا۔

چلو میں لے چلتا ہوں۔۔" وہ آدمی اوزار ایک طرف پھینکتا سیاہ گاڑی کو دیکھتا ہاتھ کپڑوں سے پونچھتے ہوئے بولا۔

سائیں آجائیں۔۔۔" شیدہ تیزی سے گاڑی کی طرف گیا اور اندر بیٹھے سیف ملک سے کہا جو اکتاہٹ سے اس جگہ کو دیکھ رہا تھا۔

شیدے کے کہنے پر وہ گاڑی سے اترا۔۔۔

وہ آدمی کچے راستے پر کھیت کے بیچوں بیچ چل رہا تھا۔۔ صبح کی ترو تازہ ہوا نے ایک عجب سا منظر بر پا کر رکھا تھا۔

ہری بھری گھاس پر پڑی اوس کے قطرے ان کے پاؤں پر گر رہے تھے، سردی ناں ہونے کے باوجود بھی اچھی خاصی ٹھنڈ لگ رہی تھی۔

سیف نے سرد سانس فضا کے سپرد کرتے دور ایک کوٹھے کے باہر بیٹھے چار سے پانچ آدمیوں کو دیکھا جو سرائیکی میں کوئی گیت گنگنا رہے تھے۔

یقیناً وہ اکرم ملک کے یار دوست تھے جو اتنے مست ماحول میں جھول جھول کر گا رہے تھے، قہوے کے بڑے بڑے پیالوں سے بھاپ ابھی تک اڑ رہی تھی۔

وہ لوگ آگ کی دہکتی لکڑیوں کے دھوئیں کے سامنے گھاس کی بنی ایک کاٹ جیسی جگہ پر بیٹھے تھے۔ان کے چہروں پر طمانیت کے آثار تھے، جیسے دنیا سے دور وہ اپنے رنگوں میں گم تھے۔

سیف اور شیدہ ستائشی نگاہوں سے اس جگہ کو دیکھ رہی تھے۔

یہ منظر واقعی دلوں کو چھو لینے والا تھا۔اور وہ واقعی متاثر ہوئے تھے۔

ان کے بیچ اٹکھیلیاں کھاتا ہنستا مسکراتا گوری رنگت والا شخص غالباً اکرم ملک تھا۔۔ جسے سیف دور سے ہی پہچان چکا تھا۔ بچپن میں ایک دو بار اکرم ملک کو دیکھا تھا اور کمال تھا کہ وہ ابھی تک ویسا ہی تھا۔ ہشاش بشاش تازہ دم۔۔۔۔۔ "!

گانے کے بول وہی بول رہا تھا۔۔ اچانک کچھ اجنبی چہروں کے پاس آنے پر وہ چونکتے گردن گھمائے مڑا۔۔۔

سیف پشت پر ہاتھ باندھے کھڑا تھا۔ وہ آدمی جو انہیں وہاں لے کر آیا تھا۔ وہ بھاگتا اکرم ملک کے پاس گیا اسکے کان میں کچھ کہا تھا جس پر وہ آنکھیں چھوٹی کیے سیف ملک کو دیکھنے لگا،،،

اور پھر جگہ سے اُٹھتا وہ اندر اپنے کمرے کی طرف بڑھا۔۔

آجائیں آپ لوگ۔۔۔۔۔! "اس آدمی سے شیدے سے کہا تو سیف نے جبڑے بھینچ لیے وہ غصّے پر قابو پاتے اندر کی طرف بڑھا تھا، دروازہ کافی چھوٹا اور لکڑی کا تھا جس کی وجہ سے اسے جھک کر اندر آنا پڑا،،

سامنے ہی کھاٹ پر تکیے سے ٹیک لگائے موچھوں کو تاؤ دیتا اکرم ملک پہلے چھت کو اور پھر سیف کو گھورنے لگا۔شیدہ باہر ہی کھڑا تھا اور وہ آدمی سیف کو چھوڑ وہاں سے چلا گیا۔۔

غالباً آپ نے مجھے پہچانا نہیں ________ !" وہ ایک طرف پڑی بوسیدہ سی لکڑی کی کرسی کو کھینچتا خود ہی اسکے سامنے بیٹھا۔

ہمم۔۔۔" اکرم نے سر کو ہاں میں ہلایا۔۔ میں آپ کے تایا فیاض ملک کے بڑے بیٹے عاطف ملک کا بیٹا ہوں،،، جواب "دوسرے گاؤں میں رہتے ہیں۔۔۔

اسکی بات سنتے اکرم کے ماتھے پر تناؤ آیا وہ جھٹکے سے اٹھ بیٹھا۔۔

آنکھوں میں خون ابل رہا تھا۔

اس سے پہلے کہ آپ کچھ کہیں میں کچھ کہنا چاہتا ہوں۔۔!"

سیف اسکے رد عمل سے پہلے بولا،، جگہ سے اُٹھنے کی کوشش کرتا

اکرم چونکا اور پھر کچھ سوچتے سر کو ہاں میں ہلایا۔۔

سیف نے ایک نظر آسکے چہرے پر ڈالی اور پھر اپنی بات کہنا

شروع کی۔۔۔اسکی بات سنتے سنتے اکرم ملک کے چہرے کا تناؤ

خود بخود غائب ہوتا چلا گیا۔

oooooooooo

آپ نے بیرون ملک کسی گوری سے شادی کی ہوئی ہے۔۔۔؟"

ہونٹوں سے چائے کا کپ لگاتا ضیگم ابتسام شاہ چونکا اور پھر اپنے سامنے بیٹھی عقیدت علی شاہ کو دیکھا۔۔ جو اسکے چچا کی بیٹی تھی۔۔

ضیگم ابتسام شاہ کا بڑا بیٹا تھا جس نے بیرون ملک سیٹ ہونے کیلیئے شادی کی ہوئی تھی، نجمہ بیگم کئی بار کنول بیگم سے عقیدت کو بہو بنانے کی خواہش کر چکی تھی۔۔ اور یہ خواہش بھی علی شاہ کے حصے میں ابتسام شاہ کے گھر اور زمین کی وجہ سے تھا۔

جی ہاں غالباً آپ کو پتہ ہو گا اس بابت ______! "وہ کپ میز پر رکھتے اس کی گندمی رنگت کو دیکھنے لگا۔ تیکھے نقوش ناگواری سے تنے ہوئے تھے۔

ضیگم خود بھی شادی کرنا چاہ رہا تھا مگر خود سے چھوٹی لڑکی کو ترجیح اس نے ماں کے کہنے پر دی تھی۔ نجمہ بیگم ذکی اور منت کے ساتھ ان دونوں کی شادی بھی کر دینا چاہتی تھی۔

اور کچھ ایسا ہی خیال کنول بیگم کا بھی تھا۔

تو دوسری شادی کا نادر خیال آپ کے ذہن میں خود سے آیا یا پھر "گھر والوں کی مرہونِ منت ہے۔۔۔؟

وہ ٹانگ پر ٹانگ جمائے کسی بڑے بزرگ کی طرح استفسار کرنے لگی۔۔ذکی تھوڑا کم لیے دیے آنداز میں رہتا تھا جبکہ اکتیس سالہ ضیگم تھوڑا اکھڑ اور سخت مزاج تھا۔

اسکے مطابق عورت کا کام صرف کام کرنا ہے زبان چلانا نہیں۔۔۔

عقیدت کی زبان درازی اسے سخت بری لگ رہی تھی مگر اسکی خوبصورتی آڑے آرہی تھی، تیکھے نقوش کچھ سرد پن سے تنے غضب ڈھا رہے تھے،

شہد رنگ بال لاپرواہی سے دونوں کندھوں پر جھول رہے تھے
۔۔چہرہ ہر قسم کے بناؤ سنگھار سے عاری تھا اور سٹالر گول کرتے
گردن کے گرد لپٹا ہوا تھا۔۔

ضیگم کو محسوس ہو رہا تھا کہ وہ اسکا جائزہ لے رہی تھی جیسے وہ لڑکی
ہو اور سامنے ایک لڑکا موجود تھا۔۔

شادی کوئی بچوں والا کھیل نہیں اور تم جانتی ہو کہ اگر میں یہاں
ہوں تو مرضی سے آیا ہوں گا۔۔۔! "

وہ اب سنجیدگی سے اسکا جائزہ لے رہا تھا تھوڑی دیر پہلے انکار
کرنے کے لیے بنا ارادہ اب بدل رہا تھا۔۔یہ لڑکی اسے کچھ عجیب

لگی۔ مگر کچھ خاص تھا اس میں ______ جو وہ اسے جواب دیتا جا رہا تھا وہ بھی بنا سوچے۔۔

مطلب آپ کی ضرورت ایک سے پوری نہیں ہو رہی جو دوسری کر رہے ہیں۔ "!

عقیدت کا مائنڈ سیٹ تھا۔۔اسے بس کسی بھی طرح سامنے والے کو غصہ دلانا تھا اور پھر انکار کی نوبت ہی ناں پڑتی۔۔

بیرون ملک شادی صرف سیٹ ہونے کیلئے کی ہے،، وگرنہ ضرورت تو ایک سے ہی پوری کروں گا۔۔۔!" اسکا لہجہ کچھ کِھچا ہوا تھا اسے عقیدت سے اس قدر بولڈنیس کی امید نہیں تھی کچھ

وہ کزن تھے رشتے میں۔۔۔ مگر جب وہ لحاظ بالائے طاق رکھ کر بول رہی تھی تو وہ کیوں پیچھے رہتا۔۔

آپ کے نزدیک شادی ایک کھیل ہے فرض کریں کہ آپ کی پہلی بیوی آپ کو چھوڑ دے آپ مجھ سے شادی کر لیں اور پھر آپ کیا کریں گے باہر کے ملک سیٹ ہونے کے لیے کیا تیسری شادی کر لیں گے۔۔؟"

عقیدت نے اسے آئینہ دکھایا۔۔۔۔ جواب وہ جانتی تھی وہ ہنسنے لگی۔ ضیغم کی آنکھوں میں مرچی سی بھر گئی۔ وہ مٹھیاں بھینچ گیا۔۔

پہلی بات مجھے سیٹ ہونا تھا سو وہ میں ہو گیا۔۔ وہ لڑکی اب میرے
"ساتھ نہیں رہتی،، میں نے اسے چھوڑ دیا ہے۔.

وہ جگہ سے اٹھا تو عقیدت حیرت سے اسے دیکھنے لگی۔ اور مجھے
تیسری کی ضرورت نہیں کیونکہ میری ضرورت دوسری سے ہی
"!پوری ہو جائے گی۔۔۔۔

عقیدت کا چہرہ لہو چھلکانے لگا وہ دانت پر دانت جمائے اسے
گھورنے لگی،،

بائے داوے کوشش اچھی تھی مگر اب مجھے دوسری شادی کی اشد
"!ضرورت محسوس ہو رہی ہے سو بی ریڈی وائفی ٹو بی۔۔۔۔۔

وہ جھلکتا اسکے چہرے کو نظروں میں بھرتا آنکھ ونک کرتا لمحوں میں وہاں سے اوجھل ہوا۔۔

OOOOOOOOO

اس بار بھی بارش نہیں پڑ رہی سردار اور اگر ایسا ہی رہا تو ہفتے دو ہفتے تک فصلیں گر جائیں گی،،ابھی نئی نئی فصل اگی ہے اور بارشیں ناں پڑنے سے کسان پریشان ہیں۔۔".

ہمممم۔۔۔۔۔ایسا کرو جن علاقوں میں پانی کی رسائی ممکن نہیں ہو پا رہی ان علاقوں میں ٹیوب ویل لگانے کا بندوست کرو اور یہ کام ایک ہفتے تک ختم ہو جانا چاہیے۔۔۔!"

شمشیر حیدر نے کچھ سوچتے ہوئے راہداری عبور کرتے کہا۔

گوہر اسکے پیچھے پشت پر ہاتھ باندھے چل رہا تھا، مگر اتنے وقت میں اور اتنے سارے ٹیوب ویل کا سرمایہ یہ سب کیسے ہو گا ؟۔۔۔"

گوہر نے فکر مندی سے کہا۔اور یہ سچ بھی تھا، گاؤں کے حالات چاہے پہلے سے بہتر ہوئے تھے مگر اتنے بھی بہتر نہیں ہوئے تھے

کہ لوگ ٹیوب ویل لگا پاتے۔۔اوپر سے اس پر آنے والا خرچ

بہت زیادہ تھا۔۔

خرچے کی فکر مت کرو گوہر کام رکنا نہیں چاہیے،،دھیان رہے

کہ ہر جگہ تک پانی کی فراوانی یقینی ہونی چاہیے۔۔

جی سردار ضرور۔۔۔۔!"گوہر سر کو ہاں میں ہلائے سامنے سے

آتی چاہت کو دیکھ فورآ سے وہاں سے نظریں جھکائے مڑا۔

"!لالا۔۔۔

وہ چھچھاتی بھاگتی ہوئی ہانپتی شمشیر کے پاس آئی،، شمشیر رک گیا ۔۔اسکے قریب آنے پر محبت سے سر پر بوسہ دیا۔لبوں پر ایک مدہم مسکراہٹ ابھری اور پھر مدغم ہوئی۔۔۔

لالا کی جان یہ کیا ہے۔۔؟"وہ حیرت سے چاہت کے ہاتھوں میں موجود اس کڑھائی ہوئی سیاہ مردانہ شال کو دیکھ پوچھنے لگا۔

بالاج سامنے دوسرے چوبارے پر تھا وہ اماں سائیں کے پاس کارخانے جارہا تھا جو کہ شمشیر نے حویلی کے پچھلے حصے میں خواتین کیلئے بنایا تھا۔۔

جہاں پر کڑھائی کا کام جہاں آرا بیگم عورتوں کو اپنی زیر نگرانی سکھا رہی تھی۔ دو ماہ سے چلنے والا یہ کارخانہ اب کافی ترقی کر چکا تھا، وہاں سے بُنی گئی شالیں، چادریں، اور دیگر اشیاء کو گوہر اپنی موجودگی میں شہر لے جا کر اچھے داموں میں فروخت کرتا تھا،

جس سے کم از کم ان خواتین کیلئے اپنی ضروریات کو پورا کرنا اب کچھ آسان ہو چکا تھا،، چونکہ گاؤں کافی بڑا تھا اور یہ چھوٹا سا قدم ابھی اپنے پایہ تکمیل تک ناں پہنچا تھا مگر شمشیر کو امید تھی کہ جلد یا بدیر کارخانہ ضرور بڑھے گا۔۔

لالا میں نے دس ٹانکے بنانے سیکھے ہیں اور یہ دیکھیں آپ کے لیے شال بنی ہے میں نے۔۔۔!" چاہت کی چمکتی دیوں کی مانند

سیاہ آنکھیں شمشیر پر اٹکی تھی۔جو بڑی محویت سے اسکے ہاتھ کی بنی شال کو چھو کر محسوس کر رہا تھا۔۔

ماشاءاللہ میری گڑیا نے واقعی بہت اچھی بُنی ہے۔!"وہ تعریف کیے بنا ناں رہ سکا اور یہاں تو معاملہ جان سے عزیز بہن کا تھا۔۔

بالاج دور سے ان بہن بھائی کو دیکھتا رہا،،اس سے رہا ناں گیا تو حویلی کے اس حصے کی طرف وہ سیڑھیاں پھلانگتا ہوا پہنچا۔۔

آنکھیں پھیلی ہوئی تھی ماتھے پر سلوٹیں تھی۔۔

ایسے نہیں لالا آپ اوڑھو اس شال کو۔۔۔!"وہ ضد کرنے لگی۔

شمشیر کو یہ سب چیزیں پسند نہیں تھی، وہ بہت کم شلوار قمیض پہنتا تھا وہ بھی جرگے یا پنچایت پر جانے کے موقع پر۔۔۔"

"بیٹا آپ ایسا کرو بالاج کو دو وہ اوڑھتا ہے اور میں دیکھتا ہوں۔۔

بالاج جو ایک ہاتھ سینے پر لپیٹے اور دوسرے کی مٹھی بنائے دونوں کو دیکھ رہا تھا فوراً سے بڑے بھائی کی بات پر لبیک کہا۔۔اسے لگا شاید اماں نے کوئی نیا ٹانکہ بُنا ہوگا تبھی یہ پاگل لڑکی شال کو ہاتھوں میں اٹھائے گھوم رہی تھی۔۔

مگر اسے اندازہ نہیں تھا کہ یہ شال خود اسی نے بنی ہے اور وہ بھی "شمشیر کے لئے۔۔۔

چاہت نے بالاج کے بڑھے ہاتھ کو دیکھا اور پھر غصّے سے شال پشت پر چھپائی۔۔

(میں کیوں دوں اسے یہ شال میں نے لالا کیلئے بُنی ہے۔۔!)

وہ بالاج کو دیکھ کر بھی نظر انداز کر رہی تھی اور شمشیر حیدر کی موجودگی میں وہ بالاج تو کسی کو بھی اگنور کرنے کی سکت رکھتی تھی۔

بالاج کا چہرہ دھواں دھواں ہوا اسنے غصے سے اس چھٹانک بھر سی لڑکی کو دیکھا اور پھر مٹھی بھینچتے ہاتھ پیچھے کیا۔۔

وہ جبڑے بھینچے چھت کے فرش کو گھورنے لگا۔۔

بری بات ہے چاہت۔۔۔!"شمشیر نے اسے ڈانٹا۔۔۔

بالاج کا دھواں ہوا چہرہ اسے ٹھٹھکا تھا وہ نرمی سے اسے دیکھ بولا

۔۔

آپ لیں گے یہ شال____ابھی ویسے بھی سردیاں شروع ہونے والی ہیں اور پھر آپ جب بھی شلوار قمیض پہنا کریں گے تو اسی کو اوپر لیں گے۔"

وہ بنا اسکی سنے خود ہی آگے ہوئی تھی اور لاڈ سے اسکے کندھے پر پاؤں اٹھائے شال پھیلانے لگی۔۔

بالاج ہونٹ کترنے لگا۔۔۔۔

دل چاہ رہا تھا ابھی اسکے بالوں کو جڑ سے اکھاڑ کر اسے گنجا کر دے ۔۔

شمشیر جھکا تھا اسکے آگے ،،اور یہ وہ واحد لڑکی تھی جس کے آگے اسے جھک جانا توہین نہیں عزت لگتی تھی۔

ہائے ماشاءاللہ لالا۔۔۔۔! "وہ ستائشی نگاہوں سے اس حسین نوجوان کو دیکھ رہی تھی جس کی سفید رنگت پر وہ سیاہ شال غضب ڈھا رہی تھی۔

شمشیر مسکرایا اور شال کو دوسرے کندھے پر ٹھیک کیا یہ اسکی بہن کا مان تھا اور مان تو نبھائے جاتے ہیں۔۔۔! "

اچھا میں چلتی ہوں اماں کی مدد کرنی ہے۔!" وہ اپنی ہی دھن میں مگن شمشیر کو نگاہوں ہی نگاہوں میں دیکھتی نظریں اتارتی وہاں سے بھاگتی زینے چڑھنے لگی۔

شمشیر نے اسے جاتا دیکھا اور شال اتارتے بازو پر رکھی۔

اب وہ بالاج کی طرف متوجہ تھا۔۔کیا ارادہ ہے آگے کا لاڈلے۔۔۔۔؟" اسکے کندھے پر ہاتھ رکھتے اسنے موضوع بدلا۔۔

جو غصّے میں لال پیلا ہو رہا تھا،، شاید یہ غصہ تھا یا پھر جلن شمشیر نے گہری نگاہوں سے اسے دیکھا۔۔۔

کچھ نہیں لالا آپ کے ساتھ بزنس سنبھالوں گا۔۔۔!"وہ مسکراتے ہوئے بولا۔ مگر اسکی کوشش ناکام رہی تھی، شمشیر نے سر کوہاں میں ہلایا۔۔۔

"!یہ تو اچھی بات ہے بالاج۔۔۔

وہ واقعی خوش تھا اب اسکا بزنس مزید مضبوط ہونے والا تھا اگر وہ اپنی خوشی سے اسے جوائن کرتا اسے کوئی مسئلہ نہیں تھا ورنہ وہ ضد نہیں کرنا چاہتا تھا۔

تو کل تم تیار رہنا کل جا رہا ہوں ایک ہفتے کے ٹور پر۔۔ تمہیں
"!آفس چھوڑ دوں گا تم پیچھے سے دیکھ لینا۔۔

بالاج نے سر کو ہاں میں ہلایا۔اور وہاں سے جانے لگا۔۔۔

اچھا سنو گوہر سے کہنا کہ کل سے چاہت کو یونی لے جایا کرے
"!اب سے یہ اسکی ذمہ داری ہے۔۔۔

شمشیر کی شارپ نگاہیں اسکے چہرے پر اٹکی ہوئی تھی۔بالاج کے ماتھے پر بل نمایاں ہوئے مگر ساتھ ہی وہ خود کو کمپوز کرتا سر کو ہاں میں ہلائے پیچھے کو مڑا۔۔۔۔

شمشیر کافی دیر تک اسے دیکھتا رہا۔

○○○○○○○○

اماں سائیں میری ایک دوست ہے یونیورسٹی میں۔۔۔۔آپ کو پتہ ہے اسے بھی یہ شال بہت پسند ہیں اور میں نے سوچ لیا ہے کہ ایک شال میں اس کے لئے بھی بنا کر لے جاؤں گی۔۔۔

وہ کچن میں جہاں آرا بیگم کے پاس کھڑی کب سے انکا سر کھا رہی تھی جو مسکراتے ہوئے اپنی چڑیا کی باتیں سن رہی تھی۔۔

ضرور میری جان اور ایسا کرنا کہ بالاج کے لئے بھی ایک شال بُننا
"!اسے تو بہت پسند ہے یہ کڑھائی۔۔۔۔

سچ اماں۔۔۔۔!" بالاج کے نام پر چاہت کی آنکھیں
چمکی۔۔۔آنکھوں کے سامنے وہ مغرور شخص لہرایا۔۔جس کا
نخرہ ہی الگ تھا۔۔

ویسے اماں سائیں یہ بالاج سائیں اتنا غصّے میں کیوں رہتے ہیں۔۔۔

اچھا تمہیں کیوں لگا ایسا۔۔۔ء" جہاں آرا بیگم نے رخ اسکی طرف کیا جو آنکھیں پھیلائے سیاہ سوٹ میں ملبوس کوئی حور دکھ رہی تھی۔

مجھے لگتا نہیں ہے وہ ایسے ہی ہیں۔۔۔!" اب وہ ناخن منہ میں ڈالے کترنے لگی۔۔۔ساتھ ساتھ اس بے حس کو بھی یاد کر رہی تھی۔

جو بات بہ بات ٹوکنے سے باز نہیں آتا تھا۔۔۔

"!اماں سائیں میں ذرا کھیتوں تک جا رہا ہوں۔۔۔۔

بالاج اسکی بات سن چکا تھا مگر تھوڑی دیر پہلے والی اگنورینس وہ بھولا نہیں تھا۔۔

جبھی وہ سپاٹ چہرے سے اندر آیا۔۔اماں سے مخاطب ہوا۔۔

اس وقت۔۔۔۔" وہ چونکی۔حیرت بھی ہوئی رات کے دس بجے وہ یوں باہر کیوں جارہا تھا۔۔۔؟

"!اماں سائیں فاہد آیا ہے گھر۔۔۔۔اسی نے بلایا ہے۔۔

فاہد انکی فیملی میں سے تھا اور بالاج کے ساتھ اسکی اچھی دوستی بھی تھی۔۔وہ بیرون ملک ملازمت کرتا تھا اور اب چھٹیوں پر گاؤں آیا ہوا تھا۔۔

کیا سچ میں۔۔۔۔!" چاہت ایک دم سے اچھلی اور چیخنے کے سے انداز میں بولی تھی۔۔

چاہت کا ایسا ری ایکشن وہ بھی فاہد کے آنے پر بالاج کو سخت برا لگا تھا مگر اگنور کر گیا۔

"!اماں سائیں میں بھی جاؤں،،،ذرا زارا سے بھی مل لوں گی۔۔

فاہداور چاہت کافی کلوز تھے ایک دوسرے سے۔۔۔اور وہ واحد لڑکا تھا جسے شمشیر چاہت سے ملنے سے نہیں روکتا تھا وجہ اسکا چاہت کو بہنوں کی طرح ٹریٹ کرنا تھا۔۔

شمشیر اور بالاج اسکی عادات سے واقف تھے۔۔ویسے بھی اسکی شادی ہو چکی تھی اور وہ اب بھی کبھی کبھار چاہت سے بات کرتا تھا۔۔

"بیٹا رات ہو چکی ہے اور آپ اس وقت نہیں جائیں گی۔

جہاں آرا بیگم نے بیٹے کے سرد تاثرات کو دیکھ خود ہی چاہت کو منع کر دیا۔۔جس کا منہ لٹکا تھا۔۔

اسنے کن اکھیوں سے اس راکشس کو دیکھا جو غصے سے لال پیلا ہو رہا تھا۔۔

سائیں آپ لے چلیں مجھے پلیز۔۔۔۔"وہ معصومیت سے اسے دیکھتی آس سے بولی۔۔۔

بالاج اماں سائیں کے سامنے اس پاگل لڑکی کے سائیں کہنے پر جز بز ہوا۔۔ جبکہ جہاں آرا بیگم نے ہنسی چھپائی۔۔۔

جاؤ کمرے میں چاہت۔۔۔۔یہ وقت نہیں باہر جانے کا______"ھے وہ دانت پر دانت جمائے لہجے کو نارمل رکھتے مگر آنکھوں سے شعلے اگلتا بولا۔۔

اماں سائیں یہ آنکھیں دکھارہے ہیں مجھے۔۔۔۔۔۔ہر روز ایسا ہی کرتے ہیں یونی چھوڑنے جاتے ہیں تو بھی ایسے آنکھیں دکھاتے ہیں۔۔!ء

بالاج نے اسے گھوراجو موقع ملتے ہی اسکے سامنے ہی زبان کے گُن دکھارہی تھی۔

بالاج۔۔۔۔۔۔"جہاں آرابیگم نے بالاج کو گھورا۔۔۔۔

ایسا نہیں ہے اماں سائیں۔۔۔" وہ گڑبڑاتے ہوئے اس دو فٹ کی لڑکی کو گھورتے ہوئے صفائی دینے لگا۔۔۔

اچھا اگر ایسا نہیں ہے تو ان سے کہیں کہ مجھے بھی ساتھ لے چلیں اپنے۔۔۔۔!" وہ ہاتھ سینے پر باندھے کسی ضدی بچے کی طرح بولی۔۔۔

بالاج نے جبڑے بھینچ لیے۔۔۔۔اچھا چلو میرے ساتھ ۔۔۔۔!"

کچھ سوچتے ہوئے وہ اماں کے سامنے ہی اسے آنے کا کہتے باہر کی طرف نکلا۔۔ چاہت یک دم سے چہکی تھی فورا سے اماں سائیں سے لپٹتے وہ باہر کی طرف بھاگی۔

oooooooooo

وہ ایک نائٹ کلب تھا ایسی جگہوں پر اسے جانا بالکل پسند نہیں تھا ۔۔ گھر سے آئے ہوئے اسے ایک مہینہ ہو چکا تھا۔۔۔ منت اور ابرہیم شاہ اس سے رابطہ ناں کر سکیں اسی بابت اس نے نمبر بدل لیا تھا۔۔

چونکہ وہ لیٹ جوائنگ لے رہا تھا اور اسی وجہ سے اسے ٹریننگ کے طور پر ایک کیس سالو کرنا تھا۔۔

وہ پولیس میں آنا نہیں چاہتا تھا مگر اب اس کے سوا کوئی اور چارہ نہیں بچا تھا آج سے تین سال پہلے اسکے بابا کے ایک دوست جو پولیس میں کمشنر تھے وہ اسے اپنی ریمانڈ پر آفر کر چکے تھے۔۔

مگر راب نے انہیں انکار کر دیا جس کے بعد بھی انہوں نے اسے صاف کہا تھا کہ اس کا جب بھی دل بنے وہ آ سکتا ہے۔۔۔

ایک مہینہ پہلے وہ سیدھا کمشنر شیر گل کے پاس گیا تھا۔۔۔جو اسے دیکھ کافی خوش ہوئے تھے اور انہی کے کہنے پر راب کو اسپیشل ٹریننگ دی جا رہی تھی۔۔

اور اب ایک کیس اس کے حوالے تھا جس کے بعد وہ ڈائریکٹ ایس پی کے طور پر پولیس کو جوائن کرنے والا تھا۔۔

ہیے روکی______!" وہ اپنی ہی سوچوں میں گم ایک کارنر پر کھڑا تھا۔جب لیزا کی آواز اسکے کانوں میں گونجی۔۔۔راب نے رخ موڑے اس سرخ ڈریس میں ملبوس لڑکی کو دیکھا۔۔

جس کی آنکھوں میں ستائش تھی راب خانزادہ کے

"لیے۔۔۔۔۔

ہیے لیزا______! "راب مسکرایا اور اسکے قریب آنے پر اسے

ہگ کیا۔۔

یہ لڑکی ایک یونی میں ڈرگ سمگلنگ کیس میں ملوث تھی اور

راب خانزادہ کا مہرہ۔۔۔۔۔۔۔

کافی لیٹ ہو گئے تم_______! "راب کے کوٹ پر اسکے دل

کے مقام پر ہاتھ رکھتی وہ گہری نگاہوں سے اسے دیکھتے بولی۔۔۔

راب اپنی بے زاری کو چھپائے شوخ نگاہوں سے اسے دیکھنے لگا

"!______ ۔۔۔آتو گیا ڈارلنگ

وہ ہنستے ہوئے اسکے گال کو چھوتے شوخی سے بولا۔۔۔

وہ لڑکی قہقہ لگاتے سر اسکے سینے میں دے گئ۔

راب نے نا چاہتے ہوئے بھی اسکے گرد بازو حمائل کیے۔۔۔

مجھے لگتا ہے ہمیں روم میں چلنا چاہیے۔۔۔! ءلیزا نے اسکے کان کے قریب سرگوشی کی۔۔۔راب گھبرایا اسکا پلان تو کچھ اور تھا وہ یہیں اس سے سب اگلوانا چاہ رہا تھا۔۔

مگر یہ لڑکی کچھ زیادہ تیز تھی۔

وائے ناٹ بے بی۔۔۔" وہ ہنستے ہوئے گویا ہوا اور اسے کمر سے تھامے سیڑھیوں کی طرف بڑھا۔۔

سیڑھیوں کی طرف جاتے راب نے سرسری طور پر آگے پیچھے دیکھا۔

اسکی نظریں ایک منظر پر ٹھہر سی گئی__ روکی۔۔۔۔" اسے نیچے اترتا دیکھ لیزا نے اسے بازو سے تھاما۔۔

لیومی۔۔" وہ دھاڑا الیزا نے گھبرا کے اسکا ہاتھ چھوڑ دیا جو بھاگتے ہوئے نیچے گیا۔۔۔

دور رہو تم سب۔۔۔۔" وہ بھاگتے ہوئے منت کے قریب پہنچا اسے بازوں میں بھینچتے وہ اونچی میں غرایا۔۔۔۔۔۔

وہاں موجود لڑکے ایک دم سے چونکے۔۔۔۔۔اب تُو کون ہے۔۔۔؟" ان میں سے ایک آگے ہوتے راب کو پیچھے کو دھکہ دیتے غرایا۔۔۔

راب نے سرد نگاہوں سے اسے گھورا۔۔۔ فیضان۔۔۔۔! "وہ دھاڑ اتھا اسکے آس پاس موجود اس کی ٹیم ایک دم سے الرٹ ہوئی۔۔۔

ان میں ایک بھی بھاگنا نہیں چاہیے۔۔۔! "منت کا سر اپنے سینے میں چھپائے وہ پاس آتے فیضان کو دیکھ بولا،۔

فیضان نے حیرانگی سے اسے دیکھا اور پھر اس لڑکی کو_____ جو پوری طرح سے اس میں چھپ چکی تھی۔۔۔

راب نے جھکتے اس بانہوں میں بھرا اور دیکھتے ہی دیکھتے آنکھوں سے اوجھل ہوا۔۔۔! "

○○○○○○○○○○○○

ہاں بول________! "موبائل کان سے لگاتے اسنے لیپ ٹاپ گود میں رکھتے کہا تھا۔۔

تجھے پتہ ہے کیا ہو رہا ہے یہاں__________! ؟"حارث چھوٹتے ہی اس پر گرجا۔۔۔! "شمشیر نے ناگواری سے ناک چڑھائی۔

بی ہیو حارث۔۔۔! "وہ ٹوکے بنا ناں رہ سکا۔۔شٹ اپ______بی ہیو کے رشتے دار۔۔۔ تُو جانتا بھی ہے کہ کیا ہو رہا ہے۔۔۔؟"

حارث نے دانت پر دانت جمائے غراتے ہوئے پوچھا تھا۔ شمشیر لیپ ٹاپ پر ٹائپنگ کرتا اسے سن رہا تھا۔۔

کیا ہو رہا ہے میں نہیں جانتا تُو بتا دے۔۔۔۔؟" شمشیر نے انجان بننے کی ایکٹنگ کرتے لیپ ٹاپ شٹ ڈاؤن کیا۔۔

دوسری طرف حارث تلملا گیا وہ جانتا تھا کہ شمشیر جھوٹ بول رہا ہے۔۔

عقیدت کی شادی ہو رہی ہے اس ہفتے سے فنکشن شروع ہیں۔۔۔!"

حارث نے ایک ایک لفظ پر زور دیتے کہا تھا جبکہ دوسری طرف وہ بالکل ریلیکس سا صوفے کی پشت سے ٹیک لگائے بیٹھا تھا۔۔

تُو کچھ کہے گا اب یا نہیں شیر______! "اسکی ڈھٹائی پر حارث کو جی بھر کر غصہ آیا۔۔ کیا وہ بے وقوف تھا یا پھر اسے بنا رہا تھا۔۔

اچھا مجھے کچھ کہنا ہے۔۔ حارث تیری بہن کی شادی ہے مبارک ہو تجھے______! "اسکا لہجہ عام سا تھا مگر حارث کو سلگانے کے لیے کافی تھا۔۔

گھٹیا کمینے انسان۔۔۔۔میں نے غلطی کر دی تجھے فون کر کے _______ مجھے لگا تھا کہ تُو کچھ کرے گا اس شادی کو روکنے کیلئے مگر نہیں تُو تو بالکل مست ماحول میں لیٹا ہوا ہے گھر، جا آرام کر۔۔۔۔تجھے ڈسٹرب کر دیا میں نے۔۔۔!"

حارث غصے سے اسے گالیوں سے نوازتا کال کٹ کر گیا۔۔

شمشیر نے فون دور اچھالا اور آنکھیں موندے وہ کسی گہری سوچ میں ڈوبا ہوا تھا۔

○○○○○○○○

صبح تیار رہنا گوہر تمہیں یونہی چھوڑ دے گا۔۔!" گاڑی ڈرائیو کرتا وہ سنجیدگی سے اسے اگنور کرتا سرد اکھڑے لہجے میں بولا۔۔

چاہت نے گردن موڑے اسے دیکھا، کیا تھا وہ شخص۔۔۔ جانے کیوں اسکا دل اس بے حس انسان پر لٹ گیا تھا۔

وہ سوچتی سر جھٹک گئی۔ مگر زبان سے کچھ ناں کہا۔

تم اندر جاؤ تھوڑی دیر تک آجانا مجھے واپس نکلنا ہے۔۔۔!"گاڑی ایک طرف روکتے وہ سامنے کھڑے فاہد کو دیکھتے بولا۔۔۔

چاہت نے ایک نظر دور کھڑے فاہد کو دیکھا۔۔دل اسے ملنے کا تھا مگر وہ بالاج کے سامنے یہ بات کہہ کر پھر سے ڈانٹ نہیں سننا چاہتی تھی۔

جاؤ۔۔۔۔!ءاسے یونہی گاڑی میں بیٹھا دیکھ وہ تھوڑا سخت لہجے میں بولا۔

چاہت فوراً سے گاڑی سے نکلی اور اندر کی جانب بڑھی۔

کیسے ہو یار_______؟" وہ خود بھی نکلتا فاہد کی طرف گیا جو دور کھڑا چاہت کو جاتا دیکھ رہا تھا۔۔

یہ چھوٹی تھی ناں۔۔۔!" فاہد کا اشارہ چاہت کی طرف تھا وہ حیرت زدہ بھی تھا وہ اسے ملے بغیر ہی گھر چلی گئی تھی وہ حیران بھی تھا۔

ہاں وہ زارا اسے ملنا چاہ رہی تھی تو میں ساتھ لے آیا۔۔

بالاج نے سرسری سا کہتے بات ٹال دی۔۔ فاہد اسکے گریز پر خود بھی خاموش ہو گیا۔۔ وہ دونوں سامنے کھلے آسمان تلے بچھی چارپائی کی طرف بڑھ گئے۔۔

دونوں ایک ساتھ ہی چارپائی پر لیٹے کافی دیر تک اپنی بچپن کی یادوں کو تازہ کرتے رہے۔۔۔

تُو کب شادی کر رہا ہے۔۔۔؟" باتوں ہی باتوں میں فاہد نے اسے مسکراتے ہوئے چھیڑا۔۔۔

بالاج سر جھٹک گیا۔ یہ بڑا جھنجھٹ کا کام ہے۔ مجھ سے نہیں ہوتا یار یہ شادی وادی،، پھر بچے پالو۔۔۔! "

وہ سخت چڑ کر بولا۔۔۔اچھا تو پھر تُو کیا کرنا چاہتا ہے۔۔۔!" فاہد ہاتھ سر کے نیچے رکھتے چت لیٹے بالاج کو دیکھتے ہوئے پوچھنے لگا۔۔

بالاج نے سرد سانس فضا کے سپرد کی۔۔۔رات کے اس پہر اوس پڑنے لگی تھی،، بالاج کو اپنے پاؤں ٹھنڈے ہوتے محسوس ہوئے۔۔۔

ابھی کچھ سوچا نہیں کہ کیا کرنا ہے۔۔بس ابھی شادی نہیں کرنی۔" وہ یونہی اپنی سوچ سے اسے آگاہ کرنے لگا۔

میری بات مان تو جلد شادی کر لے۔۔۔ شادی تو سنت رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہے۔۔ اور ثواب کا ثواب۔۔۔"

اچھا چل دیکھوں گا اگر کوئی لڑکی پسند آئی تو۔۔" وہ بحث سے بچنے کے لیے سرسری سی حامی بھر گیا۔

ویسے میری نظر میں ایک لڑکی ہے کافی اچھی ہے تیرے لیے اس سے زیادہ پرفیکٹ اور کوئی ہو بھی نہیں سکتا۔!"

فاہد گہری سوچ سوچتے گویا ہوا۔ بالاج نے اسے دیکھا اچھا کون ہے وہ محترمہ۔۔۔!"

وہ ہنستے ہوئے سر جھٹکتے پوچھنے لگا۔اس سے پہلے کہ وہ کوئی جواب دیتا۔ بالاج کی جیب میں پڑا اسیل فون بجا۔۔۔

یار میں کال سن کر آتا ہوں۔۔!" بالاج نمبر دیکھ اسے ایکسکیوز کرتے چارپائی سے اٹھا اور ایک طرف ہوتے کال سننے لگا۔

چاہت جو کافی وقت تک زارا سے باتیں کرنے کے بعد باہر نکلی تھی بالاج کو فون پر لگا دیکھ وہ بھاگتی فاہد کے پاس پہنچی۔۔۔

فاہد بھائی۔۔۔۔!" فاہد جو خود بھی اپنا سیل فون چیک کر رہا تھا اسکی آواز پر چونکا۔۔۔

گڑیا کیسی ہو تم۔؟!" اسے دیکھ فاہد خوشی سے مسکراتا اسکے سر پر ہاتھ رکھتے محبت سے پوچھنے لگا۔۔

چاہت خوشی سے اسے دیکھ رہی تھی۔میں بالکل فٹ ہوں دیکھیں پہلے سے بڑی بھی ہو گئی ہوں۔۔!"

وہ چہچہاتی ہوئی اسے دیکھتے بولی۔پورے دو سال کے بعد وہ اسے دیکھ رہی تھی۔جو بالکل ویسا ہی تھا۔

ماشاءاللہ سے کافی بڑی ہو گئی ہو تم۔۔۔!" وہ ہنسا تھا ایک نظر بالاج پر ڈالی، جو انہی کو دیکھ رہا تھا۔۔

بالاج کی نظریں چاہت کے مسکراتے ہوئے چہرے پر اٹکی تھیں۔اور فاہد کی اس پر________ :اچھا میں چلتا ہوں ذرا تمہاری بھابھی انتظار کر رہی ہوں گی بالاج سے کہنا پھر ملاقات ہو گی۔۔۔"

وہ کچھ سوچتے ہوئے بہانے سے وہاں سے نکلا تھا۔۔

سسس سائیں۔۔۔۔" وہ حواس باختہ سی اسے دیکھ رہی تھی۔

جو اسے بازو سے دبوچتے گاڑی کی طرف لایا تھا اور یک دم سے گاڑی سے لگائے وہ غصے سے اسے گھورنے لگا۔

چاہت اسکا غصّے سے سرخ چہرہ دیکھ خوفزدہ سی ہوئی تھی، کہا تھا کہ مت ملنا اس سے۔۔۔" وہ دانت پر دانت جمائے دھاڑا تھا،،

چاہت نے آنکھیں سختی سے میچ لیں۔۔۔۔۔چاند کی جھل مل کرتی سنہری روشنی میں وہ سیاہ لباس میں ملبوس سفید نرم و نازک گڑیا دمک رہی تھی،، چہرے پر خوف کے تاثرات اسکے حسین نقوش کو دیکھنے والے کو غضب کا حسن دکھا رہے تھے۔۔۔

وہ کئی لمحے ان گرتی اٹھتی پلکوں کے اس عجب سے منظر میں کھویا رہا۔۔۔ٹھنڈی ہواؤں میں اس نازک وجود کی بھینی سی خوشبو مقابل کے حواس جھنجوڑ رہی تھی۔۔

وہ بھول گیا کہ وہ کیا کہنے والا تھا شاید غصہ ہو رہا تھا مگر فل وقت وہ اس ساحرہ کے حسن میں قید لفظوں کی ادائیگی سے بھی قاصر تھا۔۔

چاہت کی آنکھ سے بہتا ایک آنسو بالاج سکندر کے دل کو دہلا گیا تھا۔۔

بہت غیر متوقع طور پر اسنے گھبراتے ہوئے اس کے گال پر لڑکھتے اس آنسوں کو اپنے ہاتھ سے نرمی سے صاف کیا تھا۔۔

چاہت اپنے چہرے کو اس ستمگر کے ہاتھوں میں محسوس کرتی جی جان سے لزری تھی، پورے وجود میں ایک کرنٹ سا دوڑا تھا۔۔

وہ فوراً سے اسکے ہاتھوں کو جھٹکتے پیچھے ہوئی تھی

اور بنا کچھ کہے گاڑی کا پچھلا ڈور کھولتے وہ خاموشی سے اندر بیٹھی۔۔۔

اسکے پیچھے ہونے پر بالاج سکندر کا طلسم ٹوٹا تھا،، اپنی اس بے اختیاری میں ہوئی حرکت پر وہ حیران تھا اسنے غور سے اپنے ہاتھ کو دیکھا جس سے اسنے چاہت کے آنسو کو صاف کیا تھا۔۔

"وہ سمجھ ناں پایا آخر یہ سب کیا ہو رہا تھا اسکے ساتھ۔۔۔

اسکی جھنجھلاہٹ مزید بڑھی تھی۔۔وہ بگڑے تاثرات سے گاڑی کا ڈور کھولتے بنا کچھ بولے ڈرائیو کرنے لگا۔۔۔

OOOOOOOOOO

مسٹر شمشیر اگر آپ چاہیں تو یہ ڈیل آپ کو مل سکتی ہے۔۔۔!"

کومل نے اسکے اٹھنے پر یک دم سے کہا تھا۔۔

کوٹ کے بٹن لگاتے میٹنگ روم سے باہر جاتا شمشیر حیدر اسکی بات پر چونکا۔۔۔اسنے آنکھیں چھوٹی کیے،،،را کمپنی کی ہالف مالکن کو دیکھا،،جو اپنے شوہر کی غیر موجودگی میں وہاں آئے ان سبھی سے میٹنگ کر رہی تھی.

شمشیر سے یہ اس کی روبرو پہلی ملاقات تھی اسکے علاوہ وہ اسے بہت سی پارٹیز میں دیکھ چکی تھی

اسکی ڈیسنٹ پرسنالٹی، اور لڑکیوں کو اگنور کرنا ہی اسے لڑکیوں میں ہر دل عزیز بنائے ہوئے تھا۔۔ بزنس کی دنیا سے جڑی ہر لڑکی اس حسین شخص کے ساتھ کی ہواہاں تھی۔

جو انہیں آنکھ بھر کر دیکھتا تک نہیں تھا۔۔

ہوپ سو کہ ایسا ہو۔۔" وہ انہی قدموں سے مڑا، سبز نگاہوں میں بلا کی سنجیدگی سموئے کچھ نا سمجھی کی اداکاری کرتے بولا۔

وگرنہ وہ عورت کو دیکھ اسکی نیت کا اندازہ لگا لیا کرتا تھا۔۔۔

آپ سمجھے نہیں مسٹر ملک______!"اب کی بار کومل جگہ سے اٹھی تھی۔۔۔۔آپ نے سمجھا یا ہی نہیں مسز را_______!"وہ اکھڑے لہجے میں ہاتھ پینٹ کی پاکٹ میں ڈالے گویا ہوا۔۔۔

کومل مسکراتی ہوئی اسکے قریب ہوئی،،اور یک دم سے اسکی گردن میں بانہوں کا ہار ڈالا۔۔۔

اگر آپ مجھ سے دوستی کر لیں تو ایسی بہت سی ڈیلز آپ کی ہو سکتی ہیں مسٹر ملک۔۔۔۔"

اس حسین مرد کی جان لیوا خوشبو کومل کو مکمل طور پر بہکا چکی تھی، وہ کسی دوسرے کے نکاح میں ہوتے ہوئے بھی کسی غیر مرد کو کھلی دعوت دے رہی تھی۔

مگر سامنے والے کے لئے یہ سب بالکل ایسے تھا جیسے،، دودھ سے مکھی نکالنا۔۔۔

مجھے پلیٹ میں رکھ کر خود کو پیش کرنے والی عورتیں اور ڈیلز "دونوں ہی ناپسند ہیں مسز فیصل۔۔۔

وہ اسکے ہاتھوں کو کدورت سے خود سے جھٹکتے جیب سے رومال نکالے اپنے کپڑوں کو صاف کرنے لگا۔۔

کومل کا چہرہ اتنی تذہیک سے سرخ پڑ گیا۔۔ آپ یہ ڈیل بھی اپنے پاس رکھیں اور اپنا جسم بھی جس کی مجھے تو کوئی قدر یا ضرورت نہیں۔۔۔۔ شاید آپ کو کوئی بہتر خریدار مل جائے۔۔۔۔ "!

وہ لفظوں کا ماہر تھا۔۔ وہ جانتا تھا سامنے والے کو کب کیسے اور کن لفظوں میں اسکی اوقات دکھانی ہے اور اس وقت بھی وہ بالکل وہی کر رہا تھا۔۔

اور ہاں یہ رومال بھی رکھیں گندہ ہو گیا ہے۔۔!" وہ جاتے ہوئے بت بنی کومل کی طرف مڑا اور رومال اسکے منہ پر مارتے وہ اسی طرح سے وہاں سے نکلا تھا جس شان سے وہ وہاں آیا تھا۔۔

oooooooooooo

ڈریس سیلیکٹ کر لو عقیدت______:" وہ دسویں ڈریس تھی جو ضیگم اسے دکھا چکا تھا۔۔

مگر سامنے والی بت بنی ڈھیٹوں کی طرح موبائل پر بزی رہی

ایک مہینے سے ہر جی توڑ کوشش کرنے کے باوجود بھی وہ کنول بیگم کو انکے فیصلے سے ناں ہٹا سکی تھی۔

گھر سے بھاگنے کی کوشش بھی وہ کر چکی تھی جس کے بعد اسے سوائے گھر میں قید کے کچھ حاصل نہیں ہوا تھا۔۔

ضیگم آج اسے مہندی اور بارات کے ڈریسز دکھانے لایا تھا جس میں اسے ذرا برابر بھی انٹرسٹ نہیں تھا۔۔۔

میں تم سے بات کر رہا ہوں عقیدت۔۔۔۔!" ضیگم کب سے اسکا رویہ برداشت کر رہا تھا اور اب تو شاپ والے بھی اس عجیب سی دلہن کے رویے پر حیران تھے۔

جو لاکھوں کی قیمت کے ڈریسز کو چھوڑ فون میں کینڈی کرش کھیل رہی تھی۔۔۔

تو ناں کرو بات میں نہیں کرنا چاہتی۔۔۔۔!" وہ بنالحاظ کے کندھے اچکائے بولی۔۔

ضیگم کا چہرہ غصّے سے لال ہونے لگا۔اٹس لاسٹ وارننگ عقیدت بی ہیو یور سیلف۔۔۔۔۔" وہ ضد کرنے والوں میں سے تھا اٹھانے والوں میں سے نہیں۔۔۔۔ مگر وہ انجان تھا سامنے والی ضدی نہیں،،ڈھیٹ تھی۔۔

یہ تو میں بھی کہہ رہی ہوں تم سے ضیگم۔۔۔۔۔۔ کہ یہ لاسٹ
"وارننگ ہے اتنا پیسہ مت لگاؤ میں بھاگنے والی ہوں۔۔۔۔

اسکی آنکھوں میں اپنی کرسٹل آنکھیں گاڑھے وہ بلا کے اعتماد سے
ڈھٹائی سے بولی تھی۔۔۔

ضیگم کی زبان تالو سے چپک گئی۔۔اسے سخت افسوس ہوا تھا آخر
!وہ کیوں لایا اس لڑکی کو اپنی عزت کا تماشہ بنوانے۔۔۔۔

بھاگنا آسان ہو گا تمہارے لئے مگر ایک بات یاد رکھو میری منگیتر
ہو تم۔۔۔۔ قبر کی مٹی تک تمہارا پیچھا نہیں چھوڑوں گا۔۔۔

وہ گہرے لہجے میں اسے دیکھتے بولا۔۔۔

عقیدت نے سر جھٹکا۔۔میری گیم آؤٹ کروادی تمہاری اس فضول بحث نے۔۔۔میں وہاں بیٹھی ہوں جو لینا ہے لو اور واپس چلو۔۔۔۔۔! "

وہ اکتائے ہوئے لہجے میں کہتی ڈیسک کی طرف بڑھ گئی۔۔۔

کسی کی شارپ نظریں کافی دیر تک ضیغم ابستام شاہ پر اٹکی رہی۔۔۔

OOOOOOOO

منت آنکھیں کھولیں______!"راب اسے اٹھائے گاڑی کی پچھلی سیٹ پر بٹھائے، منت کے چہرے کو تھپتھپاتے ہوئے بے چینی سے گویا ہوا۔

منت کا سر سیٹ کی بیک سے ڈھلکتا راب کے کندھے پر گرا تھا وہ مسلسل کچھ بڑبڑا رہی تھی۔

راب اسے وہاں دیکھ کافی حیران تھا۔

ہفتے بعد اسکی شادی تھی اور وہ وہاں وہ بھی بار میں ایسی حالت میں کیا کر رہی تھی۔

جانے کتنے ہی سوال تھے اس کے من میں۔ مگر فل حال منت کو ہوش میں لانا ضروری تھا۔

راب نے کان اسکے ہونٹوں کے قریب کیا وہ سننا چاہ رہا تھا کہ آخر وہ کیا بڑ بڑا رہی تھی،،

ذذذذکی مم مجھے سس ساتھ لے چچچچ۔۔۔۔۔!" وہ ٹوٹے پھوٹے لفظوں میں مسلسل غنودگی میں ذکی کو پکار رہی تھی،

راب خانزادہ کے دل پر کسی نے زور سے پیر رکھے اسے مسلا تھا،

وہ بے بسی سے لب میچے اس حسین لڑکی کو دیکھنے لگا۔ جس کا جانے کب سے اسکا دل اسیر ہو چکا تھا۔

راب نے اپنے دل کو مضبوط کرتے چہرہ اسکے قریب کیا۔ وہ ناک سے اسکے ہونٹوں کے قریب ہوتے سمیل سونگھ رہا تھا۔۔

مگر کسی بھی قسم کی الکوحل کی سمیل نہیں آئی تھی مطلب صاف تھا اسے کوئی ڈوز مکس کر کے دی گئی تھی۔۔ راب خانزادہ کا فشار خون ایک پل میں کھولا۔۔

وہ جبڑے بھینچتے گاڑی سے نکلنے لگا۔ کہ گردن کے گرد لپٹے منت کے ہاتھ نے اسے روک لیا۔۔

راب کی آنکھیں پھیلی دل زوروں سے دھڑکا تھا۔۔وہ لڑکی اسکے کالر کو دبوچے اسے واپس سے اپنے قریب کرتے سر اسکے سینے پر رکھ چکی تھی،

سینے میں دھڑکتا وہ پاگل ہوتا دل اس نازک سی لڑکی کی اتنی سی قربت پر پاگل ہو رہا تھا،،وہ محبت تھی اس کی۔۔۔۔۔۔اس ساحرہ کا لمس اسکی خوشبو راب خانزادہ کو بن پیے بہکا رہے تھے۔

اور وہ بہک رہا تھا۔راب نے ہاتھ کی پشت سے منت کے گال کو سہلایا۔

آنکھوں میں خمار کی سرخی تیزی سے دوڑی تھی، وہ بہک رہا تھا بانہوں میں موجود اپنی برسوں کی محبت،، سینے میں چھپی اس نازک سی جان کے لمس نے اسے صحیح غلط بھلا دیا تھا۔۔

وہ بھول چکا تھا کہ وہ اسکا محرم نہیں تھا وہ غیر محرم تھا اسکے لیے ۔۔

اور غیر محرم آگ کی طرح ہوتا ہے۔۔ جس کی نظریں عورت کے وجود کو آگ کی طرف لے جاتی ہیں۔۔

راب کا ہاتھ منت کے بالوں میں الجھا تھا۔۔ نرمی سے اسکا چہرہ روبرو کرتے اسنے لب منت کی پیشانی پر رکھنے چاہے تھے۔

کہ ایک دم سے اسکے کانوں میں قرآن پاک کی آیات گونجی۔۔

ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

".وَلاَتَقرَبُواالزِّنیٰ اِنَّہُ کاَنَ فَاحِشَۃًوَسَاءَسَبِیلًا

ترجمہ________

اور تم زنا (بدکاری) کے قریب بھی مت جانا بیشک یہ بے حیائی"

"کا کام ہے،اور بہت ہی بری راہ ہے۔

بنی اسرائیل، 32:17

راب جھٹکے سے منت سے دور ہوتے گاڑی کا ڈور کھولتا باہر نکلا تھا۔۔اسکا سانس سینے میں الجھا ہوا تھا خوف اور ڈر سے آنکھیں باہر کو ابل رہی تھی۔

وہ بالوں کو نوچتے گھٹنوں کے بل نیچے بیٹھتا چلا گیا۔۔۔وہ کیا کرنے والا تھا۔۔وہ کیسے شیطان کے بہکاوے میں آسکتا تھا۔۔

وہ تو منت سے پاک محبت کرتا تھا کیا یہ تھی اسکی پاک محبت۔۔ کہ وہ تنہائی میں اپنے نفس پر قابو تک ناں رکھ سکا۔

ایک کے بعد ایک سوچ اسکے ذہن کو پاگل کر دینے کو تھی۔۔۔ اس کے آگے پیچھے قرآن مجید کی آیات، احادیث مبارکہ کے الفاظ تراجم گردش کرنے لگے جو وہ تلاوت کے علاوہ جمعہ کے خطبہ میں اکثر بیان کرتا تھا۔

یا اللہ مجھے معاف کر دے۔۔۔" ایک آنسو اسکی آنکھ سے بہتا گردن پر گرا تھا وہ بے حال سا سڑک کے بیچ گھٹنوں کے بل بیٹھا سر آسمان کی طرف اٹھائے اس پاک پروردگار سے معافی مانگنے لگا۔۔

اس خطا کی جس کو وہ کرنے جا رہا تھا اور اس خطا کی جو وہ شیطان کے بہکاوے میں آتے کر چکا تھا۔۔

وہ آنکھیں بازو سے رگڑتے جگہ سے اٹھا تھا۔اسکی ٹیم تھوڑے فاصلے پر کھڑی تھی،

"_____ عائشہ

"_____ یس سر

گاڑی میں جو لڑکی ہے اسے سیولی لاہور پہنچانا تمہاری ذمہ داری ہے۔۔اڈریس میں میل کر دوں گا۔۔"

نظریں جھکائے وہ مدہم لہجے میں بولا تو عائشہ سر کو ہاں میں ہلاتی گاڑی کی جانب بڑھی۔۔

راب خانزادہ اس دھول اڑاتی گاڑی کو نظروں سے اوجھل ہونے تک دیکھتا رہا ______

عبادت محبت کی کرتے ہوئے

♥ دعاؤں میں روح کی اُترتا ہے دل

oooooooooooooo

ماما بچہ نہیں ہوں میں آجاؤں گا وقت پر______!"ماتھے کو انگلیوں سے مسلتے وہ خاصہ چڑتے ہوئے بولا تھا۔

کل مایوں کی رسم ہونی تھی اور ضیگم اس وقت علی کے گھر آیا تھا عقیدت کے کپڑے اور زیور وغیرہ دینے۔۔ کیونکہ کل وہ کسی کام سے دوسرے شہر جانے والا تھا۔

"______سلام صیب

ہمممم چاچو کہاں ہیں______؟"پورے گھر پر نظریں دوڑاتے ہوئے وہ بے زارگی سے گویا ہوا۔ ملازم مؤدب سا ہاتھ باندھے کھڑا تھا۔

صیب وہ گھر نہیں ہیں ان کے دوست کی طبیعت بگڑ گئی تھی تو وہ اور میم صیب دونوں ہی ان کی عیادت کرنے گئے ہیں۔۔۔!"

ملازم نے اسے علی اور کنول کے متعلق بتایا۔ تو ضیگم کو اپنے آنا بیکار لگا۔۔

سنو۔۔۔ ملازم جاتے ہوئے اس کی آواز پر رکا۔۔۔ عقیدت کہاں ہے۔۔؟" کچھ سوچتے ہوئے وہ سوالیہ گویا ہوا۔۔

جی میم صیب تو کمرہ میں ہیں اور چھوٹے صیب سو رہے ہیں۔۔وہ عقیدت اور ساحر کے متعلق بتاتا وہیں کھڑا ہو گیا۔

"!اوہ۔۔۔۔ تم ایسا کرو جاؤ جا کر سو جاؤ میں دیکھ لیتا ہوں۔۔۔۔

ضیگم کے لبوں پر عجیب سی مسکراہٹ سرسراہٹ کرنے لگی،، ملازم ویسے بھی شادی کے کام کاج کی وجہ سے رکھا گیا تھا اور اب وہ واقعی میں تھک چکا تھا اور ضیگم کے کہنے پر وہ فوراً سے سرونٹ کوارٹرز کی طرف نکلا۔۔

ضیگم مسکراتا ہوا سیڑھیاں چڑھتے عقیدت کے روم کی طرف بڑھا۔۔۔

ہینڈل گھمایا دروازہ کھلا تھا وہ لب دبائے اندر داخل ہوا۔۔۔

"تم تم کیا کر رہے ہو یہاں______؟

عقیدت جو شاور لیتے نکلی تھی اپنے بیڈ پر ضیگم کو پھیلے ہوئے لیٹا دیکھ اسکی آنکھیں حیرت سے پھیلی تھیں۔

یس میں۔۔۔کیوں کیا ہوا اتنا اوور ری ایکٹ کیوں کر رہی ہو۔۔۔!"دوپٹے سے عاجز عقیدت کے حسین سراپے کو نگاہوں میں سموئے وہ لاپرواہی سے گویا ہوا۔۔۔

عقیدت کا چہرہ پل بھر میں نفرت اور غصے کے سبب تپ گیا۔ مسٹر ضیگم ابتسام شاہ یہ آپ کا امریکہ نہیں ہے،، جہاں آپ جب دل چاہے منہ اٹھائے گھس آئیں گے یہ پاکستان ہیں ایک اسلامی ملک ،ایک مہذب وطن۔۔۔۔یہاں پر عزت دار لوگ کسی کی بہن بیٹی کے کمرے میں یوہی منہ اٹھائے نہیں گھستے،، "خاص طور پر تب جب گھر میں کوئی بڑا ناں ہو۔۔۔

عقیدت اپنے دوپٹے کو چھوڑے کبرڈ سے سٹالر نکالتے اچھے سے خود پر لیتے غصے اور سنجیدگی سے گویا ہوئی۔۔

ضیگم سرد نگاہوں سے اسے دیکھتا رہا۔۔۔ عقیدت بھی بنا ڈرے اسے دیکھ رہی تھی۔وہ شخص ضرورت سے زیادہ بدتمیز تھا۔۔

یہ کسی غیر کا کمرہ نہیں تم میری ہونے والی بیوی ہو۔۔۔!" وہ غراتے ہوئے لہجے میں چبا چبا کر بولا۔۔۔

بیوی ہونے اور بیوی بننے میں فرق ہے مسٹر۔۔۔۔۔۔تو اس سے پہلے کہ میں آپ کی اور بے عزتی کروں آپ نکلیں میرے روم سے۔۔!"

ضیگم جبڑے بھینچتے جگہ سے اٹھا تھا۔۔۔ عقیدت کا رویہ اسے غصّہ دلا رہا تھا اور وہ غصّہ ہونا بھی چاہتا تھا۔۔۔

وہ مرد تھا کب تک برداشت کرتا کسی لڑکی کی زبان درازی اور وہ بھی اس لڑکی کی ___ جو اسکی بیوی بننے والی تھی، وہ دب کے رہنے والا نہیں تھا اور اس وقت بھی اس نے اپنی دقیانوسی سوچ کے مطابق عقیدت کو ڈرانا چاہا تھا۔

اسے لگا تھا کہ عقیدت اس کی حرکت سے ڈر جائے گی اور کم از کم شادی تک خاموش رہے گی۔۔۔

کیا لگتا ہے تمہیں میں کوئی جوروں کا غلام ہوں۔۔۔۔ تمہاری بھول ہے یہ مس عقیدت۔۔۔۔ عورت پیر کی جوتی ہوتی ہے اور وہ بھی بیوی ہو تو۔۔۔اور آج میں یہ بات تم پر ثابت کروں گا۔۔۔"

اسے بازو سے دبوچے ضیگم نے بے دردی سے اسے بیڈ پر پھینکا تھا ۔

اہہہ______ ضیگم حد میں رہو اپنی______!" وہ شیرنی بنی غرائی تھی،،۔ چہرہ لہو جھلکا رہا تھا۔

حدیں مردوں کی نہیں عورتوں کی ہوتی ہیں،، آج تمہیں میں سکھاؤں گا۔

کمرے کو اندر سے لاک کرتا وہ غصّے سے اسے دیکھتا پھنکارا تھا۔۔

عقیدت اسکے لفظوں پر کدورت سے اسے دیکھتی رہی۔۔

تمہاری اتنی اوقات نہیں کہ تم مجھے کچھ سکھاؤ جاہل ادمی ______ تمہیں لگتا ہے کہ ایسے اپنی مردانگی دکھا کر تم مجھے چپ کروالو گے۔۔۔"

تو بھول ہے تمہاری _____ میں ڈر کر رہنے والی نہیں ہوں سنا تم نے۔۔۔ تم مجھے ڈرا نہیں سکتے۔۔۔۔"

وہ بیڈ سے اترتی شیرنی بنی دھاڑی۔۔۔۔ ضیگم کا چہرہ لہو چھلکانے لگا۔اس سے پہلے کہ وہ کچھ کرتی ضیگم نے اسے دوبارہ سے بازو سے پکڑتے بیڈ کی طرف گھسیٹا تھا۔

اب کی بار عقیدت نے اسکے بازو پر کاٹتے ایک زوردار تھپڑ اسکے چہرے پر رسید کیا۔۔ ضیگم چہرے پر ہاتھ رکھے حیرت سے اس چھٹانگ بھر کی لڑکی کو دیکھ رہا تھا اور پھر غصے سے اسے گالی دیتا وہ دھاڑا۔

اسکی عزت پر کاری وار ہوا تھا وہ مرد تھا ایک ایسا مرد جسے عورت کا اونچی آواز میں بولنا تک پسند نہیں تھا اور یہاں تو اسپر عقیدت نے ہاتھ اٹھایا تھا۔۔۔

تجھے آج تیری اصل اوقات دکھاؤں گا میں______ ایسے ذلیل کروں گا تجھے کہ تُو پوری عمر یاد رکھے گی کہ کس مرد سے تیرا پالا پڑا ہے۔۔۔!"

ضیگم کا غصّے سے برا حال تھا عقیدت کا مارا تھپڑ اسکے دل پر پڑا تھا اور وہ مرد تھا پھر کیسے بدلہ ناں لیتا۔۔

عقیدت اسکی باتوں سے اسکی اوقات تو جان چکی تھی کہ وہ کس قدر گھٹیا سوچ رکھنے والا مرد ہے مگر اس وقت اسے اپنے آپ کو بچانا تھا۔

کچھ وقت پہلے والا واقعہ اسے یاد تھا۔

مگر اس بار وہ کمزور نہیں پڑ سکتی تھی۔وہ بہادر تھی نڈر۔۔۔اپنی "عزت اور آبرو کیلئے لڑنے والوں میں سے۔۔۔

ضیگم جیسے ہی بیڈ کی طرف بڑھا، عقیدت نے یک دم سے دوسری طرف سے بیڈ سے اترتے میز پر رکھے بڑے سے گلدان

کو اٹھایا اور بجلی کی تیزی سے اپنی طرف جھپٹتے ضیگم کے سر پر مارا۔

پورا شاہ پیلس اسکی چیخوں سے گونج اٹھا تھا جو سر سے ابلتے خون کو ہاتھ سے دبائے روکنے کی کوشش کر رہا تھا۔

عقیدت کی یہ حرکت اسکے غیر متوقع تھی شاید وہ بھول چکا تھا کہ جب بات عورت کی عزت پر آجائے تو وہ کسی کی جان لینے سے بھی دریغ نہیں کرتی۔

عقیدت نے کدورت اور نفرت سے تڑپتے ہوئے شخص کو دیکھا۔۔اسکا سانس پھول چکا تھا مگر آج وہ اسے آئینہ دکھائے بغیر نہیں جانے والی تھی۔

تم خود کو مرد کہتے ہو،،،،؟ ارے مرد تمہارے جیسے نہیں ہوتے ضیگم ابتسام شاہ۔۔۔۔۔۔ تم ایک نامرد ہو۔۔۔۔۔سنا تم نے نا۔مرد____ جو عورت پر حکمرانی کے چکر میں اسکی عزت نفس کو پاؤں تلے کچلے وہ مرد ہو ہی نہیں سکتا۔۔"

تُو شادی کرے گا مجھ سے______ مجھے برباد کرے گا۔۔ کیا سوچا تھا کہ لڑکی ہے تو کمزور ہے۔۔۔ بغیرت انسان۔۔۔۔ مرد

کو اللہ نے حاکم بنایا ہے عزتوں کا،، لٹیرا نہیں۔۔۔۔وہ گلدان کو

دور اچھالتی غیض و غضب سے دھاڑی تھی۔

بھیگے بکھرے بالوں کو کان کے پیچھے اڑستے اسنے تیزی سے اپنا

دوپٹہ اٹھایا۔۔

اور ہاں اگر سچ میں مرد کا بچہ ہے تو اب مجھ سے شادی کر کے دکھا

۔۔ جا رہی ہوں میں۔۔۔۔دیکھتی ہوں کہ کتنا مرد ہے تُو ______

"! ہمت ہوئی تو پکڑ لینا۔۔۔نامرد کہیں کے۔۔۔۔

اسکے پیٹ پر غصے سے لات مارتے وہ کمرے سے نکلتے روم کو باہر سے لاک کر گئی۔۔اسنے سوچ لیا تھا اب وہ کسی بھی صورت یہ شادی نہیں کرنے والا تھی۔

غم و غصّے میں وہ تیزی سے باہر نکلی۔۔جہاں ایک دوسرا طوفان اسکی زندگی نگلنے کے لیے تیار بیٹھا تھا۔

oooooooooooo

"چاہت کیا ہوا میری جان_____کچھ کھا تو لو_______!"
جہاں آرا بیگم اسے آوازیں دیتی دہلیز تک آئی تھیں۔جو صبح سویرے بنا کچھ کھائے یونی کے لئے روانہ ہو رہی تھی،

کمرے سے باہر نکلتا بالاج انکی آواز اور پکار پر نا چاہتے ہوئے بھی رکا۔۔۔ایک نظر اس بڑی سی چادر میں لپٹی چاہت پر ڈالی۔۔وہ شاید پہلی بار سن رہا تھا کہ محترمہ بھوکی جا رہی ہے۔

ورنہ وہ کھانے کی کافی شوقین تھی۔ایک دم سے اسے رات کا برتا اپنا سلوک یاد آیا۔

دل میں ہلکی سی شرمندگی نے سر اٹھایا مگر وہ ڈھیٹ بنا وہیں کھڑا رہا۔

اماں بھوک نہیں ہے سچ میں۔۔۔اگر آج ضروری ٹیسٹ ناں ہوتا تو میں کبھی ناں جاتی آج۔۔۔۔؛"وہ سخت اکتائے ہوئے لہجے میں بولی تھی۔

جس کی چہچہاہٹ سے وہ حویلی گونجتی تھی آج صبح سے وہ چپ تھی۔اور یہی بات جہاں آرا بیگم کو چبھ رہی تھی۔

بیٹا جاؤ گی کس کے ساتھ ٹھہرو میں بالاج کو بلا دیتی ہوں۔۔

اپنے نام پر بالاج کے کان کھڑے ہوئے تھے،وہ سننا چاہتا تھا کہ چاہت کیا کہتی ہے۔۔

اماں گوہر انتظار کر رہا ہے باہر وہ لے جائے گا۔۔۔میں چلتی ہوں

"!آپ اپنا خیال رکھئے گا۔۔

چاہت نے مسکرانے کی کوشش کرتے انکے گلے ملتے کہا تھا۔۔

بالاج کے ذہن میں اسکی کہی ایک ہی لائن گردش کر رہی

تھی۔۔۔

گوہر۔۔۔!"وہ گاڑی میں بیٹھنے والا تھا جب پیچھے سے بالاج

سکندر نے اسے پکارا۔۔۔

تم جاؤ میں چھوڑ آؤں گا ویسے بھی لالا نے آفس بلایا ہے مجھے

"!-----

وہ ویسے ہی اپنے جانے کا جواز دیتا آگے بڑھا تھا۔۔چاہت بس خاموشی سے گاڑی کی پچھلی سیٹ پر بیٹھی باہر کی طرف دیکھ رہی تھی۔

جی سہی۔۔۔۔۔۔۔!"گوہر دروازہ بند کرتے ایک طرف ہوا تھا۔۔

بالاج تیزی سے آگے بڑھا اور ڈرائیونگ سیٹ سنبھالتے گاڑی سٹارٹ کی۔

اپنے ساتھ والی حالی سیٹ اسے منہ چڑھا رہی تھی مگر وہ چاہت کو یہ ظاہر نہیں کروانا چاہتا تھا کہ اسکا چپ ہونا اسے چبھ رہا ہے۔

گاڑی کچی سڑک کو عبور کرتے جیسے ہی مین سڑک پر چڑھی،
چاہت نے کتاب کھول لی۔

بالاج سکندر اسے بیک مرر سے دیکھ رہا تھا وہ کافی سنجیدہ لگی اسے
۔۔

دس منٹ کے بعد وہ گاڑی ایک چھوٹے سے ہوٹل کے سامنے روک چکا تھا۔

چاہت نے اسے دورانیے میں پہلی بار گاڑی کے رکنے پر اسے مرر سے دیکھا۔۔

"اترو نیچے۔۔۔

بالاج اسے ہی دیکھ رہا تھا فوراً سے حکم دیتے وہ خود بھی گاڑی سے نکل گیا۔۔

"! مگر کیوں۔۔۔

_ کیونکہ مجھے بھوک لگی ہے۔

تو آپ جا کر کھالیں میں یہیں ٹھیک ہوں۔۔۔" وہ دوبارہ سے کتاب کی طرف متوجہ ہوئی تھی۔

بالاج کئی لمحوں تک باہر کھڑا اسے دیکھتا رہا۔۔

دروازہ کھولے وہ اندر جھانکتا اسکے ہاتھ سے کتاب تھام گیا۔۔

خاموشی سے باہر آجاؤ ورنہ۔۔۔! " وہ دانستہ طور پر بات اُدھوری چھوڑ کر ایک طرف کھڑا ہو گیا۔ چاہت نے ایک نظر اس اکھڑے مزاج والے نواب صاحب پر ڈالی اور پھر بکس کو سیٹ پر رکھتے وہ دروازہ کھول باہر نکلی۔

بالاج کی سنگت میں چلتے وہ اس ہوٹل میں داخل ہوئی، صبح سویرے کے وقت وہاں مزدور لوگوں کا ایک رش اکھٹا تھا لوگ ناشتہ کرنے میں مگن تھے۔

اگر کوئی اور موقع ہوتا تو چاہت اس ستمگر کی اتنی بڑی نوازش پر پھولے ناں سماتی۔۔۔۔ مگر فلِ وقت وہ اس سے ناراض تھی۔

کیا کھاؤ گی۔۔۔" اسکی کاجل سے لبریز آنکھوں میں جھانکتے وہ دونوں ہاتھوں کی کہنیوں کو میز پر رکھتے پوچھنے لگا۔۔

مم میں مجھے بھوک نہیں۔۔۔۔۔!"اسکے حسین چہرے کو دیکھتی وہ صفائی سے جھوٹ بول گئی۔۔

حالانکہ ہوٹل کو دیکھتے ہی بھوک تازہ ہوئی تھی۔

ہمممممم گرما گرم پراٹھے اور ساتھ دو کپ چائے لاؤ،،،"وہ جانتا تھا چاہت کو چائے پراٹھا پسند ہے جبھی بیرے کو حکم دیا ___

جو سر کو ہاں میں ہلاتے فوراً سے آرڈر لینے گیا۔

بالاج گہری نظروں سے آس پاس کا جائزہ لے رہا تھا،اور چاہت اسکا۔۔۔۔

اتنی اکڑ کس بات کی ہے اسے۔۔۔بس تھوڑی سی شکل ہی اچھی ہے۔۔۔!" وہ اسے بغور دیکھتی ناک چڑھائے سر جھٹک گئی۔۔

اگر گھور نا ہو گیا ہو گیا ہو تو ناشتہ کرو۔۔۔۔!" بالاج کی طنزیہ آواز پر وہ شرمندہ سی ہوتی اپنے سامنے پڑے ناشتے کو دیکھنے لگی۔

بالاج نے سر جھٹکا اور چائے کا کپ اٹھائے وہ چھوٹے چھوٹے گھونٹ بھرنے لگا۔

ZainabRajpootNovels

اچھا ریسپانس ہونا چاہیے نیکسٹ 14 ایپی سوڈ رات کو پوسٹ ہو گی اچھے ریسپانس پر☺ ناول محبت من محرم

از قلم۔ زینب راجپوت

قسط نمبر 14

یہ ناول میری اجازت کے بغیر کسی بھی ویب سائٹ،،،، یا گروپ یا پھر یوٹیوب چینل پر اپلوڈ نہیں ہو گا،،،، صرف میرے پیج پر ہی پوسٹ ہو گا جسے میں خود کروں گی تو بلا اجازت کاپی کرنے سے گریز کریں

ماسی کہاں ہو آپ یار......؟"آپ جانتے ہو ناں کہ آپ کے بغیر میں نہیں رہ سکتی۔۔۔!"

روبی کا موڈ سخت آف تھا وہ پیرس سے لوٹی تھی کل ہی اور خدیجہ کو اپنے نانا کے گھر ناں پاتے وہ سخت غصہ ہوئی تھی۔

میری جان آپ کی ماسی آپ کے کئے لئے ہی تو اتنی محنت کر رہی ہے۔

خدیجہ بیگم ایک نظر چاروں اطراف ڈالے آہستگی سے گویا ہوئی تھی۔

"مطلب کیا کہنا چاہتی ہیں آپ یار کھل کر بتائیں؟

شمشیر میرا بیٹا جانتی ہو کتنا ہینڈسم ہو گیا ہے وہ۔۔۔۔۔!"شمشیر کا نام لیتے ہی انکی آنکھوں میں ایہ عجیب سی چمک تھی۔

ایک ستائش تھی انکے لہجے میں جس پر روبی بھی چونکی تھی۔

خدیجہ بیگم کے منہ سے کئی بار لاپرواہی میں اسکا ذکر سن تو چکا تھا۔

مگر اسے یقین نہیں تھا کہ وہ لڑکا اتنا حسین ہو گا۔۔

"کیا واقعی میں ماسی۔۔۔۔۔؟

وہ حیرت سے استفسار کرنے لگی،، خدیجہ بیگم نے اسے پالا تھا۔۔
افسوس درافسوس تھااس عورت پر۔۔

جو باپ کے گھر رہنے کے لیے اپنی سگی اولاد کو بھلائے بہن کی بیٹی کو پال رہی تھی

تمھیں کیا لگتا ہے جھوٹ بولوں گی میں تم سے۔۔۔؟ رکو
" تصویریں بھیجتی ہوں۔۔۔۔

وہ جلدی سے کال ہولڈ پر کرتے شمشیر کی تصویریں جوانہوں نے بالاج سے لی تھیں۔

روبی کو سینڈ کرنے لگی۔۔

"ہاں دیکھو تو کیسا ہے میرا شمشیر....!"

انکے لہجے میں فخر تھا ہوتا بھی کیوں ناں شمشیر حیدر ملک جیسا خوبرو حسین مردان کا بیٹا جو تھا۔۔

"ماسی کیا یہ سچ میں آپ کا بیٹا ہے۔۔۔؟

روبی کو ابھی تک یقین نہیں ہو رہا تھا کہ جس شخص کو وہ آج تک صرف ٹی وی میں دیکھ سراہتی آرہی تھی

وہ اسکا کزن تھا۔۔اسکی حالہ کا بیٹا۔۔۔۔

خوشی تھی یا حیرت کہ اسکے پر جوش انداز پر خدیجہ بیگم کا سینہ چوڑا ہوا۔۔

"ہاں اور جلد ہی تمہارا شوہر بھی ہو گا۔۔

وہ لہجے میں بلا کا اعتماد سموئے بولی،،روبی کی آنکھیں حد درجہ پھیلی تھیں۔

"آپ مذاق تو نہیں کر رہی ناں ماسی۔۔۔۔۔

نہیں میری جان سچ کہہ رہی ہوں۔۔،بس تھوڑا سا وقت اور میں سب ٹھیک کر دوں گی،،

شمشیر سے تمہاری شادی کروا کے اسے اپنے ساتھ لے جاؤں گی "میں۔۔۔۔۔

۔انکی آنکھوں میں ایک عزم تھا ایک جوش۔۔۔۔۔۔۔۔۔ جیسے وہ ابھی اپنے ارادوں میں کامیاب ہو جائیں گی۔۔۔

۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

وہ تیزی سے سنسان سڑک پر بھاگ رہی تھی، رات ہے دس بجے وہ اپنے گھر اپنی تحفظ گاہ سے ہی یوں لاوارثوں کی طرح اپنی عزت بچانے کو بھاگی تھی۔۔

کتنے ہی آنسوں اس نازک سی لڑکی کی آنکھوں سے بہے تھے۔۔۔

ایسا نہیں تھا کہ وہ کمزور تھی بس اسے اس بات کا دکھ ہو رہا تھا۔۔

کہ وہ جانے انجانے میں ہی سہی مگر اپنے گھر والوں کی تکلیف کا سبب بننے جا رہی تھی۔

ککلککک کون۔۔؟ تھوڑی آگے پہنچتے ہی عقیدت جو شک ہوا تھا جیسے کوئی اسکا پیچھا کر رہا ہو۔۔۔

ابکی بار وہ اگنور ناں کر سکی۔۔۔

وہ مڑتے پیچھے دیکھتی حراساں سی پوچھنے لگی۔۔

جہاں ایک سایہ سا کھڑا تھا، سوائے اس سائے کے وہ کچھ بھی دیکھ نہیں پائی تھی۔۔

عقیدت بنا کچھ کہے اب تیز تیز قدم اٹھانے لگی۔۔۔اسکے اٹھتے ہر ایک قدم پر پیچھے سے آتا وہ شخص بھی اسی رفتار سے اسکے پیچھے آرہا تھا۔۔

عقیدت کا سانس اکھڑا ہوا تھا۔۔

چہرہ پسینے سے تر تھا وہ ایک بھیڑیے کے ہاتھوں سے تو بچ نکلی تھی مگر اب وہ کسی بھی طور کسی دوسرے کو اپنی عزت پر ہاتھ ڈالنے کی جرت نہیں کرنے دینا چاہتی تھی۔۔

کلکلک کون۔۔۔۔"اسکے پیچھے آتا وہی شخص ایک دم سے عقیدت کے آگے ہوتے اسکا راستہ روک گیا۔

عقیدت نے الٹے قدموں سے پیچھے ہوتے اس سے پوچھا۔۔

تمہارا ہونے والا محرم۔۔۔۔۔۔۔۔ سرسراتی سی آواز تھی،،جو عقیدت کے کانوں سے ٹکرائی۔۔۔۔

وہ بھاگنے لگی مگر مقابل نے اسے بازو سے تھاما۔۔۔۔

ری لیکس۔۔۔۔۔۔۔مجھے یہ ایکٹنگ کرنا پسند نہیں۔۔۔۔ ناہی چت ہوش کروں گا۔۔۔۔

چپ چاپ چلو میرے ساتھ،،،

ورنہ ساحر تمہارا بھائی،، کنول تمہاری ماں اور علی شاہ تمہارا باپ۔۔۔۔۔کچھ ہی دیر میں خدا کو پیارے ہو جائیں گے۔۔"

کلک کیا کک کون ہو تم۔۔۔۔اور میرے گھر والے کہاں ہیں۔۔۔۔تم کیسے جانتے ہو یہ سب۔۔۔۔؟"

عقیدت ایک ساتھ جانے کتنے ہی سوال اس سے پوچھ چکی تھی،،

تمہارے جاننے کیلئے یہی کافی کہ تمہارے ماں باپ کی جان خطرے میں ہے۔۔۔۔۔ چلو میرے ساتھ۔۔۔۔۔؟"

بے حد مختصر اور دوٹوک بات کی تھی کسی نے۔۔۔۔ عقیدت کا دماغ زلزلوں کی ضد میں تھا۔۔

وہ چپ چاپ اس شخص کے ہمراہ چلتی گاڑی میں بیٹھ گئی۔۔۔۔

وہ جان چکی تھی کہ وہ شخص اس سے بدتمیزی تو ہرگز نہیں کرنے والا تھا کیونکہ اگر ایسا ہوتا تو وہ اسے اپنے ساتھ ایسے ناں لے جاتا۔۔۔۔

آخر کون تھا وہ شخص۔۔۔۔۔۔۔۔۔

۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

"!السلام علیکم گڈ مار ننگ سر۔۔۔۔۔۔۔۔

ہمم

وعلیکم السلام۔۔۔۔۔۔۔مار ننگ عائشہ۔۔۔۔۔۔۔۔۔کام ہو گیا
"۔۔۔؟

کھڑکی سے باہر جھانکتے وہ سنجیدگی سے پوچھ رہا تھا۔۔۔۔اسکی آنکھیں رات بھر جاگنے کے سبب سرخ تھی۔۔

وہ رخ پھیرے کھڑا تھا۔جی سر۔۔۔میں نے میم کو ان کے فادر کے پاس چھوڑ دیا ہے۔۔۔!"

گڈ کیا بتایا انہوں نے۔۔۔۔۔!"وہ جاننا چاہتا تھا کہ منت وہاں کیسے پہنچی۔۔۔اور یہ کام اسنے عائشہ ہے ذمے لگایا تھا۔

سر میم اپنے ہونے والے ہزبینڈ کے ساتھ آئی تھیں۔۔۔ بیچلرز پارٹی میں۔۔۔ پھر وہاں سے ان کے منگیتر اچانک سے کہیں غائب ہو گئے تھے۔۔

انکے کسی دوست نے انہیں وہ ڈرنک دی تھی پینے کو۔۔۔۔۔ "جس کے بعد سے انہیں کچھ یاد نہیں رہا۔۔۔۔

اوکے آپ جاسکتی ہیں۔۔۔۔! "گہری سانس بھرتے اسنے ہاتھ پشت پر باندھے کہا تھا۔۔۔

جی سر بائے۔۔۔۔ "عائشہ مسکراتے ہوئے وہاں سے جانے لگی "۔۔۔ مس عائشہ کیا آپ نے۔۔۔۔۔؟

ڈونٹ وری میں نے آپ کا نام نہیں لیا۔۔۔۔!" عائشہ اسکی الجھن سمجھ چکی تھی جبھی مسکراتے ہوئے کہا۔۔۔

راب نے تشکر سے اسے دیکھا اور پھر شکریہ کہا۔۔

کہاں تھے اتنے دنوں سے تم۔۔۔۔۔کچھ خبر رکھا کرو گھر کی بھی۔۔۔۔۔جوان بیٹی ہے تمہاری۔۔۔۔۔!"

اکرم ملک کو غصّے سے دیکھتے ریاض ملک نخوت سے سر جھٹکتے بولے۔۔

بابا سائیں کچھ کاموں میں مصروف تھا اور چاہت کیلئے بھی کچھ سوچا ہے میں نے۔۔۔!

چاہت کیلئے کیا سوچا ہے تم نے۔۔۔؟" وہ حیرت زدہ سے انہیں دیکھتے استفسار کرنے لگے۔

اکرم ملک نے گلا کھنکھارتے ہوئے اپنے باپ کو دیکھا۔۔اور پھر وہ انہیں اپنی اور سیف ملک کے درمیان ہوئی گفتگو بتانے لگا۔۔

تم جانتے بھی ہو کیا کہہ رہے ہو۔۔۔؟"ہم چاہت کی شادی اس سے ہرگز نہیں ہونے دیں گے۔۔۔!"

باباسائیں تلملاتے ہوئے بات بدل گئے۔۔

باباسائیں یہ حویلی اور فیاض ملک کی ساری جائیداد جس پر ہم عارضی طور پر قابض ہوئے ہیں وہ سب کچھ وہ ہمیں کاغذی کاروائی میں لکھ کر دے گا۔۔۔

وہ ویسے بھی ہمارے پاس ہے سیف ہا اسکا باپ چھین نہیں سکتا کچھ بھی ہم سے۔۔۔۔جو کچھ اس کی پھپھو نے کیا ہے اسی کی وجہ سے انہیں اس گاؤں سے نکالا گیا تھا۔

اور ان سب چیزوں پر ان میں سے کسی کا بھی کوئی حق نہیں ۔۔۔۔۔ریاض ملک غصے سے بولے۔۔

مگر بابا سائیں عدالت یہ سب کچھ نہیں دیکھتی اسے ثبوت چاہیئے ہوتے ہیں۔۔

اور کاغذات اس کے پاس ہیں اگر وہ کاغذی کاروائی کرے گا تو

ہمیں ان سب چیزوں سے بے گھر ہونا پڑے گا۔۔ !

اکرم ملک نے انہیں حقیقت سے آگاہ کیا تو وہ بھی خاموش ہو

گئے۔۔

مگر جو بھی ہو میں اپنی بیٹی کی شادی نہیں کروں گا اس

سے۔۔۔۔۔! "

باباسائیں۔۔۔۔" بات ختم اکرم اب اس بارے میں بات

نہیں ہو گی۔۔۔! "

ریاض ملک غصّے سے کہتے جگہ سے اٹھ گئے تھے۔۔

جبکہ اکرم ملک جانتے تھے اب سیف ہی تھا جو انہیں اس شادی کیلئے راضی کر سکتا تھا۔۔

حویلی میں ایک دم سے کہرام مچ چکا تھا۔۔لوگ گوہر کے اچانک بلانے پر وہاں موجود چہم گوئیاں کر رہے تھے۔۔

کوئی سمجھ نہیں پا رہا تھا کہ اچانک ایسا کیا ہوا ہے جو سردار شمشیر ملک نے رات کے اس پہر سب کو وہاں اکھٹا کیا ہے۔۔۔

"شامے باہر جاؤ سردار بلا رہے ہیں۔۔۔۔

لڑکیوں کے بیچ کھڑی شامے کو مخاطب کرتے گوہر نے سنجیدگی سے کہا۔۔

جو سر ہاں میں ہلاتی باہر گئی۔۔

"اماں سائیں کیا ہو رہا ہے یہ سب۔۔۔۔

لوگ کیوں جمع ہوئے ہیں اور لالا کہاں ہیں۔۔۔۔؟" چاہت کا دل ہول رہا تھا۔۔ایک انجانا سا خوف تھا۔۔۔۔

وہ نہیں جانتی تھی کہ یہ سارا گاؤں کس وجہ سے اسکے گھر جمع ہوا ہے۔۔۔

چھوڑو مجھے۔۔۔۔"کسی لڑکی کی چیخنے کی آواز پر چاہت سمیت خدیجہ اور جہاں آرا بیگم نے سامنے دیکھا۔

جہاں شامے کی گرفت میں عقیدت مچل رہی تھی۔

شمشیر حیدر شان سے چلتا اسکے پیچھے ہی اندر داخل ہوتے سربراہی کرسی پر بیٹھا تھا۔۔۔

اسکے اشارے پر گوہر نے مولوی صاحب اور گواہان کو اکٹھا کیا۔۔

ریاض ملک آنا فاناً وہاں پہنچے تھے۔۔۔ مگر یہ سارا منظر دیکھ وہ عقیدت کو دیکھتے ہی پہچان چکے تھے کہ یہ کنول کی بیٹی ہے۔۔

جو خو بخو ماں جیسی تھی۔

وہ سینہ فخر سے چوڑا کیے اسکے سامنے بیٹھے۔۔۔ بالاج سنجیدگی سے یہ سب ہوتا دیکھ رہا تھا۔۔

اسے امید نہیں تھی کہ اسکا بھائی کچھ ایسا ویسا کرے گا۔

مگر وہ جانتا تھا کہ زیان ملک سے اسکی محبت اسے دنیا کے ہر رشتے
سے عزیز تھی۔

اور آج یا کل انکو دی گئی تکلیفوں کا بدلہ وہ لیتا ہئ۔۔

"! چل مولوی شروع کر۔۔۔۔۔

گوہر کے کہنے پر مولوی نے جلدی سے شمشیر کو دیکھ اس لڑکی کی
طرف دیکھا۔۔

"کیا آپ کو یہ نکاح قبول ہے،،،،،؟

مولوی نے تیسری بار یہ کلمات دہراتے سامنے بیٹھے اس عالیشان مرد کو دیکھا۔۔۔۔

جس کا چہرہ حد درجہ سپاٹ تھا۔۔۔۔اسنے سرخ انگارہ ہوتی نگاہوں سے شامے کی گرفت میں مچلتی اس نازک سی لڑکی کو گھورا۔۔۔

تاثرات حد درجہ سخت تھے،،،،،ملک ریاض نے اپنے پوتے کے سپاٹ چہرے کو دیکھ مونچھوں کو تاؤ دیا۔۔۔۔

اور پھر نفرت بھری نگاہ پینٹ شرٹ میں ملبوس اس لڑکی پر ڈالی،

ایک منٹ مولوی،،،،،،،،:"بھری محفل میں ہزاروں کی تعداد میں موجود گاؤں والوں کی سرگوشیاں اسے سلگا رہی تھیں۔۔۔

جبکہ چہرے کے تاثرات سے اسکی اندرونی کیفیت کا اندازہ لگا پانا انتہائی ناممکن تھا،،،

ہاتھ فضا میں بلند کیے اسنے گویا سب کو تنبیہ کی تھی۔۔۔۔

محفل پر موت کی سی خاموشی چھا گئی۔۔۔۔۔۔اپنی چادر کو بازو کے نیچے سے دوسرے کاندھے پر پھینکتے وہ قدم قدم اٹھائے اس مچلتی جل پری کے قریب گیا۔۔۔

تماشائی محفوظ سے تماشا دیکھ رہے تھے،،،

برسوں پہلے کا انتقام آج اس طرح سے پورا ہوتے دیکھ لوگوں میں تجسس بھر چکا تھا،،،

اگر اس بار تمہاری زبان سے قبول ہے ناں نکلا،،، تو تیرا دس سالہ بھائی ابھی اور اسی وقت میرے ایک اشارے پر مار دیا جائے گا۔۔۔۔"

وہ ذرا سا جھکتے اسکے کان میں غصے سے پھنکارا۔۔

اس لڑکی کے چلتے ہاتھ تھم سے گئے،،،، بڑی بڑی آنکھوں میں خوف اور بے اعتباری دھر آئی تھی،،

اس نے نفرت سے اس سردار کو گھورا۔۔۔۔

جو اس کی بے بس حالت پر گہرا مسکرایا تھا۔۔۔

اب بولو،،،اسنے خود سے کلمات پڑھنا شروع کیے،،،

عقیدت علی شاہ تمہارا نکاح حیدر شمشیر ملک سے کیا جاتا ہے

"تمہیں یہ نکاح قبول ہے.....؟

پشت پر ہاتھ باندھے اس کی آواز اتنی بلند تھی کہ وہاں موجود ہر شخص کو باآسانی سنائی دیا تھا۔۔۔

مقابل کھڑی اسے نفرت سے گھورتی اس نازک لڑکی کے عنابی لب پھڑ پھڑائے تھے مگر وہ رونا نہیں چاہتی تھی۔۔۔

جبھی آنسوں کو حلق میں اتارتے اسنے ہاتھ ایک دم سے چھڑائے

""""

تین قدم اٹھاتی وہ ملک حیدر شمشیر ملک کے روبرو ہوتے کھڑی ہوئی۔۔۔۔؛

"مجھے یہ نکاح قبول ہے قبول ہے قبول ہے،،،،،،؛

اسنے نفرت سے اس سفاک شخص کو گھورتے اعتماد سے کہا مگر آواز میں پیدا ہوتی لرزش اسکے اندرونی طوفان کی غمازی کر رہی تھی۔۔۔

"مگر ملک صاحب کیلئے نکاح کا ایک تحفہ بھی لائی ہوں۔۔۔؛

ملک حیدر شمشیر کا مسکراتا چہرہ اسے انگاروں پر لوٹ رہا تھا۔۔۔

جبھی ان بہتی قیامت برپا کرتی نگاہوں کے ساتھ وہ ہنستے لبوں سے اسے دیکھ بولی۔۔۔۔

مقابل نے چونکتے گردن موڑے اس چھوٹی سی لڑکی کو دیکھا۔۔۔۔

چٹاخ،،،،،،،! "ہال نما اس بڑے سے کمرے میں تھپڑ کی تیز آواز بڑی دیر تک گونجتی رہی۔۔۔۔

لوگ حیرت سے اس لڑکی کو دیکھ رہے تھے۔۔۔ جس نے آج پہلی بار سردار حیدر شمشیر ملک کو بھری محفل میں تھپڑ مارا تھا۔۔۔۔

یہ جانے بنا کہ اس کی یہ حرکت اسکی آنے والی زندگی میں کیا طوفان برپا کرنے والی تھی۔۔

شکریہ نیکسٹ آج رات کو اگر 💔☺ Response

ریسپانس اچھا رہا تو ناول محبت من محرم

از قلم زینب راجپوت

قسط نمبر 15

نوٹ یہ ناول میری اجازت کے بغیر کسی بھی ویب سائٹ،،،، یا گروپ یا پھر یوٹیوب چینل پر اپلوڈ نہیں ہو گا،،،، صرف میرے پیج پر ہی پوسٹ ہو گا جسے میں خود کروں گی تو بلا اجازت کاپی کرنے سے گریز کریں،، شکریہ

🔥🔥🔥🔥🔥🔥

اے لڑکی تیری اتنی جرت کہ تُو میرے بیٹے پر ہاتھ اٹھائے گی۔ نیچ کم ذات۔۔۔۔۔۔۔"خدیجہ بیگم غصے سے آگ بگولا ہوئی عقیدت کو بالوں سے پکڑتے اسکے چہرے پر دو سے تین تھپڑ جھڑ گئی۔

یہ سب اتنا اچانک ہوا تھا کہ سبھی شاک میں تھے۔
شمشیر کا چہرہ خدرجہ سرخ تھا مگر آنکھیں بالکل بے تاثر تھی۔

گاؤں والے سانس روکے خاموش تماشائی بنے بیٹھے تھے۔

پہلی بار انکے سردار پر کسی نے ہاتھ اٹھایا تھا اور وہ بھی ایک لڑکی نے۔۔۔۔
عقیدت چپ چاپ خدیجہ بیگم کی مار سہہ رہی تھی۔
جو مار کر اسے بے حال کر چکی تھی، چاہت خوفزدہ سی جہاں آرا بیگم سے لپٹی ہوئی تھی۔

وہیں خدیجہ بیگم کا عقیدت کو مارنا ملک ریاض شمشیر کو سکون پہنچا رہا تھا

برسوں پرانی سینے میں لگی آگ پر ٹھنڈی پھوار برس رہی تھی۔

وہ ساکت نگاہوں سے اس لڑکی کے وجود سے کنول بیگم کو تلاش کر رہے تھے۔۔

اپنی ماں کی طرح پیچ ہے تُو بھی۔۔۔۔۔۔۔۔ گندہ خون۔۔۔۔۔۔۔۔!"عقیدت کے چہرے پر پوری قوت سے تھپڑ مارتی وہ نفرت کی بلندیوں کو چھو رہی تھی

اور وہاں بیٹھے کسی بھی شخص میں اتنی ہمت نہیں تھی کہ وہ اس عورت کو روک پاتا۔۔

گوہر کے حکم پر لوگ ایک ایک کرتے وہاں سے اٹھتے جانے لگے تھے۔

بس چھوڑیں اسے۔۔۔۔۔"شمشیر نے آگے ہوتے خدیجہ بیگم کا اٹھتا ہاتھ تھام لیا تھا۔جو پھر سے عقیدت کے چہرے پر نشان چھوڑنے والا تھا۔

تم لڑکی کو چھوڑنے کی بات کر رہے ہو شمشیر۔۔۔۔۔۔۔اس بدذات نے بھری محفل میں تمہارے چہرے پر تھپڑ مارا ہے اوٗر "تم۔۔۔تم اسی کی طرف داری کر رہے ہو۔۔۔۔۔؟

خدیجہ بیگم حیرت زدہ سی آنکھیں حیرت سے پھیلائے اسے دیکھتے گویا ہوئی۔۔ کچھ ایسا ہی حال ریاض ملک کا بھی تھا۔۔

پہلی بات یہ بدذات لڑکی اب سے میری بیوی ہے اس نے ہاتھ آپ کے بیٹے پر نہیں اپنے شوہر پر اٹھایا ہے۔۔ تو میرے حساب سے۔۔۔ یہ میرا اور میری بیوی کا ذاتی مسئلہ ہے۔ تو آپ اس سے دور رہیں۔۔۔؛"

سبز نگاہوں میں حد درجہ سنجیدگی سموئے وہ ٹھہرے مگر سپاٹ لہجے میں بولا تھا۔۔

ریاض ملک کا بس نہیں تھا کہ اس لڑکی کو زندہ زمین میں گھاڑ دیتے،، جس کی طرف داری ان کا پوتا کر رہا تھا۔

شمشیر عقیدت کا ہاتھ تھامے بنا کسی کو جواب دیے است گھسیٹتا ہوا اپنے کمرے کی جانب لے گیا۔۔

دروازہ دھاڑ سے بند کرتے اسنے جھٹکے سے عقیدت کو کھینچتے دروازے سے پن کیا۔

اسکی آنکھوں میں ابلتا خون،،، چہرے پر وحشتوں کا جہاں دیکھ عقیدت کو سہی معنوں میں اپنی غلطی کا احساس ہوا تھا۔

وہ غصے میں اس شخص پر ہاتھ اٹھا چکی تھی جسے وہ سرے سے جانتی تک نہیں تھی مگر اس کی طاقت کا اسے اندازہ کافی اچھے سے ہو چکا تھا۔

سرخ سوجھی آنکھیں،، بکھرے چہرے سے چپکے بال، دوپٹے سے بیگانہ وہ نازک وجود اب خوف سے کانپ رہا تھا۔۔

شمشیر نے اپنے بائیں ہاتھ سے اسکی تھوڑی دبوچتے چہرہ اسکے قریب کیا تھا،، عقیدت کا سانس سینے میں اٹکا،، خوف سے دل بری طرح سے لرز رہا تھا۔

جانتی ہو جو حرکت تم نے کی ہے اس کی سزا کیا ہے یہاں کے مردوں کی نظر میں۔۔۔۔وہ بولا نہیں دھاڑا تھا۔۔اور اسکی دھاڑ کے ساتھ ہی عقیدت کی چیخ کمرے کی دیواروں میں نقش ہوئی۔۔

وہ سرخ لبوں کو دانتوں تلے دبائے آنکھیں موند گئی، یہ اس طوفان سے بچنے کی ایک ننھی سی کوشش تھی، جس سے بچنے کی امید اسکے معصوم سے دل میں ذرا سی بھی نہیں تھی۔

شمیشر کی نگاہیں اسکے چہرے پر سے ہوتی ہونٹوں پر رکی، جہاں سے خون کے قطرے بہتے تھوڑی تک جا رہے تھے۔۔

سبز نگاہوں میں سرد تاثرات چھائے تھے،،وہ تنے اعصاب سے اسکی تھوڑی کو چھوڑ ہاتھ دروازے پر اسکے اطراف میں رکھتا کان کے قریب ہوتے گویا ہوا۔۔

اگر یہ تھپڑ تم عقیدت علی شاہ ہوتے مجھے مارتی تو اب تک تمہاری کھال ادھیڑ دیتا یہ شمشیر حیدر ملک۔۔۔۔۔مگر یہ تھپڑ تم نے عقیدت شمشیر حیدر ملک بننے کے بعد مارا ہے۔۔میری بیوی بننے کے بعد۔۔۔۔۔اور بیوی پر ہاتھ اٹھانا شمشیر حیدر ملک کی نظر میں مردانگی نہیں۔۔۔!"

اسکی گرم سانسیں عقیدت کی کان کی لو کو چھو رہی تھی،اور الفاظ اسکے گرد ایک سحر سا پھونک رہے تھے،،

خوف سے کپکپاتا وجود اس شخص کی موجودگی میں لرزنا بھول گیا تھا۔۔شاید اسکی شخصیت کا روعب یا ڈر تھا۔

وہ سانس روک چکی تھی،

شمشیر نے ہاتھوں پر دباؤ بڑھائے ذرا سا پیچھے سرکتے ان بند حسین آنکھوں کو دیکھا۔۔ گھنی خمدار پلکوں کی لرزش ایک الگ سا قیامت خیز منظر برپا کر رہی تھی۔۔

شاید وہ ان لمحوں کی قید میں تھا یا پھر کچھ اور تھا۔۔وہ استحقاق سے اسے چھوتے لمحوں میں کمرے سے نکلا تھا۔۔۔

عقیدت کئی لمحوں تک اسکے جانے کے بعد خود کو نارمل کرتی رہی۔

سانس جو پہلے آنے سے قاصر تھااب گے ہنگم ہو چکا تھا۔۔

شمشیر حیدر ملک کے الفاظ اسکے کانوں میں گونج رہے تھے اور "! اسکا لمس اسکے ہونٹوں پر۔۔۔۔

عقیدت نے سرخ چہرے سے غصے کے ساتھ اپنے ہونٹوں کو ہاتھ کی پشت سے رگڑا تھا۔۔

اللہ کرے مر جائے وہ بلا جو میرے معصوم بچے کا یہ حشر کر گئی ہے۔۔!" دو گھنٹے ہاسپٹل رہنے کے بعد ضیگم کو گھر لایا گیا تھا۔

چوٹ شدید تھی اور خون بھی کافی بہہ چکا تھا۔۔ مگر اس وقت وہ خاموش بیڈ سے ٹیک لگائے بیٹھا تھا۔۔

علی صاحب، کنول بیگم، شاہدہ بیگم اور ابراہیم شاہ سبھی اسکی عیادت کرنے پہنچے تھے۔۔

نجمہ چپ ہو جاؤ۔۔۔۔ابتسام شاہ غصے سے بولے تھے، جب سے علی اور کنول آئے تھے وہ مسلسل عقیدت کو کوس رہی تھی۔

کیوں چپ ہو جاؤں، میں ارے نہیں کرنی تھی شادی تو سیدھے سے کہتی ایسے میرے بچے کو مار کر کیوں بھاگی؟

اوپر سے جو بدنامی ہوئی ہے وہ الگ۔۔۔۔۔۔۔!" وہ نخوت سے سر جھٹکتے ہوئے بولی تھی۔

سبھی جانتے تھے، کہ وہ ٹھیک کہہ رہی ہیں، کل مایوں تھی اور ایسے میں عین شادی کے دن عقیدت اپنی ہی شادی سے بھاگ چکی تھی۔

علی کے لیے اس بات پر یقین کرنا ناممکن ہی تھا وہ اتنا تو جانتا تھا اپنی بچی کو۔۔۔وہ یوں بھاگنے والوں میں سے نہیں تھی۔

مگر جو کچھ ضیگم نے بتایا تھا اس کے بعد وہ کیسے اس بات کو جھٹلا دیتے کہ وہ انکے گھر سے نکلتے ہی بھاگ رہی تھی۔

اور جب ضیگم نے اسے روکنے کی کوشش کی تو اسے بھی زخمی کرتے گھر سے بھاگ گئی تھی۔

فل حال ہم لوگ منت اور ذکی کی شادی کریں گے۔۔۔۔۔
لوگوں کو کہہ دیں گے کہ عقیدت کو ایمر جنسی میں امی کے پاس
باہر بھیجنا پڑا۔۔۔

ابتسام شاہ نے مناسب مشورہ دیا تھا۔

"جس پر سبھی خاموش رہے۔۔بھائی صاحب ذکی کہاں ہے۔۔؟

ابراہیم شاہ جو ضیگم کی طبیعت کی وجہ سے خاموش تھے اب وہ
پوچھے بناناں رہ سکے۔۔

منت جب سے گھر آئی تھی وہ خاموش سی تھی، حالانکہ وہ ذکی کے ساتھ ہی گئی تھی۔

اور اب شادی کو دو دن رہتے تھے ذکی کہیں بھی نہیں تھا۔۔

اسکا دوست ہسپتال میں ایڈمٹ ہے وہ آجائے گا رات تک۔۔۔۔!"

ابتسام شاہ نے نجمہ بیگم کا بتایا جملہ دوہرایا تو ابراہیم شاہ تھوڑے مطمئن ہوئے تھے۔۔

شمشیر بیٹا آرام سے بیٹھ کر یہیں کھاؤ کھانا۔۔۔۔" جہاں آرا بیگم اسکے سپاٹ چہرے کو دیکھتے ہوئے بولی۔

وہ بنا کچھ کہے پلیٹس تیار کر رہا تھا۔۔

انداز نہایت مصروفانہ تھا۔

شمشیر بیٹا میں تم سے ہوں۔۔۔۔۔"تائی جان مجھے بھوک نہیں ہے۔۔۔!"

وہ ہاتھ روکتے دو لفظی جملہ کہتے پلیٹ پیچھے کھڑی شامے کو تھما گیا۔

اور دوسری پلیٹ خود اٹھائے وہ پھر سے زیان ملک کے کمرے کی طرف بڑھا تھا۔

کیا ہو گا میرے بچے کا کیا یہ ساری عمر اسی طرح سے گزار دے گا۔۔" جہاں آرا بیگم افسردہ سی اسکی چوڑی پشت کو دیکھتی افسوس سے بولی تھی۔

بڑی بے بی۔۔۔۔!"شامے کمرے میں داخل ہوئی تو عقیدت بیڈ کے پاس نیچے ہی ٹیک لگائے بیٹھی تھی۔

اسکے کئی بار پکارنے پر بھی کوئی جواب ناں ملا تو وہ چلتی اسکے قریب گئی اور گھٹنوں کے بل اسکے قریب بیٹھ اسکے کندھے کو ہلایا۔۔

کیا چاہیے اب تمہیں؟ چھوڑ دو میری جان۔۔۔۔۔ بخش دو مجھے ۔۔۔۔!"شامے کے ہاتھ کو نفرت سے جھٹکتے ہوئے وہ غصے بے بسی سے گویا ہوئی۔

بی بی سرکار کھانا لائی ہوں۔۔۔۔۔!" وہ شرمندہ سی سر جھکائے ہوئے بولی تھی۔

عقیدت کے چہرے پر انگلیوں کے نشانات کافی گہرے ہو چکے تھے، ہونٹ سے قریب بھی زخم تھا۔

شامے کو اس لڑکی پر ترس آ رہا تھا جو جانے کیسے شمشیر حیدر ملک کے عذاب کا نشانہ بن رہی تھی۔

جاؤ جا کر اپنے سرکار کو دو۔۔۔ نہیں کھانا مجھے یہ کھانا۔۔۔

وہ پلیٹ کو ہاتھ سے دور جھٹکتے ہوئے تیز نفرت بھرے لہجے میں بولی۔۔

شامے۔۔۔۔۔۔۔: "دروازے کے وسط میں کھڑا وہ ہاتھ پشت پر باندھے سنجیدگی سے اسے دیکھ رہا تھا۔

جو انتہا کی ڈھیٹ تھی۔

لے جاؤ کھانا۔۔۔۔۔۔بہت محنت سے کمایا جاتا ہے یہ رزق۔۔۔ جس کو نہیں کھانا وہ ناں کھائے۔۔۔۔۔

اب کھانا تب ہی لانا جب یہ خود مانگے۔۔

"۔۔

وہ سنجیدگی سے عقیدت کو دیکھتا سرد لہجے میں بولا۔۔

شامے اسکی سفاکی پر بمشکل سے خاموش رہی تھی۔

وہ جانتی تھی کہ شمشیر حیدر جیسا سفاک شخص بہت کم ہی دیکھنے کو ملتا ہے۔اور آج اسے اندازہ ہو چکا تھا کہ عقیدت کی آنے والی زندگی کتنی بھیانک ہونے والی تھی۔

۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

"ابراہیم آپ کو کچھ عجیب نہیں لگ رہا۔۔۔؟

وہ گاڑی میں بیٹھے گھر واپس آ رہے تھے جب شاہدہ بیگم نے کچھ سوچتے ہوئے کہا۔

کیا۔۔۔۔۔ کیا عجیب لگے گا مجھے؟" ابراہیم شاہ حیرت سے اُنہیں دیکھ پوچھنے لگے۔

یہی عقیدت گھر سے بھاگ گئی وہ بھی ضیگم کو مار کر۔۔۔۔
حالانکہ وہ ایسے بھی بھاگ سکتی تھی پھر وہ اسی وقت کیوں بھاگی
"جب ضیگم ان کے گھر گیا تھا۔

وہ کافی سنجیدگی سی پوچھ رہی تھی۔ کیونکہ وہ عقیدت کو اچھے سے
جانتی تھی۔

وہ ڈٹ کر مقابلہ کرنے والوں میں سے تھیں اور پھر وہ بھاگی
کیوں؟

اور منت۔۔۔جب سے وہ واپس آئی ہے آپ نے نوٹ کیا ہے کہ کس قدر خاموش ہو گئی ہے۔اوپر سے ذکی کا کچھ اتا پتہ نہیں ۔۔۔کل کو شادی ہونی ہے اور دولہا ہی گھر نہیں۔۔۔!"

شاہدہ بیگم انہیں دیکھتی پھر سے بولی تھیں۔یہ معاملہ انہیں معمولی تو ہرگز نہیں لگ رہا تھا۔

ماں باپ کی عادات اور تربیت بچوں پر گہرہ اثر چھوڑتی ہے۔اور شاہدہ بیگم نجمہ بیگم کی عادات سے کافی اچھے سے واقف تھیں۔

وہ جانتی تھیں کہ وہ عورت اپنے مفاد کے لئے کچھ بھی کر سکتی ہے۔

مگر وہ مجبور تھیں شوہر اور بیٹی کی خواہش نے انہیں خاموش کروا دیا تھا۔۔

تم تو ہر وقت غلط ہی سوچتی ہو۔۔۔بس کرو اب سے سب سوچنا۔۔۔پرسوں شادی ہے منت کی اور تم ابھی تک ان "حساب کتاب میں الجھی ہوئی ہو۔۔؟

وہ سخت ناگواری سے سر جھٹکتے انہیں جھڑکتے ہوئے بولے۔

"یہ تو وقت ہی بتائے گا کہ کون سہی ہے اور کون غلط۔۔۔؟

وہ پہلوں بدلتی گاڑی سے باہر دیکھتے بولی۔۔

ابراہیم شاہ بھی خاموشی سے ڈرائیونگ کرنے لگے۔

ـــــــــــــــــــــــــــــــــ

ـــــــــــــــــــــــــــــــــ

ـــــــــــــــــــــــــــــــــ

ذکی کہاں ہو تم بارات نکلنے والی ہے اور تم ابھی تک گھر نہیں پہنچے۔۔۔۔!"

نجمہ بیگم کا غصّے سے برا حال تھا۔

وہ کتنے دنوں سے اس سے رابطہ کر رہی تھی جو عین شادی کے وقت گھر سے غائب تھا

مام میں نے آپ سے کہا تھا کہ میں منت میں انٹرسٹڈ نہیں ہوں
" مگر آپ نے زبردستی مجھے فورس کیا اس شادی کیلئے۔۔۔

وہ عجلت میں گاڑی ڈرائیو کرتا واپس آرہا تھا وہ منت کے ساتھ کلب میں تھا جب اسے امرحہ کی کال آئی تھی،

اسکی طبیعت اچانک سے خراب ہوئی تھی اور ایسی صورت حال میں ذکی کسی بھی طرح اسکے پاس جانا چاہتا تھا۔

وہ نہیں جانتا تھا کہ منت اپنے گھر کیسے پہنچی مگر وہ ایمرجنسی میں امرحہ کے پاس ہاسپٹل پہنچا تھا۔

دو دن تک انڈر ابزرویشن رکھنے کے بعد اسکی ڈیلیوری وقت سے پہلے کی گئی تھی،، ذکی سخت بے بس ہو چکا تھا۔

ایک طرف ماں باپ تھے تو دوسری طرف اسکی محبت اور بیٹی

وہ امرحہ کو لاکھ تسلیاں دے کر آیا تھا۔ مگر اندر سے وہ خود بھی سخت پریشان تھا۔

مام میں شادی کروں گا مگر آپ سب سے پہلے چاچو سے پراپرٹی کی بات کریئے گا۔۔ میں منت کو جلد از جلد طلاق دے دوں گا "۔بس ایک بار پراپرٹی مل جائے۔۔۔

وہ چہرے پر آئے پسینے کو صاف کرتا جھنجھلاہٹ سے بولا۔۔۔

ارے ٹھیک ہے میری جان جیسا تم کہو گے بلکل ویسا ہی ہو گا۔۔۔ "کب تک پہنچو گے تم۔۔۔؟

نجمہ بیگم اسے ٹالنے کے سے انداز میں بولی تھیں

پورا گھر مہمانوں سے بھرا ہوا تھا اور سبھی بار بار دولہا کا پوچھ رہے تھے۔

آگے ہی ضیگم کی شادی ناں ہونے پر لوگوں کی چہم گوئیاں عروج پر تھیں۔اوپر سے ذکی کا ناں آنا انہیں مزید پریشان کیے ہوئے تھے۔۔۔

آپ لوگ بارات لے کر نکلیں میں راستے میں ہی آپ سے ملوں گا۔۔"

اسنے کہتے ساتھ ہی کال کٹ کردی۔۔وال پیپر پر لگی اسکی معصوم بیٹی کی ہنستی ہوئی تصویر نے ذکی کے اندر کو جھنجھوڑ ڈالا تھا۔۔

اسنے سوچا نہیں تھا کہ یہ سب اتنا مشکل ہوگا۔۔جسے وہ آسان سمجھتا آرہا تھا۔

امرحہ اسکی شادی کی بابت جانتی تھی۔وہ بالکل خاموش ہوگئی تھی ایک دفعہ بات بھی نہیں کی تھی۔

اور ذکی کو یہی گلٹ کھائے جارہا تھا کہ وہ اسکی جگہ کسی اور کو دینے والا تھا۔

ایم سوری مائی بے بی۔۔۔" وہ نم نگاہوں سے اپنی بیٹی کو دیکھ بولا تھااور ساتھ ہی فون ڈیش بورڈ پر رکھا۔۔

فون پھر سے بجا تھا۔۔

اس بار اسنے فوراً سے کال ریسیو کرلی۔۔۔

ذکی کہاں ہو تم۔۔۔؟"منت کی پریشانی میں ڈوبی آواز اسکے کانوں میں گونجی۔۔

وہ لب بھیجنے خاموش رہا۔۔منت نے اس سے کچھ نہیں پوچھا تھا کوئی شکوہ یا گلہ نہیں کیا تھا۔۔

اسے پھر سے اپنا آپ قصوروار لگا۔۔وہ لڑکی اتنی اچھی تھی اور وہ ماں کے بہکاوے میں ایک نہیں بلکہ تین تین زندگیوں کو برباد کرنے والا تھا۔

آرہا ہوں منت۔۔۔بس کسی کام کی وجہ سے پھنس گیا تھا یار تم "تیار ہو جاؤ۔۔بارات نکل چکی ہے۔۔

وہ خود کو کمپوز کرتا ہشاش بشاش سا بولا۔۔

تو دوسری طرف سرخ جوڑے میں ملبوس منت نے شکر کا سانس لیتے اپنی ماما کو دیکھا۔۔۔

"اوکے میں ویٹ کر رہی ہوں جلدی آو۔۔۔

وہ ہنستی ہوئی بولی تھی۔شاہدہ بیگم نے اپنی معصوم گڑیا کو بغور دیکھا۔۔

جو اتنے دنوں بعد ہنسی تھی

"ماما وہ آرہا ہے بارات نکل چکی ہے اب تو آپ کی تسلی ہو گئی۔۔" وہ کال کٹ کرتی اپنے بھاری بھر کم لہنگے کو اٹھانے شاہدہ بیگم کے پاس جاتی مسکراتے ہوئے بولی۔۔

توانہوں نے بے ساختہ ہی اپنی شہزادی کی پیشانی چومی تھی۔۔

خوش رہو میری جان۔۔۔۔میں بیوٹیشن کو بھیجتی ہوں ذرا میری "گڑیا کو مزید سنوار دے۔۔۔

وہ محبت سے اسکے چہرے کو چھوتی اسے کرسی پر بٹھائے پُر سکون سی ہوتے کمرے سے نکلی تھی۔

"راب بیٹا شکر ہے تم نے کال تو کی۔۔۔۔۔! "کہاں ہو تم؟

یہاں ڈھیروں کام پڑے ہیں اور تم جانتے بھی ہو کہ میں اکیلا کچھ
نہیں کر سکتا۔۔۔ تم جلدی سے گھر پہنچو۔۔۔۔"

ابراہیم شاہ جو بھاگم بھاگ سارے انتظامات سنبھال رہے تھے۔

ملازم کے بتانے پر کہ لینڈ لائن پر راب کی کال آئی ہے وہ بھاگتے
فون کے قریب جاتے کال اٹھائے بولے تھے۔۔

کیسے ہیں آپ ماموں۔۔۔؟"۔وہ ٹھہر ٹھہر کران کی بات کو اگنور کرتے بولا۔۔

بیٹا کیا ہوا ہے راب۔۔۔۔کیا کسی کی بات نے ہرٹ کیا میرے بچے۔۔۔؟"

ان کا لہجہ بھرا سا گیا تھا۔۔وہ بچے نہیں تھے جو اس کے بہانے کو ناں سمجھ سکتے۔۔

وہ یہ بھی اچھے سے جانتے تھے کہ وہ منت کی شادی میں شریک نہیں ہو گا اور اگر ہوتا بھی تو پھر سے کوئی نیا فساد کھڑا ہوتا۔۔۔

نہیں ماموں ایسی کوئی بات نہیں ہے۔۔میں کسی کی باتوں سے "ہرٹ نہیں ہوا ہوں۔۔میں بس۔۔۔

کوئی بات نہیں سننی مجھے تم پہنچو جلدی سے۔۔۔میں اور منت انتظار کر رہے ہیں وہ صبح سے بیس بار شکایتیں لگا چکی ہے کہ راب میری شادی میں نہیں آیا اور میں اسکی شادی میں نہیں جاؤں گی۔۔۔۔

وہ ہنستے ہُوئے اسے منت کی کہی بات بتانے لگے۔۔۔راب کا دل بری طرح سے دھڑکا تھا۔۔وہ ہونٹ کچلنے لگا۔۔

بھلا وہ کیسے چلا آتا اپنی محبت کو کسی دوسرے کے نام ہوتا دیکھ پانا آسان تھا کیا۔

شاید آسان ہوتا۔۔ مگر راب خانزادہ کیلئے تو یہ بالکل بھی آسان نہیں تھا۔۔

ماموں میں آسلام آباد میں ہوں ابھی نکلا تو بھی نہیں پہنچ پاؤں گا وقت پر۔۔۔ آپ میری طرف سے منت کو بہت سی مبارکباد دیجیے گا اور معذرت بھی کر دیجیے گا۔۔۔"

ایسا ہے تو اس سے بات کرواتا ہوں خود دے دو مبارک باد۔۔۔۔"

نہیں ماموں آپ بس دے دیجیے گا۔۔" وہ فوراً سے ان کی بات کاٹ گیا کیا کہتا اس سے بات نہیں کر سکتا تھا۔۔

وگرنہ سینے میں موجود وہ خون لوتھڑا اسے پھر سے پاگل کر دیتا وہ دوہری اذیت سہہ نہیں سکتا تھا

۔

بس خاموشی سے لبوں کو سیے بیٹھا رہا۔۔

راب منت کی رخصتی دن میں ہو جائے گی اور رات کو یہ گھر میں،
اور تمہاری ممانی پھر سے اکیلے ہو جائیں گے۔

کیا تم ہمارے لئے واپس نہیں آؤ گے۔۔۔؟"۔انکے لہجے میں
گھلی نمی نے راب کے ہونٹوں پر قُفل لگا دیا۔۔

وہ انکار کر سکتا تھا بہت آسانی سے۔۔ سو بہانہ بھی دے سکتا تھا۔۔

مگر وہ ان کو کیسے انکار کرتا جن کی گود اسکے لئے پناہ گاہ بنی
تھی۔۔۔وہ بھی محبت بھری۔۔۔

"میں کوشش کروں گا ماموں۔۔۔

کوشش نہیں وعدہ کرو کہ تم آرہے ہو۔۔۔۔!" ابراہیم شاہ نے
اسے مجبور کیا وہ جانتے تھے وہ ٹال دے گا۔

اوکے میں آتا ہوں۔۔۔۔۔!" راب نے اپنی سرخ ہوتی آنکھوں
کو میچتے کہتے ساتھ ہی کال کٹ کر دی۔

\-

\-

\-

."کہاں ہے وہ لڑکی۔۔۔۔ تم اکیلی کیوں کر رہی ہو کام۔۔۔۔؟

شامے کو جھاڑوں لگاتا دیکھ۔۔۔خدیجہ بیگم غصّے سے پھنکاری ۔۔۔۔۔ شمشیر کل رات ہی میٹنگ کیلئے دوبئی روانہ ہو چکا تھا۔۔

اور یہ رات خدیجہ بیگم نے انگاروں پر کاٹی تھی۔

وہ جگہ جو انہوں نے اپنی بھانجی کو دینی تھی وہ جگہ وہ لڑکی لے چکی تھی۔

اور اب وہ سوچ چکی تھی عقیدت کو کیسے قابو میں کرنا ہے۔۔۔

"جج جی وووہ تو سس سرکار کے کمرے میں ہیں۔۔۔

شامے جھاڑو صحن میں رکھتے ہاتھ باندھے کھڑی ہوتے بولی،

کیا اس لڑکی کی ہمت کہ وہ میرے بیٹے کے کمرے میں رہی رات بھر۔۔۔۔۔۔۔۔" نفرت اور غصّے سے کہتی وہ تیزی سے شمشیر کے کمرے کی جانب بڑھی تھی۔

جہاں آرا بیگم خاموشی سے اسے دیکھ رہی تھیں۔

وہ کرتی بھی تو کیا کرتی شمشیر کے جانے کے بعد عقیدت کو بچا پانا کسی کے بس کا روگ نہیں تھا۔

شاید آپ نے پہچانا نہیں مجھے۔۔۔۔! "وہ ڈیرے پر ہی ریاض ملک سے ملنے پہنچ آیا تھا۔ ریاض ملک نے بے تاثر چہرے سے سیف کو دیکھا۔

پہچان کر کیا کروں گا میں۔۔۔۔۔؟" وہ الٹا اسی سے سوال پوچھنے لگے۔

میں یہاں پرانی باتیں نہیں چھیڑوں گا۔۔۔۔۔ کنول پھپھو نے جو بھی کیا اس کی سزا اب انکی بیٹی بھگت لے گی۔۔ میں یہاں اپنی بات کرنے آیا ہوں۔۔۔۔! "

وہ ٹانگ پر ٹانگ چڑھائے سنجیدگی سے بولا۔۔۔ ریاض ملک ایک لمحے کو چونکے۔۔ بھلا وہ کیسے جانتا تھا کہ عقیدت اس وقت انکے پاس ہے۔

کہو کیا کہنا ہے۔۔" وہ پہلوئں بدلتے گویا ہوئے۔۔

" میں آپ کی پوتی چاہت ملک کو پسند کرتا ہوں۔۔۔

'مگر ہم اس کی شادی تم سے ہر گز نہیں ہونے دیں گے۔۔

ریاض ملک غصے سے انکی بات کاٹتے گویا ہوئے۔۔۔

سیف ہنسا۔۔۔اس وقت آپ جوش سے نہیں ہوش سے کام لیں۔۔۔۔اگر چاہت کی شادی مجھ سے ہوتی ہے تو اس سے آپ کو بہت سے فائدے ہیں۔۔"

اچھا کیا فائدے ہیں ذرا کھل کر بتاؤ۔۔۔"ریاض ملک بیٹے کو غصّے سے گھورتے سیف سے پوچھنے لگے۔۔

یہ حویلی اور زمین آپ کے نام کرنے کو تیار ہوں۔۔۔اور اسکے ساتھ ساتھ۔۔۔۔اپنی ساری جائیداد میں چاہت کے نام کروں گا گارنٹی کے طور پر۔۔۔اگر آپ پھر بھی نہیں مانتے تو میں اپنے نام پر چل رہا سکول بھی آپ کے نام کرنے کو تیار ہوں۔۔۔۔؟"

اسکی باتوں اور دعوے پر ایک پل کو ریاض ملک بھی چونکے تھے

مگر تم اتنا سب کیوں کرو گے۔۔۔؟" وہ حیرت زدہ سے اس سے استفسار کرنے لگے۔۔

"کیونکہ میں چاہت کو پسند کرتا ہوں۔۔۔۔۔؟

ریاض ملک کچھ دیر تک اسے دیکھتے رہے۔۔۔اس بات کی کیا گارنٹی ہے کہ تمہارے گھر والے مان جائیں گے اس شادی پر ۔۔۔؟"

وہ کسی بھی قِسم کا رِسک نہیں لے سکتے تھے جبھی پھر سے پوچھا ۔۔

"!اگر آپ کہیں تو کل لے آتا ہوں سب کو۔۔۔۔۔

سیف نے بات ہی ختم کر دی۔ وہ مکمل تیاری کے ساتھ آیا تھا۔

ریاض ملک پر سوچ سے ہوئے۔۔مجھے لگتا ہے کہ شادی کا فیصلہ گھر کے مردوں کو کرنا چاہیے۔۔۔

ناکہ لڑکیوں سے ان کی راہے پوچھنی چاہیے،،

کیونکہ ہم غیرت مند مرد ہیں آپ میری بات سمجھ چکے ہونگے ۔۔۔۔"

سیف کو اندیشہ تھا کہ چاہت خود ہی اس شادی سے منع کر دے گی جبھی وہ ایک اور جال پھینکتا انہیں اعتماد میں لینے لگا۔۔

بالکل فیصلہ میں ہی لوں گا کیونکہ میں بڑا ہوں اور کبھی اپنی بیٹی کا برا نہیں چاہوں گا۔۔۔ تم کل اپنے گھر والوں کو لا سکتے ہو۔۔۔۔۔؟"

کافی دیر تک سوچنے کے بعد اُنہوں نے حامی بھری تھی۔۔

سیف کے ہونٹوں پر پُراسرار سی مسکراہٹ رقص کرنے لگی۔۔

\-\-\-\-\-\-\-\-\-\-\-\-\-\-\-\-

اپی سوڈ کیسی لگی اپنی رائے کا اظہار لکھ کر کیا کریں □ ☺
ریسپانس آپ کے سامنے ہے پڑھ کر بھاگنے والی عوام کیلئے
وارننگ سیدھی اور صاف ہے اگر اس اپی سوڈ پر ایسا ہوا تو پھر
بھول جائیں ناول کو بھی ☺♥☺ ناول محبت من محرم

از قلم زینب راجپوت

قسط نمبر 16

نوٹ یہ ناول میری اجازت کے بغیر کسی بھی ویب سائٹ،،،، یا گروپ یا پھر یوٹیوب چینل پر اپلوڈ نہیں ہو گا،،،، صرف میرے پیج پر ہی پوسٹ ہو گا جسے میں خود کروں گی تو بلا اجازت کاپی کرنے سے گریز کریں،، شکریہ

🔥🔥🔥🔥🔥🔥

دولہن کے لال جوڑے میں ملبوس وہ سرتاپیر سجی، ہاتھوں میں بھر بھر کر لال سہاگ کی چوڑیاں ڈالے، چہرے پر روایتی مگر خوبصورت میک اپ کیے بے تحاشہ حسین دکھ رہی تھی۔

بالآخر آج وہ دن آہی گیا تھا جس کا اسے بے صبری سے انتظار تھا۔

دھڑکنوں کا شور اسے اپنے کانوں میں محسوس ہو رہا تھا چہرے پر ایک خوبصورت خوشیوں سے بھرپور مدہم سی مسکراہٹ تھی،،

وہ اس وقت کسی اور دنیا میں مقفل اپنے خوابوں کے جہاں میں کھوئی ہوئی تھی، کمرہ مکمل خاموشی میں ڈوبا ہوا تھا،،

جس کی پرواہ اس سجی سنوری دولہن کو بالکل بھی نہیں تھی، وہ جانتی تھی اسکے نکاح کی تیاری شروع ہو چکی ہو گی اور بس یہی وہ لمحات تھے۔

جب دل کی حالت غیر ہونے لگی،، ہاتھوں کی ہتھیلیاں پسینے سے عرق آلود ہوئیں تھی۔

دل میں پھوٹتے خوشیوں بھرے کونپل نئی خوشگوار زندگی کی نوید تھی،

چہرہ چودھویں کے چاند کی طرح روشن شاداب تھا۔

یک دم سے دروازے کھولے ملازمہ بھاگتی اسکے قریب آئی،،
کاجل سے لبریز نین کٹورے اٹھائے وہ شرم وحیا کا پیکر بنے لبوں
پر مدھم سی مسکراہٹ سے اپنی طرف آتی ملازمہ کو دیکھ
مسکائی۔۔

"!بی بی جی۔۔۔۔۔۔۔

ملازمہ کی کہی غیر متوقع بات نے ایک پل میں منت کا چہرہ سفید
پڑا تھا۔

آنکھیں خوف ودہشت سے پھیل گئی۔۔وہ یک دم جگہ سے اٹھتی
باہر کی جانب اندھادھند بھاگی تھی۔۔

تھوڑی دیر پہلے جو دھڑکنیں خوشی سے بکھری تھیں اب وہی دھڑکنیں خوف سے دھڑک رہی تھیں۔ سیڑھیوں سے پاگلوں کی طرح اترتی وہ سجے سنورے محل نما گھر کے بیچوں بیچ کھڑے اپنے بابا اور اپنے ہونے والے ہمسفر ذکی کو دیکھ بے ساختہ سانس روکے وہیں برف کی مانند منجمد ہوئے وجود سے کھڑی ہو گئی،،۔

پاؤں ایسے تھے جیسے ہلنے سے انکاری تھی،ٹانگیں خوف سے کپکپا رہی تھیں،،

وہاں موجود لوگ اب تماشائی بنے اس صورتحال کا مزہ لوٹ رہے تھے۔

سوری مگر میں آپ کی بیٹی سے شادی نہیں کروں گا ویسے بھی

میں اسے پسند نہیں کرتا،، اور اب سب کچھ جان کر تو بالکل بھی

نہیں کروں گا۔۔۔!"

ذکی ابراہیم کے سامنے ڈٹا کھڑا شادی والے دن شادی کرنے سے

انکار کر رہا تھا،،

آنسوں لڑیوں کی طرح اسکے آنکھوں سے بہتے رخسار کو بھگو

رہے تھے،،، مگر وہ روئی نہیں تھی وہ روتی بھی کیوں،، کس کے

لیے،، یہ آنسوں تو بس ایسے ہی خود بخود آنکھوں میں آئے

تھے۔۔

"اگر تمہیں کوئی مسلئہ ہے تو ہم بیٹھ کر بات کرتے ہیں؟

ابراہیم شاہ کا وجود لرز رہا تھا۔۔

ایک دم سے اسکے فیصلے نے جیسے ابراہیم شاہ کے پاؤں تلے زمین کھینچ لی تھی۔

سوری چاچو میں تو کیا،، کوئی بھی عقل والا شخص آپ کی بیٹی سے شادی نہیں کرے گا،

جب آپ اپنی جائیداد اپنی پراپرٹی میں سے اپنی بیٹی کو خالی ہاتھ رخصت کر رہے ہیں۔۔

اور تو اور اپنا سب کچھ اس راب پر دان کر رہے ہیں تو میں کوئی بے وقوف نہیں جو سب دیکھتے ہوئے بھی منت سے شادی کروں

۔

"ہاں بالکل ٹھیک کہہ رہا ہے میرا بچہ۔۔۔۔

بھائی صاحب آپ پہلے ہی بتا دیتے کہ آپ لاکھوں کی جائیداد کے باوجود بھی بیٹی کو خالی ہاتھ بھیجیں گے۔

تو میں کبھی اس شادی کے لئے حامی ناں بھرتی۔۔۔

نجمہ کو یہ سب صراصر بے وقوفی لگ رہی تھی۔۔

نجمہ منہ بند رکھو۔۔۔۔

شادی ہونے والی ہے۔۔۔اور آج کے دن تم پیسوں اور جائیداد کا "رونا لے کر بیٹھ گئی ہو۔۔۔

ابتسام شاہ بھائی کی حالت دیکھ سختی سے بولے تھے۔

ارے آپ چپ کریں، کچھ پتہ نہیں ہے آپ کو۔۔۔۔۔۔

"ماما میں جا رہا ہوں آپ کو آنا ہے تو آجائیں۔۔۔۔

ذکی اپنی ماں کو مخاطب کرتا بنا رکے تیزی سے باہر نکل گیا۔۔۔۔

ابراہیم شاہ ذکی کے پیچھے ہی اسکی منت کرتے باہر کو نکلے تھے، ایک شور سا برپا ہو چکا تھا اس گھر میں،، تھوڑی دیر پہلے یہ شور رونق کا سماں باندھ رہا تھا۔

مگر اب یہی شور کسی کی تباہی، بربادی کا سبب بنا تھا۔۔۔

مجمعے میں سے کسی کی آواز گونجی تھی۔۔اسکے بابا بے ہوش ہو چکے تھے،اتنی ذلت اتنی رسوائی برداشت کرنے کے بعد بھلا کوئی باپ زندہ رہ سکتا تھا کیا....؟"

آنسوں منت کی آنکھوں سے اب بھی بہہ رہے تھے مگر یہ آنسوں نہیں تھے،یہ تو بس اسکا غرور مان تھا جو آنکھوں کے رستے بہتا جا رہا تھا۔۔۔

وہ مردہ لاش بنی،اب بے ترتیب قدموں سے اُترتی اپنے باپ کے پاس جارہی تھی۔

جو شاید اپنی زندگی کی آخری سانسیں گن رہا تھا۔۔

میرا قصور نہیں ہے منت، یہ سب کچھ اس راب کی وجہ سے ہو رہا ہے۔۔۔۔ جس جائیداد پر تمہارا حق ہے چاچو نے وہ سب اس کیمنے کو سونپ دی ہے۔۔۔"

اور معاف کرنا، میں ایک خالی ہاتھ والی بے سہارہ لڑکی سے شادی نہیں کروں گا۔۔۔۔۔"

ذکی جو ابراہیم شاہ کے بے ہوش ہونے پر رکا تھا۔۔

اپنے سامنے منت کو زندہ لاش کی طرح دیکھ وہ اپنی جانب سے صفائی دیتا۔۔۔۔

نجمہ کے ساتھ وہاں سے چلا گیا۔۔۔۔

ⓏⓐⓘⓝⓐⓑⓇⓐⓙⓟⓞⓞⓣ

منتتتت_______منت،،، کیا ہوا ہے ماموں کو۔۔۔۔۔۔۔۔۔

"ممانی۔۔۔۔یہ سب کیا ہو گیا ہے۔۔۔۔؟

راب کو گھر جاتے ہی ابراہیم شاہ کے اچانک بیمار ہونے کا پتہ چلا تو وہ بھاگتا ہاسپٹل آیا۔۔۔۔

اسکا دل گھبرا رہا تھا۔۔

منت کی بکھری حالت دیکھ، اسکے دل کو دھچکہ سا لگا تھا۔۔

بب بیٹا۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔کچھ نہیں بچا، ذکی نے منت سے شادی سے انکار کر دیا۔۔۔"

شائستہ بیگم نے روتے ہوئے کہا تھا۔۔

دلہن بنی بیٹی کی بارات واپس لوٹ جائے تو اس بیٹی کے ماں باپ پر کیا گزرتی ہے یہ سب سوائے ان کے کوئی اور نہیں جان سکتا۔۔۔

ڈاکٹر کیا ہوا کیسے ہیں میرے ماموں۔۔؛" وہ پاگلوں کی طرح ڈاکٹر کی طرف بھاگا تھا۔۔۔

ماں باپ کی طرح شفقت محبت سے پالنے والے ماموں کی ایسی حالت دیکھ وہ کرب کی انتہا پر تھا۔۔

گہرہ صدمہ لگا ہے مسٹر شاہ کو۔۔۔۔۔مائنر اٹیک تھا۔۔۔۔ابھی ان کی حالت سنبھلی نہیں۔۔۔۔۔۔کوشش کیجئے گا کہ اب آپ "لوگ انہیں ہر دکھ اور پریشانی سے دور رکھیں۔۔۔

ڈاکٹر نے سنجیدگی سے اسے دیکھتے کہا تو چند پلوں کو وہ خاموش سا ہو گیا۔۔۔

قدم لڑکھڑائے تھے۔۔۔

آنکھوں میں اس اچانک سے بن جانے والی کنڈیشن کے سبب نمی اور سرخی تیرنے لگی۔۔۔

میں نے کہا تھا ابراہیم کو۔۔۔۔وہ لوگ نہیں ہیں اس قابل، مگر ایک ناں سنی انہوں نے میری دیکھ لیں اب کیا سے کیا ہو گیا ہے ""

ساری خوشیاں ختم ہو گئی۔۔

"میری بچی کو روگ لگا دیا اس بدذات آدمی نے۔۔۔

شائستہ بیگم نڈھال سی ڈھے گئی تھی۔۔

کہاں سوچا تھا کہ جس بیٹی کو نازو میں پالا تھا آج اسکا دامن خوشیوں سے بھرنے سے پہلے ہی اجڑ جائے گا۔۔۔

وہاں موجود وہ تینوں نفوس ساکت ہو چکے تھے۔

ایک دوسرے سے نگاہیں چراتے وہ کسی بت کی مانند اب ابراہیم شاہ کے ہوش میں آنے اور ان کی سلامتی کی دعا مانگ رہے تھے۔

ZainabRajpoot

تقریباً دو گھنٹوں کے بعد ابراہیم شاہ کو ہوش آیا تھا۔۔۔

راب اور منت اسوقت ان کے دائیں بائیں سر جھکائے بیٹھے تھے۔۔

خاموشی کا دورانیہ انتہائی طویل تھا۔۔۔۔

سبھی ایک دوسرے سے نظریں چرانے پر مجبور تھے۔۔

"_____راب

جی ماموں۔۔۔۔" ان کی پکار پر راب نے تڑپتے ان کے ہاتھ کو تھاما۔۔۔

"مم منت۔۔۔۔

وگردن موڑے منت کو دیکھ اس سے مخاطب ہوئے تھے۔۔

منت نے ویران آنکھوں سے اپنے بابا کو دیکھا۔

"! میری بیٹی کو اپنا لو، راب۔۔۔۔

منت کا ہاتھ راب کے ہاتھ میں دیتے ابراہیم شاہ نے کمزور سی آواز میں کہا۔۔

منت جھٹکے سے اپنا ہاتھ پیچھے کھینچ گئی۔۔۔

اور بنار کے کمرے سے باہر بھاگی۔۔۔

شائستہ بیگم شوہر کے اس اچانک فیصلے پر حیرانگی سے راب کو دیکھنے لگی۔جو کافی مضطرب تھا۔۔

"ماموں۔۔۔۔۔

وہ بے بس تھا، کیا کرتا کیا نہیں۔۔۔۔کچھ سمجھ نہیں آرہی تھی،

اگر زندگی میں کبھی مجھے اپنا مانا ہے تو مجھے رسوا ہونے سے بچالو

"راب۔۔۔۔۔۔

وہ ہاتھ جوڑے کربناک لہجے میں بولے تھے،راب نے بے ساختہ ان کے ہاتھوں کو تھاما۔۔۔۔

وہ جانتا تھا منت کبھی نہیں مانے گی اس کیلئے مگر ماموں کے سامنے انکار کر پانا راب خانزادہ کیلئے زندہ درگور ہونے کے برابر تھا۔

جبھی فوراً سے سر جھکائے حامی بھری تھی۔۔

ابراہیم شاہ نے تشکر سے آنکھیں میچ لیں۔۔آج راب کے لئے ان کے دل میں عزت اور بھی زیادہ ہو گئی تھی۔

"میں منالوں گی منت کو۔۔

شائستہ نے ان کے دیکھنے پر انہیں تسلی دی تو وہ سر کو ہاں میں ہلا گئے۔۔۔

ZainabRajpoot

وہ کوریڈور میں بیٹھی اپنے آنسوؤں پر بندھ باندھنے کی کوشش کر رہی تھی جب شائستہ اسکے پاس آئی۔

"!ماما میں راب سے شادی نہیں کرنا چاہتی۔۔۔۔

منت نے ضبط کے کڑے پہرے آنسوں پر بٹھائے اپنی ماما سے کہا تھا۔۔

جس سے کرنا چاہتی تھی وہ تو بھرے سماج میں تمہیں رسوا کر گیا "منت۔۔۔۔۔۔اب کیا چاہتی ہو۔۔۔؟

منت کا چہرہ سرخ پڑا تھا۔۔۔

چھوٹی سی ناک رونے کے سبب سرخ ہوئی پڑی تھی۔

"مگر ماما میں راب سے کیسے _____؛

منت آگے ہی ٹوٹ پھوٹ کا شکار تھی، محبت میں بری طرح سے ٹوٹنے کے بعد کیا بچا تھا اس کے پاس، اوپر سے ایک نئی مصیبت۔۔۔۔راب صرف اور صرف اسکا اچھا دوست تھا۔

"اسکے سوا اور کچھ نہیں۔۔۔،

اگر باپ کو زندگی چاہتی ہو تو چپ چاپ اس شادی کی حامی بھر دو۔منت۔۔۔۔۔۔ورنہ کھو دو انہیں ہمیشہ کیلئے۔۔۔"

مگر ماما آپ تو جانتی ہیں ناں راب میرا دوست ہے

"صرف ______ میں اس سے شادی۔۔۔۔؟

وہ سینے میں اٹھتی ٹیسوں کو دبائے سرخ آنکھوں سے انہیں دیکھ بولی تھی۔۔

جو خود کافی متفکر سی اسکے قریب بیٹھی۔۔

دیکھو بیٹا یہ سب مقدر کا کھیل ہوتا ہے۔۔تا عمر ہم جس انسان کیلئے لڑتے رہتے ہیں، خدا نے کیا پتہ اسے ہمارے نصیب میں لکھا ہی نا ہو۔۔اب میری جان آنسوں صاف کرو اپنے،،راب نا

صرف ایک اچھا دوست ہے بلکہ ایک اچھا انسان بھی ہے تم دیکھنا اس کی سنگت تمہارے دل پر لگے ہر زخم کو مٹا دے گی۔۔"

وہ ماں تھی۔ہر جتن ہر کوشش سے اسے منا لینا چاہتی تھیں۔۔

جو سوگوار حسن سمیٹے اپنے آپ سے بیگانہ ہوئی بیٹھی تھی۔

"اگر بابا ٹھیک ہو جائیں گے تو مجھے کوئی اعتراض نہیں۔۔

اسنے لب کاٹتے شدت ضبط سے کہا تھا۔لال لہنگے کو مٹھیوں میں دبوچے وہ ہر ممکن کوشش کرتی آنسوؤں کو روک رہی تھی۔

"میری جان صدا خوش رہو۔۔۔۔

شائستہ اسکی پیشانی کو چھوتی اسے تھامے ابراہیم شاہ کے پاس لے گئی۔۔

منت لبوں پر قفل لگائے بیٹھی تھی۔۔ سرد نگاہوں سے اپنے لال جوڑے کو گھورتی وہ کوئی راہ سے بھٹکی مسافر لگ رہی تھی۔

اگلے دس منٹ کے بعد وہ منت ابرہیم شاہ سے منت راب خانزادہ بن چکی تھی۔۔

شائستہ اسے گھر لے گئی تھی۔اور ایک طویل خاموشی تھی جو سب کے دلوں میں گھر کئے لبوں پر چپ کے تالے لگائے بیٹھ گئی

۔۔

ZainabRajpoot

ای بک کا فائنل ٹچ دے رہی ہوں کل ان شاءاللہ ان شاءاللہ یوٹیوب پر تازہ ترین قسط اپلوڈ ہو جائے گی محبت من محرم کی، ☺ آپ سب لوگ پلیز میرے اس ناول پر اچھا ریسپانس دیں جانتی ہوں کافی گیپ ہو گیا ہے تو سٹوری موو ہوتے ٹائم لگے گا مگر اب ان شاءاللہ میرا مشن اسی کو مکمل کرنا ہے تو پلیز سپورٹ کریں یہ ناول میرا ہر دل عزیز ناول ہے 🙉💖 تو آپ کے تبصروں سے مجھے مزید اچھا لکھنے کا حوصلہ ملے گا 🙃💖

جزاک اللہ خیراً کثیرا ❤️ ناول محبت من محرم

از قلم زینب راجپوت

قسط نمبر 17

نوٹ یہ ناول میری اجازت کے بغیر کسی بھی ویب سائٹ،،،، یا گروپ یا پھر یوٹیوب چینل پر اپلوڈ نہیں ہو گا،،،، صرف میرے

پیج پر ہی پوسٹ ہو گا جسے میں خود کروں گی تو بلا اجازت کاپی کرنے سے گریز کریں،، شکریہ

🔥🔥🔥🔥🔥🔥

ہیلو ذکی______؛" وہ تڑپ اٹھی تھی اسکی آواز سنتے ہی،،، دل میں ایک امید تھی کہ ذکی اسکی آواز سنتے ہی مان جائے گا۔۔

اس کے پاس چلا آئے گا۔۔۔

کیوں کال کی ہے منت_____!" وہ بے زار سے لہجے میں بولا۔

حالانکہ وہ اس وقت امرحہ کے ساتھ بیٹھا تھا ایک بوجھ تھا جو دل سے جھٹ گیا تھا۔۔

ذ ذ ذ کی د د د یکھو مجھے یقین ہے کہ تم مجھے دھوکہ نہیں دے سکتے۔۔۔ تمہیں میری جائیداد چاہیے ناں۔۔۔۔ تت تو میں سب تمہارے نام کر دوں گی۔۔۔ پپ پلیز میرے ساتھ ایسے ""مت کرو۔۔۔۔

وہ روتی کپکپاتی ہوئی آواز میں منت کرنے لگی تھی۔۔

اسکی آواز اسکا تڑپنا، ذکی کو اپنے آپ میں شرمندگی سی ہوئی تھی۔۔

مگر وہ راب کو ذلیل کرنے کا موقع کیسے جانے دیتا جبھی اسکے ہونٹوں پر ایک گہری مسکراہٹ رقص کرنے لگی۔۔۔

وہ جگہ سے اٹھا اور ایک جانب ہوتے اسنے منت کو پکارا۔۔

راب ان سب کا ذمہ دار وہ لڑکا ہے۔۔۔ منت، میں بہت پہلے سے جانتا ہوں کہ وہ تمہیں پسند کرتا ہے۔۔
یقین ناں آئے تو اس سے پوچھ لینا۔۔۔

ننن نہیں یہ جھوٹ ہے، وہ ایسا نہیں، وہ میرا اچھا دوست ہے "بس ذکی۔۔۔
آنسوں صاف کرتی وہ اسے صفائیاں دینے لگی۔۔
چھوڑو تم نہیں مانو گی اس نے خود کہا تھا کہ وہ تمہیں اور تمہاری جائیداد کو حاصل کر کے رہے گا اور یقیناً اب وہ آسانی سے یہ کر لے گا۔۔۔" کیونکہ اسی کی وجہ سے سب ہو رہا ہے۔۔
ذذ ذکی۔۔۔۔" منت کے منہ سے ایک آہ سی نکلی تھی۔۔۔ مگر مقابل سننے سے پہلے ہی کال کٹ کر گیا۔۔

وہ بے بس نگاہوں سے موبائل کو دیکھ رہی تھی۔۔

جب ایک دم سے دروازہ کھول راب خانزادہ اندر داخل ہوا۔۔

منت کے بکھرے وجود کو دیکھ وہ بنا جھجھکے بڑے استحقاق سے آگے بڑھا تھا۔

آج وہ اس کی محبت سے بڑھ کر اسکی محرم بن گئی تھی۔

اور اب وہ کیونکر خود کو پابند کرتا۔۔۔

"آپ ایسے کیوں کھڑی ہیں ٹھنڈ لگ جائے گی۔۔۔

اسنے اپنی چادر اپنے گرد سے اتار منت کے وجود کے گرد لپیٹی۔۔۔

جو ایک دم سے جیسے ہوش میں لوٹی تھی۔

" دور رہو تم۔۔۔۔

وہ غراتے ہوئے لہجے میں دھاڑی راب کو ایک دم سے خود سے دور کرتے پھنکاری۔۔۔

منت کیا ہوا آپ ٹھیک نہیں لگ رہی مجھے______!'' اسکی سرخ سوجھی آنکھیں دیکھ وہ دیوانہ بے قرار سا ہوا تھا۔۔

اسکا دھتکارنا بھول وہ لمحوں میں اسکے قریب ہوا۔۔۔

جسے وہ ہاتھ کے اشارے سے روک گئی۔۔

"______دور رہو۔۔۔۔۔ خبردار جو میرے نزدیک بھی آئے

اسکے لہجے کی غراہٹ، کراہت پرنا چاہتے ہوئے بھی راب کے قدم تھمے۔۔

میں اچھے سے جان چکی ہوں تمہاری فطرت،،راب
خانزادہ۔۔۔۔تم تم نے بس میری دولت کے لئے مجھ سے شادی
کی اور تمہاری گندی نظریں میری خوبصورتی پر تھیں۔۔۔
اسی لئے کیاناں تم نے یہ سب۔۔۔۔تاکہ تم مجھے حاصل کر
" سکو۔۔۔۔۔

اسکے منہ سے نکلے زہر خند الفاظ راب کو کوڑے کی مانند چبھ رہے
تھے۔۔وہ بے بس ساہوا آنکھیں مضبوطی سے میچ گیا۔۔
جس پاک محبت کو وہ سالوں سے خود سے بھی چھپاتا آیا تھا۔۔
آج وہی لڑکی اسکے نکاح میں ہوتے ہوئے بھی اسے ایسے الزام
دے رہی تھی۔۔

منت۔۔۔۔۔بس کردیں۔اگر آپ جانتے نہیں کچھ تو غلط بھی
"مت بولیں۔۔۔۔

راب نے اپنے تئیں اسے سمجھانا چاہا تھا۔۔

جو آج کچھ بھی سننا نہیں چاہتی تھی۔۔۔

اچھا اگر میں غلط ہوں تو کھاؤ میرے سر کی قسم اور کہو کہ تم مجھے

"! پسند نہیں کرتے۔۔۔۔

اسکا ہاتھ تھامے وہ ایک دم سے اپنے سر پر رکھ گئی۔۔

راب نے بے یقینی سے اپنی سیاہ آنکھوں میں اذیت سموئے اسے

دیکھا۔۔جو دلہن کے لال جوڑے میں ملبوس، بکھرے سراپے

میں اپنے ہی شوہر سے سوال وجواب کر رہی تھی۔۔

راب نے ایک دم سے اپنا کپکپاتا ہاتھ پیچھے کھینچا تھا۔۔۔

دماغ میں شدید درد کی لہریں اٹھی تھیں۔۔۔

اس جسم کو حاصل کرنے کے لئے کیا تم نے یہ سب۔۔۔۔لو

کر لو جو کرنا چاہتے ہو میں بھی آج تمہاری آخری حد دیکھنا چاہتی

"!ہوں۔۔۔۔

وہ غصے سے اپنی آدھی بچی چوڑیاں اتار نیچے پھینکتی باہیں پھیلائے

بولی۔۔

جب راب خانزادہ اپنا ضبط کھوتا اسے ایک دم سے بالوں سے

جکڑے اپنے قریب کھینچ گیا۔۔۔

اہہہہہ____"منت کے منہ سے بے اختیار سسکی سی نمودار ہوئی

۔۔۔۔

میں کوئی سوداگر نہیں منت شاہ جو تمہاری عزت نوچ

کھاوں۔۔۔۔۔خانزادہ______وہ کہتے ایک لمحے کو رکا۔۔

اسکی گرم جھلسا دینے والی سانسیں منت کے چہرے کو جھلسانے لگی تھی۔۔

اسکی آہنی مضبوط گرفت کے سبب اسکے بال کی جڑیں درد کرنے لگی۔۔

راب خانزادہ ہوں۔۔۔۔ تمہارے جسم، تمہاری روح تک کا مالک۔۔۔۔ یہ گندہ الزام لگانے سے پہلے ایک بار سوچ لیتی تو کبھی ایسا گھٹیا پن ناں کرتی تم۔۔۔۔" وہ دانت پیستا گہرے سانس بھر رہا تھا۔۔۔

اسکا غصہ بے طرح تھا۔۔۔اور شاید منت شاہ اسکا یہ روپ برادشت نہیں کر پا رہی تھی۔۔۔

اسکے حسین چہرے پر خوف سے تاریکی دوڑنے لگی۔۔۔

اب اگر تم خود بھی میری قربت کی چاہ کرو گی منت شاہ تو بھی یہ راب خانزادہ تمہیں کبھی چھوے گا بھی نہیں۔۔۔۔ تم پچھتاؤ گی اپنے لفظوں پر یہ یاد رکھنا۔۔۔۔۔۔!"

اپنے لفظوں پر زور دیتا وہ غصے سے اسے بیڈ پر گراتے تن فن کرتا کمرے سے نکلا۔۔۔

ZAINAB RAJPOOT

اے لڑکی کیا کر رہی تھی تم اندر۔۔۔۔۔۔ مفت کی روٹیاں توڑنے کو نہیں لایا،، عقیدت جو نہی باہر آئی،،،
خدیجہ بیگم غصے سے پھنکاری آگے بڑھی تھیں۔۔۔
مگر جیسے ہی عقیدت کے بازو کو پکڑا وہ ذرا بھی ٹس سے مس ناں ہوئی۔۔۔۔۔

چاہت اور جہاں آرا بیگم گھبراہٹ سے اس سارے منظر کو دیکھ رہی تھیں۔۔

شمشیر تو کل ہی شہر سے باہر چلا گیا تھا۔

اور اب،،،،اب گھر میں پھر سے آتے طوفان کو دیکھ وہ بے حد پریشان تھیں۔۔۔

چل سنا نہیں۔۔۔۔"خدیجہ بیگم نے اسکے بالوں کو جکڑنا چاہا تھا

۔۔

مگر انکے ہاتھ کو تھامے عقیدت ایک دم سے انکا بازو مروڑ پشت سے لگا گئی۔۔

اسکی اچانک سے کی حرکت پر خدیجہ بیگم کی چیخیں نکل گئی۔۔

وہیں چاہت اور جہاں آرا بیگم دونوں ہی خوفزدہ سی حیرت سے اسے دیکھتی رہ گئی۔۔۔

پہلے تم نے ہاتھ اٹھالیا وہی کافی ہے مگر اب سوچنا بھی مت۔۔۔

میں نوکر یا غلام بن کر نہیں آئی یہاں۔۔۔۔۔اس گاؤں کے سردار کی بیوی ہوں میں۔۔۔۔۔اب ہاتھ اٹھایا تو ہاتھ توڑ دوں گی۔۔۔"

وہ شیرنی بنی گرجدار لہجے میں پھنکارتے ایک دم سے خدیجہ بیگم کو پیچھے کو دھکہ دیے۔۔۔۔ایک نظر بت بنی چاہت بیگم اور جہان آرا پر ڈالے روعب سے چلتی واپس سے اپنے کمرے کی جانب بڑھی تھی۔۔۔

اسکرین سے نظر آتے یہ مناظر دیکھ اسکی سبز نگاہوں میں سرخی تیری تھی۔۔

گردن کی ہڈی رگیں بے حد پھولی۔۔۔

وہ غصے سے مٹھیاں بھینچے موبائل بند کرتے جگہ سے اٹھا۔۔۔

ZAINAB RAJPOOT

بالاج یہاں آؤ______:"وہ رات گئے کو واپس لوٹا تھا

۔۔۔ملک ریاض اسے اندر آتا دیکھ بھاری لہجے میں بولے۔

چاہت جو چائے لیتی ادھر ہی آرہی تھی۔ایک دم سی چوکس ہوئی

۔۔۔۔

اسکی سنہری آنکھیں پھیلی تھی۔۔

وہ جانتی تھی کہ ضرور کچھ گڑبڑ ہے اسکے دادا جان اور بابا دن سے کچھ بات کر رہے تھے جسے وہ جان نہیں پا رہی تھی۔۔

اور اب جیسے انہوں نے بالاج کو بلایا تھا اسکا یقین پکا ہو گیا تھا۔۔

جی دادا جان________" بالاج نے ماتھے پر بل ڈالے

کہا،،،،

رات کو کچھ مہمان آرہے ہیں چاہت کو دیکھنے،، تم ذرا اپنی تائی

سے پوچھ لو، کہ اگر کچھ ضروری سامان چاہیے تو وہ لے آؤ

"۔۔۔

_وہ تحکم بھرے انداز میں مضبوط لہجے میں بولے

بالاج ایک پل کو ٹھٹکا۔۔۔ کئ پل بے یقینی سے اسنے ملک

ریاض صاحب کو دیکھا۔۔

اور پھر کچھ عرصہ پہلے ان سے کہے اپنے الفاظ یاد آئے۔۔

جب انہوں نے اس سے چاہت کے متعلق اپنی خواہش ظاہر کی تھی کہ وہ اسکی شادی چاہت سے کروانا چاہتے تھے مگر بالاج نے انہیں صاف انکار کر دیا تھا۔

کہ چاہت اسکے مزاج سے مختلف ہے۔۔۔۔اسکے بعد ملک ریاض نے یہ بات کسی سے نہیں کہی تھی۔۔۔

مگر آج کسی دوسرے کے رشتے کا سنتے وہ چونک سا گیا۔۔

"اسے سمجھ ناں آئی کہ وہ کیساری ایکشن دے۔۔۔۔

جی داجان_____"وہ بمشکل سے بول پایا تھا۔۔۔

_وہ جب مڑا تو بے ساختہ نگاہیں پیچھے کھڑی چاہت پر پڑی جو بے یقین سی کھڑی تھی۔۔۔۔۔۔۔۔

بالاج سکندر بنا کچھ کہے تیزی سے اسکے پاس سے گزر گیا۔۔۔

ZAINAB RAJPOOT

السلام علیکم امی خضور______" بڑی سے چار پائی پر

بیٹھی،،اپنی ماں کو دیکھ اویس ملک نے اونچی آواز میں کہا۔۔۔

جو منہ میں پان رکھ رہی تھی۔۔۔

"وعلیکم السلام میرے بچے آجا۔۔۔۔

کیا خبر لایا ہے____؟"وہ متجسس سے پوچھنے لگی۔۔۔کب سے

اسکے آنے کا انتظار کر رہی تھی۔۔

اب جب وہ لوٹ آیا تھا۔۔۔بے چینی تو ہونی ہی تھی۔۔۔

صبر کر لیں امی خضور ایسی خبر لایا ہوں کہ آپ سن کر ہشاش

"بشاش ہو جائیں گی۔۔۔

اویس ملک مکروہنسی ہنستے بولا۔۔

تو ساتھ بیٹھی عورت کھل اٹھی۔۔۔

"_____اب جلدی سے بتاناں کیا خبر لایا ہے

وہ اب بے چینی سے پوچھنے لگیں۔۔

جس پر اویس ہنسا۔۔۔

بڑھا مان گیا ہے شادی کے لئے۔۔۔آج ہم جائیں گے اس چاہت کو دیکھنے اور آپ آج ہی بات پکی کریں گی۔۔۔تا کہ جلد "از جلد ملک شمشیر ملک کی لاڈلی ہمارے شکنجے میں ہو۔۔۔

وہ دانت پر دانت جمائے غصے سے بولا تو سریہ بیگم نے فوراً سے سر کو ہاں میں ہلایا۔۔۔

مگر تم نے تو اس کے باپ سے وعدہ کیا تھا جائیداد کا یقینا دادے سے بھی کہا ہو گا۔۔۔

توکیا تم سچ میں سب ان کو دو گے۔۔۔۔۔؟" وہ متفکر سی اس سے پوچھ رہی تھیں۔۔

جو گہرہ مسکرا رہا تھا۔۔۔

ضرور اسکے ذہن میں کچھ الگ چل رہا تھا۔۔

میں سب ان کے نام کروں گا امی خضور مگر وہ کاغذات جعلی ہونگے۔۔۔۔

بس ایک بات چاہت اکرم ملک میری ہو جائے پھر اس گاؤں اس حویلی اور اس شمشیر ملک پر ہماری حکمرانی ہو گی۔۔۔ جس طرح سے ہمیں ذلیل کر کے نکالا تھا۔۔

اسی طرح سے اسے ذلیل نان کیا تو میرا نام بھی اکرم ملک نہیں "۔۔۔۔۔

وہ غصے سے چلایا تھا۔۔۔

جبکہ اسکا پلان سنتی سریہ بیگم فورا اسے سر کو ہاں میں ہلا گئی۔۔۔۔

ZAINAB RAJPOOT

ماما بابا کیسے ہیں______؟"رات کو جانے کون سا پہر تھا

جب روتے روتے اس کی آنکھ لگ گئ۔۔

اب جب اسکی آنکھ کھلی تو دن کے دس بج رہے تھے۔۔۔

منت کچن میں گئ جہاں شائستہ بیگم سوپ بنا رہی تھی۔۔۔

ماما پلیز بتائیں بابا کیسے ہیں____"ان کے اگنور کرنے پر منت نے

پھر سے سوال کیا۔۔

جس پر شائستہ بیگم نے ہاتھ روکتے اسے گھورا۔۔

تم نے کچھ کہا ہے کیا راب سے______؟ء

ان کے چہرے پر غصے بھرے تاثرات تھے۔۔۔

جبکہ ان کے منہ سے راب کا ذکر سنتی وہ نفرت سے دانت پیسنے

لگی۔۔۔

"مام میں آپ سے بابا کا پوچھ رہی ہوں۔۔۔۔

اور میں تم سے راب کا پوچھ رہی ہوں۔۔ وہ بچہ بنا ملے ہی کل

رات کو کراچی چلا گیا۔۔۔ یقیناً تم نے کچھ الٹا سیدھا کہا ہے

"اسے۔۔

شائستہ بیگم کا بس نہیں تھا کہ ابھی اسے کھینچ کر دو چار لگاتی۔۔۔

جو راب کے قصیدے پر ہاتھ باندھے ضبط سے کھڑی تھی۔۔

ایک بات یاد رکھو منت۔۔۔۔ اس نے نہیں کہا کہ تم سے شادی

کرنی ہے تمہارے باپ نے اس بچے کی منت کی تھی جس پر وہ

"راضی ہو گیا۔۔۔

ماما میں اس کی فطرت سے واقف ہو چکی ہوں۔۔۔ وہ ایک نمبر کا

گھٹیا انسان ہے۔۔۔

"______ اسنے میری دولت

چٹاخ______"اس سے پہلے کہ وہ جملہ مکمل کرتی شائستہ بیگم کا ایک زوردار تھپڑ اسکی زبان کو لگام لگا گیا۔۔

وہ حیرت سے انہیں دیکھتی رہ گئی اس کی ماں نے آج پہلی بار اس پر ہاتھ اٹھایا تھا اور وجہ راب خانزادہ تھا۔۔

دل کی نفرت مزید گہری ہوئی تھی۔۔

وہ تمہاری جائیداد کیلئے تم سے شادی کرے گا۔۔۔ جس کا باپ اس کے لاکھوں نہیں کروڑوں کی جائداد چھوڑ گیا ہے۔۔۔ شائستہ بیگم نے اسے دونوں بازو سے جھنجھوڑتے بلند آواز میں کہا۔۔

تو منت کا دماغ سائیں سائیں کرنے لگا وہ حیرت سے ماں کو دیکھتی رہ گئی۔۔۔

ہاں منت ابراہیم شاہ۔۔۔۔۔ وہ ایک عرب پتی باپ کی اکلوتی اولاد ہے۔۔ جس کے نام پر لاکھوں ادارے چلتے ہیں۔۔۔

وہ پڑھائی کے ساتھ ساتھ ان اداروں کو سنبھالتا رہا ہے۔۔۔

اگر وہ چاہتا تو اپنے باپ کے چھوڑے کسی بڑے سے محل میں

آرام سے رہ سکتا تھا۔ تمہارے بابا نے تو اسے ہوش سنبھالتے ہی

سب بتادیا تھا۔

مگر اس بچے نے اپنے ماموں کے ساتھ رہنے کو ترجیح دی۔۔۔۔

کبھی کوئی مان کوئی غرور نہیں کیا۔۔

اور تم اسے دولت کا لالچی کہہ رہی ہو،، جس کی دولت کے

"سامنے تمہاری دولت کوڑی کی ہے۔۔۔

شرم سے ڈوب مرو،،، تم اتنے سال سے جانتی ہو اور اب تک

"اسے پہچان ناں سکی۔۔۔۔

میں جارہی ہوں ہاسپٹل،،، خبردار جواب مجھے اپنی شکل دکھائی

"۔۔۔۔

اسے لمحوں میں ہوش کی دنیا میں پھٹکتی وہ اسے آئینہ دکھاتی،، خود اپنا بنایا ناشتہ اٹھائے،، لمبے لمبے ڈھگ بھرتی وہاں سے چلی گئی

--

جبکہ منت تو ایسی تھی جیسے آسمان سر پر آن گرا ہو۔۔۔۔۔اسکے کانوں میں راب کے الفاظ گونج رہے تھے۔۔۔

اور اب منت ابراہیم شاہ اپنے کہے پر واقعی پچھتا رہی تھی۔۔

ZAINAB RAJPOOT

"_____ بابا مجھے کسی سے شادی نہیں آپ انکار کر دیں

اکرم ملک جو اسے نیچے مہمانوں نے آنے پر بلانے آئے تھے چاہت کا ٹکا سا جواب سن وہ حیرت زدہ سے رہ گئے۔۔

کیا مطلب تمہاری بات۔۔۔۔؟"ان کا لہجہ خود بخود ہی تیز ہوا تھا۔۔۔

چاہت نے گہری سانس بھرتے اپنے آپ کو مضبوط کیا۔۔

مممم میں بالاج سائیں سے محبت کرتی ہوں اور انہی سے شادی کروں گی۔۔"

بالآخر دل کے ہاتھوں مجبور ہوتے چاہت نے اپنے دل کا راز ان سے کہہ دیا تھا۔۔

جویہ سنتے ہی حیرت زدہ سے رہ گئے۔۔۔وہ لمحوں میں اسکے قریب ہوئے ایک زوردار تھپڑ اسکے چہرے پر رسید کر گئے۔۔۔

کیا کہا تم نے۔۔۔ بالاج سے پیار۔۔۔۔ کیا یہی سب سیکھنے جاتی تھی اس بڑے سے کالج میں۔۔۔"

تیری شادی وہی ہو گی جہاں میں چاہوں گا۔۔۔۔۔۔میں نے زبان دی ہے اویس ملک کو۔۔۔۔اور اب تمہاری شادی اسی سے ہو گی۔۔۔"

وہ غصے سے پھنکارتے ہوئے بولے۔۔۔

اور تن فن کرتے کمرے سے نکلتے باہر سے لاک لگا دیا۔۔۔

اکرم چاہت کہاں ہے۔۔۔۔؟ اسے یونہی آتا دیکھ۔۔۔داجان
نے حیرت سے سوال کیا تھا۔۔
بالاج تو کسی کام کا بول مہمانوں کے آنے سے پہلے ہی نکل گیا
تھا۔۔
جبکہ خدیجہ بیگم کو اپنی ہی فکر لگی پڑی تھی۔۔۔
جہان آرا بیگم کا دل اداس تھا کیونکہ وہ تو چاہت کو کب سے اپنی
بہو بنانے کا سوچ چکی تھیں۔۔۔
" باباسائیں اسکی طبیعت ذرا خراب ہے۔۔۔
اکرم ملک نے سریہ اور اویس کو دیکھتے کہا تھا۔۔۔

وہ دونوں چونکے۔۔۔۔۔اچھا چلو ٹھیک ہے بچی کو آرام کرنے دیں۔۔ویسے بھی جب میرے بیٹے کو پسند ہے تو مجھے بھی پسند ہی پسند ہے۔۔۔

اب بس آپ لوگ جلد از جلد میری بچی کو میری جھولی میں ڈال دیں۔۔۔"

سریہ بیگم نے مسکراتے ہوئے اویس کے سکھائے کلمات کہے تھے۔۔۔

معذرت کے ساتھ مگر چاہت ابھی پڑھ رہی ہے اور میں چاہتا ہوں اسکی پڑھائی کے بعد ہی اسکی شادی کی جائے۔داجان نے اپنی خواہش ظاہر کی۔۔۔

تو کوئی بات نہیں وہ شادی کے بعد بھی پڑھ سکتی ہے۔۔۔۔

آپ لوگ نکاح کی تیاریاں کریں بس۔۔۔اس جمعے کو نکاح کر لیتے ہیں۔۔اور سادگی سے رخصتی بھی کر لیں۔۔۔۔میرے کون سا زیادہ بیٹے ہیں۔۔۔

"چاہت شادی کے بعد میری بیٹی بن کر رہے گی۔۔۔
ان۔کا اتنا پیار دیکھ داجان نے فورا اسے حامی بھری تھی۔۔۔
وہ جانتے تھے شمشیر مسئلہ کرے گا مگر وہ اسے منانے میں ماہر تھے۔۔

یہی سوچتے انہوں نے اگلے جمعے کا دن طے کر دیا۔۔

ZAINAB RAJPOOT

علی شاہ۔۔۔۔۔کنول شاہ________باہر نکلو۔۔۔
شاہ پیلس میں۔اسکی بھاری آواز گونج رہی تھی۔۔۔ "

علی جو سارا دن عقیدت کو ڈھونڈ کر تھکے ہارے لوٹے تھے اب یوں کسی کے بلند آواز انتہائی بد تمیزی سے پکارنے پر وہ تیزی سے باہر نکلے۔۔۔

یہ کیا بد تمیزی ہے۔۔۔ کون ہو تم۔۔۔ نکلو یہاں سے____: "

ایک خوبرو جوان لڑکے کو دیکھ وہ سیڑھیاں اترتے غصے سے بولے۔۔

جب ان کی بات پر مقابل کی سبز نگاہوں میں سرخی تیری۔۔۔

آں آں داماد کے ساتھ ایسا سلوک۔۔۔ اچھا نہیں لگتا مسٹر علی شاہ ____ "

وہ ہاتھ میں پکڑے کاغذات میز پر پھینکتے بڑی شان سے صوفے پر بیٹھے بولا تھا۔۔۔

جبکہ اسکے الفاظ پر کنگ علی شاہ نے آگے بڑھتے ان کاغذات کو

اٹھایا۔۔

نام غور سے پڑھو علی شاہ۔۔۔۔۔۔"زیان ملک تو یاد ہو گا ہی تم

دونوں کو۔۔۔۔۔اس کا بھتیجا،، شمشیر حیدر۔۔۔۔۔تمہاری

اکلوتی لاڈلی بیٹی کا شوہر ________"

کمینے بتا کہاں کے میری بچی۔۔۔۔اگر اسے کچھ ہوا تو میں

________"

اسکی پہچان پر کنول بیگم اپنے ماضی کو یاد کرتی ساکت سی ہو گئی

تھیں۔۔۔

وہی علی بپھرے اسکے گریبان کو جا پہنچے۔۔۔

حد میں رہو علی شاہ۔۔۔۔۔۔۔میں زیان ملک نہیں جو تمہارے آگے خاموش رہ جائے۔۔۔۔ شمشیر حیدر ملک نام ہے میرا ۔۔۔۔۔۔زبان اور ہاتھ کاٹ کر رکھ دوں گا۔۔۔"

اسکے ہاتھوں کو نیچے جھٹکتے وہ بپھرے ہوئے شیر کی مانند غرایا تھا۔۔۔

جبکہ علی شاہ غصے سے لال پیلے ہونے لگے۔۔۔

دیکھو تمہاری دشمنی مجھ سے مجھے کچھ بھی کرلو،، مگر میری بیٹی کو چھوڑ دو خدا کے واسطے ______ !"

وہ اب باقاعدہ ہاتھ جوڑتے ہوئے اس کی منت سماجت کرنے لگے تھے۔۔

جس کے حسین چہرے پر جان لیوا گہری مسکراہٹ تھی۔۔۔

اتنی حیسن لڑکی کو چھوڑ میں تمہاری جان کا کیا کروں گا۔

"۔

اسکا لہجہ انتہائی بے باک تھا۔۔

علی شاہ ضبط کھوتے چلائے تھے۔۔۔انکا ہاتھ شمشیر پر اٹھا تھا۔۔

جسے وہ بروقت تھام گیا۔

اب اسکے چہرے پر سرد تاثرات تھے۔۔ سبز آنکھوں میں غصہ تیر رہا تھا۔۔۔

آئندہ ایسی غلطی کی تو یاد رکھنا عقیدت علی شاہ میرے پاس ہے ۔۔۔بیوی کے روپ میں۔۔۔۔۔"

خیر شہر آیا تھا سوچا مٹھائی دیتا جاوں بیٹی کی شادی کی خوشی میں

"۔۔۔

"منہ میٹھا کر لینا۔۔۔۔اب چلتا ہوں میں۔

وہ میز سے مٹھائی کا ڈبہ اُٹھاتے اسکے ہاتھ پر رکھتے بول ایک نکاح ساکت کھڑی کنول بیگم پر ڈالے تیزی سے وہاں سے نکلا۔۔۔۔

ⓏⒶⒾⓃⒶⒷ ⓇⒶⓙⓅⓄⓄⓉ

اب منت کو کیا سزا ملنی چاہیے ہمارے معصوم شہزادے کو تنگ کرنے کی 😐😒😒🙉😍 کیسی رہی آج کی اپی سوڈ لازمی بتایئے گا ☺ سچ میں یہ اپی سوڈ صرف اس لئے دی کیونکہ آپ سب کو بہت انتظار کروایا ہے ناول کا ❤

خوش رہیں اور دعاؤں میں یاد رکھیں مجھے بھی 🙈💖

جزاک اللہ خیر اً کثیرا

Mehwish Jabeen

Thanks for this beautiful pic

ناول محبت من محرم 💖😍☺️☺️

از قلم زینب راجپوت

قسط نمبر 18

ناول میرے یوٹیوب چینل اور آفیشل پیج کے علاوہ کہی بھی پوسٹ کرنے کی اجازت نہیں، تو بنا اجازت کاپی کرنے سے "! گریز کریں،، شکریہ------

ⓩⓐⓘⓝⓐⓑⓡⓐⓙⓟⓞⓞⓣ

چاہت بی بی کھانا کھالیں، کیوں خود کو تکلیف دے رہی ہیں آپ

"________؟

گوری جب سے اسکے پاس بیٹھی تھی، جو اپنی محبت کی ناکامی پر

روئے جارہی تھی،، گھٹنوں میں سر دیے،، رونے سے سرخ ہوئی

متورنم آنکھیں،، حسین گلاب چہرہ مرجھایا ہوا سا لگ رہا تھا،

ریشمی بال بے ترتیبی سے اسکے چہرے پر بکھرے ہوئے تھے

ایسے جیسے انہیں سنبھالنے والی بکھر چکی تھی۔۔

چھوٹی عمر میں لگے محبتوں کے روگ بڑے گہرے ہوتے ہیں، وہ

اس وقت اس دوراہے میں کھڑی تھی جہاں پیچھے مڑ کر دیکھنے پر

صرف تنہائی تھی،

جبکہ آگے، آگے صرف اور صرف موت،، ہاں یہ سچ تھا وہ بالاج

سکندر کے سوا کسی دوسرے کو قبول کرنے سے بہتر موت کو

قبول کرتی،

پتہ ہے گوری سیاہ بخت کسے کہتے ہیں۔۔؟" اسکی جانب دیکھتی وہ

سہج سہج کر لفظ ادا کرتی پھیکا سا ہنسی۔۔۔۔۔۔۔۔اور پھر اس کی

جانب ذرا سا جھکتے وہ گہرے لہجے میں بولی.......... جس کی

زبان محبت کی دعاؤں کی دعاؤں سے تر ہو، مگر ہاتھ اور دامن اس

"!______ محبت سے حالی ہوں

"!______ اللہ ناں کرے بی بی جی، کیسی باتیں کر رہی ہیں آپ

گوری اسکے الفاظ پر تڑپ اٹھی،

فوراسے اسکے ہاتھ کو پکڑے اسے کچھ بھی بولنے سے روکا تو

چاہت اسکی فکر پر پھیکا سا ہنسی۔۔۔۔

تم دیکھنا میں بزدل نہیں ہوں، گوری محبت کی آخری سیڑھی تک

جاؤں گئ،، مگر بالاج سکندر کے سوا کسی دوسرے کو قبول نہیں

!کروں گی۔۔۔۔۔

اسکی آنکھوں میں گہری چمک ابھری تھی،الفاظ میں ایسی سختی تھی

،جیسے وہ اپنے کہا سچ کر دکھائے گئی۔۔۔

ZAINAB RAJPOOT

اس گھر کے لوگ تو خود سے لڑنے سے فارغ نہیں ہوتے یہ

"!بھلا کیا کسی دوسرے کو دیکھیں گے۔۔

کمرے سے نکلتی وہ ریلنگ پر ہاتھ کی ہتھیلی ٹکائے تاسف سے

بولی،،

اسے لگا تھا یہاں سے بھاگنا مشکل ہو گا۔۔ مگر اب اپنی سوچ اسے

قطعی غلط لگی تھی۔

تم نے بہت غلط کیا شمشیر حیدر ملک۔۔۔۔۔۔۔۔ ایک بار اس

قید خانے سے آزاد ہوئی تو سب سے پہلے تم سے حساب کتاب

"!لوں گی۔۔

منہ میں بڑبڑاتے وہ ایک نگاہ حویلی کے چاروں اطراف دوڑائے

اب پچھلی جانب بڑھی،،

"! ____________ کہاں جا رہی ہیں آپ بہو

پہلی سیڑھی پر رکھا اسکا قدم اپنے پیچھے سے آتی جہاں آرا بیگم کی

آواز پر رکا۔۔

عقیدت نے اپنے خشک لبوں کو تر کرتے خود کو کمپوز کیا۔۔۔

آپ سے مطلب اور یہ بہو وہو مت کہیں مجھے۔۔۔آپ کے

لاڈلے بیٹے نے زبردستی نکاح کیا ہے میں اسکی بیوی نہیں ہوں

"! ناں ہی آپ کی بہو۔۔۔

اسکا لہجہ کافی اکھڑا ہوا اور سرد تھا۔۔اسکے باوجود بھی جہاں آرا بیگم

مسکرا دی،،

رشتہ چاہے، جھوٹ سے جڑا ہو یا پھر زبردستی سے۔۔۔ مگر اس بات کو کوئی بھی جھٹلا نہیں سکتا کہ تم میری بہو اور شمشیر کی بیوی ہو۔۔۔!"

انکی بات اور نرم لہجے کے سبب عقیدت بمشکل سے خاموش رہ پائی تھی،

اگر تو آپ کو لگتا ہے کہ آپ کی یہ ساری چالیں مجھ پر اثر کریں گی تو آپ غلط ہیں، میں باشعور لڑکی ہوں،،

کون کس حد تک جا سکتا ہے اپنے مفاد کیلئے یہ میں اچھے سے جان چکی ہوں۔۔! ان کے پر شفقت چہرے کو دیکھتی وہ سپاٹ لہجے میں بولتی سیڑھیاں چڑھنے لگی،،

رکو عقیدت۔۔۔اگر بھاگنے کا سوچ رہی ہو تو یاد رکھنا جس کی ملکیت میں تم ہو،اگر اسے علم ہوا تو تمہارے لئے مصیبتیں بڑھ جائیں گی۔۔۔!"

وہ زمانہ شناس خاتون تھیں۔رات کے پچھلے پہر اسکا چھت پر یوں جانا وہ سمجھ چکی تھی کہ وہ کوئی ارادہ کیے ہوئے ہے۔۔۔

تو آپ بھی سن لیں،، میں بھاگنے جا رہی ہوں،اور نا صرف بھاگوں گی بلکہ آپ کے بیٹے کو اسکے کیے کی سزا بھی دوں گی،، چاہے تو بلا لیں سب کو۔۔۔۔میں نہیں ڈرتی کسی سے ۔۔۔۔۔!"

اسکی آنکھوں میں سرخی گہری ہوئی وہ بلا کی ضدی تھی اور آج اسکی ضد میں جہاں آرا بیگم کو زیان ملک کی جھلک دکھی۔۔۔

اسکے چہرے پر دھر اوہ مصنوعی غصہ ،اسکے چہرے کے نقوش

میں جھلکتی وہ جھلک زیان ملک کی تھی،

"! یہ کیسے ہو سکتا ہے۔۔۔۔

جہاں آرا بیگم اسکی آنکھوں سے اوجھل ہوتے پشت کو دیکھتی بے

یقینی سے بڑبڑائی۔۔۔

جبکہ عقیدت وہاں سے بھاگنے کو تیار اب منزل کی طرف رواں

دواں تھی۔۔

ZAINAB RAJPOOT

"!_______ راب کہاں ہے آیا نہیں ملنے

وہ کافی دیر سے ابراہیم شاہ کے سینے سے لگی ہوئی تھی،

اسے ڈھیروں تسلیاں دیتے وہ نرمی سے اپنے بھانجے کی بابت

استفسار کرنے لگے،،

آپ جانتے تو ہیں نئی نئی نوکری لگی ہے، بار بار آنا جانا مناسب نہیں لگتا،،، میں نے ہی کہا تھا اسے کہ وہ جائے،،، آپ کے پاس "تو ہم دونوں ماں بیٹی ہیں،،،

شائستہ بیگم نا چاہتے ہوئے بھی بیٹی کی کارستانی پر پردہ ڈال چکی تھی ،اور منت کا دکھ مزید گہرہ ہوا تھا۔۔

سفید چہرہ لمحوں میں سرخ پڑ گیا اسنے چور نظر اپنی ماں کی طرف اٹھائی جو حد درجہ سنجیدہ تھیں۔۔

مجھے یقین نہیں کہ میرا بچہ مجھے اس حال میں چھوڑ کر جائے گا۔۔۔۔ذرا ملاؤ کال اسے منت______ میں بات کروں اس سے__________!"

ابراہیم شاہ نے منت کو مخاطب کیا تو منت کا سانس جیسے حلق میں اٹک سا گیا۔

اسنے حراساں نگاہوں سے شائستہ بیگم کو دیکھا، جو غصے سے اسے گھور رہی تھیں۔

رہنے دو تم۔۔۔۔ کوئی ضرورت نہیں اسے کال کرنے کی۔۔۔!"

شائستہ بیگم نے جھپٹتے منت کے ہاتھ سے فون چھین لیا۔۔۔

"تو اسکا دل جیسے بجھ سا گیا تھا اتنا سخت ری ایکشن۔۔۔۔۔۔

بے دردی سے اپنے نچلے ہونٹ کو کچلتے وہ آنسوں بہنے سے روک رہی تھی۔۔

"کیا مطلب ہے تمہارا،،، شائستہ،،،!"

"ابرہیم شاہ نے حیرت سے بیوی کی حرکت پر انہیں ڈانٹا۔۔!"

آپ کیا سوچ رہے ہیں شاہ______ایسا کچھ نہیں دراصل

میری ابھی بات ہوئی ہے وہ تھوڑا سا مصروف ہے، کام میں،، کہہ

رہا تھا فارغ ہوتے ہی آپ سے بات کرے گا۔۔۔!"

بات سنبھالنے کو شائستہ بیگم نے جھوٹ کا سہارہ لیا تھا۔۔

جبکہ منت تو بس بے بسی سے بیٹھی لب جبکہ رہی تھی،

ماما آپ ناراض ہیں مجھ سے______:"وہ کمرے سے نکلیں

تو منت انکے پیچھے ہی نکلی تھی،

شرمندہ سی سر جھکائے وہ انگلیاں مڑورتے ہوئے بس یہی کہہ

پائی تھی۔۔۔

جبکہ شائستہ بیگم نے سرد سانس فضا کے سپرد کی اور پھر مڑتے

ایک نگاہ اپنی حسین بیٹی کے مرجھائے چہرے پر ڈالے وہ اسکے

قریب ہوئیں،،

ایک بات ہمیشہ یاد رکھنا منت ______ مرد سب کچھ برداشت کر سکتا ہے مگر کوئی عورت اسکے کردار، اسکی عزت پر سوال اٹھائے وہ مر کر بھی یہ بات کبھی نہیں بھولتا اور ناں ہی عورت کو بھولنے دیتا ہے۔۔ !"

میاں بیوی کا رشتہ بہت مقدس ہوتا ہے، شریک حیات کا مطلب ایک ایسا ہمسفر بننا ہے جو آپکی حیات میں اپنے دکھوں اور خوشیوں میں آپ کا شریک رہے۔۔

راب خانزادہ اب کبھی مڑ کر نہیں آئے گا یہ بات گانٹھ باندھ لو ۔۔۔۔!"

ان کا لہجہ بے لچک اور ذرا سخت تھا۔۔۔

وہ ماں تھی دونوں کو اچھے سے جانتی تھی۔۔

وہ چاہے جتنا بھی نرم مزاج تھا مگر تھا تو ایک مرد ہی۔۔۔۔!

منت کی سرخ آنکھوں میں آنسوں ایک دم سے اکھٹے ہوئے،

شدت غم سے اپنے نچلے لب کو دانتوں تلے کچلتے وہ اپنے ہی کیے

اور کیے پر نادم سی کھڑی تھی۔

اب تم رفتہ رفتہ اسی غم میں ڈھلو گی کہ تم نے ایک باکردار شخص

کو ٹھیس پہنچائی،، وہ بھی اپنے شوہر کو۔۔۔ خدا تم سے تب تک

ناراض رہے گا منت جب تک تمہارا شوہر تم سے راضی ناں ہوا

اور تمہاری ماں بھی تب راضی ہو گی جب تم اس بچے سے اپنے

کیے کی معافی نہیں مانگ لیتی،،

"!! بابا کے پاس جاؤ اندر،، میں دوا لاتی ہوں۔۔۔۔

انکی آخری بات پر اس معصوم نے بے بسی سے انہیں دیکھا تھا،

جس سے وہ نگاہیں چراتے ہوئے دوا لینے چلی گئی۔۔

ⓩⓐⓘⓝⓐⓑⓡⓐⓙⓟⓞⓞⓣ

رات کے پچھلے پہر چھت پر ہاتھ پشت پر باندھے وہ سگریٹ پر سگریٹ پھونکتا اپنے اندر لگی اس جلن کو مٹانے کی ناکام سی کوشش میں ہلکان ہو رہا تھا، جب اپنے عقب سے آتی وہی پکار اسے آنکھیں موندنے پر مجبور کر گئی،،

"!________ بالاج سائیں

وہ مڑا نہیں تھا۔۔بس گلے میں ابھرتی گلٹی اسکے سانس روکنے کی غمازی کر رہی تھی،

حسین آنکھوں میں سرخی کی دوڑتی لہروں کے بیچ اسنے چہرے پر بلا کی سرد مہری طاری کیے، سخت نگاہوں سے اپنے سامنے آتے اس نازک لڑکی کو دیکھا۔۔۔

"! کتنی دفعہ کہا ہے مجھے سائیں مت کہا کرو۔۔۔۔

اسکے روئے روئے متورم بھیگے چہرے کو دیکھتا وہ سنجیدگی سے غرایا۔۔۔

تو بھیگی پلکیں جھپکتی وہ ہنسی، اسکے شفاف دانتوں کی جھلک جو اسکی ہنسی کو جان لیوا بنا رہی تھی،

بالاج سکندر کے اعصاب جھنجھلائے وہ نا چاہتے ہوئے بھی نگاہیں پھیر گیا۔۔۔

کچھ ہی عرصہ رہ گیا ہے کہہ لینے دیں مجھے سائیں، شاید پھر آپ کو یہ آواز سننے کو ملے ہی ناں۔۔۔۔"!

چہرے سے لپٹی ان بھیگی لٹوں کو پیچھے کرتے وہ نازک سی لڑکی غم سے چور لہجے میں گویا ہوئی، تو بالاج سکندر کو لگا جیسے کسی نے اسکا دل مٹھی میں جکڑ کر مسل ڈالا ہو۔۔۔۔

بکواس بند کرو اور اندر چلی جاو۔۔۔"!

اس نازک سراپے سے نگاہیں چراتا وہ شدت ضبط سے لال ہوئی نگاہیں چراتا بولا۔۔

"! کیوں جاؤں،، کیا دل بہک رہا ہے آپ کا۔۔۔

وہ دو قدم مزید اٹھاتی اسکے روبرو کھڑی ہوتے طنزیہ مسکراہٹ سے بولی،،

سرخ کڑھائی زدہ سوٹ میں ملبوس وہ بھاری دوپٹہ جو اسکے شانوں پر لاپرواہی سے ڈھلک رہا تھا،

مبہوت کرتا وہ نازک وجود بری طرح سے اپنے حسن سے اسے گھائل کر رہا تھا، بالاج اپنی کیفیت سے یکسر انجان جھنجلاہٹ کا شکار ہوا۔

" بالاج سکندر بہک جائے ایسا کبھی نہیں ہو سکتا لڑکی،،؛

وہ لمحوں میں سنجیدگی کا لبادہ اوڑھ ان خوبصورت نین کٹوروں میں دیکھتا بولا۔۔۔تو چاہت کے دل میں ٹھیس سے اٹھی،،

یہی تو سچ تھا وہ بہک نہیں رہا تھا،،

ہاں مگر میں تو بہک چکی ہوں بالاج سائیں،،آپ کے عشق میں پاگل ہو چکی ہوں،،کیا میری محبت میں اتنی طاقت نہیں کہ وہ آپ کا دل موم کر سکے۔۔۔!"

اسکے وجود سے اٹھتی بھینی سی مہک نا چاہتے ہوئے بھی بالاج سکندر کے اعصاب پر حاوی ہو رہی تھی،

سارا دن اپنے اندر سے جنگ لڑتا لڑتا وہ جانے کیوں اب ہار رہا تھا ،۔۔

چاند کی مدہم وہ سنہری روشنی میں دمکتا وہ بھیگا سرخ چہرہ، سوجھے سوجھے نین کٹورے جن میں بولتا بالاج سکندر کا عشق، وہ سراپا حُسن لڑکی اسکے وجود کو بہکا رہی تھی،

بالاج سکندر اسے یک ٹک دیکھتا رہا اور چاہت اکرم ملک اسکی آنکھوں میں۔۔۔۔۔

تم ایک پتھر سے سر ٹکرا کر اپنا ہی نقصان کر رہی ہو لڑکی،،،

تمہارا یہ عشق صرف جوانی کا جوش ہے جو جلد ہی اتر جائے گا۔۔۔

اپنی شادی کی تیاری کرو اگلے جمعے تمہارا نکاح ہے

۔!ء

اسکے بازو کو دبوچے وہ اسے قریب کرتا اسکے چہرے پر جھکا پر زور لہجے میں بولتا گیا۔۔۔

جب اسکے ستم کرتے الفاظ کو سہتی وہ اپنی بھرتی آنکھوں سے ہنسی،

چاہت ملک صرف بالاج سائیں کی ہے۔۔۔اگر آپ کی نہیں ہوئی تو کسی کی نہیں ہو گی یہ چاہت،،،! "

اسکے چہرے کو قریب سے دیکھنے پر ہی چاہت کی سانسیں رکنے لگی تھیں،

وہ اس قدر مضبوط لہجے میں پھنکاری۔۔ کہ اسکی دیدہ دلیری کے اتنے بڑے مظاہرے پر وہ دھنگ سارہ گیا۔۔

بے حد نرمی سے اسکے مومی بازو کو آزاد کیا۔۔

دیکھتے ہیں کیا ہوتا ہے۔۔۔! "

اسکے چہرے کو دیکھتا وہ سخت لہجے میں کہتا اپنا آخری وار اس معصوم پر کرتا لمبے لمبے ڈھگ بھرتا وہاں سے نکل گیا۔۔۔

چاہت نے آنسوؤں کا گولا حلق سے نگلتے اس چاند کو دیکھا۔

جس کی روشنی اسکے نصیب میں لگے اس پیوند کو نہیں دھو رہی تھی۔

Zainab Rajpoot

جنگل کے آخری کونے سے بھاگتی وہ عین اس سنسان سڑک پر آئی

اپنے دونوں ہاتھ گھٹنوں پر ٹکائے لمبے لمبے سانس بھر رہی تھی،

خوبصورت چہرہ پسینے سے عرق آلود تھا،

کیچڑ سے نکلتی وہ خوبصورت لٹیں اسکے چہرے کے بوسے لیتی

اس حسین لڑکی کے چہرے کو مزید پرکشش بنا رہی تھی،

عقیدت نے گلے میں لپٹے اسٹالر کی گرہ کھولی،

اور پھر اپنی حسین نگاہوں سے گردن موڑے اس آب و تاب

سے چمکتی حویلی کو دیکھا۔۔۔

اسکی آنکھوں میں نڈر تاثرات تھے،

وہ ایک آزاد پنچھی تھی۔۔

جھکنا، گرنا اسنے سیکھا ہی نہیں تھا اور شمشیر حیدر ملک سوچ رہا تھا

کہ وہ اسے قیدی کر لے گا۔۔۔۔

اس سبز آنکھوں والے حسین شخص کو سوچتے ہی وہ تمسخر سے

مسکرانے لگی۔۔۔

جب دور سے آتی گاڑی کی تیز لائٹ نے اسکے وجود کا احاطہ

کیا۔۔۔

عقیدت لمحوں میں فیصلہ کرتا سڑک کے عین وسط میں ہوئی،

اور دونوں ہاتھ فضا میں بلند کیے اسنے گاڑی کو رکنے کا اشارہ کیا۔

اسکے پاؤں سے دو قدم کے فاصلے پر گاڑی رکی،
تو اسکا چہرہ فتح پر سرشار سا ہوتے کھل گیا۔۔
"کیا آپ مجھے ہائی وے تک چھوڑ دیں گے،،،
گاڑی کی فرنٹ سیٹ پر بیٹھے اس ماسک میں لپٹے چہرے کو دیکھ وہ ہانپتے ہوئے بولی تھی،
گاڑی حالی تھی مطلب وہ آسانی سے لفٹ لے سکتی تھی۔

مقابل بیٹھے شخص نے بنا اسکی طرف دیکھے، سر کو ہاں میں ہلا دیا۔۔۔
عقیدت گہرہ سانس بھرتے پچھلی سیٹ کی جانب بڑھی اور گہرے سانس بھرتے تیزی سے ڈور کھول وہ اندر بیٹھی،

اپنی آزادی کی طرف اٹھتے یہ قدم اسکے دل کو پر سکون کر رہے

تھے،

گاڑی سٹارٹ کرتے بیک مرر سے اس تھکے ہارے حسین چہرے

کو سبز نگاہوں سے دیکھتا وہ گہرہ ہنسا۔۔۔

ⓩⓐⓘⓝⓐⓑⓡⓐⓙⓟⓞⓞⓣ

لیں سرکار عالی 😋 مرتے مر جانا یوٹیوب تے نہیں جانا

لولو لو فیر لو اب اپی سوڈیہیں دوں گی اسکی یوٹیوب پر نہیں

اب خوش🙈 😍 یہ تازہ ترین قسط تھی کافی عرصے

بعد لکھ رہی ہوں نام شام آگے پیچھے ہو جائے تو دل پر نہیں لینا

زیادہ نہیں 2 ہزار لائکس تو دے دو غریب کو🙈 😂

میری نکی نکی خواہشیں ________ اگر تو اس پر اچھا ریسپانس

آیا تو کل نئ قسط پکا دوں گی ویسے تو طبعیت خراب ہے پھر

اچھا ریسپانس 🙂 یہ ناں ہو جو لائک) بھی دوں گی پکا والا وعدہ

(😁 😂 کرتے ہیں وہ بھی ڈر جائیں اس لفظ کو پڑھ کے

آجاؤ کمنٹ سیکشن میں 😂 بتائیں کیسی رہی اپی سوڈ

😍❤️میری تصویر ناں چوری کرنا پلیج □ □ □ سرپرائز

💖😍😋

ناول محبت من محرم

از قلم زینب راجپوت

قسط نمبر 19

ناول میرے یوٹیوب چینل اور آفیشل پیج کے علاوہ کہی بھی پوسٹ کرنے کی اجازت نہیں، تو بنا اجازت کاپی کرنے سے گریز کریں،، شکریہ ۔۔۔۔۔۔!"

🅩ⓐⓘⓝⓐⓑ🅡ⓐⓙⓟⓞⓞⓣ

"_!اپی یہ کہاں لے جا رہے ہو تم، گاڑی روکو۔۔۔۔"

اچانک سڑک سے اتر گاڑی کچی سڑک پر چڑھی، جس کے سبب بیلنس بگڑنے سے گاڑی جھٹکوں کی ضد میں آئی، عقیدت ہانپتی ہوئی سر سیٹ کی پشت سے اٹھائے کھڑکی سے باہر دیکھنے لگی جہاں باہر کا منظر دیکھ اسکے رونگھٹے کھڑے ہو گئے،،

اسنے تیزی سے اس شخص کو حکم دیا۔ جس کے عنابی لب مسکراہٹ میں ڈھلے۔۔۔

"! میں نے کہا روکو گاڑی،،،

وہ جھٹکے سے چیل کی طرح مقابل پر جھپٹی اسکے کالر کو دبوچ گئی، اسکی بے ہودہ حرکت پر مقابل بیٹھے حسین مرد کی آنکھوں میں طیش اور غصہ ابھرا،،

دانت پر دانت جمائے وہ غراہت بھرے لہجے میں دھاڑا

"۔۔۔۔؛

تم ہوتی کون ہو مجھے حکم دینے والی۔۔۔۔۔۔اوقات بھول چکی ہو

اپنی کیا۔۔۔! "

گاڑی کو جھٹکے سے بریک لگاتے اسنے سر تیزی سے پیچھے کرتا

عقیدت کے جبڑے کو دبوچ اسکے چہرے پر غراتے ہوئے کہا تھا

۔۔

عقیدت کی آنکھیں باہر کو ابلی۔۔وہ حیرت زدہ سی کنگ ان سبز

نگاہوں کو دیکھتی مقابل کی کلون کی جان لیوا خوشبو سے اسے

لمحوں میں پہچان گئی۔۔۔

"پیچھے ہٹو______؛ .

ڈر کے بجائے نفرت عود آئی،،اسنے دانت پیستے اسکے کشادہ سینے کو

پیچھے دھکیلنے کی کوشش کرتے کہا،

تو شمشیر حیدر نے تیزی سے کوئی بٹن پریس کیا۔۔۔۔

گاڑی کی فرنٹ سیٹ لمحوں میں بیٹھتی چلی گئی۔۔۔

اور پھر ایک نفرت بھری نگاہ اس لڑکی پر ڈالے اسنے اگلے ہی لمحے اسے کمر سے دبوچ آگے کھینچا۔۔۔

"چھوڑو مجھے گھٹیا انسا________."

"شٹ اپ________!"

اسکا جملہ مکمل ہونے سے پہلے ہی وہ ہاتھ اسکے قریب ہوتے گاڑی کے شیشے پر مارتا غرایا۔۔

شیشہ اسکے بھاری مکے کے سبب جھٹکے سے ٹوٹا کانچ کے کئی ٹکڑے اسکے سفید ہاتھ میں چبھ گئے تھے۔

جن سے رستہ خون دیکھ عقیدت لمحوں میں سہمی اپنی ایک طرف کھسکی شرٹ کو ٹھیک کرتے خود کو چھپانے لگی۔۔

احتیاط کے طور پر وہ سیٹ میں پوری طرح سے گھس گئی تھی۔ مگر آج اسکا بچنا ممکن نہیں تھا۔۔۔۔

گھٹیا پن تو اب دکھاؤں گا میں تمہیں عقیدت علی شاہ،،،، تم میری دسترس میں ہوتے ہوئے بھی بھاگنے کی غلطی کرو گی اتنا بے وقوف نہیں سمجھا تھا میں نے تمہیں_______!_

وہ افسوس سے سر کو نفی میں جھٹکتے پر اسرار نگاہوں سے اسکے نازک وجود کو گھورتا گھمبیر لہجے میں بولا تو اپنے چہرے پر پڑتی اسکی گرم سانسوں کے سبب وہ آنکھیں خوف سے موند گئی۔۔۔

چلو اچھا ہے اب تمہیں شمشیر حیدر کے ایک نئے روپ سے باور کروانے کا وقت آن پہنچا ہے_______!"

سرد پتھریلے لہجے میں کہتے اسنے عقیدت کے گلے میں موجود اسٹالر کو کھینچا وہ بری طرح سے تلملائی، مگر ہاتھ مقابل موجود اس دیو کے ہاتھوں میں قید تھے۔

جنہیں کمر پر لے جاتے اچھے سے باندھے وہ سیدھا ہوا۔۔۔

_لیٹس گو ڈارلنگ ٹائم ویسٹ نہیں کرتے۔۔۔؛

اسکے گالوں کو ہاتھ سے چھوتے وہ سرد وخشت ناک نگاہوں سے اسے تکتا گویا ہوا۔۔

اور پھر تیزی سے سٹیرنگ سنبھالتے گاڑی دوبارہ سے سٹارٹ کی۔۔

ooooooooooo

"!______ بالاج سائیں سے کہیں وہ لے چلیں مجھے

وہ ہال میں پہنچا بیٹھک کی طرف بڑھتے اس کے قدم چاہت کی میٹھی آواز پر تھمے۔

اس رات کے بعد وہ آج اسکی آواز سن پا رہا تھا۔۔

محض کچھ دن باقی تھے اور پھر اس گھر کی لاڈلی جلد رخصت ہونے والی تھی۔۔

پوری حویلی شان سے سجائی جارہی تھی اور اب تو چاہت کا احتجاج بھی دور جا سویا تھا جیسے۔۔

اسکی ساس ڈھیروں شاپنگ کر لائی تھی، جسے اسنے جی بھر دیکھا تک نہیں تھا۔۔

اور آج سیف اسے لہنگے کی خریداری کروانے آیا تھا۔

مگر وہ ہاتھ سینے پر باندھے گردن اکڑائے بالاج سکندر کا نام لیتی سیف کو مٹھیاں بھینچنے پر مجبور کر گئی۔۔

اسکی نگاہیں اسکی سنہری گھائل کرتی حسین آنکھوں میں اٹکی۔۔

وہ بلا کی حسین تھی اور اسی حسن کو وہ اپنی دسترس میں لینا چاہتا تھا

۔۔

بالاج کو کیوں تکلیف دو گی میں لے چلتا ہوں۔۔۔۔ویسے بھی

"!دلہن تو میری ہی بننا ہے۔۔

اسکے وجود کو گہری نگاہوں سے گھورتا وہ خباثت سے ہنسا۔۔۔

تو انکی طرف پشت کیے کھڑا بالاج سکندر جبڑے بھینچ گیا۔۔

"!ہاں بیٹا جاؤ۔۔۔۔۔

اکرم ملک نے اسے گھورتے ہوئے اسرار کیا تو وہ بالاج سکندر کو

گھورتی باہر نکل گئی۔۔

بالاج تیز تیز سانس لیتا غصے سے سرخ انگارہ آنکھوں سے بالکونی

کی جانب بڑھا۔۔۔

اگلے پانچ منٹ بعد ہارن کی آواز کے بعد گاڑی بڑے سے گیٹ سے نکلی تھی۔۔

بالاج سکندر نے طیش سے مٹھیاں بھینچ لی۔۔۔

"! سنو ایک کام ہے۔۔۔۔۔
فون نکالتے اسنے عجلت سے کسی کو حکم دیا اور خود بھی لمبے لمبے ڈھگ بڑھتا وہ باہر نکلا۔

OOOOOOOOOOO

"! بابا آپ کو پتہ ہے۔۔۔۔
وہ ہاتھ دھو کر واشروم سے نکلی، جب نگاہ سوئے ہوئے ابراہیم شاہ پر پڑی۔۔
ایک ہفتے سے ان کی دیکھ بھال سے وہ کافی بہتر ہو چکے تھے۔۔

منت ہر وقت ان کے پاس رہتی تھی_ کسی ناں کسی بات پر انہیں

مسکرانے پر مجبور کر دیتی۔۔

اور اب بھی ایسا ہی ہوا تھا وہ ہاتھ دھونے گئی تھی مگر دوا کے زیرِ

اثر وہ شاید سو چکے تھے۔۔

وہ آگے بڑھی،، حسین چہرے پر آسودگی بھری مسکراہٹ لیے

ان پر کمفرٹر برابر کیا۔۔۔

جب سائیڈ ٹیبل پر پڑا شائستہ بیگم کا فون بجا۔۔

وہ عشاء کی نماز پڑھ رہی تھی۔۔۔ منت آگے بڑھی۔۔ تو سامنے

اسکرین پر نمایاں ہوئے نام کو دیکھ اسکا دل تیزی سے دھڑکا۔۔۔

ہاتھ کپکپانے لگے۔۔۔

وہ ہونٹ دانتوں تلے کچلتے ایک نگاہ آگے پیچھے ڈالے لرزتی کانپتی

فون اٹھا گئی۔۔

"!السلام علیکم ممانی جان،،ماموں جان کیسے ہیں۔۔۔۔

وہی فکر سے گندھی میٹھی خلوص کی آنچ دیتی چاشنی بھری آواز

۔۔۔۔منت کی آنکھوں کے سامنے وہ پل لہرائے جب وہ اسپر

الزامات کی بوچھاڑ کر رہی تھی۔۔

شرمندگی سے چہرہ سُرخ پڑ گیا۔۔

وہ سانس روک گئی اسے لگا شاید وہ کوئی اور بات کرے گا، کم از کم

اسے پہچان تو سکتا تھا۔۔۔

راب دوسری طرف سے مکمل خاموشی میں اس دشمن جاں کی

رکتی سانسوں کی مدھم سی ردھم کو محسوس کرتا بے دردی سے

لب کچلنے لگا۔۔۔

سیاہ حسین آنکھوں میں وہی دوشیزہ تھی جس سے اسے محبت نہیں عشق تھا۔۔

اسنے بے بسی سے کرسی کی پشت سے سر ٹکایا۔۔

وہ اسے سانس روکنے پر ٹوک بھی نہیں سکتا تھا اتنا سخت روٹھ چکا تھا وہ۔۔۔۔

سر ہمیں نکلنا ہے گاڑی تیار ہے چلیں______!" اچانک سے اندر آتی عائشہ نے اسے بلند آواز میں مخاطب کیا۔۔

تو وہ چونکا سر اٹھائے اسے دیکھا۔۔

"!او کے آپ چلیں میں آتا ہوں۔۔

وہی میٹھا لہجہ تھا۔۔ کسی لڑکی کی آواز سنتے منت کی آنکھوں میں مرچیں سی بھر گئی۔۔

اسے سنائی دیا تھا تو صرف ایک لفظ "آپ "تو کیا وہ اسکے سوا بھی

سبھی کو آپ کہتا تھا۔۔۔

آنسوں روانی سے ان نین کٹوروں سے پھسلنے لگے۔۔جب جلن

غصے سے پاگل ہوتی وہ فون بند کر گئی۔۔

میرا حق کیسے دے دیا تم نے کسی کو راب_______آئی ہیٹ

یو۔۔۔۔۔!"

فون کے وال پیپر پر لگی اس فیملی فوٹو میں سب سے پیچھے کھڑے

اس خوبرو مرد کو دیکھتی وہ بڑبڑائی تھی۔۔فون غصے سے صوفے

پر پٹھکتے وہ تیزی سے کمرے سے بھاگی۔

جانے کس بات کا غصہ تھا۔۔۔وہ اپنی غلطیاں بھول چکی تھی اپنا کیا یاد نہیں تھا اسے یاد تھا تو صرف راب کا اس لڑکی کو مخاطب کرنا۔۔۔۔

بہت برے ہو تم۔۔۔۔۔۔۔۔مجھے نہیں کرنی سوری تم سے _______"!"

وہ بیڈ پر اوندھے منہ گری اپنے ٹیڈی بیئر کو غصّے سے دبوچتے اس میں سے راب کا تصور کرتے اسے فرش پر پٹھک گئی،،
اپنی حالت،سے انجان وہ بس غم وغصّے سے پاگل ہو چکی تھی۔۔
وہ نہیں جانتی تھی وہ ایسا کیوں کر رہی تھی۔۔۔مگر یہ سب اسکے اختیار میں نہیں تھا۔۔۔

○○○○○○○○○○○○○

عقیدت کو اس فارم ہاؤس پر چھوڑے وہ کسی ایمرجنسی کی وجہ سے اسی وقت وہاں سے نکل گیا تھا۔۔

آج ایک ہفتے بعد وہ پہلی فرصت میں فارغ ہوتے فارم ہاؤس میں پلٹا۔۔

تو نگاہیں اس وقت کچن میں کھڑی عقیدت پر پڑی،

وہ چونکا حیرت سے اسکے وجود کو گھورتے وہ بلند آواز میں گویا ہوا۔

"عقیدت کمرے میں آؤ۔۔۔۔۔۔

اسکی پھنکار پر وہ مڑی اور پھر بنا کوئی ری ایکشن دیے وہ کھانا بنانے لگی،

پچھلے ایک ہفتے سے اس فارم ہاؤس سے بھاگنے کی اسکی ہر کوشش ناکام ہو چکی تھی۔۔

جس کے سبب چہرے اور وجود پر کافی چوٹیں آچکی تھی۔۔

کھانے کیلیئے سامان موجود تھا مگر اسے بنانا نہیں آتا تھا مگر پیٹ

بھرنے اور اپنے اندر بھاگنے کی طاقت پیدا کرنے کو وہ روز اپنے

ہاتھوں سے بنا جلا سڑا کھانا کھا رہی تھی۔۔

اسکے اگنور کرنے پر وہ دانت پیستے آگے بڑھا اور جھٹکے سے اسکے

بازو کو دبوچے اسے گھسیٹنے کے سے انداز میں اپنے ساتھ لے

جانے لگا۔۔

نوکرانی کی جگہ سرونٹ کوارٹر ہوتی ہے سردار جی۔۔۔۔ لگتا

ہے آپ بھول گئے ہیں۔۔ چلیں کوئی بات نہیں میں نے یاد کروا

دیا۔۔۔!"

اپنے بازو کو شمشیر کی آہنی گرفت سے آزاد کراتے وہ اس کی سبز

نگاہوں میں دیکھتی طنزیہ لہجے میں گویا ہوئی۔

شمشیر کا چہرہ لہو چھلکانے لگا،، وہ یونہی بے تاثر نگاہوں نے اس لڑکی کو دیکھ رہا تھا جو ایک ہفتے سے ایک ہی سوٹ ملبوس رہی تھی۔

ماتھے پر زخم کا گہرہ نشان تھا،،

کپڑوں کی حالت کافی بوسیدہ ہو چکی تھی،،،

میں تمہاری بکواس نہیں سننا چاہتا عقیدت۔۔۔۔۔ دو منٹ میں

"ان کپڑوں کو چینج کرو۔۔۔

وہ سفاکی سے اسکی آنکھوں میں دیکھتا بازوں پہلے سے بھی زیادہ مضبوطی سے دبوچے اسکے چہرے پر غرایا تھا۔

عقیدت نے لب بھینچتے اس ستمگر کو دیکھا جس کے چہرے پر کوئی ہمدردی کوئی رحمدلی نہیں تھی۔

اوہ سردار شمشیر حیدر ملک کو اس بات کا ڈر ہے کہ لوگ اس کی عزت کا تماشہ لگائیں گے۔۔۔ی

چہ چہ چہ ڈرو مت تم۔۔۔۔اپس سوری آپ ڈریں نہیں سائیں یہ خادمہ کسی کو کچھ نہیں بتائے گی۔۔۔!"

اسکے لہجے میں کدورت تھی، طنز اور نفرت کے تیر برساتی وہ لڑکی تیزی سے اپنا آپ چھڑواتی کمرے سے جانے لگی۔۔

شمشیر نے جبڑے بھینچتے ایک ہی جست میں اسکی کلائی کو دبوچا۔۔۔۔۔

مجھے نوکرانی بننا منظور ہے سردار ______ غلام بھی بن سکتی

ہوں،، مگر عقیدت علی شاہ کبھی تمہارے بستر کی زینت نہیں بنے

گی۔۔۔! "

اسکے لفظوں میں ایسا زہر تھا۔۔۔ کہ شمشیر حیدر جیسا سفاک

آدمی ایک پل کو جگہ سے ہل کر رہ گیا۔

تو کیا اسکی بیوی اسے اتنا بدذات سمجھتی تھی۔ جو وہ اسے ذلالت کی

انتہا پر پہنچا رہی تھی۔

" بیوی عزت ہوتی ہے عقیدت شمشیر حیدر ناں کہ

طوائف۔۔۔۔ جسے بستر پر ضروت پوری کرنے کے لیے لایا

جاتا ہے۔ اگر سردار شمشیر حیدر ملک کو ضرورت پوری کرنی

ہوتی تو آج تم میرے کمرے میں میری بیوی کی حیثیت سے

موجود ناں ہوتی۔۔۔۔! "

اسکے ہاتھ کو بری طرح سے دبوچتے وہ اتنے سرد لہجے میں پھنکارا کہ عقیدت کا دل کانپ کے وہ رہ گیا۔۔

اسکا بھاری ہاتھ اسے اپنے بازو پر دھنستے ہوئے سے محسوس ہو رہے تھے وہ درد برداشت کرتی لب بھینچ گئی۔

ہاتھ چھوڑو میرا،،،،"اسکی سبز نگاہوں میں غصے سے دیکھتی وہ شیرنی بنی دھاڑی تھی، جبکہ اسکے تحکم بھرے لہجے کا الٹا ہی اثر ہوا تھا۔۔۔

اسکا ہاتھ چھوڑنے کے بجائے اس توانا مرد نے موڑتے اسکی کمر سے لگایا اور گھومتے وجود کو ذرا سا پیچھے کرتے اپنے سینے سے لگائے وہ اسکے کان میں پھنکارا۔۔۔

بھاگنے کا اتنا ہی شوق ہے ڈارلنگ تو مجھے بتا کر بھاگتی،، پوری عزت

کے ساتھ تمہاری لاش کو تمہارے باپ کی دہلیز پر چھوڑ کر آتا

"!،،،

سرد وسپاٹ لہجے میں اسکی بھاری پھنکار نے عقیدت کا سانس

خشک کیا تھا۔۔

مم میں نہیں ڈرتی تم سے۔۔۔۔۔ تمہارے ساتھ رہنے سے اچھا

"! تو میں مرنا پسند کروں گی۔۔۔

وہ غصے و نفرت سے اسکے ہاتھ کو کھولنے کی سعی کرتے چلائی۔۔۔

تو مقابل کے چہرے پر ایک گہری پراسرار سی مسکراہٹ رقصاں

ہوئی۔۔۔۔

کیوں موت کو تکلیف دینا چاہتی ہو،، تمہیں مارنے کیلئے تو شمشیر

"! حیدر کی قربت ہی کافی ہے۔۔۔

بے باکی سے اسکے کان میں پھنکارتے اپنا بھاری ہاتھ اسکی کمر سے نکالتے شمشیر نے اسے بیڈ پر دھکہ دیا۔۔۔

تو عقیدت ایک دم سے سیدھی ہوئی اپنی ابتر ہوئی سانسیں بحال کرنے لگی۔۔۔

جب اگلے ہی لمحے اپنے کف لنکس کھولتا وہ شاہانہ مرد آگے بڑھا اور اپنا ایک پاؤں بیڈ پر اسکے قریب رکھتے وہ اسکے سرخ چہرے پر جھکا۔۔۔

تمہارے باپ کو نکاح کی خوشخبری سنا آیا ہوں،، بیچارے کو خوشی نہیں ہوئی زیادہ۔۔۔۔"۔

عقیدت کی آنکھوں میں ابھرتی کدورت کو دیکھ وہ تلخی سے ہنسا اسکے چہرے پر اپنی نرم گرم سانسیں پھونکتا اپنی شہادت کی انگلی اسکی تھوڑی پر رکھتے چہرہ اپنے روبرو کر گیا۔۔۔

سوچ رہا ہوں،،،اب کی بار نانا بننے کی خوشخبری سناؤں کیا پتہ،،،

"!داماد کی کامیابی پر وہ دنیا ہی چھوڑ دے۔۔۔

خاصے بے باک لہجے میں اسکے سرخ چہرے کو نظروں کے حصار میں رکھے،وہ معنی خیز لہجے میں بولتا عیقدت کو زہر لگا تھا۔۔

"دور ہٹو تم جاہل انسان_______؛

وہ اسکے چوڑے کشادہ سینے پر ہاتھ رکھتے اسے دور کرنے لگی ۔۔جب شمشیر نے اسکی گردن دبوچے چہرہ قریب تر کیا۔۔

آخری وارننگ دے رہا ہوں ڈارلنگ چینج کرلو ورنہ مجھے کہنے

"!سے زیادہ عمل کرنا پسند ہے۔۔۔

وہ بات کو پھر سے وہی موڑ لایا تھا اور اسکی بڑھتی گرفت گردن پر محسوس ہوتے ہی عقیدت کی آنکھیں بھیگی۔۔۔

جب جانتی ہو لڑائی بے سود ہے تو چپ چاپ شوہر کا کہا مان لیا کرو

۔۔

چلو اب اچھے بچوں کی طرح فریش ہو کر کھانا بناؤ میں آتا

"ہوں۔۔۔

اگر کھانا جلا تو تمہارے حسین ہاتھ جلانے میں دو منٹ نہیں

"!لگاؤں گا۔۔۔

وہ اسکے اوپر جھکا ہاتھ کو تھامے ہوئے سرد لہجے میں پھنکارتا اسکے

ہاتھ کو جھٹکتا تیزی سے روم سے نکلا۔۔

جبکہ اسکے جانے کے بعد وہ اسے گالیوں سے نوازتی اپنی دکھتی

ہوئی گردن کو سہلاتے ہوئے اٹھی۔۔

اب اسے چار و ناچار اس کا حکم ماننا تھا۔۔

جو ایک ان دیکھا عذاب بن چکا تھا اسکی گہرائی اور حد وہ جاننے سے قاصر تھی۔

وہ نہیں جانتی تھی کہ وہ پاگل شخص اپنی بات منوانے کیلیئے کس حد تک جائے گا۔۔۔

اسی لئے فل حال اسکی مان لینے میں ہی بہتری تھی۔۔

○○○○○○○○○○○○

ناول محبت من محرم

از قلم زینب راجپوت

قسط نمبر 20

ناول میرے یوٹیوب چینل اور آفیشل پیج کے علاوہ کہی بھی پوسٹ کرنے کی اجازت نہیں، تو بنا اجازت کاپی کرنے سے گریز کریں،، شکریہ۔۔۔۔۔۔!"

zainabRajpoot

کیاہوا آنکھیں سوجھی ہوئی کیوں ہیں________؟" وہ اسکے بے

حد قریب لیٹا، مومی ہاتھ کی پشت کو سہلاتا متفکر سے لہجے میں

پوچھ رہا تھا۔۔

فکر سے گھلی میٹھی آواز پر وہ آنکھیں پٹ سے کھول گئی۔۔

خوبصورت نین کٹورے رونے کے سبب سرخ ہوتے بلا کے

حسین دکھ رہے تھے۔

لیمپ کی مدہم سی روشنی میں وہ اسکی ہلکی بڑھی بئیرڈ کو بغور دیکھ

رہی تھی، سیاہ خوبصورت آنکھیں ابھی تک اسی پری پر ٹھہری

تھیں۔۔

تمہاری وجہ سے روئی میں۔۔۔ آج وہ بھی پہلی

بار.........؛" وہ ناک کو ہاتھ پر رگڑتے شکوہ کناں لہجے میں

بولی،

اسے جتلانا ضروری سمجھا تھا کہ وہ اس کی غلطی کی وجہ سے روئی

تھی، ہمممممم

.''! ....؛آئندہ ایسا نہیں ہو گا۔۔۔

وہ بجائے بحث کرنے کے بس غلطی مانتا ساتھ ہی بات ختم کر گیا

۔۔۔

منت بس اسے دیکھتی رہ گئی،،

وہ حسین تھا یا پھر آج اسے لگ رہا تھا۔۔

اسکی نگاہوں کے ارتکاز پر وہ دیوار سے نگاہیں ہٹائے اسے دیکھنے

لگا۔۔

جس کی سرخ آنکھوں کو دیکھ وہ ایک دم سے جگہ اٹھا نرمی سے

اسکی سو جھی آنکھوں پر اپنے لب رکھے۔۔۔

منت بے سودھ سی تکیے پر جا گری تھی،،

راب کی کلون کی جان لیوا مہک اسکے حواسوں کو جکڑ رہی تھی،

سانس بھاری ہونے لگا وہ آنکھیں موندے اسکی شرٹ کو دبوچ

گئی۔۔

جب دروازے پر زوردار دستک کے ساتھ ہی اسکی آنکھ پٹ سے

کھلی۔۔

وہ تیز سانس بھرتی ایک دم سے اٹھ بیٹھی۔

گہرے سانس بھرتے اسنے آگے پیچھے دیکھا تو راب کہیں بھی

نہیں تھا۔

مطلب وہ خواب تھا۔۔۔

اسکے لب بے یقینی سے ہلے تو آنکھیں پھر سے بھیگنے لگی تھی،

لبوں کو موڑے وہ پھر سے رونے کو تیار تھی جب دروازے کے

باہر سے آتی شائستہ بیگم۔ کی آواز نے اسکا دھیان بھٹکایا۔۔۔

وہ آنکھیں رگڑتی بستر سے اتری۔۔

"! ابھی تک سوئی ہو وقت دیکھو۔۔۔۔

وہ ایک نگاہ اسکے روئے روئے چہرے پر ڈال دل کو مضبوط کرتی غصے بھرے لہجے میں بولی۔۔

منت نے گردن موڑے وال کلاک کو حیرانگی سے دیکھا۔۔

جو صبح کے دس بجا رہا تھا۔۔

"! شاید خیال نہیں رہا۔۔۔

وہ سر جھکائے بولی، سر میں اٹھتی درد کی ٹیسوں کو دبانے کی کوشش میں وہ لب کچل رہی تھی۔۔۔۔

خیال رہتا کہاں ہے کسی چیز کا تمہیں،،، اگر فرصت ملے تو کچن میں کچھ کام نمٹا دو، راب آنے والا ہے، کچھ دیر کیلئے اسکے آنے سے پہلے ہی سب تیار ہونا چاہیے۔۔۔۔۔ "

وہ اسے سناتے ساتھ ہی اطلاع دیتی آگے بڑھی۔
جبکہ منت ابھی تک بے یقینی سے ان کی پشت کو گھور رہی تھی

اور ہو سکے تو یہ ملازموں والا سراپا بھی بدل لینا، شوہر شادی کے بعد پہلی بار واپس آرہا ہے اچھے سے تیار ہو کر ان ہونٹوں پر کچھ لگا لینا ______ !"
وہ اسے گائیڈ کرنے آئی تھیں۔۔ مگر ناراضگی کے سبب اب وہ اسے غصّے بھرے لہجے میں کہہ رہی تھیں۔۔
وہ ماں تھیں بیٹی کی معصومیت اور پچھتاوے سے باخوبی واقف تھی۔۔
پورا ایک ہفتہ راب کی منت کرتے وہ بالآخر اسے تھوڑی دیر کیلئے ہی سہی مگر آنے پر آمادہ کر چکی تھی۔۔

اور اب وہ چاہتی تھی کہ منت اس سے معافی مانگ کر ساری بات جلدی سے ختم کرے۔۔

_ !مگر ماما۔۔

وہ انگلیاں مڑورتے کچھ کہنے لگی،،

اب کیا ہے کیا چینج کرنے میں دقت ہے یا شوہر کیلئے چینج کرنے میں شرم آرہی ہے ____!

انکا چھبتا ہوا لہجہ منت کی آنکھیں پھر سے بھیگی وہ ان کے نرم رویے کی عادی تھی اور اب ان کی باتیں اسکی برداشت سے باہر تھیں۔۔

وہ کہنا چاہتی تھی کہ کل سے اسکے سر میں درد ہے وہ کچن کا سارا کام نہیں سنبھال سکتی اکیلے مگر ان کے غصے بھرے طنز سنتے وہ لبوں پر قفل لگائے خاموش رہ گئی۔۔۔

ZAINABRAJPOOT

اتنی خاموش کیوں ہو، کیا ہوا طبعیت تو ٹھیک ہے

"!_________ناں

وہ بیک مرر سے چاہت کے حسین چہرے کو دیکھتا سرشار سے لہجے میں بولا،

اسکے اصرار کے باوجود بھی وہ لڑکی اسکے ساتھ نہیں بیٹھی تھی، جس پر اسے غصہ تو بے انتہا تھا مگر فل وقت وہ کوئی بھی ایساری ایکشن نہیں لے سکتا تھا جس سے چاہت کی ہٹ دھرمی اسکے انکار کی صورت میں سامنے آئے،،

"طبعیت ٹھیک ہے مگر موڈ ٹھیک نہیں میرا______؛

اپنے چہرے پر اسکی نظروں کی تپش وہ کب سے محسوس کر رہی تھی، جانے کیوں مگر وہ شخص اسے اول روز سے ہی اچھا نہیں لگا تھا۔۔

اسکی چبھتی نگاہیں اسے اپنے وجود کے آر پار ہوتی محسوس ہوتی تھیں، مگر ستم یہ تھا کہ وہ کھل کر کسی سے اسکا ذکر تک نہیں کر سکتی تھی،

بالاج کو جلانے کیلئے وہ اسکے ساتھ آ تو گئی تھی، مگر اب اسکی نگاہوں سے وہ سخت خائف ہو چکی تھی۔۔

موڈ بھی ٹھیک ہو جائے گا کچھ دنوں کی بات ہے پھر تم میرے پاس ہو گی میری بانہو۔۔۔! "

اسکا جملہ ابھی مکمل نہیں ہو پایا تھا جب گاڑی ایک دم سے جھٹکے سے لڑکھڑاتے ہوئے رکی،،،

اویس کا سر سٹیرئنگ سے بری طرح سے ٹکرایا تھا،

چاہت خوف سے بے تحاشا تیز دھڑکتے اپنے دل پر ہاتھ رکھے سامنے دیکھنے لگی،

جہاں سڑک سنسان تھی،،

اویس فوراً سے سیدھا ہوا اپنا سر مسلتے وہ گاڑی سے نکلا،، تو اسکی نگاہ گاڑی کے اگلے ٹائروں کے نیچے پڑے ان شیشے کے ذرات اور کیلوں پر پڑی،

جن کی وجہ سے گاڑی کے دونوں ٹائر پنکچر ہو چکے تھے اور شاید اگر وہ بروقت بریک ناں لگاتا کوئی ناں کوئی حادثہ ضرور درپیش

"آتا______؛

"کیا ہوا ہے یہاں کیوں رکے ہو_____؛؟

شفاف ماتھے پر بل ڈالے وہ حسین مرد جیپ کو گاڑی کے قریب _روکتے سوالیہ نگاہوں سے اویس ملک کو دیکھتا استفسار کرنے لگا

ٹائر پنکچر ہو گئے ہیں گاڑی کے اسی لئے رکنا پڑا ہمیں

"________؛

اویس اسے سامنے دیکھ بمشکل سے اپنے غصے کو دباتا دانت پیستے

بولا۔۔۔

"ہممممم........؛

لمبا ہنکارہ بھرتے وہ جیپ سے نکل گاڑی کی طرف بڑھا تھا۔۔۔

چاہت اسکے حسین چہرے کو یک ٹک دیکھ رہی تھی۔جو بے تاثر

نگاہوں سے خود کو دیکھتی چاہت پر ایک نگاہ ڈالے آگے بڑھا،،

سفید سوٹ میں ملبوس وہ وجیہہ مرد گاڑی کا ڈور کھولتے اسکے باہر

نکلنے کا منتظر کھڑا تھا۔۔

اسکی کلون کی بھینی بھینی سی مہک چاہت کے نتھنوں سے

ٹکراتی وجود میں ایک عجب سی سنسنی ڈور اگئی،،

وہ کئی ثانیے اس ہاتھ کو دیکھتی رہی ان حسین آنکھوں میں دیکھتی وہ اپنی محبت کا عکس تلاشنے لگی۔۔ مگر شاید ہی اسے سرد مہری کے سوا کچھ ملا تھا۔۔

وہ دل کے ہاتھوں مجبور تھی اپنی طرف بڑھے اس کے قدم تو وہ کبھی بھی ناں ٹھکراتی۔۔ وہ محبت کی ماری انا مار کر اپنا آپ اسکے قدموں میں ہر وقت بچھائے رکھتی تھی۔

اور کسی نے ٹھیک کہا ہے ہر وقت کا میسر آنا بھی قدر گھٹا دیتا ہے

۔۔۔

وہ ایک سراب کے پیچھے بھاگ رہی تھی۔۔۔ وہ بھول چکی تھی عورت کی انا اسکی عزت محبت سے کئی درجے بڑی ہے۔

وہ اسکے قدموں کے پیچھے قدم رکھتی جھلی سی عشق کی ماری بنی اب اسکی جیپ میں اسکے سامنے بیٹھ چکی تھی،

بالاج سکندر کا سینہ چوڑا ہوا تھا، مونچھوں تلے وہ عنابی لب مسکائے تھے وہ جانتا تھا چاہت ملک اسکی پکار پر لبیک کہتے بھاگی چلی آئے گی۔

اور ایسا ہی ہوا تھا۔۔

گاڑی ٹھیک کروا کے گھر چلے جانا، چاہت کو ڈریس میں دلا دوں گا

"!______

اویس ملک کے سامنے رکتے وہ اسکے کندھے کو تھپکتے بولا۔۔تو

اویس نے جبڑے غصے سے بھینچے۔۔

دلہن میری ہے تو ڈریس بھی میں ہی پسند کرواؤں گا، آپ چاہت کو گھر لے جائیں، کیونکہ ابھی تو جانا ممکن نہیں ہے، مگر ڈریس میں خود اپنی پسند سے لے آؤں گا۔۔۔آفٹر آل میری ہی تو دلہن

"!بنے گی چاہت۔۔۔۔۔۔۔۔

وہ اپنے کندھے پر دھرے بالاج سکندر کے ہاتھ کو ہٹاتا غرایا تھا،

بالاج کی آنکھوں میں سرخی تیزی سے بھڑکی،،،

چاہت کے بھائی ہو تو میرے بھی بھائی ہی ہوئے، سالے صاحب

"ذرا دھیان سے لے جانا اپنی بہن کو۔۔۔۔۔۔؛

چہرے پر مکرو مسکراہٹ سجائے وہ اسکی سرخ نگاہوں میں دیکھتا

معنی خیز لہجے میں دھاڑا تھا۔۔۔

بالاج کا بس نہیں تھا کہ وہ اسکا منہ توڑ دیتا، مگر کس لیے،، ٹھیک

ہی تو کہہ رہا تھا اویس ملک۔۔۔ چاہت اکرم ملک اسکی ہونے والی

بیوی تھی۔۔۔

آپ ذرا جلدی نکلیں، کیونکہ میری چاہت اتنا وقت گاڑی میں

نہیں بیٹھ سکتی،"

اویس نے آنکھیں گھمائے ایک آخری وار کیا تھا۔۔۔۔

اور اسکی سوچ کے مطابق بالاج سکندر دھواں دھواں چہرے سے

مڑا جیپ کو آندھی کی طرح وہاں سے بھگاتے لے گیا۔۔۔

مجھے کیوں لگتا ہے کہ یہ بالاج سکندر میرے راستے میں رکاوٹ

بنے گا۔۔۔! "

گاڑی کی بونٹ پر ہاتھ رکھے وہ آنکھوں سے اوجھل ہوتی جیپ کو

دیکھتا بڑبڑایا۔۔

اور پھر ایک سرد سانس فضا کے سپرد کرتے اسنے موبائل فون

نکالا۔۔۔

ہمممم ایک کام تھا،، کچھ وڈیوز چاہیے مجھے،، پیسے جتنے کہو گے اتنے

ملیں گے مگر ایک بات یاد رہے کام ایسا ہونا چاہیے کہ کوئی بھی

آسانی سے پکڑ ناں سکے کہ یہ ویڈیوز نقلی ہیں "________ ؛

تھوڑی دیر تک میں آتا ہوں پھر بیٹھ کر بتاؤں گا کہ آخر کس کی اور کیسی ویڈیوز چاہیے مجھے _______؛

سرد نگاہوں سے بالاج سکندر کو سوچ وہ لبوں پر حباثت بھری مکروہ ہنسی لائے بولا۔

اب دیکھو بالاج سکندر یہ اویس ملک کیسے کھیلتا ہے تم سب سے...............!"

اپنی بڑی بڑی مونچھوں کو تاؤ دیتے وہ زہر خند لہجے میں کہتا قہقہ لگائے ہنسنے لگا۔۔۔۔

ZAINABRAJPOOT

سیاہ آسمان پر بکھری ان ستاروں کی خوبصورت سی چاندنی کے سبب وہ اندھیرے میں بھی کافی پر کشش دکھائی دے رہے تھے، ریلنگ پر ہاتھ رکھے وہ پچھلے آدھے گھنٹے سے اس منظر کو دیکھ رہا تھا مگر ذہن کہیں الجھا ہوا سا تھا۔۔۔

سگریٹ کا آخری حصہ بھی اب جل گیا تھا جسکے سبب اسکی شہادت

کی انگلی اور انگوٹھے کے درمیان جلنے سے سرخی ابھرنے لگی،

وہ جیسے ایک دم سے چونکتے ہوش میں لوٹا تھا۔۔

وہ سگریٹ بہت کم پیتا تھا،،اففففففف________:''سبز سرخ

ہوتی نگاہیں اب جلنے لگی تھیں، شمشیر نے اپنے انگلیوں کے

پوروں سے آنکھوں کو ٹھنڈک پہنچانی چاہی تھی۔۔

جب آنکھیں بند ہوتے ہی زیان ملک کا چہرہ آنکھوں کے سامنے

لہرایا۔وہ پھر سے بے چین ہوا۔۔

تیزی سے موبائل فون نکالتے اسنے حارث کا نمبر نکالے ڈائل کیا

۔

ہیلو چاچو کیسے ہیں۔۔۔؟'' سلام دعا کیے بنا ہی اسنے بے چینی

سموئے لہجے میں پوچھا۔۔۔

ابھی تک ہوش نہیں آیا،،ڈاکٹرز کا کہنا ہے صبح تک ہوش آیا تو

"!ٹھیک ورنہ شاید قومہ میں چلے جائیں،،،

حارث کو وہ کوئی بچہ سے لگا تھا جو اپنے کسی عزیز کے بیمار ہونے پر

تڑپ رہا تھا،،اسکا روم روم جیسے زیان ملک کی رکتی سانسوں کے

ساتھ تھمتا جا رہا تھا،،

اسنے گہرہ سانس بھرتے سر کو اوپر اٹھایا آسمان کی طرف دیکھتا وہ

بظاہر نارمل تھا مگر در حقیقت وہ آنسوں روک رہا تھا،،

"!میں آتا ہوں مجھے دیکھ کر وہ اٹھ جائیں گے۔۔۔

اسنے۔سبز نگاہوں کے کونے رگڑے،جیسے خود ہی کو دلاسہ دیا

تھا،،

حارث کو بے حد دکھ ہوا تھا اپنے جان سے عزیز دوست کی یہ

حالت وہ کبھی بھی دیکھنا نہیں چاہتا تھا۔

حیدر وہ ٹھیک ہیں ابھی اور تو جانتا ہے ایک دم سے تو پہنچ نہیں

"! پائے گا، ابھی تو نکلا تھا یہاں سے۔۔

حارث اسکی کیفیت سے واقف تھا مگر وہ اسے اس ماحول سے دور

رکھنا چاہتا تھا۔۔

ہمممم میں صبح ہوتے ہی ہاسپٹل کیلیے نکلوں گا اگر چاچو کو ہوش آئی

تو مجھے انفارم کرنا۔۔۔؛

وہ جانتا تھا ضد کا کوئی فائدہ نہیں۔۔۔۔ جبھی وہ گہری سانس

بھرتے اسے کہتے ساتھ کال کٹ کر گیا۔۔

عقیدت کو اس رات فارم ہاؤس لاتے ہی اسے ملازم کی کال آئی

تھی۔۔ کہ زیان ملک نے آج پھر سے ساری ادویات ایک ساتھ

کھادی تھیں،

ان کی دیکھ بھال کے لئے حویلی میں مختص کیے شمشیر کے ملازم نے جب ان کی حالت دیکھی, تو گھبراتے ہوئے شمشیر کو کال کی۔۔

جو بھاگتا ہوا سا حویلی پہنچا تھا۔

داجان کے تو ہاتھ پاؤں پھول چکے تھے،انکے سوا گھر کے کسی فرد کو زیان ملک کی پرواہ نہیں تھی،

جبکہ جہاں آرا بیگم تو اپنے بیٹے کی بکھرتی حالت پر خون کے آنسوں رو رہی تھیں،

پالنے والی ماں پیدا کرنے والی سے زیادہ احساس رکھتی ہے۔

اور جہاں آرا بیگم کی گود میں وہ اس وقت آیا تھا جب وہ اولاد نام کے جذبے اس احساس سے محروم تھی۔۔

انہوں نے تائی نہیں بلکہ ماں بن کر اسے پالا تھا اور اب ان کی بھوڑی آنکھیں اسکی حالت پر ہمہ وقت غمگیں رہتی تھیں۔

شمشیر زیان ملک کو ایمرجنسی میں ہاسپٹل لے گیا تھا۔۔

جہاں اتنے دنوں سے وہ زیر علاج تھے۔۔ان کی حالت میں کوئی سدھار نہیں آرہا تھا اور شمشیر دن بدن ان کی بکھرتی حالت دیکھ اندر سے ٹوٹ رہا تھا جیسے۔۔۔۔

وہ سوچوں کے بھنور میں گم تھا جب ایک زوردار دھماکے کی آواز اسے ہوش کی دنیا میں لائی۔۔

صبیح پیشانی پر ڈھیروں بل سموئے وہ تقریباً بھاگنے کے انداز میں سیڑھیاں پھلانگتا نیچے اترا۔۔

جہاں کچن سے اٹھتے دھوئیں کو دیکھ وہ تیز تیز قدم اٹھائے اس جانب بڑھا۔۔

"کیاہوا ہے یہاں_________؛

عقیدت جو اچانک سے پریشر ککر پھٹ جانے سے خوفزدہ سی ہوتے ایک طرف گھٹنوں میں منہ دیے بیٹھی تھی۔۔

اسکی آواز پر کانپتے ہوئے وجود کے ساتھ سر اٹھائے اسے دیکھا۔۔۔

شمشیر کی نگاہیں تباہ حال کچن سے ہوتے کاؤنٹر کے قریب بیٹھی اس سہمی لڑکی پر پڑیں۔

پریشر ککر سے بہا گرم پانی پورے کچن کو بھگو چکا تھا۔۔۔

شمشیر نے تاسف سے سارے کچن کو دیکھا،اور پھر پانی کا بہاؤ عقیدت کی طرف دیکھ وہ سرد سانس فضا کے سپرد کرتے آگے بڑھا،

اور اسکے قریب جھکتے اپنے چوڑے سینے میں چھپائے وہ باہر آیا، اسے صوفے پر اتارے وہ سرد نگاہوں سے اسکے وجود کو گھورنے لگا۔

_ تمہیں کیا لگا تھا کیا ایسے موت آجائے گی تمہیں،،،؟

وہ پراسراریت بھری حسین نگاہوں سے اسکے لٹھے کی مانند سفید چہرے کو دیکھ تمسخر اڑائے لہجے میں بولا۔۔۔

عقیدت نے نفرت سے اسکی سبز نگاہوں اور اس بھوری شیو تلے مغرور مسکراہٹ میں ڈھلے عنابی لبوں کو دیکھا۔۔

تم حاک کرنا چاہتے ہو مجھے، تو پھر تم کیوں اتنے فکر مند ہو رہے ہو،، حاک ہو رہی تھی ناں بچاتے مجھے،،، "!

اسکی آنکھوں میں دیکھتی وہ بپھری شیرنی بنی ڈھاری۔

جب وہ سنتا سر کو تاسف بھرے انداز میں نفی میں ہلاتا اسکی طرف جھکا۔۔

عقیدت اسکے قریب ہونے پر احتیاطا پیچھے سرکی، اسکی احتیاط پر شمشیر کو ہنسی آئی مگر وہ ضبط کرتا ٹھہرے لہجے میں گویا ہوا۔۔

خاک کرنا اور خاک ہونے میں بہت فرق ہے روحِ دل ______

اسکی آنکھوں میں کچھ تھا وہ اسے دیکھتی رہی وہ رنگ بدلتی نگاہوں والا پھر سے اسے بے بس کر رہا تھا۔۔

تم دیکھنا بہت دور چلی جاؤں گی میں _______!" وہ جیسے خود کو یقین دلا رہی تھی۔۔اسنے کہتے اپنے سامنے کھڑے اس مغرور حسن کے مالک کو دیکھا۔۔

تم دور چلی جاؤ گی ہو سکتا ہے کہ چلی بھی جاؤ ______" وہ کہتے اس کی طرف جھکا تھا اسنے اٹھتے ساتھ ہی قدم پیچھے کو لیے۔۔۔۔

وہ ہنسا اسکی احتیاط پر۔۔۔۔ مگر یاد رکھنا ایک بھی دن مجھے بھلا نہیں

پاؤ گی۔.........!"

اسکی آنکھوں میں شرارے تھے۔۔۔۔ مگر زبان پر وہی سرد الفاظ

جن کا وہ ماہر تھا۔۔ کم از کم اس نازک لڑکی کو تو یہی لگتا تھا۔۔

وہ ظالم نہیں تھا وہ جابر بھی نہیں تھا مگر وہ سفاک ضرور تھا۔۔

تم مذاق اڑا رہے ہو میری بے بسی کا شمشیر حیدر ملک۔۔۔۔ مگر

ایک بات یاد رکھنا عقیدت علی شاہ کوئی کمزور اور بے بس لڑکی

نہیں جو بالآخر ہمت ہار کر تمہاری محبت کا دم بھرنے لگے

"۔۔۔۔

اسکی آنکھوں میں ابھرتی نمی جیسے مرچوں کی طرح بڑھتی جا رہی

تھی،

نائٹ سوٹ میں ملبوس وہ حسن کا دیوتا اس نازک اندام سی لڑکی کو گہری بولتی نگاہوں سے سرتا پیر دیکھتا اپنے دونوں ہاتھ پاکٹس میں ڈالے ایک قدم اٹھائے اسکے قریب ہوا۔۔

اسکی بھیگی متورم حسین آنکھوں میں اپنی سبز آنکھیں گاڑھے اسے دیکھنے لگا۔۔

تو کچھ بھی مت کرو تم ڈائریکٹ میرے حسن کی اسیر ہو جاؤ،اپنے شوہر کی محبت میں دیوانی ایک سرپھری بیوی بن جاؤ،، میری "! باہیں ہمہ وقت کھلی ہیں تمہارے لئے۔۔۔

وہ اسکی آنکھوں میں دیکھتا ٹھہرے لہجے میں اسے آفر کرتا اپنے کشادہ بازو وا کر گیا۔۔

عقیدت کا گلابی چہرہ پل بھر میں دہکتا انگارہ ہوا تھا۔۔

دانت پر دانت جمائے وہ ضبط کرتے اپنی نگاہیں پھیر وہاں سے واک آؤٹ کر گئی،،

جبکہ شمشیر نے کندھے اچکائے نگاہوں سے اوجھل ہوتی اس دوشیزہ کی پشت کو گہری نگاہوں سے گھورا۔۔۔

ZAINAB RAJPOOT

جاؤ ریسو کرو شوہر کو۔۔۔۔۔۔۔۔! "دن کے پونے ایک بجے تک وہ اپنے کہے مطابق شاہ ولا کے باہر کھڑا تھا۔۔

اسکی گاڑی کی آواز سن شائستہ بیگم نے منت کو گھورتے ساتھ ہی حکم دیا۔۔

جو انکے نئے حکم پر سانس روک گئی آنکھیں خوف سے پھیلائے وہ لب کچلنے لگی،

پورا دن بس انہی کو کچلتی رہنا، خدا نے غلطی سے دے جو دیے

تھے تمہیں،، چھوڑو انہیں ساری لپ اسٹک اتر گئی ہے۔۔۔ "!

اسکے لب کچلنے کی حرکت انہیں شروع دن سے پسند نہیں تھی

اب بھی غصے سے گھر کھتے ساتھ ہی اسے انگلی سے راب کا ویلکم

کرنے کا کہا۔

توچاروناچار وہ ہاتھ مسلتی باہر نکلی۔۔

اسکی دھڑکنیں تیزی سے دوڑ رہی تھی، چہرے پر پسینے کے

قطرے نمایاں ہونے لگے تھے،

آج سے پہلے اسے کبھی اتنا خوف یا شرمندگی محسوس نہیں ہوئی

تھی وہ بھی راب سے۔۔۔

مگر اب سب کچھ بدل چکا تھا۔۔۔

وہ اسکا شوہر تھا اور وہ اسکے لئے سج سنور کر کھڑی اسکی ایک نگاہ کی منتظر تھی جیسے۔۔۔

عائشہ آپ بھی چلیں ساتھ، پھر تھوڑی دیر تک کیس کیلئے نکلتے ہیں۔۔!"

وہ فرنٹ سیٹ پر بیٹھی اپنی ساتھی کولیگ سے مخاطب ہوا تھا، جس کی آنکھوں پر بڑے بڑے چشمے تھے۔۔۔

عائشہ نے فوراً سے سر کو ہاں میں ہلاتے حامی بھری۔۔۔

راب گاڑی کا دروازہ کھول جیسے ہی باہر نکلا نگاہیں دروازے کے وسط میں کھڑی اس پری وش پر اٹک سی گئیں۔۔

سرخ گھٹنوں کو چھوتی گھیرے دار شارٹ فراک میں اسکا سرخ رنگ دمک رہا تھا،، آنکھیں میں کھینچا گہرا کاجل انہیں مزید

خوشربا بنا گیا تھا۔۔ ہونٹوں پر لگی وہ لال لپ اسٹک، کھلے بال جو اسکی کمر تک جاتے دونوں کندھوں پر ڈھلک رہے تھے۔

گردن کے بیچ لپٹا سرخ دوپٹہ اسکے حسن ورعنائی کو چھپانے سے قاصر تھا۔۔

وہ ایک ہی نگاہ میں اس ہتھیاروں سے لیس دوشیزہ کا پورا جائزہ لیتے حیرت سے نگاہیں پھیر گیا۔۔

احتیاطا اپنی بھٹکی بے ایمان نگاہوں کو اس لڑکی کو دیکھنے سے باز رکھنے کیلئے وہ آنکھوں پر چشمہ لگائے پولیس یونیفارم میں گاڑی سے نکلتا منت کی طرف بڑھتا اسکی دھڑکنوں کو ساکت کر گیا۔۔

اسکے ہاتھ باقاعدہ کانپنے لگے تھے۔۔

جب خوشبو کے جھونکے کے ساتھ راب خانزادہ اسے اگنور کرتے آگے بڑھ گیا۔۔

منت کے دل میں جیسے پھانس سی اٹک گئی،

اسکا اگنور کرنا اس معصوم لڑکی کے دل پر گہرہ چبھا تھا۔۔

"ہائے منت کیسی ہیں آپ، پہنچانا مجھے،،؟

عائشہ اس معصوم خوبصورت سی لڑکی کو دیکھ رک گئی تھی۔۔۔

وہ جانتی تھی کہ وہ راب کی کزن ہے اور راب جتنا شائے تھا اسے

اندازہ تھا کہ وہ اپنی کزن سے نہیں ملے گا۔۔

_! سوری میں نے پہنچانا نہیں آپ کو۔۔۔

کاجل بکھرنے سے روکنے کی کوشش کرتے وہ گہرے سانس

بھرتے رونا روکنے لگئ۔۔۔

ارے کچھ دن پہلے جب آپ بے ہوش ہوگئی تھی میں وہی ہوں

انسپیکٹر عائشہ جو آپ کو آپ کے گھر چھوڑنے آئی تھی،

اسنے کہتے ساتھ ہی چشمہ اتارا تو منت اسے پہچان گئی۔

اسے وہ واقعہ یاد تھا جب ذکی اسے ہوٹل چھوڑ کہیں چلا گیا تھا تب وہ کسی انسپکٹر کو ملی تھی۔۔

آپ جانتی ہیں راب سر نے ہی آپ کو چھوڑنے کا کہا تھا، میں انہی کے انڈر کام کرتی ہوں اور تب مجھے علم ہوا کہ آپ ان کی کزن ہیں۔۔۔!"

عائشہ خوشگواری سے اسے سب بتا رہی تھی۔۔

جبکہ راب کے ذکر اور اس حقیقت کو جاننے کے بعد منت کی شرمندگی مزید بڑھی، چہرہ جو آگے ہی دہک رہا تھا مزید لال انگارہ ہو گیا۔۔۔

سر نے بتایا نہیں کہ وہ آپ سے ملنے آرہے ہیں اچھا ہوا کہ میں بھی ساتھ تھی، تھوڑی دیر میں ہم ایک کیس کیلئے نکلنے والے ہیں "تو سر مجھے ساتھ لے آئے،

منت کے اگنور کرنے کے باوجود وہ اسی سے مخاطب تھی،

"آپ کے کزن بہت اچھے ہیں۔۔۔۔!"

عائشہ جوراب کی عادات سے بہت متاثر ہوئی تھی وہ اب

ڈائریکٹ اپنی سفارش کروانے کی کوشش کرنے لگی۔۔

جبکہ اسکا نام سنتے ہی منت جو اپنا غصہ ضبط کرنے کے چکر میں لال

پیلی ہو چکی تھی اب اسکے بات پر باقاعدہ پھٹ پڑی۔۔

کزن نہیں شوہر ہیں وہ میرے، بیوی ہوں میں راب کی۔۔۔۔

اور مجھ سے بہتر کسی کو علم نہیں ہو سکتا وہ کتنا اچھا ہے۔۔۔۔اندر

چلیں مجھے اپنے شوہر کو دیکھنا ہے۔۔۔!"

وہ بالکل سپاٹ لہجے میں بولی نہیں برس پڑی تھی،۔اسکے الفاظ

میں غصے سے زیادہ جلن نمایاں تھی۔۔

جبکہ اس نئے انکشاف پر عائشہ کا منہ حیرت و صدمے سے کھل گیا۔۔

ZAINABRAJPOOT

راب میرے بچے کیا ناراض ہو تم ماموں سے۔۔۔۔۔۔۔

کب سے بلا رہا ہوں تم واپس نہیں آتے۔۔ کیا کوئی بات بری لگی ہے میری۔۔۔۔۔"!

ابراہیم شاہ اسکے ہاتھ کو مضبوطی سے پکڑے پوچھ رہے تھے۔۔

منت کے ساتھ اسکے نکاح کے بعد وہ ایسا غائب ہوا تھا کہ اب انکا دل ڈرنے لگا تھا،،

پچھلے آدھے گھنٹے سے وہ دونوں ماما بھانجا اکیلے بیٹھے اپنی ہی گفت و شنید میں مصروف تھے،

جب باتوں باتوں میں ابرہیم شاہ نے اپنے دل کا ڈر اس پر عیاں کیا ۔۔

نہیں ماموں ایسی کوئی بات نہیں آپ ایسا کچھ بھی مت سوچیں

"!،،

راب اپنی جگہ شرمندہ سا ہوتے رہ گیا تھا۔۔ جانتا تھا منت کے ساتھ ساتھ وہ سب کو سزا دے رہا ہے مگر وہ مجبور تھا کیونکہ اب اسکا دل اسے یہاں رہنے کی اجازت کبھی ناں دیتا۔۔۔

میں جانتا ہوں میرے بچے، تم نے کبھی اپنے ماموں کا کہا نہیں ٹالا مگر آج سچ بتاؤ کیا تم اس رشتے سے خوش ہو۔۔ مجھے یہ خوف کھائے جا رہا ہے کہ میں نے تمہارے ساتھ ناانصافی کر دی ہے

"!۔۔

ابراہیم شاہ نے شرمندہ سے لہجے میں کہا، کیونکہ انہیں یہ خوف تھا کہ وہ اپنی عزت بچانے کے لیے اپنی فرمانبردار بھانجے کے ساتھ ناانصافی کر گئے تھے

،،

راب کے حسین چہرے پر آسودگی بھری مسکراہٹ بکھری۔۔

ماموں جان سچ کہوں تو میں بہت خوش ہوں کہ آپ نے مجھ پر اعتبار کر کے منت کو میرے نام کیا۔۔۔۔؛ میرے لئے اس دنیا میں اگر کوئی سب سے زیادہ عزیز ہے تو وہ آپ کے بعد منت راب خانزادہ ہے۔۔ میں نہیں جانتا کہ میری کون سی نیکی میرے خدا کو پسند آئی کہ اسنے مجھے منت سے نوازدیا۔۔ مگر یہ سچ ہے کہ منت کو پانے کے بعد اب دل میں کوئی خواہش باقی نہیں رہی۔۔۔۔!"

اسکے چہرے پر ایک خوبصورت سی مسکراہٹ تھی، وہ خوبصورت انداز میں اپنی محبت کو خدا کی نوازش کا نام دیتا آخر میں مسکرایا۔۔

تو اسے کھانے کیلئے بلانے آئی منت جو اپنا نام اسکے منہ سے سنتے ہی باہر رک گئی تھی۔۔

اب اسکے بات سنتے ہی اسکا دل چاہا کہ وہ گڑھا کھود کر خود کو اس میں چھپا دے۔۔۔

کتنا گندہ سوچتی رہی تھی وہ اس مرد کے لئے۔۔ جس کے لئے وہ محبت سے بڑھ کر عزت تھی، جو اسکے باپ کے سامنے آسکے کرتوت بتانے کی بجائے اپنے دل میں موجود اسکی جگہ سے انہیں روشناس کرواتا ان کے دل میں موجود ہر وسوسے کو ختم کر چکا تھا۔

منت انہی قدموں سے بھاگتی ہوئی نیچے آئی۔۔۔
دل و دماغ میں ایک نئی جنگ چھڑ چکی تھی۔۔
"کیا ہوا تم راب کو بلانے گئی تھی!،،

ڈائننگ ٹیبل پر موجود شائستہ بیگم اور عائشہ نے اسے حیرت سے دیکھ پوچھا۔۔

جس کی رنگت اڑی ہوئی تھی۔۔

"کیا ہوا تم ٹھیک ہو۔۔۔؟

شائستہ بیگم اسکی حالت دیکھ اچنبھے سے دریافت کرنے لگی،

وہ صبح سے نوٹ کر رہی تھیں وہ کافی بجھی بجھی تھی۔۔۔ مگر پھر کاموں کے بیچ انہیں ہوش نہیں رہا تھا۔۔

"! میں ٹھیک ہوں مام۔۔۔

منت نے اپنے چکراتے سر کے ساتھ انہیں تسلی دیتے مسکرانے کی کوشش کی تھی،

جبکہ ایک دم سے آنکھوں کے سامنے اندھیرا چھانے پر وہ منہ کے بل گرنے لگی۔۔

جب سیڑھیاں اترتے راب نے برق رفتاری سے بھاگتے اسے تھاما۔۔

"!______ منت۔۔۔۔۔۔۔منت ٹھیک ہیں آپ

کمر سے تھامے اسکا رخ اپنی طرف کرتے وہ گھبراہٹ زدہ سا استفسار کرنے لگا۔۔

جبکہ منت کے اچانک بے ہوش ہونے پر شائستہ بیگم کا سانس تک رک گیا تھا۔۔

"منت میری بچی کیا ہوا اسے راب۔۔۔۔؟

وہ تیزی سے لپکی اسے پکارنے لگی۔۔راب نے اپنے ہاتھ کی پشت سے اسکے گال کو چھوا۔۔اسکا چہرہ بخار میں پھنک رہا تھا۔۔

"! ممانی منت کو تیز بخار ہے کیا آپ نہیں جانتی۔۔۔

اسنے کہتے ساتھ بے قراری سے منت کے بے ہوش وجود کو

بانہوں میں سمیٹا۔۔

اور بنا انکا جواب سنے وہ لمبے لمبے قدم اٹھاتا باہر کو بھاگا۔۔

.آپ ماموں کا خیال رکھیں میں منت کو لے جا رہا ہوں۔۔!ء

شائستہ بیگم کو پیچھے آتا دیکھ وہ مڑتے ہوئے بولا اور پھر بھاگتے

ہوئے گاڑی کی طرف بڑھتے اسنے نرمی سے بیک سیٹ پر منت کو

لٹائے گاڑی جلدی سے سٹارٹ کی۔۔

اسکے چہرے پر رقم بے قراری خوف، محبت دیکھ عائشہ دھنگ سی

رہ گئی۔۔

تو کیا راب سر اسی لیے کسی لڑکی کو نہیں دیکھتے کیونکہ اُنہیں اپنی

بیوی سے اس قدر محبت ہے ______!"

وہ اس ساحر شخص کو سوچتی اسکے چہرے پر رقم محبت، دیوانگی کو یاد کرتے خور ہی سے اندازہ لگائے ہنکارہ بھرتے اندر کی طرف بھڑی۔۔۔

"!عشق کا روگ ظالم۔۔۔۔۔

وہ زیر لب بڑبڑاتے اب صوفے کی طرف بڑھ گئی تھی۔۔

ZAINABRAJPOOT

جی جناب ایپی کیسی لگی 🙂 کون سا سین اچھا لگا آج سب سے زیادہ سین میرے فیورٹ راب 🙈 کے تھے جسے لکھتے مجھے بہت خوشی ہوئی 😂 اب یہ بتائیں کس کا اور کون سا سین آپ کے دل کو چھو گیا 🖤 اور آپ کے لمبے لمبے ریوز کا ویٹ رہے گا میں بہت دل سے اسے لکھ رہی ہوں اور آپ کا ایسا ہی ریسپانس چاہتی ہوں تاکہ یہ ناول یادگار رہے 🖤 اور اور کل ستمگر میرا

صنم کی ایپی ان شاءاللہ یوٹیوب پر آئے گی اور پیج پر آپ کا

ریسپانس طے کرے گا □ اور ایڈیٹرز سے درخواست ہے آج

کل کافی مصروف دن چل رہے ہیں تو ایڈیٹس بنادیا کریں مجھ

غریب کو

Mehwish Jabeen

Shukriya guriya for this edit

ناول محبت من محرم 💗

از قلم زینب راجپوت

قسط نمبر 21

ناول میرے یوٹیوب چینل اور آفیشل پیج کے علاوہ کہی

بھی پوسٹ کرنے کی اجازت نہیں، تو بنا اجازت کاپی کرنے سے

"! گریز کریں،، شکریہ------

ZAINABRAJPOOT

آپ گھر واپس کیوں جا رہے ہیں،، ؟''گاڑی کا رخ دوبارہ

سے واپسی کی سمت دیکھ وہ حیرت سے پوچھنے لگی،

جب ساتھ برابر بیٹھے اس خوبرو شخص نے پل بھر کو اسکی حیرت

سے پھیلی حسین نگاہوں میں دیکھا اور پھر رخ موڑے وہ

ڈرائیونگ کرنے لگا۔

کیونکہ تمہارا ہونے والا شوہر تمہارے لئے ڈریس لے آئے گا۔

"!اور اب مجھے صرف تمہیں گھر ڈراپ کرنا ہے۔۔۔

وہ جس قدر اکھڑے ہوئے لہجے میں بولا تھا، چاہت کا سانس رک

سا گیا۔۔

"!وہ میرا شوہر نہیں ہے اور ناں ہی کبھی ہو گا۔۔۔

دونوں ہاتھوں کی مٹھیوں کو بھینچے وہ تندہی سے گویا ہوئی، چہرہ

ایک دم سے غصہ کرنے کے سبب لال بھبھوکا ہو چکا تھا۔۔

بالاج کو وہ واقعی کنفیوز لگی،۔

"! تو پھر تم شادی کا لہنگا کس کیلئے خرید نے جا رہی تھی،

ابرو اچکائے کہتے وہ سچ میں اسے گھبراہٹ میں ڈال گیا۔ چاہت سوچ میں پڑ گئی وہ اب اسے کیا کہتی کہ وہ صرف اسے جلانے کیلئے شادی کا جوڑہ خرید نے گئی تھی۔

آپ کو اتنی فکر کیوں ہو رہی ہے آپ تو یہی چاہتے تھے کہ میں خوشی خوشی شادی کر لوں اب کر رہی ہوں تو یہ بے چینی کیسی۔۔۔۔؟'

اسنے داؤ پلٹا ________ اور الٹا بالاج سے سوال کیا۔۔

اب گڑ بڑانے کی باری اس کی تھی،

اچھی بات ہے کرو شادی مگر مجھ سے دور رہو، جتنی جلدی ہو سکے اس گھر سے نکلو۔۔۔اور اپنا گھر بساؤ،،!'

اسکے الفاظ میں طنز تھا، شاید اسے چاہت سے ان الفاظ کی توقع نہیں تھی،

ٹھیک کہا آپ نے میری زندگی، میری محبت، میری شادی آپ کا تو کوئی تعلق کوئی واسطہ نہیں مجھ سے تو پھر آپ جان چھڑانے کی کوشش تو کریں گی ہی۔۔۔ فکر مت کریں بالاج سائیں، چاہت ملک آپ سے دور تو جاسکتی ہے مگر بھول کبھی نہیں سکتی آپ کو۔۔۔۔۔۔۔اور میری زندگی میں اگر کوئی مرد شامل ہوا تو وہ "آپ ہونگے ورنہ کوئی بھی نہیں،،،؛

اسکی آنکھوں میں دیکھتی وہ پراعتماد لہجے میں گویا ہوئی،

تو بالاج سکندر اسکے الفاظ کی سختی پر اسکی آنکھوں میں ابلتے جنون کو دیکھ ایک پل کو ساکت سارہ گیا۔

وہ لڑکی اسے کھلے عام اپنی محبت کا اظہار بناڈرے کر رہی تھی کیا اسکی محبت سچ میں اس قدر مضبوط تھی۔۔

وہ کئی لمحوں ت سوچ میں ڈوبا رہا، مگر پھر جلد خود پر قابو کیے وہ تیزی سے رخ موڑے سٹیر نگ کے گرد گرفت مضبوط کر گیا

۔۔

ZAINABRAJPOOT

وہ کمرے میں داخل ہوا، نگاہ بستر پر کمفرٹر میں دبکی عقیدت علی شاہ پر پڑی،،رات کا ایک بج رہا تھا اور وہ آفس ضروری کام نپٹاتے ریسٹ کرنے کمرے میں آیا،

لیپ ٹاپ ایک طرف رکھتے وہ بیڈ کی جانب بڑھا۔۔تو نگاہیں عقیدت کے معصوم چہرے پر پڑیں،،،

صبیح پیشانی پر شکنیں نمایاں تھیں۔۔وہ اس وقت گہری نیند میں ہونے کے باوجود بھی بے چین لگی،

شمشیر نے سرد سانس فضا کے سپرد کیے کمفرٹر ایک طرف سے پکڑا۔۔اور جیسے ہی بستر پر لیٹا، عقیدت کی آنکھ پھک سے کھلی۔ حسین نگاہوں میں نیند ٹوٹنے کے سبب سرخی کی ڈوریاں نمایاں تھیں،

"!______ تت

اشششش آپ........."وہ ہڑبڑی میں بڑبڑاتے اٹھنے" لگی، جب غصّے سے جبڑے بھینچے شمشیر نے سبز خون آشام نگاہوں سے اسے گھورتے انگلی اسکے ہونٹوں پر رکھے سختی سے کہا

--

عقیدت سنی ان سنی کیے اسکے ہاتھ کو اپنے ہونٹوں سے جھٹک گئی

۔

"تم کیا کر رہے ہو یہاں ______؟

وہ اب پوری طرح سے سیدھے سے بیٹھی غصے سے گرجی،،۔

جب کہ اسکے بد تمیزی سے کہنے پر وہ غصے سے جبڑے بھینچتا

اسکی بازو کو جکڑے جھٹکے سے کھینچتا اپنے قریب کر گیا۔۔

مجھے اپنی بات دہرانے کی عادت نہیں ہے عقیدت علی شاہ

______ آج کے بعد اگر "تم" کہہ کر مخاطب کیا تو تمہارے

"باپ کو تمہاری لاش تک نہیں ملے گی۔۔۔۔۔:

وہ اس قدر سختی سے اسکے منہ پر گرجا تھا کہ عقیدت نا چاہتے

ہوئے بھی سہم گئی،،اسکی آنکھوں میں جھلکتا سرد پن اسے

":وحشت سی ہوئی تھی اس انسان سے۔۔۔۔

جبھی تیزی سے اپنے خشک ہونٹوں پر زبان پھیر وہ خود کو نارمل کرنے کی سعی کرنے لگی،

"ہہہ ہاتھ چچچ چھوڑو آپ۔۔۔؛

اسکے چھوڑو کہتے ہی ہاتھ پر شمشیر کی گرفت میں اس قدر سختی آئی

"!کہ چاروناچار عقیدت کو اسے آپ کہنا پڑا۔

شمشیر نے سنتے آرام سے اسکا ہاتھ چھوڑا۔اور پھر سیدھا ہوتے وہ کمفرٹر خود پر لیتا بیڈ پر پھیل کر لیٹے ہاتھ آنکھوں پہ رکھ گیا۔

عقیدت کا منہ حیرت سے کھلا رہ گیا۔۔

"!آپ اٹھو یہاں سے میں نے سونا ہے یہاں۔۔

اسکی نیند خراب کرتے وہ جس طرح سے پھیل کر بستر پر لیٹا تھا عقیدت کا بس نہیں چلا کہ وہ اسکا گلا دبا دیتی۔۔۔

"بکواس بند کرو اپنی، سامنے صوفے پر لیٹ جاؤ۔۔۔؛

وہ یونہی ہاتھ آنکھوں پہ رکھے گویا ہوا۔

تو عقیدت نے حیرت سے اسکے بھاری بھرکم بڑے سے وجود کو ایک نگاہ دیکھا یقیناً وہ اگر اسکے پاس سونے کی کوشش کرتی وہ اسے دبوچ دیتا اور شاید سوتے ہوئے غصے سے اسکا گلا دبا اسے جان سے مار دیتا۔۔۔

چہرے پر بکھرتے بالوں کو پیچھے کرتی وہ بیڈ سے اتری۔۔

"! کمرے سے نکلنے کی غلطی کی تو ٹانگیں توڑ دوں گا۔۔۔

عقیدت کا ہاتھ دروازے کی ناب کے اوپر تھا جب وہ سرد لہجے میں دھاڑا تھا۔۔

دانت پیستے اسنے مڑتے اس درندے کو دیکھا جو پہلی پوزیشن میں بیڈ پر لیٹا تھا۔۔۔

"! میں صوفے پر نہیں سو سکتی، آپ جاؤ وہاں لیٹو۔۔۔۔

ننگے پاؤں آنکھوں میں نیند کی سرخی لیے وہ گلابی سوٹ میں ملبوس اسکے سر پر آن کھڑی ہوئی،

ایک دو ثانیے وہ لیٹا رہا۔۔ عقیدت اسکے سرخ و سفید ہاتھ کو دیکھتی رہی۔اور پھر وہ ہاتھ آنکھوں سے ہٹاتے اسے دیکھنے لگا

۔۔۔

شکر کرو صوفے پر سلا رہا ہوں ورنہ جو کچھ تمہارے ماں باپ کر چکے ہیں میرا دل تو تمہیں آگ پر سلانے کا ہے________؟"

وہ جان بوجھ پر اسکے وجود کو چبھتی نگاہوں سے دیکھتا ایک ایک لفظ پر زور دیتا پھنکارا تھا۔۔

حسین چہرے پر بلا کی سختی تھی جبکہ آنکھوں سے شعلے لپک رہے تھے۔۔۔

یقیناً وہ خود پر ضبط کر رہا تھا۔

میرے ماں باپ نے ایسا کچھ بھی نہیں کیا جو آپ اور آپکا خاندان ان کے دشمن بنے ہو۔۔۔"

وہ غصے سے گرجی تھی،

اپنے ماں باپ کے خلاف وہ ایک لفظ بھی نہیں سن سکتی تھی کیا وہ ناواقف تھی کہ اسکے ماں باپ کس قدر محبت کرنے والے اچھے لوگ ہیں۔۔۔

شمشیر کے چہرے پر طنزیہ افسوس سے بھری مسکراہٹ رقص کرنے لگی

عقیدت ٹھٹھکی۔۔۔۔۔۔۔۔۔خوش فہمی کافی اچھی ہے تمہاری ،اور جب تک یہ قائم رہی تمہارا، یہ جھوٹی انا کا بت قائم رہے گا۔۔۔

رات بہت ہو چکی ہے جاؤ اور آرام کرو،، ابھی تو بہت کچھ دیکھنا ہے تم نے۔۔۔۔۔۔۔"؛

اسکا لہجہ طنز کرتا ہوا سا تھا اسے حقیقتاً عقیدت پر افسوس ہوا تھا جو اپنے ماں باپ کے اصلی روپ تک سے ناواقف تھی۔۔

عقیدت اسے غصے سے گھورتی صوفے کی طرف بڑھ گئی مگر اب نیند آنا ناممکن تھا۔

ZAINABRAJPOOT

واٹ ہیپنڈ۔۔۔۔۔۔!" وہ جس بے قراری سے بھاگتا ہوا روم میں آیا تھا، سامنے موجود ڈاکٹر زوہیب نے حیرت سے ایک نگاہ اس حسین مرد اور پھر اسکی بانہوں میں موجود اس لڑکی کے وجود پر ڈالے تفتیش ناک لہجے میں کہا اور ساتھ ہی وہ اٹھ کھڑے ہوئے۔۔

"آپ پلیز ڈاکٹر سمن کو بلا دیں۔۔۔؟

غیر محسوس انداز میں وہ منت کو خود میں بھینچنے کی کوشش کرتا احتراماً نرم لہجے میں گویا ہوا۔۔

ڈاکٹر زوہیب کے ہونٹوں پر نا چاہتے ہوئے بھی مسکراہٹ ابھری، وہ کئی کیس دیکھ چکے تھے ایسے، جن میں لڑکے انتہائی بد تمیزی سے پیش آتے تھے اور آج کل تو یہ ٹرینڈ بنتا جا رہا تھا، مگر سامنے کھڑا وہ نوجوان جس قدر احترام بھرے لہجے میں بولا تھا۔

وہ کافی متاثر ہوئے، آپ ان کو بیڈ پر لٹائیں میں ڈاکٹر سمن کو بھیجتا

"ہوں۔۔۔!"

ڈاکٹر زوہیب نے نرم لہجے میں جواب دیا اور پھر وہ تیزی سے روم سے نکلے۔۔

راب نے تیزی سے اپنی دکھتی آنکھوں کو میچا اور پھر نرمی سے

آگے بڑھتے منت کو سامنے موجود ایک بیڈ پر لٹایا۔۔۔

"ہائے راب کیسے آنا ہوا۔۔۔۔؟

ڈاکٹر سمن جیسے ہی اینٹر ہوئی وہ اسے دیکھتے ہی پہچان چکی تھیں،

جبھی مسکراتے ہوئے پوچھا۔۔

راب بے چینی سے مڑا تو اسکی سرخ نگاہوں کو دیکھ ڈاکٹر ٹھٹکی۔۔

وہ شاہ فیملی کی فیملی ڈاکٹر تھیں جبھی راب سیدھا وہیں آیا تھا۔۔

"اوہ منت کیا ہوا اسے______؟

ڈاکٹر کی نگاہ جیسے ہی بیڈ پر بے سودھ پڑی منت پر گئیں وہ بے چینی

سے پوچھتی آگے بڑھی۔۔

'معلوم نہیں ڈاکٹر پلیز آپ چیک اپ کریں منت کا۔۔۔؛

گہری سانس بھرتے اسنے عجلت میں کہا تو ڈاکٹر نے سر کو ہاں میں ہلایا،،

اور پھر آگے بڑھتے وہ۔منت کا چیک اپ کرنے لگی،،

راب کا چہرہ متفکر سا تھا،،اسکا بس نہیں چل رہا تھا وہ پکڑتے منت کو کھڑا کر دیتا۔۔

مجھے لگتا ہے سٹیریس کی وجہ سے ایسا ہوا ہے،ویک نیس بھی ہے شاید ڈائٹ پراپرلی نہیں لے رہی منت،،اور کسی چیز کو سر پر سوار کیا ہے اسی وجہ سے اچانک ایسا کچھ ہوا۔۔"!

ڈاکٹر کے بتانے پر راب کا دھیان ذکی پر گیا۔یہی ایک وجہ تھی جو اسے مثبت لگی،،اور اسے یقین تھا منت اسکی بے وفائی کو ابھی تک ایکسپٹ نہیں کر پائی،،

میں کچھ دوائیں لکھ دیتی ہوں، مگر منت کو دوا سے زیادہ مینٹلی ریسٹ کی ضرورت ہے۔۔۔"

ڈاکٹر اسے ہدایات دیتے باہر نکل گئی۔

جبکہ راب کئی لمحوں تک ساکت بیٹھا رہا، بے بس نگاہوں سے منت کے حسین چہرے کو دیکھتا وہ ایک فیصلہ کیے ایک دم سے جگہ سے اٹھا۔۔

ZAINABRAJPOOT

"تو تم کہنا کیا چاہتی ہو بہو، کھل کر کہو۔۔۔۔۔۔"

بڑے کمرے میں اس وقت داجان کے سامنے اکرم ملک اور خدیجہ بیگم براجمان تھے،

اکرم ملک تو بس اپنی بیٹی چاہت کی شادی اور اس سے ہونے والے اپنے منافع کا سوچ سوچ خوش تھے۔

جبکہ دوسری جانب خدیجہ اپنے بیٹے شمشیر کو قابو کرنے کی ایک چال تیار کیے اپنے سب سے بڑے مہرے کے سامنے بیٹھی تھیں

۔۔

باباسرکار______"میری بھانجی روبیہ میری بہن کی اکلوتی اولاد میں چاہتی ہوں کہ شمشیر کی شادی ہم روبیہ سے کروادیں۔۔۔۔

"

"مگر شمشیر کی شادی اس لڑکی سے ہو چکی ہے۔؛

داجان نے حسبِ توقع ان کی بات ٹوکتے کہا۔۔

آپ بھی جانتے ہیں وہ شادی صرف بدلے کیلیئے ہوئی ہے اور اس لڑکی سے ناں تو ہمیں کوئی غرض ہے ناں ہی شمشیر کو۔۔۔! "

ان کا اعتماد بلا کا تھا جیسے وہ ہر بات کا جواب لے کر آئی تھیں،،

وہ تو ٹھیک ہے مگر شمشیر کا تمہارے ساتھ جو رویہ ہے وہ کبھی بھی

"نہیں مانے گا اس رشتے پر۔۔۔؛ .

داجان نے انہیں آئینہ دکھایا، تو ایک پل کو وہ خفت زدہ ہوئیں مگر

پھر جلد اپنے تاثرات چھپا گئیں۔

مجھ سے تعلقات خراب ہیں آپ سے تو نہیں۔۔۔۔ دیکھیں بابا

جان۔۔۔۔ میں نے اپنے ہاتھوں میں پالا ہے روبیہ کو۔۔۔۔

بہت اچھی بچی ہے۔۔۔۔ اوپر سے باپ کے کروڑوں روپے کی

اکیلی وارث۔۔۔۔ کون ماں نہیں چاہے گی کہ اسکے بیٹے کی شادی

"ایسے گھرانے میں ہو۔۔۔

وہ جانتی تھی سامنے بیٹھا شخص دولت کے عوض کچھ بھی کرنے پر

آمادہ ہو گا اور ایسا ہی ہوا تھا۔۔۔

ہمممم تم اس بچی کو بلاؤ۔۔۔ شمشیر کو میں بلا لیتا ہوں۔۔۔۔

کچھ وقت ایک ہی گھر میں رہیں گے شاید شمشیر خود ہی اس رشتے کا کہے، تم سمجھ رہی ہو میری بات۔۔۔۔"

ان کا انداز کافی شاطرانہ تھا۔۔۔

وہ اچھے سے جانتے تھے اپنے پوتے کو اسے منانا کوئی چھوٹی بات نہیں تھی اسی لیے وہ پہلے دوسرا پینترا آزمانا چاہ رہے تھے۔۔

کہہ تو آپ ٹھیک رہے ہیں۔۔ چلیں پھر میں روبی کو بلا لیتی ہوں اور شمشیر کو آپ بلائیں۔۔۔"

خدیجہ بیگم نے پرسوچ انداز میں کہا تھا۔۔

اب انہیں روبی کو ٹرین کرنا تھا۔

ZAINABRAJPOOT

گھر آنے تک وہ مسلسل خاموش تھا۔۔۔منت نقاہت کے سبب سیٹ کی پشت سے سر ٹکائے لیٹی تھی۔۔

مگر حقیقتاً وہ چاہتی تھی۔راب کوئی بات کرے،ایک وقت تھا جب وہ بول بول کر اسکے کان کھا دیتی تھی اور آج۔۔۔اج اسے بلانے کے لیے جیسے الفاظ ختم ہو چکے تھے اسکے پاس۔۔۔۔

گاڑی شاہ ولا کے پورچ میں رکی۔۔۔تو عائشہ جو پہلے سے راب کے میسج پر الرٹ سی کھڑی تھی وہ گاڑی کی طرف بڑھی۔۔۔

منت نے غصے سے اس لڑکی کو دیکھا۔۔جواب گاڑی کے پاس آ چکی تھی۔۔۔

میں جانتا ہوں جو کچھ بھی ہوا اسے بھولنا آپ کیلئے مشکل ہو گا۔

"اور شاید آپ ان سب کیلئے تیار نہیں ہیں،،

راب اس سے مخاطب تھا مگر نگاہیں سامنے دیوار کی طرف مرکوز تھیں،

منت لب کچلتے اسے دیکھ رہی تھی،،، جو جانے کیا کچھ سوچ رہا تھا

''

میں نے ایک فیصلہ کیا ہے، میں جانتا ہوں کہ آپ اس رشتے سے خوش نہیں۔۔اور بنا آپ کی رضامندی سے یہ رشتہ مجبوری میں جڑا،،اسکا دل گھبرا رہا تھا،

عجیب قسم کی حالت تھی وہ اپنی محبت کو آزاد کر رہا تھا اسے خوش ہونا چاہیے تھا اپنی محبت کی خوشی میں۔۔ مگر جانے کیوں دل میں ایک پھندہ سا اٹک گیا۔۔

وہ دوشانیے کور کا گہرے سانس بھرتے اسنے دل کو مضبوط کیا۔۔ اور پھر سے گویا ہوا۔۔۔

میں آپ کو طلاق دینے کیلئے تیار ہوں۔۔۔۔۔آپ جب کہیں گی

."میں آپ کو اس رشتے سے آزاد کر دوں گا۔۔

سیاہ آنکھوں میں نمی لئے وہ مضبوط اعصاب کا شخص جس قدر سختی

سے یہ الفاظ ادا کر پایا تھا یہ صرف وہی جانتا تھا،اسکے ساتھ بیٹھی وہ

بے یقینی سے اسے دیکھتی رہ گئی،

منت نے بے دردی سے اپنے دانتوں تلے لبوں کو کچلتے دونوں

مٹھیوں میں اپنے کپڑوں کو دبوچ لیا۔۔

"اس وقت ماموں کی طبعیت۔۔۔؟

اگر تم نے سوچ ہی لیا ہے تو پھر مجھ سے کہنے یا پوچھنے کی بھی کوئی

" ضرورت نہیں،،جو دل میں آئے وہ کرو

وہ ناراضگی سموئے لہجے میں کہتی ایک دم سے گاڑی سے اتری اندر

کو بھاگی تھی،

راب کا دل ساکن سا ہو گیا۔۔۔

جانتے ہوئے بھی سامنے موجود لڑکی بے حس تھی۔۔اسکی محبت صرف اسی تک تو محدود تھی،

کہاں جان سکی تھی وہ بے وفا کس قدر ٹوٹ کے چاہا تھا راب

"خانزادہ نے اسے۔۔۔۔

وہ بے بسی سے اپنی سیاہ آنکھوں میں مضبوطی سے میچ گیا۔۔

جب آنسوں کی ایک نامعلوم سی لکیر اسکے درد کی صورت بہتی اسکا صبر توڑ گئی۔

تیزی سے اس آنسو کو رگڑتے اسنے چشمہ آنکھوں پر لگایا۔۔

اپنا درد چھپانے کا ماہر تھا وہ۔۔۔پھر کیوں اپنی ناکام محبت کا سرعام چرچا کرتا۔۔۔

!.....میرے ہاتھوں کی لکیروں میں یہ عیب ہے محسن"

م

ZAINABRAJPOOT

ل

ایک دن کے گیپ سے اتنی ہی ایپی لکھی جا سکتی ہے مجھ سے 🤕

ستمگر میرا صنم سوچ رہی ہوں سٹاپ کر دوں، اسے بعد میں ختم کر

ایپی 💔 کیسی لگی ...... جس شخص کو وقت پوچھو ایک پر وہ میرا فون نہیں کرنا رہنا چاہتی ہوں،

لازمی بتائیے گا نیکسٹ اب ہر بار دھماکے دار ہونے والی ہے

🙊❤🔥💖 توذرا فریش ہو جائیں سب۔اپنے

گروپ کا لنک شئیر کرتی ہوں جلدی سے جوائن کر لیں اور اپنے

ریویوز بھی شئیر کریں، بنا تبصرے کے نیکسٹ نہیں آئے گی

😂☺□😐 اس بار سچی کہہ رہی ہوں

Group link

https://www.facebook.com/groups/1414711955683420/?ref=share_group_link

Do like comment AnD share

😁😋 سرپرائز سمجھ کے مزے کریں💖

ناول محبت من محرم

از قلم زینب راجپوت

قسط نمبر 22

ناول میرے یوٹیوب چینل اور آفیشل پیج کے علاوہ کہی بھی پوسٹ کرنے کی اجازت نہیں، تو بنا اجازت کاپی کرنے سے گریز کریں،، شکریہ------!"

ZAINABRAJPOOT

حویلی میں معمول سے زیادہ چہل پہل تھی، کل چاہت کی مایوں تھی اور بہت اصرار پر اسکی دوستوں اور گوری (ملازمہ) کی خواہش پر آج ہلدی کی رسم رکھی گئی تھی۔

شمشیر سے باقاعدہ اس معاملے میں داجان اجازت طلب کر چکے تھے۔۔ جس نے بخوشی اجازت دی تھی۔۔

اور آج وہ رات سے پہلے واپس آنے والا تھا۔۔

"بالاج یہ گجرے دے آؤ اندر______!"

وہ عجلت میں کہیں باہر نکل رہا تھا جب سامنے سے آتی جہاں آرا بیگم نے اسے مخاطب کیا۔۔

تو وہ سر فون سے نکالے حیرت سے انہیں دیکھتا گجرے تھام گیا۔

"اب یہ کام بھی میں ہی کروں......____!"

اسکا انداز روٹھا ہوا تھا جب سے چاہت کی شادی کی تیاریاں شروع تھی وہ نوٹ کر رہا تھا اسکی ماں اس سے خفا خفا تھیں۔

وہ جتنا انہیں بار بار بلانے کی کوشش کرتا وہ آگے سے مزید خفگی دکھاتی۔

"! تو کیا کسی ملازم تو بھیجوں۔۔۔۔

چونکہ نکاح سادگی سے ہونا طے پایا گیا تھا۔۔ جبھی یہ ہلدی کی رسم بھی حویلی کی بیک سائیڈ پر تھی، جہاں صرف عورتوں کو جانے کی اجازت تھی۔۔

امی آپ کسی ملازمہ کو بھیج دیں۔۔۔ جانے کیوں مگر چاہت ملک کا چہرہ اسکی آنکھوں کے سامنے لہرایا تھا۔۔

وہ جتنا اس سے جان چھڑا رہا تھا کسی ناں کسی طرح سے وہ لڑکی اسکے حواسوں پر طاری ہوتی جا رہی تھی۔۔

ملازمہ جو ایک دو تھیں ان کو پیچھے ہی کام لگا یا گیا ہے اور باقی تو

"رات کے وقت ساری ملازمہ کو چھٹی دی جاتی ہے۔۔۔؛

ان کا انداز جتاتا ہوا تھا، ان کا بیٹا اس قدر بڑی غلطی کر رہا تھا وہ

ناراض بھی ناں ہوتی،، محض اس وجہ سے کہ وہ لڑکی اسے پسند

کرتی تھی اپنی پسند کا کھلے عام اظہار کرتی تھی وہ اس سے شادی کا

انکار کر چکا تھا اب انکے پاس پچھتاوے کے سوا کچھ بھی نہیں تھا

۔۔

اچھا دیں میں دے آتا ہوں______!" چار و ناچار ہاتھ آگے

بڑھائے موبائل فون جیب میں ڈالے وہ گجرے تھامے

سیڑھیوں کی طرف بڑھا، جنہیں عبور کر کے وہ حویلی کی دوسری

سمت آسانی سے جا سکتا۔۔۔

"میرے ہاتھوں میں نو نو جوڑیاں ہے تھوڑا ٹھہرو سجن"
"! مجبوریاں ہیں ملن ہو گا۔۔۔۔۔۔۔۔

دھیمے سُروں میں بجتے سنگیت میں لڑکیوں کے ٹولے کے بیچوں بیچ وہ ہلدی رنگ کے غرارے میں، کھلے بالوں کو پشت پر بکھیرے، دوپٹے سے عاجز، گلال حسین چہرے پر ڈھیروں خوشی سجائے وہ کوئی اور نہیں وہ چاہت ملک تھی،،

اسکی ہر ادا، اسکے ہاتھوں اور پاؤں کی حرکات مقابل آخری سیڑھی پر کھڑے بالاج سکندر کے دل کی دھڑکنوں کو ساکت کر گیا۔۔

بالاج کے ہونٹ ایک دم سے خشک ہونے لگے۔۔ حسین آنکھیں بے یقینی سے ایسے پھیلی تھی۔ جیسے وہ یقین کرنے سے

انکاری ہوں کہ سامنے کھڑی وہ جھرمٹ میں رقص کرتی پری وش، چاہت اکرم ملک ہی تھی۔۔۔

وہ اسے آج پہلی بار دوپٹے سے عاجز دیکھ رہا تھا اور سانس ایسے سینے میں الجھا تھا اسکے دل کی بے اختیار دھڑکنیں اسے اپنے کانوں میں بجتی محسوس ہو رہی تھی۔

بے اختیاری میں اسکے قدم آگے بڑھے،،

ہلدی رنگ کے سوٹ میں ہلدی رنگ کی واسکٹ زیب تن کیے وہ بالوں کا رف سے سٹائل بنائے، ہلکی بڑھی بیئرڈ میں اپنی شخصیت کے وقار سے وہ ایک ٹرانس میں چلتا چاند کی چاندنی کے بیچ رقص کرتی اس ساحرہ کے قریب تر ہوا۔۔۔

لڑکیاں اسکے آنے پر گھبراہٹ سے سانس تک روک گئیں۔۔
ایک کے بعد ایک اسکی وخشت اسکے مزاج سے ڈرتی وہاں سے بھاگ چکی تھیں۔۔

"!........ سوائے چاہت ملک کے
وہ ایک دم سے رکی، پاؤں کی تھمتی گردش پر پاؤں میں موجود پائلوں کا رقص انکی میٹھی آواز تھم سی گئی۔۔
وہ حیرت سے کاجل سے لبریز حسین نین کٹوروں سے اس حسین مرد کو دیکھنے لگی۔۔

تیری تجوری کا سونا نہیں، "
دل ہے ہمارا کھلونہ نہیں،
کیسے خریدو گے تم پیار کو
"بکتے نہیں دل یہ بازار میں،

وہ بجائے ڈرنے کے اسکے مبہوت چہرے کو دیکھ طنز بھری مسکراہٹ لبوں پر اوڑھے گنگنائی۔۔۔

.........تو بالاج سکندر کا ٹرانس ٹوٹا

وہ آنکھیں جھپکتے اسے دیکھنے لگا۔۔جواب اسکے ارد گرد چکر کاٹ رہی تھی۔۔

اپنی بے اختیاری پر نچلے لب کو دبائے اسنے تیزی سے چاہت کی 'نازک کلائی دبوچی۔۔۔۔۔

اور اگلے ہی پل وہ اسکے روبرو تھی۔

"!بہت خوشی ہے شادی کی۔۔۔۔

وہ کہنا کچھ اور چاہتا تھا مگر زبان سے جانے کیوں یہ الفاظ خود سے ہی ادا ہوئے۔۔۔

وہ چونک گیا۔اسکے برعکس مقاچک کھڑی وہ حسین دوشیزہ اسکے

مزید قریب ائی۔۔۔اتنا کہ اسکے نازک وجود کی بھینی سی مہک

بالاج سکندر کے حواس جھنجھوڑ گئی۔

"کیوں آپ کو خوشی نہیں ہو رہی میرے جانے کی۔۔۔! "

وہ ایک دم سے اسکی طرف سر جھکائے بولی۔۔۔

اسکے لبوں پر گہری مسکراہٹ تو آنکھوں میں نمی تھی۔ جیسے وہ کچھ

"چھپا رہی ہو کچھ گہرہ۔۔۔! "

وہ شاہانہ مرد اسکی آنکھوں میں اپنی محبت کے رنگ دیکھتا آیا تھا

اور ابھی بھی وہی دیکھنا چاہتا تھا۔۔۔

مگر آج........آج اس حسین لڑکی تھی آواز میں کچھ اور تھا

۔۔۔

"تمہارے گجرے امی نے بھیجے ہیں۔! "

وہ بات بدلنے کو بولا۔اور گجروں والا ہاتھ سامنے کیا۔

"!پہنادیں گے تو نوازش ہو گی۔۔۔

وہ جیسے پہلے سے تیار تھی۔۔اس سے بات منوانا وہ اپنا حق سمجھتی آئی تھی۔اب بھی بنا پوچھے وہ اسکے سامنے دونوں ہاتھ کیے کھڑی تھی۔۔

بالاج انکار کرنا چاہتا تھا مگر دل نے اجازت نہیں تھی۔۔۔

وقت تھم سا گیا تھا جیسے________ وہ یک ٹک بے حس و حرکت کھڑا اس ساحرہ کو دیکھے گیا،،چاہت اسکی آنکھوں میں دیکھ ایک پل کو دھیما سا ہنسی،،جب کسی ٹرانس کی سی کیفیت میں بالاج سکندر اسکا نازک ہاتھ تھامے گجرہ ڈالنے لگا۔۔

چاہت کے ہونٹوں پر ایک دلفریب سی ہنسی تھی،پر کشش انداز میں ہنستی وہ اس گجرے اور اسے پہنانے والے اس حسین مرد

کے ہاتھ کو دیکھے گئی، جب ایک دم سے بالاج سکندر کا ٹرانس ٹوٹا،

اپنی چاکلیٹ براؤن آنکھوں کو جھپکتے وہ ایک دم سے پیچھے ہٹا تو

چاہت کی نیلی کانچ سی حسین آنکھوں میں نمی سمٹنے لگی،،

وہ جانتی تھی بالاج سکندر اب رکے گا نہیں اور ایسا ہی ہوا تھا۔۔

اگلے ہی پل وہ ساحرانہ شخصیت کا مالک لمبے لمبے ڈھگ بھرتا اسکی

آنکھوں سے اوجھل ہوتا گیا۔۔

ZAINABRAJPOOT

منت کہاں جا رہی ہو۔۔۔۔۔۔۔۔۔! " سیڑھیوں سے

اترتے وہ عجلت میں باہر کی طرف بڑھ رہی تھی جب پیچھے سے

آتی شائستہ بیگم کی آواز نے اسکے قدم روکے،

" ! میں پوچھ سکتی ہوں رات کے اس پہر تم کہاں جا رہی ہو،،

کچن سے نکلتے وہ اسکے روبرو آئیں ،ایک تنبیہی نگاہ اسکے لباس پر ڈالی،،

جو اس وقت وائٹ کلر کی شارٹ شرٹ کے ساتھ جینز اور پورے وجود کے اوپر لانگ لیڈیز مارون کلر کا کوٹ پہنے،،، وہ سر پر سیاہ رنگ کے حجاب کو لپیٹے سپاٹ چہرے سے اپنی ماں کو دیکھ رہی تھی ،اسکے بائیں ہاتھ میں آئی فائل اور ایک ہینڈ بیگ لٹک رہا تھا۔

ماما ایک میٹنگ ہے ، جلدی سے نپٹا کے واپس لوٹوں گی،،ان سے بنا نگاہیں ملائے وہ عجلت میں گویا ہوئی باہر نکلنے لگی جب شائستہ بیگم نے اسے بازو سے پکڑا۔۔

یہ تماشے بند کردو اب منت،،کوئی ضرورت نہیں کہیں جانے کی ،،،وقت دیکھو دن کا سمجھ آتا ہے تن آفس جاؤ مجھے فرق نہیں پڑتا،

مگر رات کو۔۔۔۔۔اب رات کو تمہارا کہیں بھی جانا نا تو

"مناسب ہے ناں ہی میں جانے دوں گی،،

ماما کون سا تماشا،،، گھر بیٹھ کر کیا کروں گی میں۔۔۔۔۔مجھے کام

"کرنا ہے،

وہ بے زار گی سے بولی، ویسے بھی سارا دن گھر رہ کے اسکا

دھیان راب سے نہیں ہٹتا تھا۔

دل میں اس بات کا خوف بیٹھ چکا تھا کہ وہ کبھی بھی اپنی کہی بات

پوری کر دے گا۔۔ابرہیم شاہ تو ابھی بہتر ہونے لگے تھے اگر جو

راب اسے سچ میں چھوڑ دیتا تو شاید ہی اس کا باپ زندہ رہ پاتا۔۔۔

شاید اسی وجہ سے وہ خود کو بزنس میں گم کر چکی تھی۔۔۔راب

خانزادہ کو گئے ایک مہینہ ہو چکا تھا اور اس ایک ماہ میں اسکا کوئی

پیغام نہیں آیا تھا۔۔

ہاں البتہ اسکی کالز آتی تھیں، جس میں منت کا کوئی ذکر سرے سے نہیں ہوتا۔۔ابراہیم شاہ کو منت مطمئن کر چکی تھی کہ اسکی بات ہوتی ہے راب سے۔۔۔۔ مگر حقیقتاً اسکا دل کٹ کے رہ گیا تھا اس ستمگر کی ستمگری سے۔۔

کہاں سوچا تھا کہ وہ شخص جانے بچپن سے جوانی تک اسکی ہر الٹی سیدھی بات کو بنا غصہ کیے سنا تھا۔۔

وہ اب جو روٹھے گا تو منانا مشکل ہو جائے گا۔۔۔

"! جو بھی ہو اندر چلو کمرے میں۔۔۔۔۔۔۔

شائستہ بیگم کسی طور مان نہیں رہی تھیں اور یہیں منت کی بس تھی۔۔

میں تنگ آچکی ہوں اپنی زندگی سے۔۔۔ سکون چاہتی ہوں ماما، پلیز مجھے جانے دیں بچی نہیں ہوں خیال رکھ سکتی ہوں اپنا

"

ناچاہتے ہوئے بھی اسکا لہجہ بلند ہوچکا تھا،،

شائستہ بیگم اسکے لہجے میں تلخی دیکھ چپ ہوگئیں، لب بھینچے وہ ساکت نگاہوں سے اسے دیکھ رہی تھیں۔ جواب ان کی آنکھوں سے اوجھل ہوتی جارہی تھی۔

ZAINABRAJPOOT

سر پر اوڑھو اسے ______ !" وہ کمرے میں آیا واچ پہنتے سامنے کھڑی اس دوشیزہ کے چہرے اور ننگے سر کو دیکھ اسنے غصے سے جبڑے بھینچے۔۔

اور پھر دو قدموں میں سارا فاصلہ سمیٹے وہ اسکے روبرو کھڑا ہوا،،

سبز بے تاثر نگاہوں سے اسکے چہرے کو دیکھتا وہ حکمیہ بولا،،

"! میرا سر ہے اور میرا دوپٹہ میری مرضی، میں لوں یا نہیں،،،

ہاتھ فولڈ کیے سینے پر باندھتے وہ جس اکڑ سے گویا ہوئی،، شمشیر کی آنکھوں میں سرخی گہری ہوئی۔۔۔اسنے تیزی سے اسکے بازو کو دبوچے اسے جھٹکے سے اپنی طرف کھینچا،،

جب تم سر تا پیر ملک شمشیر حیدر کی ہو تو پھر یہ سر یہ دوپٹہ اور یہ

"! مرضی،، سب کچھ میرا چلے گا۔۔۔۔۔۔

وہ سرد لہجے میں اسکے چہرے پر غراتے ہوئے مدہم مگر سپاٹ لہجے میں گویا ہوا،،

عقیدت کا چہرہ غصے کی زیادتی سے انگارہ ہوا۔۔

"! بھول ہے یہ تمہاری کہ میں تمہاری ہوں،،،

اسکی آنکھوں میں آنکھیں ڈالے وہ نڈر لہجے میں دھاڑی تو اسکے انداز بیاں پر مقابل کھڑے اس خوبرو مرد کے چہرے پر جان لیوا مسکراہٹ بکھری،،

بھول بھول میں غلطیاں ہوتی ہیں نکاح نہیں،، یاد ہے ناں کیسے اپنے منہ سے مجھے بھری محفل میں اپنے شوہر قبول کیا تھا تم نے

"_______:

وہ اسکے زخموں کو کھرچتا اسکے چہرے پر عیاں ہوتی تکلیف کے تاثرات سے لطف اندوز ہوا،،،

عقیدت کا چہرہ لمحوں میں تاریک ہوا،، آنکھیں جھپکتے وہ اپنے آپ پر قابو کیے اس گھمنڈی شخص کے حسین چہرے کو دیکھ بلا کے اعتماد سے گویا ہوئی،،

مجھے سب یاد ہے مسٹر شمشیر حیدر۔۔۔۔۔۔ مگر لگتا ہے آپ وہ تھپڑ بھول چکے ہیں جو آپ کو بھری محفل میں ایک لڑکی نے مارا تھا۔

"۔۔

سیاہ آنکھوں میں بلا کا اعتماد لیے وہ شیرنی بنی اسکے سامنے تن کے کھڑی اب اسی کا وار اس پر الٹ گئی،،

شمشیر حیدر کے چہرے پر ایک دم سے مسکراہٹ سمٹی،،

اعصاب لمحوں میں تن گئے،،شفاف ماتھے پر بلوں کا جال ڈالے وہ اپنے سامنے کھڑی اس چھوٹی سی لڑکی کی ہمت پر حیرت زدہ تھا۔

مگر اگلے ہی لمحے سارے لحاظ بالائے طاق ڈالے اسنے وہی کلائی دبوچے عقیدت کی کمر کے پیچھے لگائی،،

جس پر وہ سسک کے رہ گئی،،

مرد عورت کے مقابلہ میں جیت ہمیشہ مرد کی ہوتی ہے عقیدت علی شاہ،،، مرد طاقت، ہمت کے بل پر ہر بار عورت سے جیت جاتا ہے،،،، اور جو حرکت تم نے کی اسکا جواب میں بہت اچھے سے دے سکتا تھا، مگر میری نظر میں عورت کو زیر کرنا مردانگی نہیں، اگر میں ایسا کرتا تو آج تم میرے سامنے میرے ہی گھر میں ،میری ہی بیوی کے روپ میں اتنی اکڑ سے کھڑی ناں ہوتی ،،،!".

وہ اسکے چہرے پر جھکا اسکی سیاہ جھیل سی گہری آنکھوں میں اپنی سبز نگاہیں گھاڑے ایک ایک لفظ پر زور دیتے بولا تھا،،

عقیدت اسکے لفظوں کی سختی،اسکے لہجے کی غراہٹ اور باتوں کے مفہوم کو سمجھتی پل بھر میں رخ پھیر گئی،،

وہ جانتی تھی سامنے کھڑا وہ شخص بلکل سچ کہہ رہا تھا۔

اپنی زندگی میں وہ بہت سے مردوں سے ملی تھی۔

ضیگم اسکے تایا کا بیٹا اسکا کزن،جو اسکی اکڑ توڑنے کو اسکی عزت اسکی نسوانیت کو روندھ دینا چاہتا تھا۔۔

اور ایک طرف یہ ظالم وسفاک شخص تھا۔۔جس نے زبردستی ہی سہی اسے اپنے نام تو کیا تھا مگر عقیدت کے ہاتھ اٹھانے کو اپنی انا کا مسلئہ نہیں بنایا،،

میں گاڑی میں ویٹ کر رہا ہوں،باہر لازم ہیں اگر تم ننگے سر باہر آئی تو پھر جو بھی ہوگا اسکے لیے میں ذمہ دار نہیں ہونگا،،،،

وہ اب نرمی سے اسکے ہاتھ کو چھوڑے بے تاثر نگاہوں سے اسکے چہرے کو دیکھتا گویا ہوا اور پھر اسکی آنکھوں سے اوجھل ہوتا گیا۔۔۔

اگلے چند منٹوں کے بعد عقیدت شمشیر ملک ایک بڑی سی چادر میں لپٹی راہداری میں کھڑے ملازمین کی قطار میں سے چلتی وہ باوقار انداز میں چلتی باہر نکل، گاڑی کی طرف بڑھی تھی،، اسکی اناخوداری اسکی اکڑ شمشیر حیدر کی آنکھوں میں کھٹکھٹتی ضرور تھی مگر وہ اتنا گیا گزرا نہیں تھا۔۔

جو وہ ایک لڑکی اپنے حریف ایک چھوٹی سی لڑکی کی اکڑ اسکے گھمنڈ کو توڑنے کیلئے اسکی عزت نفس کو روندھ دیتا۔۔۔

وہ ایک خاموش طوفان تھا جو رفتہ رفتہ اسکی نسوں سے ہوتا اسکے وجود کو بہت جلد اپنے طلسم میں جکڑنے والا تھا،،

مسز شاہ یہ ڈیل آپ کی ہی ہے آپ بے فکر رہیں اس بات

سے ______ !"

ہوٹل کے بیک ایریا میں موجود چھوٹے سے پول کے سامنے لگی

ان خوبصورت سی وڈڈ چیئرز میں سے ایک پر منت شاہ براجمان

تھی تو دوسری طرف اسکے سامنے رائلز اینڈ سنز کمپنی کا اکلوتا

وارث صارم گیلانی براجمان تھا،،

آر یو شیور مسٹر گیلانی،، کیونکہ جہاں تک مجھے علم ہے یہ آپ کی

بھی پہلی بزنس ڈیل ہے اور آپ بنا کسی بھی مقابلے کے بنا

میرے پروجیکٹ کی فائل۔ کو دیکھے صرف ایک شارٹ سے ڈنر

میں اس ڈیل کو فائنلائیز کر رہے ہیں۔۔۔!"

منت شاہ کو چہرہ حد درجہ سنجیدہ تھا۔۔اسے دیکھ یہ گمان ہوتا تھا کہ وہ بہت اعلیٰ پیمانے کی بزنس وومن رہی ہو،، جو اپنے لب و لہجے سے سبھی کو ان کی او قات یاد دلانے کی ماہر تھی،،

سامنے بیٹھا وہ سو برسا شخص متاثر ہوئے بنا ناں وہ سکا۔۔

آپ بلکل ٹھیک کہہ رہی ہیں مسز شاہ،، لگتا ہے ساری معلومات

"! نکال رکھی ہیں آپ نے میری، آئی ایم امپریسڈ۔۔۔۔

ہونٹوں کے قریب انگلی لے جاتے وہ کافی حیرانگی سے گویا ہوا اور پھر سینٹر کی دو انگلیاں اپنے ہونٹوں پر رکھے وہ اب سنجیدگی سے اس حسین لڑکی کو ابزرو کر رہا تھا۔۔

میں بزنس کر رہی ہوں آپ کے ساتھ تو ظاہر سی بات ہے کہ

" معمولات تو رکھوں گی ہی۔۔۔۔۔۔

منت کو حیرت ہوئی اسکا متاثر ہونا اسے عجیب لگا۔۔

"!آپ نے بتایا نہیں مسٹر گیلانی آپ نے یہ ڈیل بنا کسی۔۔۔

"!کیونکہ مجھے آپ اچھی لگی،،،

"واٹ یو مین________؟

منت نے تلخی سے اسکی بات کاٹتے غراتے ہوئے پوچھا تو اپنی بے اختیاری پر صارم کو شدید جھٹکا لگا۔۔

میرے کہنے کا وہ مطلب نہیں تھا مسز شاہ، ش پلیز ٹیک یور سیٹ، "!بیٹھ کر بات کرتے ہیں،،،

وہ جیسے ہی جھٹکے سے اٹھی، مقابل کھڑے شخص نے بے اختیار اسکی کلائی کو تھامے معذرت خواہ لہجے میں کہا۔۔

وہ چونکی،،اور پھر انتہائی غصے سے اپنا ہاتھ کھینچتے اسکی گرفت سے آزاد کیا۔۔۔

سٹے ان یور لمٹس مسٹر گیلانی۔۔۔۔۔ بزنس کرنا میرا اپیشن ہے مجبوری نہیں۔۔۔ اگر آئندہ ہاتھ لگایا تو ہاتھ توڑ دوں گی آپ کا۔۔۔۔!"

وہ جس قدر سخت غصے بھرے لہجے میں گویا کوئی تھی، پاس کھڑے صارم گیلانی کے اسسٹنٹ حیرت زدہ سے رہ گئے،،

کیا وہ واقعی میں ایک لڑکی کی اتنی باتیں سن رہا تھا، وہاں موجود ان سبھی کیلئے یہ ایک شاک تھا۔۔

جبکہ صارم گیلانی تو اب منت شاہ کے دوبارہ بیٹھنے پر پر سکون سا ہوا۔۔ اسکے سامنے بیٹھا اب اسکے چہرے کے اتار چڑھاؤ دیکھ رہا تھا۔۔

آپ کی ڈیل مجھے اس لئے قبول ہے کیونکہ آپ بھی میری طرح ینگ ٹیلنٹ ہیں میں چاہتا ہوں کہ میں اپنے ہی طرح کے نئے

ابھرتے بزنس مین کو سامنے لاؤں اور اسی لئے مجھے آپ کا

"انتخاب کرنا پڑا۔۔۔۔؛

اسنے کندھے اچکائے کہتے ساتھ ہی بات ختم کی تھی

جیسے۔۔۔۔۔۔منت کئی لمحوں تک سوچتی رہی آخر اسے کیا

فیصلہ لینا چاہیے۔۔۔۔

میں آپ کو صبح انفارم کردوں گی۔۔۔مسٹر گیلانی آپ کی آفر کا

"بے حد شکریہ۔۔۔۔؛

وہ بے لچک لہجے میں کہہ ایک دم سے اٹھی۔۔۔

اور پھر تیز تیز قدم اُٹھاتے ہوٹل کے اندرونی جانب بڑھی۔۔۔

جہاں صارم گیلانی دلکشی سے مسکراتا اس کے پیچھے پیچھے تھا۔۔

"!اہھہ۔۔۔۔

بے حد اچانک منت کا پیر مڑا۔۔۔وہ ہیلز میں بیلنس ناں رکھ پاتے لڑکھڑائی۔۔۔

جب پیچھے آتے صارم نے اسے سہارہ دیا۔۔۔

روم سے نکلتا راب خانزادہ یہ منظر دیکھ پتھر اسا گیا۔۔۔

اسکی آنکھیں جیسے شعلے اگلنے لگی۔۔

صارم کچھ سمجھتا اس سے پہلے ہی وہ اسکی بانہوں میں موجود منت کو کھینچتا بنا سوچے سمجھے صارم گیلانی کے چہرے پر تھپڑ جھڑ گیا۔۔۔

تھپڑ کی زوردار گونج اور صارم گیلانی پر ہوئے اس اچانک حملے کی سبب وہ جیسے ہی پیچھے کو گرا۔۔ہوٹل میں سکتہ ساطاری ہو گیا۔۔

ZAINABRAJPOOT

قسط نمبر 23 یوٹیوب چینل پر پوسٹ ہو چکی ہے وہاں سے ریڈ کر لیں، چینل کو سبسکرائب کر دیں پلیز سبھی ریڈرز 💓 اپی کیسی لگی اپنی رائے کا اظہار ضرور کیجئے گا۔۔۔

جزاک اللہ ناول محبت من محرم

از قلم زینب راجپوت

قسط نمبر 23

ناول میرے یوٹیوب چینل اور آفیشل پیج کے علاوہ کہی بھی پوسٹ کرنے کی اجازت نہیں، تو بنا اجازت کاپی کرنے سے گریز کریں،، شکریہ۔۔۔۔۔۔ !"

ZAINABRAJPOOT

منت شاکڈ سی ساکت رہ گئی،، جب راب غصے سے بپھرا ایک بار پھر سے صارم کی جانب لپکا تو منت نے ہوش سنبھالتے تیزی سے اسکے کشادہ بازو کو تھامے اسے پیچھے کھینچا،،

"! چھوڑیں مجھے منت_______ہاؤ ڈیئر ہی ٹچ یو۔۔۔۔۔۔

اسکے لہجے میں اس قدر سفاکی اور غصہ عود آیا تھا کہ اسکے جنون بھرے انداز پر وہ نازک سی لڑکی کانپ کے رہ گئی،،

"!_____ راب بس کریں،،وہ میرا بزنس پارٹنر ہے

منت نے اسے تھامنے کی کوشش کرتے ذرا اونچی آواز میں کہا،

تو وہ شاہانہ مرد چونکا،آنکھوں میں حیرت لیے وہ مڑا تو اسکے دیکھنے پر منت شاہ نے سر ہاں میں ہلایا،

راب کے تنے اعصاب لمحوں میں ڈھیلے ہوئے،

وہ آگے بڑھا اور اپنا ہاتھ صارم گیلانی کے سامنے کیا۔۔۔

جواب ہونٹ کے پاس سے رستے خون کو انگلی سے چھوتا راب کے ہاتھ کو دیکھ رہا تھا اسکی نگاہوں میں اس پولیس آفیسر کیلئے غصہ تھا،، مگر وہ پیچھے کھڑی منت کا لحاظ کیے اسکا ہاتھ تھامے اٹھا،،

سوری مجھے ایسے ہاتھ نہیں اٹھانا چاہیے تھا۔۔

پولیس یونیفارم میں ملبوس وہ حسین مرد اپنے نرم و شائستہ لہجے میں معذرت کرتا صارم گیلانی کو زہر لگا۔۔

بٹ نیکسٹ ٹائم دور رہیے گا منت سے۔۔۔۔ بیکوز شی اِز مائی

"!______ وائف

اسکے لہجے میں یہ الفاظ کہتے سختی، جنونیت عود آئی،،

سیاہ آنکھوں میں جھلکتی شدت پسندی اور اس رشتے کے اعتراف پر مقابل کھڑا وہ بزنس مین چونکا، اسکا چونکنا راب خانزادہ بڑے اچھے سے جج کیے اب منت کے ہاتھ کو استحقاق سے تھامے بنا رکے باہر نکلتا گیا،

"آپ اس وقت گھر سے کیوں نکلی،،______؟

وہ اسے اپنی جیپ کی طرف لایا فرنٹ ڈور کھولے بلکل خاموش کھڑا تھا،،

منت اسکے تنے سپاٹ چہرے کو دیکھتی خاموشی سے گاڑی میں بیٹھی۔۔

جب وہ خوبرو شخص ڈرائیونگ سیٹ سنبھالتے گویا ہوا۔۔۔

اسکے انداز میں استحقاق نمایاں تھا، وہ ایسے بات کر رہا تھا جیسے بہت

"اچھی گپ شپ ہو رہی ہو دونوں کی،،،

منت نے اپنے ہینڈ بیگ کو مٹھیوں میں دبوچا،

سمجھتا کیا تھا وہ خود کو، پورا ایک مہینہ غائب رہا، کوئی کال کوئی میسج کوئی رابطہ نہیں،، اسے طلاق کی دھمکی دیے اسکی راتوں کی نیند حرام کیے وہ شخص اب ایسے بات کر رہا تھا،

جیسے بہت ہی خوشحال تعلقات قائم ہوں دونوں کے۔۔۔۔۔۔

کیوں اب گھر سے نکلنے کیلئے بھی آپ کی اجازت لینی پڑے
گی،،، !"

اسنے تڑخ کر جواب دیا، اور رخ کھڑکی کی طرف موڑ دیا۔۔۔

جبکہ اسکے لفظ آپ کی۔۔۔ "پر راب خانزادہ کا دل و دماغ اٹک سا
گیا، دھڑکنیں جانے کیوں اس عجب سے طرزِ تخاطب پر زیر
ہوئیں تھیں۔۔

سنسان سڑک کے بیچوں بیچ اسنے جیپ ایک دم سے روکی،، تو
منت سٹپٹا سی گئی،،
آنکھیں موڑے جیسے ہی اسے دیکھا،
وہ شخص اسکی طرف متوجہ اب ہلکے سے اسکی جانب جھک رہا تھا،،
منت کا چہرہ خوف و پریشانی سے سفید پڑ گیا،،

جبکہ سینے میں دھڑکتا وہ خون کا لو تھڑا اپنی بے ہنگم دھڑکنوں

سے اسے الگ پاگل کیے تھا،،

راب جیسے ہی اپنی سیٹ سے ہلکا سا اسکی طرف جھکا،،

منت کا چہرہ لال انگارہ ہوتے پسینے سے شرابور ہو گیا،، اسنے ڈرتے

آنکھیں پٹ سے بند کیں۔۔۔

جبکہ اسکی حرکت پر راب خانزادہ نے حیرت سے اسے دیکھ،، نرمی

سے اسکا سیٹ بیلٹ لگایا اور پھر سے پیچھے ہوا۔۔۔۔

منت اسکا دور ہونا محسوس کیے پٹ سے آنکھیں کھول گئی،، نگاہ

خود پر لپٹے اس سیٹ بیلٹ پر گئیں،، تو اب کی بار اپنی سوچ پر اسے

"مزید شرمندگی ہوئی،، مانو گڑھوں پانی پڑا ہو۔۔؛

مجھے کوئی اعتراض نہیں آپ جیسے مرضی اپنی زندگی جیے،، مگر

رات کے وقت آپ کا اکیلے ایسے ہوٹلز وغیرہ پر آنا مناسب نہیں

_،،اسی لئے آپ سے کہا،،،؛

اسنے ازلی نرم و میٹھے لہجے میں رسان سے اپنا پہلوں پیش کیا تو منت

کو چپ سی لگ گئی،،

وہ جانتی تھی راب خانزادہ سے جھگڑنا فضول تھا کیونکہ وہ چاہ کر

بھی ایسا موقع نہیں دیتا تھا جس کو بنیاد بنائے وہ اپنا غصہ اس پر نکال

سکتی،،

گاڑی میں پھر سے مکمل خاموشی چھاگئی،

منت کو دکھ ہوا وہ جانے کب سے اسی شہر میں تھا مگر وہ گھر ایک

بار نہیں لوٹا۔۔۔

وہ اپنی سوچوں میں اس قدر غرق تھی اسے اندازہ ناں ہو سکا کہ

کب جیپ شاہ ولا کے پورچ میں رکی،،

اسنے چونکتے حیرت سے آگے پیچھے دیکھا،،راب خاموش بیٹھا تھا،

اسکا صبیح چہرہ بے تاثر تھا مگر اب اس کے چہرے پر وہی نرم

تاثرات جھلک رہے تھے،

جو اسکی شخصیت کا خاصہ تھے،،

منت بنا کچھ کہے گاڑی سے اتری،،جب ایک دم سے شائستہ بیگم

سامنے سے آتی دکھائی دیں۔۔۔

منت ایک نگاہ ان پر ڈالے اندر بڑھ گئی،،

اسے یقین تھا راب ان کو بھی ٹال کر واپس چلا جائے گا۔۔۔

جبھی سر جھٹکتے وہ بے دلی سے سیڑھیوں کو عبور کرتے اپنے

کمرے کی طرف بڑھی،،

روم میں جاتے ہی اپنا نائٹ سوٹ لیے وہ واشروم میں گھسی

اگلے دس منٹ میں وہ فریش ہوتے باہر نکلی،،

تو روم میں کچھ عجیب سی ہلچل محسوس کیے وہ چونکی،،

بالوں کو ٹاول سے خشک کرتا اسکا ہاتھ تھما،، اسنے چونکتے آگے

پیچھے دیکھا۔۔۔ تو نگاہیں حیرت و بے یقینی سے پھیلی،،

کیونکہ راب خانزادہ الماری میں سر دیے گھسا جانے کیا ڈھونڈ رہا

تھا،،

ت۔۔۔ آپ یہاں۔۔۔۔! "اسے پکارنے لگی تو کچھ دن پہلے کہی

ماما کی بات یاد آئی کہ شوہر کو تمیز سے مخاطب کرتے ہیں ورنہ خدا

ناراض ہوتا ہے،

جبھی تم کی جگہ پھر سے آپ کہتے اسے مخاطب کیا۔۔۔

"آپ۔۔۔۔۔آپ اس روم میں________؟

راب جو اپنے کاغذات ڈھونڈ رہا تھا وہ جیسے ہی مڑا اس پری وش کے دوپٹے سے عاجز، بھیگے خوش سراپے کو دیکھ وہ حیرت سے گویا ہوا۔۔۔

اپنی بھٹکتی بے باک نگاہوں کو جلدی سے اس نازک وجود سے ہٹاتے وہ دوبارہ رخ موڑے کھڑا ہوا۔

"آپ کیا کر رہے ہو یہاں۔۔۔۔؟

تولیہ پھینک تیزی سے دوپٹے کو اوڑھے وہ سوالیہ نگاہوں سے اسکی چوڑی پشت کو گھورتی پوچھنے لگی،،

مجھے کچھ سامان لینا تھا، اپنے روم سے۔۔۔۔شاید آپ کو غلط فہمی ہو رہی ہے یہ میرا روم ہے۔۔۔۔۔!"

اسنے ماتھا مسلتے تیزی سے کہا تھا، اس پری وش کا اپنے کمرے میں ہونا کسی خواب سے زیادہ کچھ نہیں تھا۔۔

وہ تو کبھی خواب میں بھی سوچ نہیں سکتا تھا کہ منت شاہ اسکی غیر موجودگی میں اسکے کمرے میں رہ رہی ہوگی،، وہ بھی اسکی بیوی بن کے۔۔۔۔۔۔!"

مجھے کوئی غلط فہمی نہیں ہوئی یہ میرا کمرہ ہے اور پچھلے دو ماہ سے میں یہیں سوتی ہوں۔۔۔!"

منت کو لگا جیسے وہ اسے باہر جانے کا کہے گا، جبھی اسکی معلومات میں اضافہ کرتی وہ بیڈ پر پڑے اپنے بڑے سے ٹیڈی کو بانہوں میں بھرتے بیڈ پر چڑھی،

راب کا دل تیزی سے دھڑکا تھا۔۔ اسنے بے اختیار اپنے نچلے لب کو دانتوں تلے کچلا، کتنا خوش کن احساس تھا۔۔

اسکی چاہت ،اسکی محبت اسکے کمرے میں رہ رہی تھی یقیناًاسنے ہر

ایک چیز کو چھوا ہو گا۔۔۔

وہ لڑکا تھا مگر پھر بھی اس احساس کو محسوس کرتے اپنی پاک محبت

کے اس میٹھے سے جذبے کو محسوس کرتے اسکے شفاف چہرے پر

سرخی گھلنے لگی۔۔۔

منت اسے ایسے ہی ایک جگہ سٹل دیکھ چونکی تھی۔۔

حیرت سے اپنے شفاف ماتھے پر بل ڈالے وہ وہیں سے ذرا

ترچھی۔ہوئی اپنی طرف پیٹھ کیے کھڑے اس خوبرو مرد کے

چہرے کو دیکھنے کی کوشش کرنے لگی،

جو کہ ناممکن تھا،،ابلتہ نگاہیں اسکی ہلکی سی بئیر ز پر پڑیں،

وہ ہلکی بئیرڈ میں زیادہ پرکشش لگتا تھا۔۔

دل نے جیسے اعتراف کیا۔۔جو اس معصوم سی لڑکی کے چہرے پر

لالی بکھری، عنابی لبوں پر مسکراہٹ نمایاں ہوئی،

مگر پھر اپنی بے اختیاری اور ایسی سوچ پر خود کو کوستی وہ اسے دیکھنے

لگی،،

جو یقیناً شائستہ بیگم کے اصرار پر آج رات یہی رہنے والا تھا،

منت نے آنکھیں جھپکتے سارے کمرے کو دیکھا،،

راب کا کمرہ دوسرے پورشن میں تھا، جہاں اسکے کمرے سے اٹیچ

ایک واشروم اور بالکونی تھی،

سٹڈی روم الگ سے بنا تھا اور اسی طرح سے کمرے میں صرف

چند ایک ضرورت کا سامان تھا ڈریسنگ روم کی اسے ضرورت

نہیں تھی جو سرے سے موجود ہی نہیں تھا۔

وہ محدود خواہشات رکھنے والا ایک عام سا شخص تھا، جو اپنی زندگی کو کم پیسوں میں اور خوش اسلوبی سے بنیادی ضروریات کے پورا ہوتے گزارتا تھا، وہ کوئی ہیرو نہیں تھا وہ کوئی مشہور شخصیت نہیں تھا۔۔ مگر وہ الگ تھا سب سے۔۔۔ وہ ایک نازک سے دل کا مالک خدا سے ڈرنے والا ایک عام سا انسان تھا،

وہ اپنی نوعیت کا واحد مرد تھا۔۔ کیونکہ وہ "راب خانزادہ" تھا

۔

کمرے کے بیچوں بیچ کھڑا وہ بھرپور شاہانہ وجاہت کا مالک دھیمے سے مڑا تو اسکو بیڈ کی طرف آتا دیکھ منت کا دل دھک سے رہ گیا۔۔

"تو کیا وہ بیڈ پر ______؟

سوچتے ہی اسکا چہرہ پسینے سے تر ہوا تھا، دھڑکنوں کی زیر و بم کے ساتھ ساتھ اسکا حسین چہرہ گلابی پڑنے لگا۔۔

"آپ آرام سے سو جائیں میں سٹڈی میں چلا جاتا ہوں۔۔۔؛

اسنے نرم لہجے میں کہتے بیڈ سے تکیہ اٹھایا تو منت کی سانس میں سانس آئی،،

جبکہ راب کی سیاہ حسین آنکھیں اپنی محبت کی پناہوں میں قید اس ٹیڈی پر تھیں جو اسی نے منت کو چند ماہ پہلے اسکی سالگرہ پر گفٹ کیا تھا۔۔

منت نے ایک نگاہ روم سے نکلتے اسکے کشادہ وجود پر ڈالی،،

اور شکر کا سانس خارج کیا۔

"!______ کہاں جارہے ہو راب بیٹا

دروازہ کھلتے ہی ایک دم سے سامنے کھڑی شائستہ بیگم جو ناک کرنے ہی والی تھیں انکی حیرت بھری سوالیہ آواز سن جہاں راب حیران ہوا وہیں منت اچھلی،،

ایک دم سے بیڈ سے اتری،،

ووہ۔۔۔راب نے غیر محسوس انداز میں اپنا تکیہ چھپا دیا۔۔۔وہ ان پر کچھ بھی آشکار نہیں کرنا چاہتا تھا۔۔

اور شائستہ بیگم بھی تکیہ دیکھ چکی تھیں مگر دیکھ کر ان دیکھا کر دیا

۔۔

ماما کہیں نہیں جا رہے تھے،،وہ دراصل راب دروازہ لاک کرنے والے تھے تو بس دیکھ رہے تھے لاک خراب تو نہیں ہو چکا،، _!

منت نے جھٹ سے بات بنائی مگر پھر اپنا دیا بھدا سا جواز اسے دانتوں تلے لب دبانے پر مجبور کر گیا۔۔

راب جانتا تھا وہ اکثر جھوٹ بولتے وقت ایسا کرتی تھی۔۔

جبھی اسکے خوبصورت ہونٹوں پر مسکراہٹ بکھری، جسے وہ جلدی سمیٹ گیا۔

سوری بچو اس وقت ڈسٹرب کیا۔۔۔ سوچا پانی نہیں ہو گا روم میں "توراب بیٹا کو شاید پیاس لگی ہو اسی لئے پانی لائی تھی۔۔

بیٹی کو ترچھی نگاہوں سے گھورتے انہوں نے جگ منت کی طرف بڑھایا۔

جسنے گھبراتے ہوئے جگ تھام لیا۔۔۔

وہ جانتی تھی اسکی ماں پانی کے بہانے حالات دیکھنے آئی تھی، جبھی اب لب کچل رہی تھی،،۔

"! بہت شکریہ آنٹی،،،

راب نے مشکور ہوتے کہا۔۔

تو اسکے سر پر ہاتھ پھیرتے وہ ڈھیروں دعائیں دیتی وہاں سے رخصت ہوئی،،

انکے جاتے ہی راب باہر نکلنے لگا۔۔۔جب منت نے اسے ٹوکا۔۔

کوئی فائدہ نہیں ماما جاتے وقت تالا لگا گئے ہونگے آپ یہیں بیڈ پر آ جائیں،،،! "

وہ اپنی ماں کی سوچ سے واقف تھی جبھی ذرا ڈھیلے سے لہجے میں کہہ اسنے بیڈ پر بیٹھتے اپنے بڑے سے ٹیڈی کو درمیان میں لٹایا اور خود اسے ہگ کرتے وہ سکون سے لیٹ گئی۔۔۔

راب کئی لمحوں تک ساکت سا بیڈ کو اور اس پر لیٹی اس نازک سی لڑکی کو دیکھتا رہا۔۔

کتنی چاہ تھی اسے۔۔۔کس قدر خواہش کی تھی اس دل نے کہ کبھی وہ پری وَش اسی بستر پر اسکی بانہوں میں سوئے گی۔۔

اسکی خواہش تو پوری ہوئی تھی مگر اسکی بانہوں میں وہ ٹیڈی بیئر تھا۔۔

جس نے راب خانزادہ کی آدھی جگہ ہڑپ لی تھی۔۔

وہ انکار کرنا چاہتا تھا۔۔۔

مگر اس بے ایمان دل نے کچھ بھی ایسا ویسا کہنے سے روک دیا تھا۔

وہ دھیمے قدموں سے چلتا اب بیڈ کے قریب رکا۔۔

منت اسکے قریب آتے ہی آنکھیں مضبوطی سے میچ گئی۔۔۔

خوف سے بے ہنگم ہوتی دھڑکنوں کے ساتھ وہ بمشکل سے لیٹی تھی۔۔

کمرے کے خوابناک ماحول میں وہ دونوں وجود آئی دوسرے سے انجان بننے کی سعی کر رہے تھے۔۔

مگر حقیقتاً وہ دونوں ایک دوسرے کی سوچ اور ری ایکشن کے منتظر تھے۔۔

راب آگے بڑھا،،اور بیڈ پر بیٹھے اس گلابی اور سفید ٹیڈی کو گھورا۔
اس وقت وہ ٹیڈی اسے شدید برا لگا تھا،جیلسی کے سبب اسکا بس نہیں تھا وہ اسے ابھی جلا دیتا۔۔۔
اگر آپ کو اتنا ہی ڈر لگ رہا تھا تو میں نہیں سوتا آپ کے قریب

"!

وہ کشنز کے لمبی قطار میں اپنے لیے چھوڑی دو انگلیوں کی جگہ کو دیکھ تاسف سے گویا ہوا۔۔۔

تو منت نے سر ٹیڈی بیئر سے نکالے اسے گھوران۔
"منت شاہ کسی سے نہیں ڈرتی۔۔

چھوٹی سی ناک کے نتھنے پھلائے کہتے وہ دانت پیستے سبھی کشنز کو ایک کے بعد ایک نیچے پھینکنے لگی،

راب کے لبوں پر شاطرانہ مسکراہٹ امڈی۔

"وہ تو دکھ رہا ہے کہ آپ کسی سے نہیں ڈرتی ______!"

پاؤں اوپر کرتے اسنے،اس کی بانہوں میں لپٹے اس ٹیڈی بئیر پر چوٹ کی۔۔

تو منت کا چہرہ اہانت کے سبب لال بھبھوکا ہوا۔۔

راب کو کھا جانے والی غصیلی نگاہوں سے دیکھتی وہ ایک دم سے اٹھی اپنے ٹیڈی بیئر کو اٹھائے وہ نرمی سے سنگل صوفے پر رکھتے اب بیڈ پر اسکے سامنے گھٹنوں کے بل بیٹھی۔

راب معصومیت سے اسکے حسین چہرے پر آتے جاتے ان

دلفریب رنگوں کو استحقاق سے دیکھ رہا تھا۔۔وہ اسکی محرم بن چکی

تھی اب وہ اسے جی بھر کے دیکھ سکتا تھا۔۔

اس وقت وہ اپنی ناراضگی بھول چکا تھا۔۔منت کے آس پاس

ہوتے اسے دنیا کی ہوش نہیں ہوتی تھی۔۔

بھلا ناراضگی کیسے یاد رہتی۔۔۔

"میں کسی سے نہیں ڈرتی مسٹر خانزادہ_____!"

چٹکی بجائے دانتوں پر دانت جمائے کہتی وہ کمفرٹر پکڑے رخ

پھیرے لیٹ گئی۔۔۔۔

جب اسکے نازک وجود کو دیکھتا وہ ایک جتاتی نگاہ اس ٹیڈی پر ڈالے

اسکے ساتھ مگر فاصلے پر لیٹا۔۔۔۔

رات کا جانے کون سا پہر تھا جب اسکی آنکھ اپنے سینے پر کچھ وزن محسوس کرتے کھلی،،

سیاہ نیند سے بھری سرخ ہوتی نگاہیں کھولے اسنے جیسے ہی گردن جھکائے دیکھا۔۔۔

تو دل جیسے دھڑکنا بھول گیا تھا۔۔

اسکی دھڑکنیں سہی معنوں میں ساکت ہوئی تھی۔۔

وہ معصوم دوشیزہ اسکی کمر کے گرد بازو کا حصار باندھے اسکے سینے پر سر رکھے گہری نیند میں سو رہی تھی۔۔

اسکا انداز بچوں جیسا تھا ہونٹ آدھ کھلے جو راب کے سینے سے مس ہو رہے تھے۔۔۔راب خانزادہ کے دل کو جیسے سکون پہنچا تھا ایک سرور سا تھا جو اسکے روم روم میں اس مہکتی خوشبو کے ساتھ سرائیت کرتا گیا۔۔

راب خانزادہ نے استحقاق سے جھکتے اپنے سلگتے لبوں کا دہکتا لمس اسکی پیشانی پر چھوڑے سکون سے آنکھیں موندے اس سکون کو اپنی روح میں اتارا۔۔۔

ایک فسوں سا تھا جو اسکے روم روم کو تازگی بخش گیا۔۔

راب خانزادہ کے سو قتل معاف ہیں آپ کو زندگی۔۔۔۔۔ مگر جب تک آپ کو آپ کی غلطی کا احساس نہیں ہو جاتا یہ راب خانزادہ اپنی پاک محبت کیلئے گڑ گڑائے گا نہیں۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

اب آپ کا اعتراف محبت ہی آپ کی بخشش ہو گی

"! جاناں۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

اسکے ہاتھ کی شفاف ہتھیلی کو چومتے وہ گھرے لہجے میں اسکے کان میں سرگوشی نما دھیمی آواز میں گویا ہوا۔۔

اور پھر مسکراتی نگاہوں سے اسکے حسین چہرے کو از بر کرنے لگا۔۔۔

اب نیند کیسے آتی اسے۔۔۔۔۔وہ لڑکی اسے بے خواب کرتی اب مزے سے سو رہی تھی۔۔ جبکہ۔راب خانزادہ کی ساری رات اسے دیکھتے گزرنی تھی۔۔۔

ZAINABRAJPOOT

آؤ بیٹا تمہارا ہی انتظار کر رہے تھے ہم لوگ

!"شمشیر حیدر ملک جیسے ہی حویلی پہنچ داجان ________

کے کمرے میں پہنچا، اسکے ماتھے پر ناگوار شکنیں نمایاں ہوئیں، اکرم ملک اور اپنی ماں خدیجہ بیگم پر ایک کڑی نگاہ ڈالے وہ سرد سانس فضا کے سپرد کیے آگے بڑھا اور داجان کے قریب اپنی مخصوص جگہ پر بیٹھا۔۔۔

جب وہ مسکراتے ہوئے اسکے کندھے کو تھپکتے خوشگواری سے

گویا ہوئے۔۔۔

شمشیر بے تاثر چہرے سے بیٹھا رہا، اسکی خاموشی کو دیکھ اکرم ملک

چونکا تھا مگر باپ کی موجودگی میں بھتیجے سے بازپرست کرنا ان

کے بس کی بات ناں تھی۔۔

مجھے چاہت سے اکیلے میں بات کرنی ہے داجان۔۔۔۔۔۔وہ بھی

"! نکاح سے پہلے۔۔۔۔۔۔

داجان کچھ کہتے اس سے پہلے ہی شمشیر نے سپاٹ لہجے میں کہا،

اکرم ملک چونکا حیرت و استعجاب سے شمشیر کو دیکھ انہوں نے دا

جان کو دیکھا،

جن کے چہرے پر پریشانی کے تاثرات نمایاں تھے۔

ہممم مل لینا ہم نے کون سا روکا ہوا ہے۔۔۔ مگر ابھی کیلئے

تمہاری خالہ کی بیٹی روبیہ پاکستان آرہی ہے تو جاؤ اسے ائیرپورٹ

سے لے آؤ،،،،؛"

گھبراہٹ چھپائے انہوں نے اسے وہ کام بتایا جس کے لئے اسے

بلایا تھا۔

میری بات ابھی مکمل نہیں ہوئی داجان۔۔میں چاہت سے ملوں

گا اسکی رضامندی جانوں گا اور اسکے بعد اگر اسنے انکار کیا تو یہ

"نکاح نہیں ہو گا۔۔۔۔۔۔

اسکا لہجہ بلکل سپاٹ تھا،

_شمشیر تم۔۔۔۔۔۔

میں بلکل ٹھیک کہہ رہا ہوں داجان۔۔۔اور یہ میرا آخری فیصلہ ہے،اور دوسری بات میری کوئی حالہ کوئی ماں نہیں اس دنیا میں ۔۔۔تو کزن کا سوال ہی نہیں اٹھتا۔۔۔!"

"شمشیر تم مجھے جواب دے رہے ہو۔۔۔۔؟

میں جواب نہیں دے رہا میں آپ کو بتا رہا ہوں۔۔۔۔۔۔۔جس کو آنا ہے وہ آجائے، ملازم موجود ہیں حویلی میں، میں کسی کا ملازم نہیں۔۔۔۔سو کام پڑے ہیں مجھے وہ سب نپٹانے ہیں ۔۔۔۔!"

وہ بے لچک لہجے میں ناگواری چھپائے بنا گویا ہوا تو داجان سمیت سبھی اسکے اکھڑ لہجے پر لب بھینچے خاموش رہ گئے۔۔

ایک نگاہ سبھی پر ڈالے بھاری قدم اٹھاتا کمرے سے نکل آیا۔۔

اسکا رخ اب جہاں آرا بیگم کے کمرے کی طرف تھا اسکی عادت تھی وہ جب بھی حویلی لوٹتا سب سے پہلے وہ انہی سے ملتا مگر آج اسے داجان کے بلاوے پر انکے کمرے میں جانا پڑا۔۔۔

سیاہ سوٹ میں ملبوس وہ مغرور شہزادہ اپنی شخصیت کا سحر حویلی میں موجود ہر ذی روح پر پھونکتا شگفتگی سے چلتا جہاں آرا بیگم کے کمرے کے دروازے کو ناک کیے اندر آیا۔۔

یہ وہ واحد جگہ تھا جہاں اسکی آنکھوں میں سرد مہری کی جگہ محبت، نرم تاثرات نمایاں ہوتے تھے،

کشادہ سینہ اور کندھے جھکائے وہ ایک شمشیر حیدر ملک نہیں بلکہ حیدر بن کے ان کے کمرے میں آتا تھا۔۔۔

وہی حیدر جس کی وہ ماں تھی، جن کی گود میں کھیل کود تو نہیں مگر اسے ممتا کا آنچل ہر وقت میسر رہا تھا۔۔

"!السلام علیکم امی۔۔۔۔۔۔۔۔۔

اسکے ہونٹوں کے کناروں پر نرم مسکراہٹ ابھری جب بھاری آواز میں نرمی کی میٹھی سی جھلک سن بیڈ پر بیٹھی وہ لڑکی ایک دم سے چونکی،،

چاولوں کا نوالہ اسکے حلق میں اٹک سا گیا۔۔۔

سیاہ حسین آنکھوں میں حیرت وخفت سموئے وہ آنکھیں آگے پیچھے گھمانے لگی،،

"!________ وعلیکم السلام آگیا میرا بیٹا

جہاں آرا بیگم جو الماری میں سے عقیدت کے کپڑے نکال نکال کر رکھ رہی تھیں اپنے لاڈلے کی آواز پر مسکرائی، سر الماری سے نکالے اسے دیکھا، جو ناگواری سے عقیدت کی پشت کو گھورتے، ایک نگاہ ان کپڑوں پر ڈال جہاں آرا بیگم کی جانب بڑھا،

"! کیا کر رہی ہیں آپ یہ ۔۔۔۔۔۔۔۔

انکے ہاتھ تھامے وہ بوسہ دیتے نرم لہجے میں استفسار کرنے لگا۔۔

عقیدت نے ذرا سی گردن موڑے ایک آنکھ بند کرتے اس کی چوڑی پشت کو خونخوار نگاہوں سے گھورا۔

یقین کرنا ناممکنات میں سے ایک تھا۔۔ کہ وہ کھڑوس شخص ایسے میٹھے لہجے میں بات بھی کر سکتا تھا،،

بیٹا، چاہت کی شادی سر پر ہے اور آج رات مہندی کیلئے بہو کے کپڑے نکال رہی ہوں،، میرے بیٹے کی بیوی ہے اچھے کپڑے تو "! ہونے چاہییے میری بہو کے ۔۔۔۔۔

نرم نگاہوں سے اسکے چہرے کو چھوتے وہ عقیدت کو دیکھنے لگی، جواب آنکھیں مٹکاتے مسکرا کر ان کی کہی بات کی حامی بھر رہی تھی،

ان سب کی کوئی ضرورت نہیں امی اسے دیکھنے کیلئے کوئی نہیں آرہا

۔۔۔جو آپ یہ سب اسے دے رہی ہیں اسکا کوئی حق نہیں اس

لباس پر۔۔۔"؛

اسکا لہجہ ناچاہتے ہوئے بھی زہر ہوا تھا، وہ جانتا تھا جہاں آرا بیگم

نے یہ سارا لباس اسکی دولہن کیلیے بہت عرصے سے بنا رکھا تھا اور

اب یہ لاڈ پیار وہ کم از کم اس لڑکی کو تو کبھی ناں دینے دیتا،

ارے چپ کرو تم۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔اسے دیکھنے کیلئے تو سارا گاؤں

آئے گا سب کی نگاہیں میری خوبصورت بہو اور بیٹے پر ہونگی،، اور

ویسے بھی دنیا کو دکھانے کیلئے نہیں، بیوی کا ہار سنگھار تو اپنے شوہر

کیلئے ہوتا ہے،،، اور تم دیکھنا یہ لباس میری بہو پر کتنا پیارا لگے

گا۔۔۔"؛

انہوں نے مسکراتے ہوئے عقیدت کے چہرے کو دیکھے شمشیر

سے کہا تو نا چاہتے ہوئے بھی وہ لب بھینچے خاموش رہ گیا،

یہ بتاؤ اتنے دنوں سے ٹھیک سے کھانا نہیں کھلایا تم نے

اسے۔۔۔۔۔۔۔ کتنی بری بات ہے شمشیر________اپنی

بیوی کا خیال رکھنا تمہارا فرض ہے دیکھو بچی کا بھوک سے برا حال

ہے یہ تو اچھا ہوا کہ میں اپنے کمرے میں لے آئی،،

شمشیر نے سرد سانس فضا کے سپرد کرتے خونخوار نگاہوں سے

اس لڑکی کو گھورا،

جو اسکی کلاس لگنے پر فتح مندی سے مسکرا رہی تھی،،

وہ جانتا تھا اخلاق اور تہذیب کے معاملے میں اسکی ماں اسکی ایک

بھی ناں سنیں گی جبھی وہ لب بھینچے خاموش کھڑا تھا،،

معذرت امی اب ایسا نہیں ہو گا۔۔۔اگر آپ کی بہو کا کھانا پانی

ہو جائے تو اس سے کہیے کہ ذرا روم میں آئیں مجھے کچھ ضروری

کام ہے ________!"

وہ اپنی ازلی اٹل لہجے میں کہتا وہاں رکا نہیں تھا جبکہ عقیدت جو

ابھی رج کے خوش بھی نہیں ہوئی تھی اس ڈریکولا کے نئے حکم پر

اسکا سانس صیحیح معنوں میں خشک ہوا تھا۔

ZAINABRAJPOOT

اپی کیسی لگی لازمی بتائیں □ 24 دھماکے دار اینڈ شاکنگ اپی

🙈 تھوڑی دیر میں یوٹیوب پر آنے والی ہے تو سیٹ بیلٹ باندھ

لیں سبھی 😎 ناول محبت من محرم

از قلم زینب راجپوت

قسط نمبر 24

ZAINABRAJPOOT

شمشیر صبح چلے جانا پلیز اس وقت میرے بیٹے پیچھے چلو فنکشن

میں۔۔۔۔۔۔۔ ":

وہ مہندی کے فنکشن میں شامل ہونے کی بجائے زیان ملک کے

کمرے میں جارہا تھا۔۔چاہت سے ملنے کی کوشش ناکام ہوچکی

تھی۔اور وجہ داجان اور اکرم ملک کا چاہت کو پار لر زبردستی

بھیجنا تھا۔۔

امی آپ جانتی ہیں ان کی طبعیت کیسی ہے گھر میں شادی کا ماحول

ہے اور کوئی بھی ان کا خیال نہیں رکھے گا۔۔

مجھے خود انہیں دیکھنا ہے۔۔۔ "!

اسنے عجلت بھرے انداز میں سوپ کو باؤل میں انڈیلتے ہوئے کہا

تھا۔۔

مگر بیٹا،،،

کوئی اگر مگر نہیں آپ نہیں جانتی کیا کہ آپ کا بیٹا کتنا ضدی

ہے۔۔۔!" اسکی آواز میں اتنا لگاؤ تھا کہ سیڑھیوں سے اترتی

عقیدت کے تھمے ناچاہتے ہوئے بھی تھمے۔۔

اکا دکا ملازم کو چھوڑ باقی سبھی لوگ بیک سائیڈ پر انتظام سنبھال

رہے تھے، کیونکہ کل نکاح اور آج مایوں بھی وہیں ہونی تھی۔

"اچھا چاہت آئے تو اسے کہیے گا مجھ سے مل لے۔۔۔۔؛

باول تھامے وہ اچانک سے مڑا انہیں یاد دلاتا وہ ایک کمرے کی

طرف بڑھ گیا۔۔

یہ وہاں کیوں جارہا ہے کیا کوئی بیمار ہے۔۔؟ اگر بیمار بھی ہے تو کیا

یہ اس ڈریکولا کیلئے اتنا اہم ہے کہ وہ اپنے ہاتھوں سے یہ سوپ بنا

کر لے گیا آج تو اسکی چہیتی کی مایوں بھی ہے پھر اسے کیا

ہوا۔۔۔!"

عقیدت کا تیز دماغ کس بھی طور مطمئن نہیں ہو پا رہا تھا۔۔

اتنے دنوں سے وہ شمشیر حیدر کی عادات اسکے گھمنڈ سے واقف ہو چکی تھی۔۔

اب پیچھے کیا بچا تھا۔۔جو وہ اسے وہم سمجھتی۔۔۔

اپنے بھاری کامدار لہنگے کو دونوں ہاتھوں سے سنبھالتے وہ دبے قدموں سے سیڑھیاں اتری اور اسی کمرے کی جانب بڑھی جہاں شمشیر گیا تھا۔۔

دروازہ اندر سے لاک تھا۔ایک دوثانیے وہ وہیں کھڑی انگلیاں چٹخاتی رہی اور پھر نظریں جیسے ہی کھڑکی پر پڑی وہ آنکھیں پھیلائے خوشی سے اس جانب بڑھی۔

کھڑکی کھلی تھی، عقیدت کے چہرے پر خوشی کی لہر دوڑی،۔

دھیرے سے کھڑکی کے پٹ کو کھولے وہ ایک آنکھ ہلکی سی بند کیے ذرا سے خول میں سے اندر جھانکنے لگی،،

شمشیر کسی شخص کے اوپر جھکا اسکا چہرہ ٹاول سے صاف کر رہا تھا

--

وہ اسکا چہرہ دیکھنا چاہتی تھی مگر وہ چاہ کر بھی دیکھ نہیں پائی،،

لب دانتوں تلے دبائے وہ وہیں کھڑی رہی۔جب شمشیر ایک دم سے اٹھا اور واشروم کیطرف بڑھا،

عقیدت نے جلدی سے بیڈ کی طرف دیکھا مگر اب زیان ملک کا چہرہ کمفرٹر سے ڈھکا تھا۔

اسنے غصے سے دانت پیسے۔۔۔۔

دل ہی دل سوالقابات سے اس ڈریکولا کو نوازا۔۔

اور ایک دم سے وہاں سے جانے لگی جب سامنے کھڑے اس ہری آنکھوں والے جن کو دیکھ اسکا سانس سچ میں رک گیا تھا۔۔۔

وہ بے تاثر چہرے سے اب چلتا اسکی طرف بڑھ رہا تھا۔۔

عقیدت چاہنے کے باوجود بھی اپنا ڈر چھپا ناں سکی۔۔۔

جب ایکدم سے وہ بپھرا ہوا شخص اسکے سر پر آن پہنچا۔۔۔

اسے اپنی کلائی ٹوٹتی ہوئی محسوس ہوئی تھی۔۔

اور اگلے ہی لمحے وہ اسے گھسیٹتے ہوئے اپنے ساتھ کھینچتا کمرے کی طرف لے گیا۔۔

پاؤں میں موجود ان ہلیز اور کچھ اس شخص کے کھینچنے کے سبب وہ چل نہیں پا رہی تھی۔،

پاؤں اب شدید درد کرنے لگے۔تھے۔۔۔جبکہ وہ بنار کے سیڑھیوں پر اسے کھینچتا ہوا سا کمرے میں لے گیا۔۔

اور ایک دم سے روم میں لے جاتے اسنے دھاڑ کی زوردار آواز کے ساتھ دروازہ بند کیے عقیدت کے نازک وجود کو دروازے سے پن کرتے اسکی گردن کو دبوچا۔۔

عقیدت اس حملے کے لیے تیار نہیں تھی۔

جبھی خوف و بے یقینی سے اسے بپھرے ہوئے مرد کو دیکھا۔۔

جس۔کی آنکھوں میں عجیب سی نفرت کی چنگاریاں پھوٹ رہی تھیں۔۔

"ہمت بھی کیسے ہوئی تمہاری اس کمرے کی طرف جھانکنے کی۔۔۔۔۔۔؛"اسکا لہجہ کسی جانور کی طرح غضب ناک ہوا تھا،

گردن پر بڑھتی سختی کے سبب عقیدت کا سانس رک گیا آنکھیں سرخی سے لبریز ہوتے باہر کو ابلنے لگی۔

وہ جھٹپٹاتے ہوئے اپنا آپ اس سے چھڑانے کی کوشش میں ہلکان ہو رہی تھی، جو کسی وحشی کی طرح اسکی سانسیں نوچ لینے کے درپر تھا۔

عقیدت کی آنکھیں ایک دم سے بند ہونے لگی، آنکھوں میں آئے آنسوں ایک دم سے آنکھوں سے بہتے اسکے رخسار پر گرے تھے،۔جب ایکدم سے شمشیر جیسے ہوش میں آیا، تیزی سے اپنا ہاتھ پیچھے کیا۔۔جب عقیدت لڑکھڑاتی ہوئی سی اسکی باہوں میں آن گری،۔

اسکا بے ہوش وجود اسکی باہوں میں جھول رہا تھا اور شمشیر حیدر ملک کا دل جیسے سست روی سے دھڑکتا بند ہونے کو تھا۔

وہ تیزی سے آگے بڑھا اور نرمی سے اس نازک وجود کو بستر پر ڈالے وہ اسکی بند آنکھوں کو دیکھتا اپنے دونوں ہاتھوں میں بال دبوچے سرخ لہو رنگ آنکھوں کو میچے اپنے غصے کو ٹھنڈا کرنے لگا۔۔

کچھ ناں سوجھتے وہ بنا عقیدت کو دیکھے تیزی سے لمبے لمبے ڈھگ بھرتا حویلی سے نکلا۔۔

ZAINABRAJPOOT

بی بی جی بالاج سرکار آئے ہیں______!" وہ بمشکل سے اپنا بھاری بھر کم لہنگا سنبھالتی پارلر سے باہر نکلی تھی۔

چہرے پر ہوئے اس خوبصورت میک اپ نے اسکے اندر کی بے زارگی کو بہت خوبصورتی سے چھپا دیا تھا۔

اس ستمگر کا نام سنتے ہی دھڑکنیں جیسے معمول سے زیادہ تیز ہوئیں تھیں۔

نیلی کانچ سی حسین آنکھیں ایک دم سے بے قراری سے اس دشمن جاں کو ڈھونڈنے لگی،

جو سامنے ہی ہاتھ سینے پر باندھے کھڑا تھا۔

"! گوری مجھے گاڑی تک لے چلو،،

اپنی بے ہنگم دھڑکنوں کو سنبھال وہ اس ستمگر سے نگاہیں چرائے بولی تو گوری نے سر اثبات میں ہلایا،

فوراً سے جھکتے اسکے غرارے کو پاؤں سے ذرا اوپر کرتے وہ اسے چلنے میں مدد کرنے لگی۔۔

جب بالاج ایک دم سے آگے بڑھا۔۔

تم جاؤ بیٹھو گاڑی میں۔۔۔۔۔"اسکے لہجے میں سختی تھی گوری بھاگتی گاڑی کی پچھلی سیٹ پر بیٹھی،

کیسی لگ رہی ہوں میں بالاج سائیں______!"کاجل سے لبریز ان نیلے نین کٹوروں سے اسے دیکھتی وہ لبوں پر ایک زخمی مسکراہٹ سجائے بولی۔

بالاج سکندر کی چاکلیٹ براؤن آنکھیں اسکے سر تا پیر کا جائزہ لیتی ان لبوں پر آن رکی۔۔

ہمممم۔۔۔۔۔۔۔۔خوبصورت بہت خوبصورت

"وہ اسکے عین سامنے رکا، بہت مدہم آواز__________ میں بولا۔۔

اتنا کہ اسکے گرم سانسیں چاہت اپنے چہرے پر محسوس ہو رہی تھیں، سیاہ خمدار پلکیں اسکی نگاہوں کے ارتکاز پر لرزتے رخسار پر سایہ فگن ہوئیں۔۔

"!______ تو چہرہ ایک دم سے دہکتا انگارہ ہوا تھا،، چلیں

بالاج کاٹرانس اسکی مدہم آواز پر ٹوٹا۔۔۔بے اختیار نگاہیں

پھیرے وہ اسکا ہاتھ تھامے اسے سہارے سے ساتھ لگائے گاڑی

کی طرف بڑھا۔۔

اسکے ذہن میں بہت سے سوالات تھا دل و دماغ اس وقت ایسے

الجھے پڑے تھے۔

کہ اسے کچھ سمجھ نہیں آرہی تھی، کہ کیا سچ ہے اور کیا جھوٹ۔۔

مگر جو اسکی آنکھوں کے سامنے تھا وہ کیسے اسے جھوٹ تسلیم کر

لیتا۔۔۔کیسے مان لیتا کہ وہ لڑکی جو اسکے عشق کا دھم بھرتی

تھی۔۔وہ محض ایک دھکاوا تھا اسکے سوا اور کچھ بھی

"نہیں..............؛

ZAINAB RAJPOOT

بیٹا کیا یہ مناسب نہیں کہ تم اپنی پوسٹنگ یہی کروا

لو______!"

ناشتے کے بعد وہ ابرہیم شاہ کے پاس تھا، اور منت اپنے بابا کو دکھانے کیلئے اس سے گاہے بگاہے کوئی نا کوئی سوال پوچھ لیتی،،

جس کا جواب وہ نرم لہجے سے دے رہا تھا،

ماموں جان ابھی یہ ممکن نہیں، آپ بھی جانتے ہیں میں نے کوئی ٹرینگ نہیں لیں، اور مجھے انکل کی سفارش پر یہ جاب ملی ہے اب ایک دم سے میں پوسٹنگ کی بات نہیں کر سکتا ______ "

اسکے پاس بہت بڑا جواز تھا جسے سن شائستہ بیگم نے سرد سانس فضا کے سپرد کی تو منت کو دلی خوشی ہوئی۔ایک ہی رات میں وہ اس سے گھبرا رہی تھی، اگر جو وہ ہمیشہ کیلئے آجاتا تو ____؟ "

تو پھر اپنی بیوی کو ساتھ لے جاؤ ..... ! "

انکا لہجہ سادہ تھا "

جی۔۔۔۔۔" راب کو اس بات کی توقع ہرگز نہیں تھی جبھی وہ سنتا ایک دم سے چونکا۔۔۔۔۔بے اختیار اسکے منہ سے یہ الفاظ ادا ہوئے تھے،،

بلکل دیکھو دو ماہ ہو چکے ہیں تمہارے اور منت کے نکاح کو۔۔۔ لوگ رشتے دار طرح طرح کی باتیں بناتے ہیں، ہم کسی کا منہ نہیں پکڑ سکتے، ویسے بھی شادی کے بعد بیٹی کا اصل گھر اسکے شوہر کا گھر ہوتا ہے۔۔۔۔! "

ابراہیم شاہ زمانہ شناس تھے، منت کا رویہ ایسا اچھا کیسے ہو سکتا تھا جبکہ اسکی رضامندی تھی ہی نہیں اس رشتے پر۔۔۔۔اوپر سے راب کا مہینوں سے گھر ناں لوٹنا انہیں بہت کچھ سوچنے پر مجبور کر چکا تھا۔

بابا مجھے کہیں نہیں جانا،،،"منت کا چہرہ لمحوں میں لہو چھلکانے لگا

اسکے بابا اسے اس آدمی کے ساتھ رخصت کر رہے تھے جو پہلے

ہی اسے چھوڑنے کا سوچ چکا تھا۔۔۔

آپ کا فیصلہ سر آنکھوں پر ماموں جان۔۔۔۔۔ منت آپ ناشتے

کے بعد اپنے دو تین ڈریس لے لیں تاکہ ہم جلدی روانہ ہوں

"_____ کیونکہ مجھے ڈیوٹی پر بھی جانا ہے

راب انکے چہرے پر فکر اور تشویش دونوں جانچ چکا تھا جبھی

گھرے سانس بھرتے کہا تو منت نے اسے آنکھیں دکھائ،،

"!_____ اٹھو منت سنا نہیں کیا کہا ہے راب نے

اب کی بار شائستہ بیگم نے بھی اسے آنکھیں دکھائیں تو وہ پیر پٹھکتے

اٹھی اور کمرے کی جانب بڑھی،،

ZAINABRAJPOOT

نظر رکھو اس علی اور کنول بیگم پر۔۔۔۔۔۔ کچھ ناں کچھ گڑ بڑ

ضرور ہے۔۔۔ !"

وہ اپنے آفس میں اپنی چیئر پر بیٹھا لیپ ٹاپ اسکرین۔ کے چلتے

مناظر کو دیکھ بولا۔

حسین چہرے پر تناؤ کے ساتھ ساتھ سبز آنکھوں میں الجھن

تھی،،

سیاہ تھری پیس میں ملبوس وہ اپنی شاہانہ پرسنالٹی سے کرسی پر

براجمان حارث کو چونکا گیا۔۔

"کیا مطلب اس کلپ میں تو مجھے ایسا ویسا کچھ نہیں دکھا۔۔۔؟

وہ ایک دم سے ٹیک چھوڑتے سیدھا ہوا۔۔۔ اسکی سبز آنکھوں

میں حیرت سے دیکھتا گویا ہوا۔۔ تو شمشیر کے لبوں پر گہری

مسکان ابھری۔۔

جو ہوتا ہے وہ دکھتا نہیں حارث____اور اس ویڈیو میں کنول بیگم جانے کون سی فائل اتنے غصے اور خوف سے جلا رہی ہے۔۔۔۔

اور علی شاہ کے چہرے پر ڈر میں بخوبی دیکھ رہا ہوں۔۔۔کچھ تو ایسا ہے جو مجھ سے چھوٹ رہا ہے۔۔۔

"!میری آنکھوں سے اوجھل ہے ابھی تک۔۔۔۔

اسنے انگلی اپنے حسین لبوں کے قریب کرتے تجسس سے سوچا،

حارث اسے عجیب نظروں سے گھورنے لگا اسکی آدھی باتیں تو اس معصوم کے ذہن کے اوپر سے نکل جاتی تھیں۔۔

وہ ایک دم سے جگہ سے اٹھا،،اور اسکی پیچھے کھڑا ہوتے وہ اس ویڈیو کو دیکھنے لگا۔۔

تواب کیا کروں میں۔۔۔۔۔ایسا کرتا ہوں۔۔۔۔۔انکے گھر جاتا ہوں اور ان سے پوچھتا ہوں کہ آپ نے جو فائل جلائی تھی اسکا "نام بتائیں آخر کیا تھا اس میں۔۔۔۔۔؟

نہیں اس کی ضرورت نہیں،،،،اسکی سبز نگاہوں میں پرکشش سی چمک ابھری،،وہ ہنسا تو حارث چونک گیا ضرور کچھ الگ تھا،،

یہ دیکھو۔۔۔۔۔۔ شمشیر نے کہتے ہی اسکرین زوم کی تو کنول کے ہاتھ میں جلتی وہ فائل اور اسپر لکھا الشفاء ہاسپٹل کا نیم واضح تھا،،

اسکا مطلب یہ کسی ہاسپٹل کی فائل ہے۔۔۔۔!"حیرت سے منہ کھولے وہ بس اتنا ہی کہہ سکا تھا،

یہ اسی ہاسپٹل کی فائل ہے جہاں اس عورت نے میرے چاچو "سے ان کی خوشیاں نوچی تھی،،،.

شمشیر نے جبڑے بھینچے غصے سے بھرپور لہجے میں کہا تو حارث

حیرت زدہ سامنہ پر ہاتھ رکھ گیا۔۔

ہو ناں اس ہاسپٹل اور اس فائل کے ساتھ کچھ ناں کچھ جڑا ہوا

ہے۔۔۔ تم ایک کام کروا بھی جاؤ،،،اور جتنی جلدی ہو سکے

"! معلوم کرو اس فائل کے متعلق۔۔۔۔۔۔۔۔۔

شمشیر نے ایک دم سے اسے حکم دیا تو حارث نے منہ بگاڑا۔۔۔

"! ________ اوئے آج نہیں آج تو چاہت کی شادی ہے

اسنے التجائیہ کہا تو شمشیر معنی خیز سا ہنسا۔۔۔

اسکی یہ مسکراہٹ کس قدر خطرناک تھی یہ حارث کے سوا کون

جان سکتا تھا۔۔۔

" نکاح ہو گا تو تُو انجوائے کرے گا۔۔۔۔۔

اسکے کندھے پر سے نامعلوم دھول اڑاتے وہ سرسراتے ہوئے لہجے میں بولا اسے شاکڈ چھوڑ اب حویلی کیلئے نکلا۔۔۔

اسے کسی بھی طرح اس نکاح کو روکنا تھا وہ بھی وقت سے پہلے

۔۔۔۔۔۔

ZAINABRAJPOOT

میں بالاج سکندر پورے ہوش وحواس میں تمہیں

"طلاق۔۔۔۔۔۔!"

بالاج____"جہاں آرا بیگم کی گرج دار آواز پر وہ سرخ لہو چھلکاتے چہرے سے مڑا،،اسکی آنکھوں میں نفرت تھی اپنی بیوی کیلئے۔۔۔۔

یہ کیا حرکت کرنے جارہے تھے تم۔۔۔بے شرم انسان۔۔۔
"! غیرت مند مرد اپنی بیوی کو طلاق نہیں دیتے۔

جہاں آرا بیگم اسے گریبان سے جھنجھوڑتے چلائی تھی۔آنکھیں لہورنگ ہوئی تھی،

بیوی یہ____ یہ میری بیوی نہیں ہے اماں سائیں،،یہ لڑکی کسی کی بیوی بننے کے قابل نہیں۔۔۔"وہ نفرت سے چاہت کے وجود کو دیکھتا چلایا تھا۔

چاہت بے جان بت کی طرح اسکے لفظوں کے تیر سہہ رہی تھی، یہ وہی محبت تھی جسے اسنے اپنے محرم کے روپ میں پانا چاہا تھا۔۔

اور آج اسے ملا تو کیا ملا تھا صرف رسوائی،،

کئی آنسوں اسکی آنکھوں کی پلکوں پر دم توڑ گئے،،وہ ساکت نگاہوں سے اسے دیکھ رہی تھی۔

جو اسکی عزت کو تار تار کر رہا تھا۔

بالاج۔۔۔"رہنے دیں اماں سائیں۔۔۔۔۔یہ ٹھیک کہہ رہے ہیں۔۔کوئی بھی غیرت مند مرد اس بات کو برداشت نہیں کر سکتا کہ اسکی بیوی اسکے ہوتے کسی غیر مرد سے ملے۔۔۔"

اسکی انا پر کاری ضرب جو لگتی ہے۔۔وہ یہ سوچنا گوارہ نہیں کرتا کہ شاید اسکی بیوی کسی اور مقصد سے ملی ہو۔۔اسکے پاس صاف جواب ہوتا ہے کہ ہر غیر مرد سے ملنے والی لڑکی چاہے وہ اس کی بیوی ہی کیوں ناں ہو وہ گھٹیا اور بے حیا ہے۔

مرد تو دن میں لاکھوں عورتوں سے ملتا ہے مگر عورت کو یہ حق نہیں کہ وہ اسکے ملنے پر اسے طلاق دے دے۔۔۔"

بالاج سکندر نے آج مجھے طلاق چاہے ناں دی ہے ہو مگر یہ شخص آج سے میرے لئے ایک غیر مرد رہے گا۔۔

میں اسے اپنی مرضی سے اس رشتے سے اور خود سے آزاد کرتی

ہوں۔۔۔ !"

اسکی آنکھوں میں دیکھتی وہ ٹھہرے لہجے میں ایک ایک لفظ ادا کرتی جارہی تھی۔۔ قدم پیچھے کی طرف اٹھ رہے تھے، وہ بس ان آخری لمحات میں اس شخص کو اپنی آنکھوں میں بسائے اس دنیا سے رخصت ہونا چاہتی تھی۔

زمانہ دوست ہو جائے تو

بہت محتاط ہو جانا

کہ اس کے رنگ بدلنے میں

ذرا سی دیر لگتی ہے۔

کوئی جو خواب دیکھو تو

اسے فوراً بھلا دینا

کہ نیندیں ٹوٹ جانے میں

ذرا سی دیر لگتی ہے۔

کسی کو دکھ کبھی دینا تو

اتنا سوچ کر دینا کہ

کسی کی آہ لگنے میں

ذرا سی دیر لگتی ہے

بہت ہی معتبر ہیں

جن کو محبت راس آجائے

کسی کو راہ بدلنے میں

ذرا سی دیر لگتی ہے۔

چاہیےتتتتت______جہاں آرا بیگم کی بھیانک چیخیں حویلی میں سنسنی سی دوڑا گئی تھیں،،

کھڑکی کا شیشہ یک دم سے ٹوٹا تھا وہ نازک سی دل والی بالاج سکندر کی بے اعتباری کو برداشت نہیں کر پائی تھی،،

اسکی آنکھ میں ایک آنسو ضبط کے پل توڑتا بہہ نکلا تھا۔ وہ دھندلی نگاہوں سے اس ستمگر کے ساتھ گزرے ان حسین پلوں کو یاد کرتی آنکھیں موند گئی تھی۔۔

اسے جانا تھا شاید یہاں تک ہی تھا اسکی محبت کا سفر۔۔۔ جواب ایسے تمام ہوا تھا کہ لفظوں کی کرچیاں جاتے جاتے بھی اس نازک سی جان کے دل کو چیر گئی تھی۔"

"چاہیے متنتنت.................

اسکا چہرہ پسینے سے شرابور تھا۔۔۔وہ خوفزدہ سا سفید پڑے چہرے سے گہرے سانس بھرتا کسی بھیانک خواب کے زیر اثر اٹھا تھا۔۔۔

اسنے چہرے پر ہاتھ پھیرتے آگے پیچھے دیکھا،، مگر وہ صرف اسکا خواب تھا۔۔۔

دونوں ہاتھوں کی مٹھیوں میں اپنے بالوں کو جکڑے وہ حسین مرد اپنے آپ پر ضبط کرنے کی کوشش میں جبڑے مضبوطی سے بھینچ چکا تھا،،

سرخ لہو نما آنکھیں اسکی اندرونی بے چین کیفیت کی غمازی تھی، کل رات اس حسین لڑکی کو حویلی چھوڑ وہ یونہی بے چین دل کو قرار دینے فارم ہاؤس آیا مگر اس عشق کی ماری حسین لڑکی کا چہرہ اسکی آنکھوں سے ایک پل بھی اوجھل ناں ہو سکا۔۔۔۔

"اس خواب کا کیا مطلب ______؟

رات بھر جاگنے اور دیر رات آنکھ لگنے کے سبب اسکی کنپٹیاں درد کی شدت سے پھٹ رہی تھیں۔۔۔۔

ایک نگاہِ گھڑی پر ڈالی تو دل جیسے تھم سا گیا تھا، دن کا ایک بج چکا تھا اور تھوڑی ہی دیر میں وہ اس دور ہونے والی تھی۔۔

دل میں جیسے ایک عجیب سا درد اٹھا۔۔۔

وہ خود پر قابو ناں پاتے ایک دم بے قراری سے بستر سے اٹھا۔۔

ZAINABRAJPOOT

"______ چاہت نکاح کا وقت ہو چکا ہے چلو نیچے

پشت پر ہاتھ باندھے وہ شیشے کے سامنے سرخ لہنگے میں ملبوس اپنی بیٹی کو دیکھتا اکڑ کر بولا۔۔۔

اسکے چہرے پر بے بسی دیکھ کر بھی وہ باپ نظریں چُرا گیا۔۔۔

بابا مجھے یہ شادی نہیں کرنی آپ پلیز میری بات

سنیں ____!_

ایک آخری کوشش کے تحت اسنے التجا کی تو اکرم ملک بپھر

گیا۔۔

زبان بند کرو تم اپنی۔۔۔۔۔۔ جانتی ہو جس گھر میں لڑکیاں اپنے

منہ سے کسی کے عشق کا گن گان کریں اس گھر سے ان کی ڈولی

نہیں جنازے نکلتے ہیں میں تو پھر بھی تمہیں رخصت کر رہا

ہوں۔۔۔"

وہ اکڑ کر فخریہ بولا۔۔۔

تو اس حسین لڑکی کی نیلی کانچ سی آنکھوں میں نمی تیرنے لگی،،

بابا میں نے اپنی پسند بتائی تھی آپ کو۔۔۔۔ کوئی گناہ نہیں کیا

۔۔۔۔؛" اسے لگا شاید وہ اسے سمجھیں گے کیونکہ وہ اکیلی ہی تو

تھی اپنی محبت کا دفاع کرنے والی۔۔۔

چپ کرو تم۔۔۔یہ فضول حرکتیں ہم جیسے شریف خاندانوں میں

" نہیں ہوتی تو تم اپنا منہ بند رکھو۔۔۔۔

وہ غصے سے دانت پیستا آگے بڑھا تو چاہت سہم سی گئی۔۔

" ! دو منٹ کا وقت دیتا ہوں یہ حلیہ درست کرو اور۔۔۔۔۔

میں نہیں کروں گی اس اویس ملک سے نکاح چاہے کچھ بھی کر

" ! لیں آپ۔۔۔۔۔۔

وہ بپھر کر انکی بات کاٹتی تیز لہجے میں غرائی،،

تو اکرم۔ملک آگے بڑھا۔۔۔

شادی تو تیری آج ہی ہو گی اور وہ بھی اویس ملک سے۔۔۔۔۔۔

"______ دیکھتا ہوں کیسے نہیں ہوتا یہ نکاح

وہ دھاڑتا آگے بڑھا اور اسکے ہاتھ کو دبوچے اسے گھسیٹتے نیچے

لے جانے لگا۔۔

مجھے نہیں کرنی اِس سے شادی______ چھوڑیں میرا ہاتھ

"!بابا۔۔۔

اپنا آپ چھڑانے کی کوشش کرتی وہ اس بار اونچی آواز میں چلائی

تھی۔

وہاں موجود سبھی لوگ چاہت کی آواز پر ایک دم سے مڑے

تھے۔

جو دلہن کے لال جوڑے میں بکھرے بالوں، اور بنا کسی ہار سنگھار

کے کسی مچھلی کی طرح باپ کی گرفت میں مچل رہی تھی۔

اویس ملک نے جبڑے بھینجے اپنی ہونے والی بیوی کو دیکھا، جو سارے خاندان کے سامنے اسکی عزت کا تماشہ لگا رہی تھی۔

خاموش ہو جاؤ چاہت۔۔۔۔۔۔۔" اسکے باپ نے غصّے سے گرجتے کہا تھا جس پر وہ معصوم لرزتے دل سے شکوہ کناں نگاہوں سے اپنے باپ اور پھر دادا کو دیکھنے لگی۔

جو مخض اپنے تعلقات سدھارنے کے لیے اسے اویس ملک جیسے عیاش سے بیاہ رہے تھے۔

ارے ارے توبہ توبہ کتنی لمبی زبان ہے اس لڑکی کی،،، اگر ماں زندہ ہوتی تو کچھ تربیت کرتی کہ یوں منہ پھاڑ پھاڑ کر ایسی باتیں "نہیں کرتے وہ بھی ہونے والے شوہر کے سامنے۔۔۔۔

سریہ بیگم نے پان چباتے کانوں کو ہاتھ لگائے افسوس سے کہا۔

اویس ملک خونخوار بھیڑے کی مانند چاہت کو گھور رہا تھا اگر اس

وقت وہ لڑکی اسکے نکاح میں ہوتی تو اس گستاخی پر اسکی کھال ادھیڑ

دیتا۔۔۔۔ مگر ابھی وہ نکاح میں نہیں تھی۔

کوئی بھی رشتہ زور زبردستی سے نہیں بندھتا۔۔۔۔اگر میں

نکاح کروں گی تو بالاج سکندر سے۔۔۔۔۔۔ورنہ اس گھر سے

"میری لاش ہی جائے گی۔۔۔

اپنا آپ چھڑاتی وہ دوڑتی میز پر پڑی چھری اٹھائے اپنی کلائی پر رکھ

گئی۔۔

یہ سب اتنا اچانک ہوا تھا کہ ہر کوئی سکتے میں تھا۔

دروازے سے اندر داخل ہوتے بالاج سکندر نے اس لڑکی کی

جرت پر کنگ ہوتے اس بپھری شیرنی کو دیکھا۔۔

جو بلا وجہ کی ضد کرتے اپنے گھر والوں کے خلاف کھڑی تھی وہ بھی اس شخص کے لئے جسے اس میں رتی برابر دلچسپی نہیں تھی۔۔

چاہت بیٹا۔۔۔ بالاج سکندر آپ کا نصیب نہیں آپ اویس سے شادی کر لو۔۔۔۔ "!

"نہیں دادا جان یا تو بالاج سکندر یا پھر کوئی نہیں۔۔۔۔۔

اسنے کلائی پر دباؤ بڑھاتے نڈر انداز میں اعلانیہ کہا۔۔۔

بالاج نے ہاتھ پشت پر باندھے بے تاثر نگاہوں سے اسے گھورا۔۔۔

اسکا فیصلہ کروا بھی کہ ابھی۔۔۔۔۔ یا تو یہ لڑکی مجھ سے شادی کر کے میرے گھر جائے گی ورنہ میں اسے ابھی کے ابھی مار دوں گا۔۔۔۔

اویس ملک نے چاہت کی طرف کرتے خونخوار لہجے میں غراتے ہوئے کہا تھا۔۔

جب بالاج سکندر کے ماتھے پر بل نمایاں ہوئے۔۔۔

اس سے پہلے کہ کوئی بھی شخص حرکت کرتا چاہت نے ایک نم نگاہ اس ستمگر پر ڈالی۔۔

میں نے کہا تھا آپ سے بالاج سائیں اگر آپ نہیں تو پھر کوئی نہیں۔۔۔یہ کہتے ساتھ ہی اسنے چاقو اپنے بازو پر چلا یا۔۔

خون کی ایک دھار سی تھی جو اسکے بازو سے نکلتی ٹپ ٹپ فرش کو بھگونے لگی۔

چاہتتتت________:"شمشیر حیدر جو اندر داخل ہوا ہی تھا۔۔۔

اس خولناک منظر کو دیکھ اسکے منہ سے بے ساختہ ہی چیخ نمایاں ہوئی۔۔

وہ دھاڑا۔۔۔۔ تو بالاج جیسے ہوش میں لوٹا خوفزدہ سی نگاہوں سے اس لڑکی کو دیکھ رہا تھا جو بند ہوتی نگاہوں سے بے جان ہوتی زمین پر ڈھے سی گئی۔۔۔۔

چاہتتتتت______!" جہاں آرا بیگم داجان۔۔۔۔۔ سبھی شاکڈ سے خون سے لت پت ہوتے اسکے ہاتھ کو دیکھتے اندھادھند بھاگے تھے۔۔

جبکہ خدیجہ بیگم تو ایک طرف بیٹھی اکتاہٹ سے یہ مناظر دیکھ رہی تھی۔۔

عقیدت افسوس سے اس بکھرے ہوئے شخص کو دیکھ رہی تھی

۔۔

جس کی سبز نگاہیں نم تھیں وہ کسی گڑیا کی طرح چاہت کو بانہوں میں بھرتے باہر کو بھاگا تھا۔ جبکہ اسے باہر جاتا دیکھ فضا میں چھم گوئیاں عروج پر ہوئی تھیں۔۔۔

بالاج سکندر بے حس و حرکت کھڑا فرش پر موجود اس خون کو دیکھ ساکت سارہ گیا۔

نیکسٹ ZAINABRAJPOOT

600لائکس پر 😁 ناول محبت من محرم

از قلم زینب راجپوت

قسط نمبر 25

ناول میرے یوٹیوب چینل اور آفیشل پیج کے علاوہ کہی بھی پوسٹ کرنے کی اجازت نہیں، تو بنا اجازت کاپی کرنے سے گریز کریں،، شکریہ۔۔۔۔۔۔!"

ZAINABRAJPOOT

اس کو واپسی پر کافی دیر ہو چکی تھی، نا چاہتے ہوئے بھی وہ آج پہلے ہی دن ایک کیس میں بری طرح سے الجھنے کی سبب وقت پر گھر نہیں پہنچ پایا تھا۔

وہ جانتا تھا منت اندھیرے سے ڈر جاتی تھی، اور جس قدر غصے میں وہ اسے گھر چھوڑ کر گیا تھا۔

اسے سوچ سوچ کر پریشانی لاحق ہو رہی تھی۔۔

بلیک جینز کے اوپر سکائی بلیو کلر کی شرٹ زیب تن کیے وہ لمبے لمبے ڈھگ بھرتا اپنے کمرے کی جانب بڑھا تھا۔

دروازے کی ناب گھمائے ابھی اندر قدم رکھا ہی تھا،

جب کوئی نرم و نازک وجود ایک دم سے اسکے سینے سے آن لگا۔۔۔

راب ایک دم سے چونکا۔۔ نیم اندھیرے میں وہ جان ناں سکا کہ آخر ہوا کیا ہے مگر اپنے بے حد نزدیک اپنے سینے سے لگی اس نازک وجود کی خوشبو سے اسے باور ہو چکا تھا کہ وہ کوئی اور نہیں منت راب خانزادہ تھی۔۔

"منت آر یو اوکے ______!"

بے اختیار دھڑکتے دل پر قابو کیے اسنے نرمی سے اسکی پشت رب کی،، جو شاید اسکے سینے میں منہ دیے رو رہی تھی۔

وہ بولی ناں تو بالآخر راب نے نرمی سے اسے دور کرنا چاہا، جس پر منت نے تیزی سے اپنا نرم حصار اسکے گرد باندھا، اب وہ پوری طرح سے اسکے حصار میں تھا۔۔۔

چہرہ پسینے سے دہک اٹھا،،

اپنے پھڑ پھڑاتے لبوں کو میچے وہ یونہی اسکے ساتھ لگا بمشکل سے آگے بڑھا،،

لائٹ خراب ہو چکی تھی شاید اور اکیلے گھر میں منت تو کیا کوئی بھی ڈر جاتا،، یہی سوچ آتے اسے اپنی کم عقلی پر اور بھی غصہ آیا،،

اچھا آپ روئیں تو نہیں پلیز۔۔۔۔۔۔" وہ اسے بستر پر بٹھانے لگا ۔جب وہ دونوں ہاتھ اسکے سینے پر رکھے بلند آواز میں سوں سوں کرتی اسکے دل کو تکلیف پہنچا رہی تھی۔

"!______ تم بہت برے ہو، آئی ہیٹ یُو

اسکی بھیگی آواز میں کیا گیا شکوہ سن راب کو مزید شرمندگی ہوئی، جبھی بے حد نرمی سے اسے سامنے کرتے اب وہ نرمی سے اسکے آنسوں صاف کر رہا تھا،،

منت نے بھیگی نم آنکھوں سے اسے دیکھا،

اور پھر پلکوں کی جھالر گرائے وہ رخ موڑ گئی،،

" سوری آپ کو میری وجہ سے اتنا سب برداشت کرنا پڑا۔۔۔

اسکا نرم لہجہ اور فکر دیکھ جانے کیوں مگر اسکا دل گد گدانے لگا ایک عجیب سی خوشی ایک۔ سرور سا تھا،

جیسے وہ پھر سے معتبر ہوئی ہو۔۔اس شخص کا مان دینا کتنا خوش کن احساس تھا،

"_____ مجھے بھوک لگی ہے صبح سے کچھ نہیں کھایا میں نے

ایک نگاہ اس حسین مرد پر ڈالے وہ بھوک سے بے حال منمنائی

۔۔

اوہ سوری میری غلطی ہے مجھے خیال دینا چاہیے تھا۔۔راب خانزادہ شرمندگی اہانت کے احساس سے سرخ پڑ گیا۔

کیسے وہ اپنے کام میں مگن یہ بھول گیا کہ اب اسکے گھر میں ایک عدد بیوی بھی تھی، جسے کھانے کیلئے کچھ ناں کچھ چاہیے ہو گا اور اسکے گھر کے کچن میں کولڈ ڈرنکس اور ہاٹ کافی کے سوا کچھ بھی تو ایسا نہیں تھا جسے وہ کھا سکتی،

نہیں آپ شرمندہ مت ہوں۔۔۔بس مجھے کھانا کھلا دو پلیز،،،!"آنکھیں زور زور سے رگڑتے وہ جس قدر معصومیت سے بولی راب کو بے ساختہ اسپر پیار آیا۔۔

دل چاہا کہ ابھی اسے اپنی پناہوں میں سمیٹ لے مگر پھر اپنی بے لگام سوچ اور جذبات پر بندھ باندھے وہ اٹھا اور منت کا ہاتھ تھام لیا۔۔

کہاں۔۔۔۔" وہ بے چینی سے بولی۔

ہوٹل کچھ کھانے چلتے ہیں۔۔۔!"خشک لبوں پر زبان پھیرتے

اسنے نرمی سے کہا۔

تو منت نے ایک نگاہ اسکے دودھیا مضبوط ہاتھ میں موجود اپنے

نازک سپید ہاتھ کو دیکھا۔

دل کی دھڑکنیں سست روی سے بڑھیں تھیں۔۔یہ استحقاق

"____ جانے کیوں مگر دل کے بے حد قریب لگا تھا اسے

جبھی فوراً سے اٹھی اسکے ہمقدم ہوتے وہ ایک نئی راہ پر گامزن

ہوئی تھی،اسکی سنگت میں وہ اپنی زندگی کو ایک خوشگوار خواب

محسوس کرنے لگی،،

جیسے ہر اٹھتا قدم اسکی زندگی کی خوشیوں کی طرف بڑھ رہا ہو۔

ZAINABRAJPOOT

اوہ تو تم ہو شمشیر کی نام نہاد بیوی،،، !" دروازہ کھولے وہ اس محل کے عالیشان کمرے میں آئی، جہاں اسکی پہلی نگاہ دیوار گیر اس خوبصورت تصویر پر پڑی،،

جس میں موجود وہ شاہانہ بھرپور وجاہت کا حامل مرد اپنی پتھریلی نگاہوں اور بے تاثر چہرے سے بھی بلا کا حسین دکھ رہا تھا۔۔

ٹھنڈی آہ بھرتے وہ آگے بڑھی جب واشروم سے شاور لے کر نکلتی عقیدت کو دیکھ اسنے طنزیہ لہجے میں کہا۔

بالوں کو خشک کرتا عقیدت کا ہاتھ تھما۔

حیرت سے اپنے سامنے ان ٹائٹ کپڑوں میں ملبوس اس لڑکی کو دیکھا۔۔ جو شاید اس سے مخاطب تھی،

ویسے تم اس قابل تو نہیں کہ اتنے عالیشان مرد اور اس کمرے کو ڈیزرو کرو ______ !"

وہ اب اپنی پف سٹائل رول کیے دائیں کندھے پر ڈالے بالوں میں انگلیاں چلاتی کہہ رہی تھی۔

اسکا ہر اٹھتا قدم عقیدت بغور دیکھ رہی تھی۔

میں اس کمرے اور اسکے مالک کو ڈیزرو کرتی ہوں یا نہیں یہ مجھے کسی بھی ایرے غیرے سے جاننے کی ضرورت نہیں خاص طور

پر تم سے ___!"

شمشیر کی یہ نک چڑھی کزن اسے شمشیر ہی کی طرح بری لگی تھی۔۔

فل حال وہ پھر سے اس سے الجھ کا موڈ خراب نہیں کرنا چاہتی تھی ۔۔ جبھی اسے اگنور کرتے وہ بیڈ کی طرف بڑھی۔

میں کون ہوں یہ بھی تمہیں جلد معلوم ہو جائے گا جب یہ کمرہ اور

اسکا مالک دونوں میرے ہو جائیں گے وہ بھی ہمیشہ ہمیشہ

"کیلئے۔۔۔۔۔۔۔۔؛

اپنے تئیں وہ اسے ڈرا رہی تھی یا پھر اپنی پلاننگ بتا کر خوفزدہ کرنا

چاہتی تھی۔۔

عقیدت آگے بڑھنے کی بجائے رک گئی۔

حیرت سے مڑتے اسنے اس لڑکی کو دیکھا۔۔اور پھر اسکے لبوں پر

ہنسی دوڑنے لگی۔۔

ارے واہ تم نے تو میری مشکل ہی آسان کر دی۔۔۔۔تم ایسا کرو

آج ہی یہ کمرہ اور اسکا مالک لے لو۔۔۔۔مجھے ویسے بھی گھٹیا

چیزیں اور گھٹیا لوگ نہیں پسند بلکل تمہاری طرح

"کے ______؛

اسکی آنکھوں میں دیکھتی وہ چبا چبا کر بولتی آخر میں انگلی اٹھائے اسے وارن کرنے لگی جس پر روبی کا منہ حیرت سے کھلے کا کھلا رہ گیا۔

"یو۔۔۔۔۔

شٹ اپ۔۔۔۔۔۔ میں کوئی ڈرپوک یا معصوم ٹائپ لڑکی نہیں جسے تم دھمکالو گی شوہر کے چھن جانے کے خوف سے مجھے خوفزدہ کردو گی۔۔۔۔ میں عقیدت شاہ ہوں۔۔۔۔۔ جھکنا اور خوفزدہ ہونا میری فطرت میں سرے سے ہی نہیں تو آئندہ یہ فضول کی کوشش بھی مت کرنا۔۔۔۔۔! "

اسکی آنکھوں میں دیکھتی وہ زخمی شیرنی بنی دھاڑی تھی۔ جبکہ اسکے الفاظ پر غصے اور بے عزتی کے احساس کے تحت روبی کا چہرہ سرخ پڑ گیا۔۔

نکلو یہاں سے ____! "اسے انگلی اٹھا کر کہتی وہ اب آگے کو قدم لینے لگی، جس پر نا چاہتے ہوئے بھی روبی گھبرائی اور فوراً سے مڑتے وہ روم سے نکلنے لگی۔

آئی بڑی مجھے باتیں سنائیں گی۔۔۔۔! "کمرے سے بھاگتی روبی کی پشت کو گھورتے عقیدت بڑبڑائی۔

جب اچانک اسے نیچے سے شور کی آواز سنائی دی۔۔۔

وہ چونکی اور فوراً سے ریلنگ کی جانب بڑھی تو نگاہیں جہاں آرا بیگم پر پڑیں۔۔۔۔ جو بھاگتے ہوئے اسی کمرے کی طرف جا رہی تھی جہاں اسنے کل رات شمشیر کو جاتا دیکھا تھا۔۔ اسکے دماغ میں عجیب سی الجھن طاری ہوئی۔۔

شمشیر حیدر کا رات والا روپ یاد آیا تو بے اختیار اسنے اپنی گردن کو چھوا۔

نہیں میں جاؤں گی میں ڈرتی نہیں ہوں اس سے۔۔۔۔!"" اسکی
کی سبز خوفناک نگاہیں آنکھوں کے پردے پر لہرائی مگر وہ نظر
انداز کرتے سیڑھیوں کی جانب بڑھی،
حیرت و تجسس کے تحت وہ اپنی زندگی کے سب سے بڑے راز کی
طرف بڑھ رہی تھی جس سے اسے اتنے سالوں سے انجان رکھا
گیا تھا۔

ZAINABRAJPOOT

پچھلے ایک گھنٹے سے وہ گاڑی میں بیٹھا غیر مری نقطے کو گھور رہا تھا
۔
آنکھوں میں عجب سی سرخی پھیلی تھی۔۔۔بکھرے بال بکھرہ
حلیہ اسکے اندرونی طوفان کی غمازی تھی۔۔
"سائیں شمشیر سائیں اندر ہیں چاہت بی بی کے پاس______؛

اسکا وفادار ملازم گاڑی کا دروازہ کھول ایک دم سے اندر آتے

بالاج کو آگاہ کرنے لگا۔۔

جس نے زخمی نگاہوں سے اسے دیکھا اور پھر ایک دم سے جھپٹتے

اسے گریبان سے دبوچ لیا۔

مجھے اسے دیکھنا ہے مبشر۔۔۔۔۔۔۔۔اگر اگلے دو منٹ میں کمرہ

"!خالی ناں ہوا تو تجھے اس دنیا سے چلتا کروں گا۔۔۔

اسکے چہرے پر دھاڑتے وہ جس قدر جنون خیزی سے غرایا تھا

مبشر کانپ کے رہ گیا۔۔

خشک ہوتی سانسوں سے اسنے بمشکل سے خود کو اس شیر کی

گرفت سے آزاد کیا۔۔

اور اگلے پانچ منٹ بعد وہ اسے اندر جانے کا کہہ اپنی سلامتی پر شکر

ادا کرنے لگا۔۔

ZAINABRAJPOOT

تم پاگل ہو چکے ہو ضیگم یہاں میں ۔۔۔ کب سے تمہارے آنے کا ویٹ کر رہی ہوں اور تم ہو کے مجھے کہہ رہے ہو کہ میں تمہارا "انتظار ناں کروں،،،

اچھا میں بعد میں بات کرتا ہوں ۔۔" اسنے بے زاری سے کال کٹ کر دی ۔۔۔

جس دن سے عقیدت اسے مار کر چکما دے کر بھاگی تھی ایک بھی رات وہ سکون سے نہیں سو پایا تھا۔

اسے اندازہ نہیں تھا کہ ایک معمولی سی لڑکی اسے اتنا ذلیل کرے گی ۔۔

دن ورات اسکا صرف ایک ہی جنون بن چُکا تھا۔۔ عقیدت علی شاہ کو نیست و نابود کرنا اسکی اکڑ کو اپنے پاؤں تلے کچلنا ۔۔۔

سینے میں جلتے بھانبڑ کو بجھانے کی غرض سے اسنے سگریٹ سلگایا

جب اسکا موبائل فون رنگ ہوا۔۔

آنکھیں چھوٹی کیے اسنے اسکرین پر ابھرتے میسج کو دیکھا۔۔

اور پھر تیزی سے میسج اوپن کیا تو اسکی آنکھیں شدت سے چمکی۔۔

"مجھے معلوم نہیں تھا کہ اتنی جلدی مجھے یہ موقع ملے گا۔۔۔۔

نفرت سے عقیدت کو سوچ وہ زیر لب بڑبڑایا۔۔اور تیزی سے

باہر کی طرف بھاگا۔۔

ZAINABRAJPOOT

وہ کمرے میں داخل ہوا تو نگاہیں بیڈ پر لیٹے اس بے سودھ وجود

پر پڑیں،،

جس کا گلاب سا مہکتا چہرہ مرجھا سا گیا تھا۔۔

بالاج کا ایک ایک قدم من من کا بھاری ہو اتھا۔۔سینے میں ابلتے

جنون کو دبائے وہ بمشکل سے اسکے سامنے آسکے قریب تر ہوا،۔۔

جس کے پیٹ پر رکھا ہاتھ اس وقت سفید پٹی میں لپٹا تھا،

لبوں کے کونے مرجھا سے گئے تھے،

اور وہ نیلی شریر آنکھیں جن میں ہمہ وقت اسکی محبت کی جوگ

جلتی تھی اس وقت وہ آنکھیں بند تھیں،،

جانے کیوں مگر بالاج کا دل چاہا کہ وہ اسے جھنجھوڑ دے اسے غصے

سے بلائے تاکہ وہ اسکی آواز میں غصہ اور خفگی سن کر فوراً سے اٹھ

جائے۔۔

بہت برا ہو میں چاہت اسی لیے تو دور رکھتا ہوں تمہیں،،،!"اسکا

کپکپاتا ہاتھ اس پری وش کے حسین گالوں کو چھو رہا تھا اذیت

بھرے الفاظ بے حد دھیمی آواز میں مگر اس دشمن جاں پر اثر کر

رہے تھے۔۔

تم کیوں ہو اتنی ضدی۔۔۔کیوں کرتی ہو مجھ سے اتنا

عشق۔۔۔۔کیوں مجھے باندھ دیا اس عشق میں۔۔۔۔۔کیوں اس

دل کو اب تمہارے آگے کچھ دکھائی نہیں دیتا۔۔!"

اٹھو آنکھیں کھولو چاہت دیکھو تمہارا بالاج سائیں آج ہار گیا میں

اپنی محبت کا اعتراف کرنے آیا ہوں۔۔۔۔۔میں بتانے آیا ہوں

تمہیں کہ یہ بالاج سکندر بہت پہلے سے تمہارا بالاج سائیں بن کر

تمہارے عشق میں قید ہو گیا تھا مگر اس انا کی کھوکھلی دیوار نے

مجھے اس اعتراف سے باز رکھا۔۔۔۔!"

اسکی چاکلیٹ براؤن آنکھیں نم تھیں۔۔۔وہ اسکے چہرے کو اپنی

بے قرار نگاہوں سے چھوتا جیسے ان لمحات کو معطر کر رہا تھا۔۔۔

بے ساختہ اسکے ہاتھ کو تھامے اسنے پشت پر اپنے دہکتے لب رکھے

۔۔۔جب اسکے لمس کی شدت اور مہک سے پاگل ہوتی چاہت

ملک ایک دم سے دھڑکنوں کے بے ہنگم شور سے پٹ سے آنکھیں کھول گئی۔۔

"! ______ تم یہاں کیا کر رہی ہو عقیدت جاؤ یہاں سے

زیان ملک کو سنبھالتی جہاں آرا بیگم ہانپتے ہوئے بولی تھیں،

عقیدت شاکڈ سی دروازے کے بیچ کھڑی اس شخص کو دیکھ رہی تھی،

جس کا جسم انتہا کا کمزور تھا، آنکھوں کے گرد سیاہ حلقے اور رنگت پھیکی پڑ چکی تھی۔

مگر جانے کیوں وہ شخص اسے اپنا اپنا سا لگ رہا تھا، جانے کیا کشش تھی اس میں،، جو وہ یک ٹک انہیں دیکھے گئی۔۔

جہاں آرا بیگم کی آواز بھی اسے جھنجھوڑ نہیں پائی تھی،

"!کچھ کریں پلیز یہ مر جائیں گے۔۔۔

ہچکولے کھاتا ان کا لاغر وجود دیکھ بے ساختہ ہی عقیدت آگے

بڑھی تھی۔۔

منت کے سے انداز میں کہہ وہ جہاں آرا بیگم کو دیکھنے لگی،

"!جن کی آنکھیں حد درجہ سرخ ہوئی تھی،، تم جاؤ یہاں سے،،

وہ پہلی بار اپنی عادت کے بر خلاف پھنکاری تھیں،

کیا یہ ممکن تھا اپنی آنکھوں کے سامنے اس شخص کی موت سے

بد تر کیفیت کو دیکھنا جوان کا اچھا بھائی تھا,

مگر آنٹی آپ سمجھ کیوں نہیں رہی، یہ مر جائیں گے ایسے

"تو..........؛

عقیدت گھبراہٹ زدہ سی بے بسی سے بولی تھی۔۔

اسکے لہجے میں پنہاں بے قراری دیکھ جہاں آرا بیگم لب بھینچ گئی۔۔

"!______ اے لڑکی نکلو یہاں سے کیا لینے آئی ہو یہاں

ملازم کی اطلاع پر اپنے کمرے سے بھاگتے ہوئے آئے داجان غصے سے پھنکارتے غراہٹ بھرے لہجے میں بولے تھے،

عقیدت ایک دم سے مڑی توان کی نفرت بھری نگاہوں سے اسے عجیب سی بے زاری ہوئی۔۔

آپ کا بیٹا بیمار ہے شاید آپ انہیں دیکھنے کی بجائے مجھے نکالنے پر "تلے ہوئے ہیں۔۔۔؟

وہ کہاں کم تھی انکی طرف دیکھتی وہ حیرت سے پوچھنے لگی جب وہ غصے سے آگے بڑھے۔۔

یہ سب تمہارے ماں باپ کی وجہ سے ہوا ہے لڑکی۔۔ تمہاری اس ماں کی وجہ سے،، جس نے اپنے عاشق کے ساتھ شادی رچانے کیلئے میرے بیٹے کو بیچ راہ میں چھوڑ دیا،،اور ناں صرف یہ بلکہ اپنی اولاد کو پیدا ہونے سے پہلے ہی مار دیا۔۔

جاؤ جاکر پوچھو اپنے ماں باپ سے۔۔۔۔۔۔ کیوں کی انہوں نے یہ گھٹیا حرکت۔۔۔۔۔ وہ لڑکی میرے بیٹے کے نکاح میں ہوتے ہوئے بھی عشق لڑاتی رہی تیرے باپ سے۔۔۔۔۔ اور میرا معصوم بچہ یہ سچ برداشت نہیں کر پایا۔۔۔ دیکھو کیا بنا دیا اسے، تمہاری ماں اور باپ نے ________ !"

انکے لہجے میں کرب و تکلیف کا جہاں آباد تھا۔۔

وہ جس قدر تکلیف سے یہ سب بول رہے تھے ان کی آنکھوں کی گوشے نم ہو گئے، ضبط کرتے وہ عقیدت کو کھا جانے والی نگاہوں سے گھورتے اپنے بیٹے کی طرف متوجہ ہوئے تھے۔

جبکہ عقیدت یہ سب حقیقت سن اور اپنی آنکھوں کے سامنے زیان ملک کی یہ حالت دیکھ شاکڈ سی کھڑی تھی،،

"! اس کی ماں کی پہلے شادی بھی،،،

اسکا دماغ شدت سے درد کرنے لگا۔۔ آخر کیا سچ تھا۔۔

کیوں اسکے ماں باپ نے اس سے اتنا سب کچھ چھپایا۔۔ کیا وہ سچ میں زیان ملک کی اس حالت کے ذمہ دار تھے،

لب بھینچے ایک نگاہ اس تڑپتے وجود پر ڈالے وہ اسی خاموشی سے باہر نکلی تھی۔

اب چاہے شمشیر اسے جان سے مار دیتا مگر وہ اپنے ماں باپ سے

سچ جان کر رہنے والی تھی۔

آنکھوں کی جھالر سے بہتے اس آنسوں کو بے دردی سے صاف

کرتے وہ شمشیر کی گاڑی کی طرف بڑھی تھی۔

ZAINABRAJPOOT

اپنے ہاتھ پر اس ستمگر کے ہونٹوں کا دہکتا لمس اسے لمحوں میں

ہوش میں لایا،

نیلی کانچ سی آنکھوں میں سرخئ کی ڈوریاں تیر رہی تھی۔

آنکھیں جھپکتے اسنے سامنے دیکھا تو اسکے پاس بیٹھے شمشیر حیدر نے

نرمی سے اسکے بال سنوارے۔۔۔

چاہت غائب دماغی سے اسے دیکھے گئی،

دل جو اس ستمگر کی موجودگی محسوس کر کے روانی سے دھڑکا تھا۔

اب جیسے رکنے لگا تھا۔

"کیسی طبعیت ہے میری گڑیا کی،،،؟

شمشیر کی میٹھی فکر میں گھلی آواز پر چاہت کی آنکھیں ایک دم سے نم ہونے لگی،

وہ کتنی اذیت سے نکلی تھی۔۔

اسکا بھائی کیوں نہیں تھا اسکے پاس۔۔۔۔کیوں نہیں وہ سن پایا اپنی گڑیا کا دکھ،،وہ جو اسے ایک بار مانگنے پر دنیا کی ہر چیز لا دیتا تھا

"!آخر کیوں نہیں دے پایا وہ اسے بالاج سکندر،،،

"!لالا مجھے،،،،

وہ بمشکل سے بولی تو آنسوں کا پھندہ سا تھا جو اسکے گلے میں اٹک کے رہ گیا۔۔۔

"!______ اششششش رومت،لالا پر یقین نہیں کیا

شمشیر نے ضبط سے سرخ پڑتی اپنی سبز نگاہوں سے اسے دیکھا تو نگاہیں جھکائے وہ شرافت سے سر کو اثبات میں ہلا گئی،،

"! تو اس شادی کے لیے راضی ہو جاؤ،،

شمشیر نے پر سکون لہجے میں کہہ اسکے سر پر بم پھوڑا تو چاہت بے یقین سی آنکھیں پھیلائے اسے دیکھے گئی،

اسے لگا جیسے سانس رک سی گئی ہو۔۔۔

اسکے خشک پڑے عنابی لب پھڑ پھڑا اٹھے،

بار بار کسی کیلئے اپنی ذات کو روندھنا، اپنی انا اپنی عزت کو سر راہ نیلام کرنا بے وقوفی کے سوا کچھ بھی نہیں چاہت،

تم کوئی بے بس لڑکی نہیں، جو اپنی محبت کیلئے اتنا گڑ گڑا رہی ہو،،

مضبوط بنو میری گڑیا،، اب سے تم بالاج سکندر سے کوئی توقع نہیں رکھو گی اور ناں ہی اپنی عزت نفس کو روندھو گی۔۔ "!

اسکا بھائی سچ ہی تو کہہ رہا تھا وہ کس کیلئے خود کو تکلیفیں دے رہی تھی۔۔

وہ جو ایک سراب کی مانند تھا۔۔۔ جو اسکے سامنے تو تھا مگر اسکے ساتھ نہیں۔۔۔۔

بے دردی سے بہتے ایک آنسوں کی بغاوت پر چاہت نے اسے اسی بے دردی سے رگڑے سر اثبات میں ہلا دیا۔۔۔

شمشیر کے ہونٹ اسکی رضامندی پر خوبصورت مسکراہٹ میں ڈھلے تھے۔۔

یقیناًاب بالاج سکندر چاہت ملک کے عشق، اسکے ساتھ کے لئے گڑگڑانے والا تھا،،

ZAINABRAJPOOT

وہ گاڑی پارک کرتے ابھی ہوٹل کے سیٹنگ ایریا کی جانب بڑھے تھے۔۔

جب سامنے سے آتے ایک ہنستے کھلکھلاتے جوڑے پر نگاہ پڑتے ہی منت کا چہرہ لٹھے کی مانند سپید پڑا۔۔

بے اختیار اسنے راب کی شرٹ کو پیچھے سے مٹھی میں جکڑا،

سامنے سے آتے ذکی اور مرحا اپنے سامنے منت اور راب کو دیکھ چونکے ایک دم سے رک گئے،،

ان کی بے تکلفی سے منت جان گئی تھی وہ اسکی بیوی تھی،

یقیناً کافی محبت تھی دونوں میں،، یہ انکشاف کسی کوڑے کی مانند اسکی وجود کو تار تار کر گیا۔۔۔

سفید چہرہ اس قدر رسوائی پر سرخ پڑ گیا۔

"اوہ ہائے منت۔۔۔۔۔۔ کیسی ہو۔۔۔۔۔۔۔۔؟

ذکی نے گلا کھنکھارتے اسے دیکھا۔۔

جس کے چہرے پر درد کی لہریں واضع تھی،،

منت کا جواب ناں پاتے اسنے ہونٹ ٹیڑھے کیے راب کی جانب دیکھا۔۔

جو سپاٹ چہرے سے اسے ہی دیکھ رہا تھا،،

"کیسے ہو راب،،،؟

اسکی آنکھوں میں دیکھتا وہ دلکشی سے مسکرایا۔۔۔

سینہ چوڑا کیے وہ اسے دیکھ جانے کیا جتا رہا تھا۔۔

راب نے سرد سانس فضا کے سپرد کی اور پھر غیر متوقع طور پر اسکا سر سراتا بھاری ہاتھ منت کی بیک سے ہوتے اسکی کمر کے گرد لپٹا ۔۔

"تمہیں کیا لگتا ہے کیسا ہو سکتا ہوں،،،،؟

گردن اکڑائے وہ ایک دم سے اپنے سینے سے آن لگی اس نازک سی جان کو حصار میں قید کرتے اپنی سیاہ آنکھوں میں عشق و جنوں کی چمک لئے بولا۔۔

توذکی کے ہنستے ہونٹ ڈھیلے پڑے۔۔

اسے ایسے کسی سین کی توقع نہیں تھی۔

منت کا سر جھکا ہوا ضرور تھا مگر راب کی اس حرکت پر اس کی دھڑکنیں جس قدر بے ہنگم ہوئیں تھی۔۔

اسکی حالت سے محفوظ ہوتے راب خانزادہ دلکش مسکراہٹ لبوں پر سجائے استحقاق سے اسے سینے سے لگائے کھڑا تھا۔۔

دراصل میری جان کو بھوک لگی ہے ہم ڈنر ڈیٹ کیلئے آئے ہیں ورنہ تمہیں اور بھابھی کو ضرور انوائیٹ کرتے۔۔۔ پلیز ایکسکیوز

!"

وہ میٹھے لہجے میں اسے سر تا پیر گھورتا آنکھیں گھما کر بولا تو اسکی سرشاری پر ذکی چونک سا گیا۔

جو آگ وہ لگا چکا تھا اسکے باوجود بھی اس قدر خاموشی اور محبت ۔۔۔ ٹھٹھکنا تو بنتا تھا۔

اور ایک بات۔۔۔۔۔آئندہ سے میری بیوی کو بھابھی کہہ کر بلانا، وہ کیا ہے ناں کوئی بھی ایرا غیرا انہیں نام سے بلائے تو مجھے اچھا نہیں لگتا۔۔

"!________ ہوپ یو انڈرسٹینڈ

وہ پیچھے اسکی پشت کے قریب جاتے رکا اور مدھم جتاتے لہجے میں اسکے کان میں کہہ پیچھے سے اپنا بھاری ہاتھ اسکے کندھے پر رکھے کندھا تھپکا۔۔

توذکی نے ضبط اور غصے سے مٹھیاں بھینچی۔۔

اسکے برعکس جانے کیوں مگر منت کے لبوں پر ایک دم سے

مسکان ابھری۔۔

"!____ چلیں جان

راب اب اسی سے مخاطب تھا۔۔یہ لفظ یہ لب ولہجہ بہت الگ اور

نیا تھا،اسکا دل گدگدانے لگا۔

اسنے سر اثبات میں ہلایا تو وہ خوبصورت شخص اسے اسی استحقاق

سے تھامے اندر بڑھا تھا۔۔

منت شاہ نے تھوڑی دیر بعد مڑتے اس شخص کو دیکھا۔۔

جو کسی اور عورت کے پہلوں میں تھا۔

وہ اسکی محبت تھا مگر اسے کوئی جیلسی کوئی غصہ، غم یا تکلیف نہیں

ہوئی تھی اسے کسی دوسری کے ساتھ دیکھ کر۔۔۔ہاں وقتی طور پر

اسے سامنے دیکھ ہچکچاہٹ ضرور ہوئی تھی۔۔

مگر وہ اس جذبے کو جلن یا محبت کا نام کیوں نہیں دے پائی۔۔
اسکا ذہن اس نئی الجھن میں الجھ کر رہ گیا۔۔۔
جبکہ اسکا ہمسفر اسکا محرم اسکی ذات کو سمیٹے اپنی شاہانہ وجاہت کے ساتھ ہوٹل میں اینٹر ہوا تو کئیوں نے مڑتے اس خوبرو مرد کو دیکھا۔۔۔
وہ جب تک بیٹھے نہیں،، منت کئی لڑکیوں کی ستائشی اور لپکتی نگاہیں راب پر محسوس کرتی رہی۔۔۔
جانے کیوں اسکا دل جھلس کر رہ گیا، ان لڑکیوں کا ایسے دیکھنا۔۔۔
اسکے تن بدن میں آگ لگا گیا۔۔
مگر جو ایک چیز اسکے لبوں پر مسکراہٹ بکھیر گئی۔۔۔۔وہ راب خانزادہ کا دنیا سے بیگانہ ہو کر صرف اسے دیکھنا تھا۔۔

وہ صرف اسے دیکھ رہا تھا۔۔ نرم نگاہوں سے،، محبت سے بھرپور جذبات لٹاتی وہ نرم نگاہیں، منت شاہ کا مان بڑھانے لگی۔۔

کیسی خوشگوار سی حالت تھی۔۔ کہ اسکا انگ انگ اس نگاہ کرم پر کھلتا مہتاب بن گیا تھا،،

وہ عادت کے بر خلاف اسے مخاطب کر رہا تھا،

وہی نرم لہجہ میٹھی باتیں،، مگر آج جانے کیوں وہ الگ لگ رہا تھا

"! اسے۔۔۔۔ یا پھر اپنا اپنا۔۔۔۔۔

کھانا آچکا تھا۔۔ سب کچھ منت کی پسند کا منگایا تھا راب نے۔۔۔

راب آپ تو میٹھا نہیں کھاتے،،،، !" وہ ٹیبل پر پڑی ان دس میٹھی ڈشز میں چاہ کر بھی کچھ تیکھا یا نمکین نہیں ڈھونڈ پائی تھی۔۔

وہ سبھی چیزوں کو دیکھتے اس سے پوچھنے لگی۔۔

جو کرسی کی پشت سے سر ٹکائے نثار جاتی نگاہوں سے اسے دیکھ رہا تھا،

یہ نگاہیں اسکا مان بڑھا رہی تھی۔۔ مگر ایک حیا ایک شرم و جھجھک تھی۔ جس سے وہ ناچاہتے ہوئے بھی خود میں سمٹنے لگی۔

"جو آپ کو پسند ہے وہ مجھے پسند ہے۔۔۔۔"

اسنے سادہ سے لہجے میں کہتے پلیٹ میں کھانا نکال منت کے آگے رکھا، تو وہ مبہوت سی اسے دیکھنے لگی،

جس کا حسین چہرہ نرمی سمیٹے ہوئے تھا۔۔ وہ کافی مصروف سے انداز میں اسے سرو کر رہا تھا۔۔

منت نے ایک نگاہ اپنے اطراف میں ہوتی سرگوشیوں اور راب پر پڑتی نگاہوں سے پہلوں بدلا۔۔

وہ شخص اسے توجہ دے رہا تھا پھر وہ کیونکر خوش ناں ہوتی۔

جبھی تو اسکے سرو کرنے پر وہ پلیٹ سامنے رکھے اب بھرپور

طریقے سے کھانے سے خض اٹھارہی تھی۔۔

اور اسکا ہر معصومانہ فعل راب خانزادہ کا ایمان ڈگمگانے کے

مترادف تھا۔۔

"یااللہ رحم ______ !"

بے اختیار نگاہیں چرائے اسنے آنکھیں موندے خدا سے رحم مانگا

تھا۔۔

وگرنہ جو حالت دل کی ان دنوں ہو چکی تھی

۔۔کوئی بعید نہیں تھا کہ وہ اپنے منہ زور جذبات میں بہکتا کچھ

ایسی ویسی حرکت کر جاتا جسکی وجہ سے تاعمر اسے پچھتانا

پڑے۔۔۔

ZAINABRAJPOOT

تاریک سڑک پر صرف گاڑی کی ہیڈ لائٹس کے سبب راستہ دکھائی دے رہا تھا۔۔

پچھلے آدھے گھنٹے سے وہ روانہ ہوئی اب حویلی اور شہر سے کافی دور نکل آئی تھی،

دل و دماغ بری طرح سے مفلوج ہو چکا تھا۔۔

اسکے سینے میں جانے کیوں مگر درد کی ٹیسیں سی اٹھ رہی تھیں،

زیان ملک کو دیکھنے کے بعد سے ہی انکا چہرہ عقیدت چاہ کر بھی بھلا نہیں پا رہی تھی،

کیا سچ میں ماما کے پہلے شوہر ہیں وہ اور کیا سچ میں وہ ماما پاپا کی وجہ سے اس حال میں پہنچے،،،!"

درد سے پھٹتے سر کے ساتھ وہ جانے کب سے یہی سوچ رہی تھی،

اسکے سارے سوالوں کے جواب صرف علی شاہ اور کنول دے
سکتے تھے۔

جو مان جو غرور اسے اپنے ماں باپ پر تھا۔
وہ کبھی مر کر بھی نہیں سوچ سکتی تھی کہ وہ ایسا کچھ کریں گے بس
ایک بار وہ سچ انکے منہ سے سن لے اسکے بعد تو وہ اس شمشیر اور
اس ساری دُنیا میں ثابت کر کے رہے گی کہ اسکے والدین بے گناہ
ہیں۔
اور جس گناہ کی وجہ سے اسے شمشیر ملک سزا دے رہا تھا وہ تو اسکے
ماں باپ سے سرزد ہوا ہی نہیں۔۔
عقیدت کا ذہن سوچوں میں الجھا ہوا تھا۔گاڑی ابھی تھوڑی ہی
آگے بڑھی تھی۔۔

جب ایک دم سے سامنے راستے کے بیچوں بیچ کھڑی سیاہ کار کو دیکھ عقیدت کو بریک لگانی پڑی،،

حیرت سے گاڑی روکتے وہ سامنے دیکھنے لگی، کہ آخر کون ہو سکتا ہے اس وقت، جو یوں رستہ بلاک کیے کھڑا تھا۔۔

"ہیلو کوئی ہے گاڑی سائیڈ پر کریں،،،!"

ہارن پر ہارن دیتے وہ کب سے چلا رہی تھی۔۔

مگر سامنے والی گاڑی میں کوئی ہلچل ناں ہوتی دیکھ عقیدت چونکی، پہلا خیال جو اسکے دماغ میں آیا تھا وہ یہی تھا کہ شاید کوئی حادثے کا شکار ہو گیا ہے جبھی بنا کچھ سوچے وہ سیٹ بیلٹ اتارے تیزی سے ڈور کھولتی باہر نکلی۔

ٹھک ٹھک،،،،،؟" اسنے گاڑی کے فرنٹ ڈور کے شیشے کو بجایا۔۔

"کوئی ہے۔۔۔۔؟

ایک نگاہ اس عجیب سے خوف طاری کرتی خاموشی میں اس ماحول

پر دوڑائے وہ اعصاب مضبوط کیے پھر سے ناک کرنے لگی،

جب اچانک کسی نے اسکے کندھے پر ہاتھ رکھا۔۔

عقیدت خوف سے اچھلی۔۔۔

سرپرائز،،،،،! "اسکے مڑتے ہی ضیگم نے شیطانی مسکراہٹ

لبوں پر سجائے کہا،، تو عقیدت کا سانس جیسے رک سا گیا تھا۔۔۔

اس سے پہلے کہ وہ بھاگتی ضیگم اسکی حالت دیکھ لمحوں میں اسکے

بال دبوچ گیا۔

مجھے چکما دے کر بھاگی تھی ناں۔۔۔۔۔

"اب دیکھ میں کیا کرتا ہوں۔۔۔۔۔!

اسکی مزاحمت پر غراتے ہوئے کہہ ضیگم نے زوردار تھپڑ اسکے چہرے پر مارا،

عقیدت کا نازک وجود لمحوں میں سن پڑا۔۔۔

جبکہ اسے دبوچتے ضیگم نے ایک چھوٹا سا انجیکشن اسکی گردن پر لگایا۔۔

عقیدت کا مزاحمت کرتا وجود یکدم سے ڈھیلا پڑا اسکی بانہوں میں گرا،

ضیگم نے ہنستے نرمی سے اسکے وجود کو بانہوں میں بھرا۔۔

تیری ایک غلط حرکت تجھے کہاں سے کہاں لے آئی عقیدت ۔۔۔۔۔!"

اب تجھے ایسی عبرت ناک سزا دوں گا۔ کہ تو اپنے زندہ ہونے پر افسوس کرے گی۔۔۔۔۔۔!"

اسکے چہرے کو نفرت سے گھورتا وہ گاڑی کی پچھلی سیٹ پر اسکے

بے ہوش وجود کو لٹائے گاڑی میں بیٹھا،،

ZAINABRAJPOOT

ہمممم کہو کیا خبر ہے__________؟" وہ ڈاکٹر کے کیبن سے

"نکلا تو گھر سے آتی کال دیکھ فوراً سے پک کی،،

سر کار وہ چھوٹے صاحب بیمار ہو گئے ہیں پھر سے

"!اور۔۔۔۔۔۔۔

ملازم بات کرتے کرتے خوف سے رک گیا۔۔

وہ جانتا تھا شمشیر ملک کا غصہ کس حد تک جان لیوا تھا،،

وہ جو چاہت کے ڈسچارج کی بات کرتے ابھی گھر کیلئے نکلنے ہی والا

تھا، ملازم کی کال پر بتائی بات پر آنکھوں میں سرخی گاڑھی ہوئی

۔۔

"اور کیا۔۔۔۔؟

اسنے جبڑے بھینچتے غراتے ہوئے پوچھا تھا اسکے لہجے میں پنہاں وحشت محسوس کیے ملازم لرز کے رہ گیا۔۔

وووو صص صاحب ببب بڑی ددد دولہن اپپ کی گگ گاڑی لے کر بھاگگگ گگئی،،،، !"

ملازم خوف سے کانپتا بمشکل سے بول پایا تھا۔۔

اور اسکے کہے الفاظ پر شمشیر نے غصے سے اپنی مٹھیاں بھینچ دی، جبڑے اتنی مضبوطی سے بھینچے کہ اگر وہ لڑکی اسکے سامنے ہوتی تو وہ اسے اسی وقت جان سے مار دیتا۔۔

اسے امید نہیں تھی کہ وہ کچھ ایسا ویسا کرے گی اور جس طرح سے وہ ایمرجنسی میں چاہت کو لئے نکلا تھا۔۔

اسے خیال ہی نہیں آیا کہ اس الٹے دماغ کی لڑکی کو روکنے کا کوئی منصوبہ بنا سکے۔۔

تم لوگ کیا جھک مار رہے تھے گھر پر۔۔۔۔۔۔ "میرے آنے سے پہلے حویلی سے دفع ہو جاؤ ورنہ انجام کے ذمہ دار تم خود ہو گے،،،، !"

اسنے موبائل کو ہاتھ میں دبوچے ضبط سے کہا تھا، و گرنہ دل تو سب کا خشر بگاڑ دینے کا تھا،،

اسنے کال کٹ کی۔۔۔ اور تیزی سے لمبے لمبے ڈھگ بھرتا وہ باہر نکلا۔۔

بالاج ہاسپٹل پہنچو چاہت کو ڈسچارج مل گیا ہے اسے آرام سے گھر لے جاؤ۔۔۔ !"

اسنے بے لچک لہجے میں اسے حکم دیا اس بات کو وہ گول کر گیا کہ وہ جانتا تھا اس وقت بالاج سکندر اسی ہاسپٹل میں تھا۔۔

ہاسپٹل کی عمارت سے نکل وہ تیزی سے پارکنگ ایریا کی جانب بڑھا،،

"ہاں حارث بات سن۔۔۔۔۔!

وہ عجلت میں گاڑی کا ڈور کھول اندر بیٹھا،،

اور تو جانتا ہے" !۔۔۔ شیر بات سن میں آج اس ہاسپٹل آیا ہوں

"۔۔۔!

حارث جو اسے ہی کال کرنے والا تھا اسکی کال دیکھ فورا اسے کال پک کرتے اسے بتانا چاہا۔۔۔ کی

شٹ اپ ہم اس پر بعد میں بات کریں گے پہلے جو کہہ رہا ہوں وہ کر،،، !"

شمشیر نے اسے غصّے سے ٹوکا۔۔۔

اور گاڑی سٹارٹ کی۔۔۔

شیر تجھے علم بھی ہے عقیدت کون ہے۔۔وہ تیرے چاچو کی بیٹی

"!.........ہے زیان ملک کی بیٹی

حارث نے خوشگواری سے اسے چیختے ہوئے یہ شاکنگ گڈ نیوز

سنائی,

جس کی توقع اسے ہر گز نہیں تھی،،

اسکی آنکھیں حد درجہ پھیلی،،

سانس جیسے ایک دم سے رکا تھا۔۔سٹرئنگ سے اسکی گرفت

جیسے ہی ڈھیلی پڑی،،گاڑی کا بیلنس بگڑا،اور گاڑی ایک جھٹکے سے

سامنے موجود درخت سے ٹکرائی،،،

"!منت۔۔۔۔۔۔۔۔۔اٹھیں پلیز گھر پہنچ گئے ہیں ہم،،،،

انہیں واپسی پر کافی دیر ہو چکی تھی، کیونکہ راب اسے کھانے کے بعد آئسکریم کھلانے لے گیا تھا،، اور حسبِ توقع وہ واپسی تک اسے گھل مل کر خوش گپیوں میں مگن راستے میں ہی سو گئی تھی،،

جب اسکے سونے پر راب خانزادہ کے ہونٹوں پر دلکش مسکان ابھری،

گاڑی روکے اسنے نرمی سے اسکی سیٹ پیچھے سرکائی اور اپنا کوٹ اتارتے اسکے دونوں کندھوں پر پھیلایا،

کتنا خوش کن احساس ہوتا ہے ناں جب آپ کی محبت، آپ کے ساتھ ہو، اور اس وقت راب خانزادہ خود کو دنیا کا سب سے امیر ترین آدمی محسوس کر رہا تھا،،

منت،،، وہ مسکرایا ہلکے سے اسکی جانب جھکا، جو آنکھیں بند کیے جانے کون سی وادی کی سیر کو نکلی تھی،

اسنے ہاتھ بڑھایا، مگر پھر اسکی نیند ٹوٹنے کے خوف سے ہاتھ پیچھے کھینچ لیا۔۔۔

سیٹ بیلٹ اتارے وہ نیچے اترا۔۔

اور دروازہ بند کیے گاڑی کی دوسری جانب بڑھا،

اور جھکتے استحقاق سے اپنی متاعِ جاں کو بازوؤں میں بھرا،،

اسکا اٹھتا ہر قدم سرشاری بھرا تھا،روئی جیسے نرم و نازک وجود کو اپنے اس قدر محسوس کرنا ہی کس قدر خوش کن اور دلفریب احساس تھا۔

یہ کوئی راب خانزادہ سے پوچھتا۔۔۔۔

دھیمے سے اپنا ہر قدم اُٹھاتا وہ سیڑھیوں سے ہوتے اپنے کمرے کی جانب بڑھا،

پاؤں کی ٹھوکر سے دروازہ کھولتے وہ اندر داخل ہوا۔

کمرہ مکمل اندھیرے میں ڈوبا ہوا تھا،

ماحول میں چھائی معنی خیز سی خاموشی راب کے دل کی دھڑکنوں کو الگ ہی لہہ پر دھڑکا رہی تھیں۔

وہ آگے بڑھا اور نرمی سے منت کو بیڈ پر ڈالا۔۔

جب ناں چاہتے ہوئے بھی نگاہیں اس معصوم سے مکھڑے میں اٹکی جیسے پلٹنا بھول گئی تھی،

عنابی ہونٹ ادھ کھلے تھے، گلابی گالوں پر سایہ فگن ہوئیں وہ خمدار پلکیں، تیکھی ستواں سی ناک، میدے سے دمکتی رنگت ۔۔۔وہ حسین ہونے سے زیادہ اسکے دل کے قریب تھی۔

کیونکہ وہ اسکی چاہت تھی اور اب چاہت سے اسکی محرم بن چکی تھی،،

راب نے دل کی آواز پر لبیک کہتے اپنا دایاں کپکپاتا ہاتھ منت کے دائے رخسار پر رکھا،

اسکی اپنی حالت ابتر ہونے لگی تھی،

ماتھے پر چمکتے پسینے کے ننھے سے قطرے اسکی بے چین سی کیفیت کو آشکار کرنے لگے،،

بے اختیار اسنے جھکتے اپنے سلگتے لب منت کے رخسار پر رکھے،،

اور آنکھیں موندے اس لمس، اس پاک خوشبو کو اپنی سانسوں میں انڈیلنے لگا۔

وقت مرحم نہیں ہوتا، اپنے چاہنے والے کا ساتھ سب سے بڑا مرحم ہوتا ہے، اور اس وقت منت شاہ کا ساتھ اسکے دیے ہر زخم پر بھاری پڑ چکا تھا،

کچھ اسکے جذبات، اسکا عشق اس قدر حاوی تھا کہ وہ ان لمحات میں اپنے آپ پر قابو نہیں رکھ پا رہا تھا۔۔

وہ یونہی آنکھیں مونددے اسکے گال پر اپنا چہرہ رکھے آنکھیں موندے ہوئے تھا۔

جب اپنے رخسار پر چبھن کے احساس سے ایک دم سے منت کی آنکھ کھلی،،

نیم اندھیرے میں وہ اپنے بے حد قریب کسی شخص کو پاتے بے اختیاری میں چیخی،،،

جب اسکی چیخ پر راب ہڑبڑاتے ہوئے پیچھے ہٹا،

منت خوف سے بیٹھی، گہرے سانس بھرنے لگی،،۔اسکا سپید چہرہ دیکھ راب کو اپنی بے اختیاری پر جی بھر کر شرمندگی ہوئی،،

منت ایم سوری میں ہوں۔۔۔۔۔سوری آپ کو ڈرادیامیں

"!_____نے

وہ شرمندگی سے چور لہجے میں سر جھکائے خفت سے بولا۔۔

منت جو ایک دم خوف سے بھاگنے والی تھی،راب کی آواز پر تھمی

“

حیرت سے اس نیم اندھیرے میں اسے دیکھا۔۔۔

جو شاید سر جھکائے اٹھ گیا تھا۔۔

سوری وہ جانے کیسے ہو گیا۔۔۔آپ ریسٹ کریں میں سٹڈی میں

"!چلا جاتا ہوں۔۔۔۔

اسنے خود سے ہی پھر سے معذرت کی۔۔

اور بنا منت کے جواب کا انتظار کیے وہ سٹڈی روم کی جانب بڑھ گیا

“

منت گہرے سانس بھرتی اس صور تحال کو سوچنے لگی،

بے اختیار اسنے دھڑکتے دل سے اپنے بکھرے بالوں کو سمیٹا اور

گھٹنے فولڈ کیے بیٹھ گئی،،

مرد کی انا بہت بری ہوتی ہے منت،، اگر اتنا سب ہونے کے

باوجود بھی راب پہل کرے تو تم ظرف بڑا کر کے اپنے رویے کی

معافی مانگ لینا۔۔اور اپنے رشتے کو تکمیل تک پہنچانا۔۔۔ایک

"اچھی بیوی ہونے کے تحت،،،،

اسکے کانوں میں ایک بار پھر سے شائستہ بیگم کی کہی بات گونجی۔۔

جو وہ اسے گھر سے نکلتے وقت تاکید کے طور پر سمجھا رہی تھی،

اب نیند کسے آنی تھی،

اسنے سیاہ سرخی مائل نین کٹوروں سے دروازے کو دیکھا،اور بے

اختیار اپنے گال کو چھوا،،

جو دہکتا انگارہ لگا تھا اسے،،

ناک اکھٹی کرتے اسنے حیرت سے اپنی شرٹ کے گلے کو پکڑا اور نتھنوں کے قریب لے جاتے اس بھینی سی مہک کو سونگھا،

اسے یاد تھا یہ مہک یہ کلون توراب کی تھی، جواب اس میں رچ بس چکی تھی،

بے اختیار اسنے نچلا لب دانتوں تلے دبایا۔

اپنی کیفیت سے یکسر انجان وہ راب خانزادہ کو سوچ رہی تھی۔۔

جو کسی کھلی کتاب کی مانند تھا۔۔

"______ بلکل صاف اور پاکیزہ

ZAINAB RAJPOOT

لالا کہاں ہیں،،،؟" تکیوں سے ٹیک لگائے بیٹھی، وہ شمشیر حیدر کی آمد کی منتظر تھی۔۔

مگر اسکے بجائے اندر داخل ہوتے بالاج سکندر کو دیکھ چاہت رخ

پھیرے سپاٹ لہجے میں پوچھنے لگی،

بالاج نے بغور اسکے چہرے کو دیکھا، سرخ و سفید رنگت پھیکی سی

پڑ چکی تھی،

دائیں ہاتھ پر سفید پٹی لپٹی ہوئی تھی،

اور سرخ آنچل اسکے دائیں کندھے پر جھول رہا تھا بالاج نے ایک

گہری نگاہ اسکے سراپے پر ڈالی،

بلاشبہ وہ بے حد حسین تھی۔

اسے دیکھ کسی بھی مرد کا ایمان ڈگمگا جاتا وہ تو پھر بھی بالاج سکندر

تھا،،

اپنے اوپر اسکی کھردری آنکھوں کی عجیب سی تپش محسوس کرتے

وہ خود میں سمٹی تیزی سے دوپٹہ خود پر پھیلا لیا۔

اسکی احتیاط پر ایک دم سے بالاج کے لب مسکرائے۔۔

وہ دھیمے قدموں سے چلتا آگے بڑھا،

بھائی کسی کام کی وجہ سے چلے گئے ہیں انہوں نے بھیجا ہے مجھے

"!،،

پشت پر ہاتھ باندھے ایک گہری نگاہ اسپر ڈالے بالاج نے خوشگوار

سے لہجے میں کہا۔

تو پھر ٹھیک ہے سیف ملک کو بلا دیں،،،

مجھے گھر جانا ہے____!_وہ اب اسکی آنکھوں میں دیکھتی

سنجیدگی سے بولی،، تو بالاج کی آنکھیں حد درجہ پھیلی، اسے اس

بات کی توقع ہر گز نہیں تھی۔

"کیا کہا تم نے______؟"

وہ سرد لہجے میں استفسار کرتا ایک قدم اور نزدیک ہوا،

میں نے کہا کہ میرے ہونے والے شوہر سیف ملک

"ک۔۔۔۔۔۔۔۔۔"

شٹ اپ۔۔۔۔۔۔۔۔۔"اسکی بات مکمل ہونے سے پہلے ہی وہ

دھاڑا، شرر بار نگاہوں سے اسے دیکھنے لگا۔۔

جبکہ اسکے ایسے رد عمل پر چاہت کی چیخ نکلتے نکلتے رکی تھی،

اگر تم چاہتی ہو کہ تم بالاج سکندر کے قہر سے بچی رہو تو آئندہ"

اپنی زبان سے کسی بھی ایرے غیرے شخص کا نام لینے کی جرات

"بھی مت کرنا،،

اسکی بند آنکھوں اور کپکپاتے وجود کو دیکھ بالاج نے گھمبیر لہجے

میں اسے وارن کیا، تو سانس روکے بیٹھی وہ حسین لڑکی اسکی بات

پر چونکی،،

چہرے میں گھلتی لالی اسکے خوف کے سبب مزید بڑھی تھی۔۔

جب اسکے سمجھنے سے پہلے ہی وہ آگے بڑھا، اسکے بائیں ہاتھ سے
تھامے اسے زمین پر لا کھڑا کرتے اسنے سہارے کیلیۓ اپنا مضبوط
بازوں چاہت کے کاندھے کے گرد پھیلایا۔

اور پھر نرمی سے ایک قدم آگے بڑھایا،

اس سارے عمل میں چاہت اکرم ملک ہونق بنی بس اسے گھورتی
رہی۔۔

یہ سب کچھ اسکی توقع کے برعکس اور کچھ زیادہ جان لیوا تھا،

اسکی نیلی شفاف کانچ سی آنکھیں ایک دم سے نم ہوئی۔۔ تو وہ
نظروں کا رخ موڑ گئی،

بالاج کچھ کہنا چاہتا تھا۔۔

مگر الفاظ ایسے حلق میں اٹکے تھے کہ اسکا سارا مداوا سادے
احساسات کی ترجمانی بھی اب ممکن نہیں ہو پا رہی تھی،

چاہت اسکی سنگت میں چلتی ہاسپٹل وارڈ سے باہر نکل آئی۔۔۔

اسکا ہر قدم من من کا بھاری تھا۔

اب یقیناً سب پلٹنے والا تھا۔۔

جس شخص کے عشق میں وہ ہجر کاٹتی رہی تھی اب اسے خود ہی اپنے ہاتھوں سے اس شخص کا گلا گھونٹنا تھا۔۔

وہ کبھی مر کر بھی یہ سب ناں کرتی جو اگر اسکا لالا اسکے یہ ہمت ناں دیتا،،اب اسکی آنے والی زندگی بدلنے والی تھی۔۔

اور کون جانے قسمت کے کھیل انسان کو کہاں سے کہاں لے جائے،

کل جس کیلئے تم تڑپے ہو مستقبل میں وہی شخص تمہارے لیے تڑپے،،

یہ عشق ایک تپتے صحرا کی مانند ہے جس میں آیا ہر شخص وہ پیاسا مسافر ہے جو سفر عشق میں حاصل اور لا حاصل کے بیچ کی دیوار سے گزر کر یا تو فنا ہو جاتا ہے یا پھر بقاء پا لیتا ہے۔۔

اور اب ایسا ہی کچھ چاہت کے ساتھ ہونے والا تھا یا تو اسکا تا عمر کیلئے فنا ہو جانا تھا یا پھر بالاج سکندر کے چاہت بھری نگاہیں اسکے عشق کو بقاء دینے والی تھی۔۔

ZAINAB RAJPOOT

"!صاحب آپ اندر نہیں جا سکتے،،،

چوکیدار دروازے سے اندر جاتے اس بپھرے ہوئے شیر کو دیکھ آگے ہوتے اسکے راستے میں حائل ہوا۔۔

اوقات میں رہ کر بات کرو،، ایسا ناں ہو کہ مجھے روکنا تمہاری سانسوں کو روک دے،،، !"

سبز آنکھوں میں جلتے شعلے لئے وہ اسے گردن سے دبوچے سرد لہجے میں پھنکارا،، تو چوکیدار سانس رکنے پر مچلنے لگا،

مگر اسکی گرفت سے نکلنا ممکن نہیں تھا۔۔

تبھی دوسرا چوکیدار جو اندر کو بھاگا تھا،

اسکے آگے ہی باہر آتا علی شاہ یہ منظر دیکھ چونکا،

خوف سے سفید پڑتے چہرے سے وہ کانپتے وجود سے باہر نکلا اور چوکیدار کو اس جنونی شخص سے ازاد کرایا۔۔

کیا لینے آئے ہو تم یہاں ہمت بھی کیسے ہوئی تمہاری میرے گھر میں گھس کر میرے ہی لوگوں پر ہاتھ اٹھانے کی،

علی کا چہرہ زور سے چلانے پر سرخ پڑ گیا۔۔

وہ مٹھیاں بھینچے اس سنکی انسان کو دیکھنے لگا۔

جو ایسے کھڑا تھا جیسے اسے اپنے کیے پر ذرا بھی افسوس ناں ہو،،،

شکر کرو لوگوں پر ہاتھ اٹھایا ہے تم پر نہیں۔۔۔! _وہ سپاٹ

چہرے سے اسے گھورتا بلکل سرد پن سے غرایا تھا۔

ناچاہتے ہوئے بھی اسکی حالت دیکھ علی شاہ نے قدم پیچھے کو لیے

"

"علی علی کیا ہوا۔۔۔؟

کنول بیگم جو شور کی آواز پر باہر آئی تھی۔۔

سامنے کے منظر کو دیکھ انکی زبان کو بریک لگی،،

جب گردن موڑے شمشیر ح،ظ 1 یدر نے اس عورت کم ڈائن

کو خونخوار نگاہوں سے گھورا۔۔

کنول بیگم اسکی خوفزدہ کرتی نگاہوں کو خود پر پاتے تھوک نگلتے

حلق تر کرنے لگیں،،

"اندھی ہو گیا۔۔۔؟ یاد کھائی کم دیتا ہے....؟

وہ دانت پیستے غصّے سے دھاڑا تو کنول بیگم کے منہ سے خوف سے چیخ نکلی،،

کہاں ہے میری بیوی،،، عقیدت زیان ملک کہاں ہے

"________؟

وہ مڑا اور علی شاہ کی آنکھوں میں دیکھتا ایک ایک لفظ چباتے ہوئے ادا کیا۔۔

اسکے لفظوں میں وارننگ تھی۔ آنکھوں سے شرارے پھوٹ رہے تھے۔ سرخ و سفید رنگت میں گھلی غضب ناک سرخی اسے ضرورت سے زیادہ دخشت زدہ بنا رہی تھی۔

"! عقیدت میری بیٹی۔۔۔

شٹ اپ یو بلڈی________ "وہ غصے سے اسے ٹوکتا غرایا، مگر پھر خود کو کچھ بھی سخت کہنے سے روکا۔۔

اپنے چہرے پر ہاتھ پھیرتے اسنے جیسے خود کو ری لیکس کرنا چاہا تھا

"

وہ میری ہے میری امانت، میری بیوی میرے چاچو کی بیٹی،

عقیدت زیان ملک۔۔۔۔۔۔اگر آئندہ اپنی گندی زبان سے

میری بیوی کا نام اپنے نام سے جوڑا تو دوبارہ یہ زبان تمہیں کچھ

بھی کہنے کیلئے منہ میں نہیں ملے گی۔۔۔!"

وہ ایک ایک لفظ پر زور دیتا جنون خیزی سے بولا تو علی نے لب

سختی سے میچے۔۔

شمشیر عقیدت سچ میں نہیں ہے یہاں پلیز اسے ڈھونڈو وہ کہیں

مصبیت میں ناں ہو۔۔۔۔۔!"

وہ جیسے ہی اندر بڑھا،، تو راستے میں کھڑی کنول بیگم نے نم نگاہوں سے اس خوبرہ جوان کو دیکھتے اپنے ہاتھ منت کے سے انداز میں اسکے سامنے جوڑے۔۔

شمشیر کی آنکھوں میں پہلی حیرت سمٹی،اور پھر سرد پن ساطاری ہوا۔۔

"اگر یہ جھوٹ نکلا تو تم دونوں اپنی موت کیلئے تیار رہنا۔۔۔

وہ انگلی اٹھائے اسے وارن کرتا لمبے لمبے ڈھگ بھرتا کسی طوفان کی طرح وہاں سے نکلا۔۔

یہ ایک بڑا سا سیاہ کمرے نما ہٹ تھا،، جہاں چاروں اطراف بنی گارے اور اینٹوں کی بنی بوسیدہ دیواریں گرنے کے نزدیک تھیں

،

ایسے میں اس بڑے سے کمرے کی دائی دیوار میں ہوئے بڑے سے چھید سے ٹکراتی چاند کی تیز روشنی کے سبب کمرے میں ہلکی پھلکی سی روشنی ہو چکی تھی۔

کمرہ اگر روشن نہیں تھا تو اب تاریک بھی نہیں دکھائی دیتا تھا،،

حبس کی وجہ سے گھٹن کا سا ماحول بن چکا تھا،

ایسے میں دیوار ہے دائے کونے میں بچھی ایک بوسیدہ سی ادھڑی قالین پر منہ کے بل پڑے اس گھٹلی نما وجود میں ذرا سا حرکت ہوئی،،

آنکھوں کی پتلیاں سکیڑے وہ درد سے چور اپنے پیٹ پر ہاتھ رکھے کراہنے لگی،

اسکا پور پور درد کر رہا تھا،،

ایک بار پھر سے وہی منظر اسکے ذہن کے پردوں پر لہرایا،

جب بے ہوش ہونے سے پہلے وہ ضیگم شاہ کے ظلم کا نشانہ بنی تھی، اسکے نازک وجود کو بیلٹ سے مار مار کر اسی چمڑی ادھیڑ دی گئی تھی۔

اس قدر دردناک روح لرزا دینے والی تکلیفوں کی تاب ناں لاتے عقیدت بیہوش ہو گئی۔۔

جب اسے بیہوش ہوتا دیکھ وہ شیطان صفت انسان ہانپتا ہوا اسکی کمر اور پیٹ پر لاتوں کی برسات کرنے لگا،،

اسکے منہ سے نکلتے مغلظات کسی کوڑے کی مانند اس نازک سی لڑکی پر برس رہے تھے۔

اللہ۔۔۔۔" اسنے اٹھنے کی کوشش کی تو بے ساختہ ہی درد سے چور ادھڑے وجود میں اٹھتی ٹیسوں کے درد سے اسکے منہ سے یہ کلمات ادا ہوئے،،

ایک بے بس سا آنسو اسکی آنکھ کے گوشے سے بہتا کنپٹی میں

جذب ہوا تھا،،

وہ اٹھنے لگی۔۔

جب اسے احساس ہوا اسکی کمر کے نچلے حصے سے اسکی شرٹ نما

قمیض پھٹ چکی تھی۔۔

بے اختیار اسکے دل خوف سے لرزا۔۔

بال کھینچنے کے سبب گھونسلے کی مانند اسکے سر پر بے ترتیب ہوئے

پڑے تھے۔

چہرہ ایک طرف سے سوجھ چکا تھا۔۔

جس کے ساتھ ساتھ اسکی دائی آنکھ میں سوجھی تھی۔

خوف سے کانپتے عقیدت نے اپنی بھیگی سرخ آنکھوں کو کھولنے

کی کوشش کی جو ذرا سی واہوئی تھیں،

اسکی نگاہ اپنے بازو سے چاک ہوئے کپڑے پر پڑی،

تو بے بسی کے احساس تلے اسکے لب شدت سے لرزے،،

یہ پہلی بار نہیں تھا کہ اسے مارا پیٹا گیا ہو۔۔ وہ پہلے بھی ایک بار ایسی عبرت ناک سزا۔ کو سہہ چکی تھی۔۔۔

مگر اس بار فرق یہ تھا کہ وہ کسی کے نکاح میں تھی،

اسپر حق رکھنے والا کیسے برداشت کرتا کہ اسکی بیوی کو کوئی درندہ نوچ کھائے،،

وہ اب اتنی نڈر نہیں رہی تھی،

جتنا وہ پہلے تھی۔۔ اب وہ خود کو ایک بیوی کے پیمانے پر ماپتی تھی،

رشتہ چاہے جیسے بھی بندھا تھا وہ شخص اسکا شوہر اسکا محرم تھا۔

جس نے نفرت کا گن گان کرنے کے باوجود بھی اسے اتنی سی تکلیف نہیں دی تھی،،

ارے ارے کیا ہوا ڈئیر کزن۔۔۔۔۔۔۔کہاں جانے کی تیاری

ہے ________!"

اسے اٹھنے کو پر تولتا دیکھ ضیگم جو ابھی اس کمرے میں آیا تھا۔۔

وہ مسکراتے ہوئے بولا۔۔۔تو اسکی آواز پر وہ سہمی حراساں

نگاہوں سے اسے دیکھنے لگی،

ارے شیرنی جی آپ تو ڈر گئی، کیا ہوا نکل گئی ہیکڑی

؟________

وہ اسکے قریب جھکا تمسخر اڑاتے لہجے میں بولا،،

تو عقیدت کا دل چاہا وہ اسکا منہ نوچ لے،،

"ارے یہ خون،،اپس یہ چوٹ کیسے آئی میری کزن کو۔۔۔۔؟

وہ اسکے ماتھے پر سے بہتے خون کو انگلی سے چھوتا معصومیت کی اداکاری کرنے لگا جبکہ عقیدت اسکی موجودگی سے گھن محسوس ہونے لگی،،

چچ چچ چچ____افسوس صد افسوس۔۔۔۔۔ تمہاری چٹکی بھر کی اکڑ اس گھمنڈ نے تمہیں کہاں سے کہاں لا پٹھکا عقیدت علی

"شاہ،،،،

وہ تمسخر اڑاتے لہجے میں بول اپنا ہاتھ عقیدت کے چہرے کی جانب بڑھانے لگا،

"د د د دور رہو تم گھٹیا انسان،،،

اسکے ہاتھ کو جھٹکتی وہ دھاڑی تو ضیگم نے متاثر ہوتے ابرو اچکائے،،، ! واؤ ویل ڈن لڑکی،،، اتنی مار کھانے کے بعد بھی یہ "اکڑ، آخر یہ اکڑ ہے چیز کی تم کو۔۔۔۔۔

وہ غصے سے اسکے جبڑے کو ہاتھ میں دبوچتے اسکے چہرے پر گرجا تھا،،

جب وہ بے بسی سے آنکھیں موندے گئی،

کچھ بھی ہو جاتا وہ اس کمظرف شخص سے رحم کی بھیک کبھی بھی نہیں مانگنے والی تھی،،

"اچھا اچھا دیکھو ایک اور سرپرائز ہے میرے پاس،،،،؛

شیطانیت سے مسکراتے ضیگم نے دوسرے ہاتھ سے فرش پر رکھے چاقو کو اٹھایا۔ تو اسکی سر سراتی ہوئی آواز پر عقیدت کا سانس لمحوں میں رک گیا۔۔

وجود جو آگے ہی بے جان ہو چکا تھا اب اس کے ہاتھ میں موجود وہ خنجر دیکھ اسکی روح تک لرزی تھی۔۔

"بس یہی خوف یہی دہشت تو چاہئے مجھے،،،،، ہاہاہاہا۔۔۔۔!"

اسکی سیاہ آنکھوں میں خوف ودہشت دیکھ وہ مکروقہقہ لگاتے بولا۔۔

اسی حسن کا غرور ہے ناں تجھ کو۔۔۔اسی حسن کی اکڑ دکھاتی ہے ناں تو۔۔۔۔تجھے اتنا بدصورت بنادوں گا میں،، کہ تو خود سے "گھن محسوس کرنے لگے گی،،

بھاری سرسراتے ہوئے لہجے میں کہتے اسنے عقیدت کے جبڑوں پر دباؤ بڑھاتے وہ تیز دھار خنجر اسکے بائیں گال پر رکھا۔۔۔

"ننن نننن چچچ چھوڑدو مجھے،،،،

عقیدت خوفزدہ سی پیچھے کھسکنے لگی،اسکی ایڑیاں بری طرح سے زمین پر دھنس رہی تھی۔۔وہ بھرپور مزاحمت کرتی خود کو اس شیطان کے چنگل سے نکالنے کی کوشش کرنے لگی۔۔

جو کہ ناکام تھا۔۔

چھوڑدوں گا اتنی جلدی بھی کیا ہے،،دانت پیستے اسے نفرت سے گھورتے ضیگم نے وہ خنجر ایک جھٹکے سے اسکے گال پر گاڑھا اور اس زور سے نیچے کو کھینچ گیا۔

عقیدت کی وخشت بھری دلدوز چیخیں اس تاریک سیاہ کمرے کی درودیوار میں دہشت سی برپا کر گئی،،وہ نازک سی جان بری طرح سے تڑپنے لگی۔۔۔

اسکی حالت بن پانی کے مچھلی جیسی ہو چکی تھی،،

خون آلود چہرے سے وہ زمین پر تڑپتی اپنی موت کی بھیک مانگنے لگی،،

اسکا دماغ ماؤف ہونے لگا تھا اسکی چیخوں کی آوازیں سنتا ضیگم نفرت سے اسے گھورتا اسکے ساکن ہوئے وجود کو گھورتا ایکدم سے اٹھا

وہ اسے ایک دم سے ختم نہیں کرنا چاہتا تھا اسکے لئے تو اسنے بہت سی سزائیں سوچ رکھی تھی۔

ایک نفرت بھری نگاہ اس چاقو اور پھر عقیدت کے بے ہوش خون سے لت پت ادھڑے وجود پر ڈالے وہ خنجر وہیں پھینکتا کمرے سے نکل گیا۔۔

ZAINABRAJPOOT

گوری۔۔۔۔۔۔۔۔۔مجھے میرے کمرے میں لے چلو

،،،،!" وہ بمشکل سے اسکی سنگت میں حویلی کے اندرونی گیٹ تک آئی تھی،،

دل ودماغ تو ویسے ہی پریشانی، درد اور تھکاوٹ کے سبب عجیب سے ہوئے پڑے تھے،،

بالاج سکندر نے غصے سے مٹھیاں بھینچ لیں، ملازمین حیرت سے اس منظر کو دیکھ رہے تھے۔

گوری دوڑتے ہوئے اسکے پاس پہنچی تھی، سہارے کیلئے اسکے

بڑھے ہاتھ کو دیکھتے ہوئے چاروناچار بالاج کو اپنا ہاتھ کھینچنا پڑا۔

چہرے کی رنگت میں عجیب سی سرخی ابھری تھی۔

وہ لب بھینچتے وہیں سے لمبے لمبے ڈھگ بھرتا گھر سے نکلتا چلا

گیا۔۔

چاہت گوری کے ساتھ اپنے کمرے میں آئی،اور دروازہ بند

کرتے اپنے آپ کو آئینے میں دیکھنے لگی،،

حسین رنگت مرجھا چکی تھی۔۔ایسے

محسوس ہوتا تھا جیسے وہ زخم اسکے ہاتھ پر نہیں اسکے دل پر لگا

ہو۔۔۔

اسکی نگاہ سنگھار میز پر رکھے اپنے فون پر گئیں،

اسنے ہاتھ بڑھاتے موبائل فون اٹھایا۔۔۔

اور تیزی سے اویس ملک کو کال ملائی۔۔

ZAINABRAJPOOT

وہ کافی دیر سے گھر لوٹا تھا، منت کے اٹھنے سے پہلے ہی وہ صبح جلدی ہی نکل گیا تھا۔

اپنی رات کی بے اختیاری یاد آتے ہی عجیب سی شرمندگی سی محسوس ہو رہی تھی اسے،،

جبھی بنا اس سے نگاہیں ملائے وہ صبح ہی صبح گھر سے نکل گیا، اور اب بھی رات کے گیارہ بجے وہ اس کے ڈر کی وجہ سے واپس لوٹا تھا۔

بظاہر سب کچھ ٹھیک تھا مگر جو دیوار اب تک ان دونوں کے درمیان حائل تھی ناں تو منت نے اسے گرانے کی کوشش کی تھی۔

اور ناں ہی راب نے اسے اپنی محبت کا اقرار کرتے یہ بتایا تھا کہ وہ اسکی مخلص محبت ہے۔۔

وہ محبت جو بہت سالوں سے اسکی رگوں میں خُون بن کر گردش کرتی آئی ہے،،

وہ لمبے لمبے قدم اٹھائے روم میں داخل ہوا۔۔۔

حسبِ توقع کمرہ خالی تھی۔۔

واشروم سے پانی گرنے کی آواز سے وہ سمجھ گیا کہ وہ شاور لے رہی ہے۔

اسنے سر کو جھٹکا ایک نگاہ وقت پر ڈال کبرڈ سے اپنا آرام دہ سوٹ نکالے وہ چینج کرنے چلا گیا۔۔۔

تھوڑی دیر بعد وہ عجلت میں باہر نکلا۔

بالوں میں ہاتھ چلاتے اسنے آگے بڑھتے بیڈ سے ایک تکیہ اُٹھایا اور اب اسکی رخ چھت کی جانب تھا۔۔

OOOOOOOOOOO

وہ شاور لے کر نکلی تو کمرہ حالی تھا۔۔۔ مگر کمرے میں پھیلی اس ستمگر کی بھینی بھینی سی مہک اسے یہ باور کروانے کو کافی تھی کہ وہ گھر لوٹ آیا تھا۔۔

کل رات کی راب کی پیش قدمی کے بعد سے ہی اسکی دھڑکنیں الگ سی لہ پر دھڑک رہی تھیں،

چہرے پر بار حیا کے رنگ کسی قوس قزح کی طرح بکھرے ہوئے تھے۔

جانے کیوں مگر اسکا دور ہونا اسے بلکل اچھا نہیں لگا تھا۔

اور آج سارا دن وہ راب خانزادہ اور ذکی کا مقابلہ کرتی رہی۔

یقیناً ہر ایک جگہ ہر قدم پر راب خانزادہ کئی گناہ آگے تھے اس شخص سے۔۔۔۔ جس نے دولت کے نام پر اسے چھوڑ دینا بہتر جانا تھا۔۔

راب خانزادہ کے ساتھ گزرے شب و روز اسکا کئیر کرنا اسکا وقت دینا۔۔۔۔۔ جانے کیوں مگر اسے مغرور بنا رہا تھا،
وہ چاہتی تھی وہ اسکے پاس ہو، وہ جو کہے وہ اسے سنے، اسے مانے، اپنا آپ بھلا کر وہ منت کی چھوٹی چھوٹی ہر خواہش کو پورا کرے۔۔۔

یہ سب خیالات ذہن میں آتے ہی عجیب سی گدگدی سی ہونے لگی تھی۔۔۔

اسنے تیزی سے بال ڈرائے کیے اور دوپٹہ دونوں شانوں پر پھیلائے وہ باہر نکلی۔۔۔

دروازے پر آہٹ محسوس کرتے راب نے آنکھوں پر دھرا

ہاتھ ہٹایا،

تو سامنے ہی وہ نکھری نکھری سی کھڑی تھی،

اس سے نگاہ چراتے اسنے سگریٹ کا گہرہ کش لیتے سیاہ آسمان کو

دیکھا،اور غیر ارادی طور پر خود کو اسے دیکھنے سے باز رکھنا۔۔

جب اسکی توقع کے بر خلاف وہ پری وش چلتی اسکے پاس آئی، بلکہ

اسکے پاس کاوچ پر چھوڑی جگہ پر نیم دراز ہوتے اپنا سر استحقاق

سے اسکے سینے پر رکھا۔۔

راب کا دل تیزی سے دھڑکا تھا۔۔

چہرے پر ایک دم سے پسینے کی بوندیں چمکنے لگی،

"تم نے سموکنگ کب سے شروع کی،،

سیاہ آنکھوں میں بے زارگی سمیٹے وہ اسے گھورتی ہوئی پوچھنے لگی۔

توراب نے گہرہ کش لگائے اسے دیکھا۔۔

"_____ شادی کی پہلی رات سے"

اسکا مختصر مگر گہرہ جواب سنتے منت کا چہرہ ایک دم سے شرمندگی سے سرخ پڑ گیا

۔وہ رخ پھیرے لب کچلنے لگی،،

"کیا دیکھ رہے ہو..؟

معنی خیز سی خاموشی میں وہ اپنے چہرے پر اسکی محبت پاش نگاہوں کی تپش سے جھلستی ایک نگاہ اسے دیکھ نگاہیں پھیرے پوچھنے لگی،،

"_____ آپ کے ہونٹ"

پر اعتماد لہجے میں اس نے بے باکی سے کہا، یا پھر وہ سچ کہنے کا عادی تھا۔۔

اسکا جواب سن منت کی پیشانی عرق آلود ہوئی،،

جب اپنی بے اختیاری پر وہ ایک دم سے اٹھنے لگا۔۔۔

مگر اپنے ہاتھ پر منت کی گرفت پر اسے رکنا پڑا۔۔

اسنے حیرت سے مڑتے اس دلربا کو دیکھا۔

جس کا ساتھ ہونا ہی اسکے ہوش اڑا رہا تھا،،

ہاتھ چھوڑ دیں منت،، ورنہ اگر کچھ بھی ایسا ویسا ہوا تو آپ

"! برداشت نہیں کر پائیں گی،،،

اس سے زیادہ بے بس اسنے خود کو کبھی محسوس نہیں کیا تھا۔۔

جتنا وہ اس لڑکی کی ذرا سی قربت میں خود کو محسوس کرنے لگا تھا۔

منت نے ایکدم سے اسکا ہاتھ چھوڑا، تو راب نے سانس روکے

حیرت سے اسے دیکھا۔۔

جس کے سیاہ آبشار اسکے کندھوں پر بکھرے ہوئے تھے،،

سفید شارٹ فراک میں دمکتی وہ گلابی رنگت کسی کا بھی ایمان ڈگمگا سکتی تھی،

راب گہری سانس بھرتے مڑنے لگا۔

جب ایک نرم گرم سا حصار اسکی گردن کے گرد حمائل ہوا اسے رکنے پر مجبور کر گیا۔

اسنے دھڑکتے دل سے قدم روکے پیچھے دیکھا۔۔

جہاں وہ اسکے دیکھنے پر ایک دم سے اسکی گردن پر میں بازو لپیٹے اسکی گردن میں منہ دے گئی،،

راب کا چہرہ شدت ضبط سے سرخ پڑ گیا۔۔

وہ بے بسی سے لب کچلنے لگا۔۔وہ لڑکی کیوں اسکا صبر آزما رہی تھی،،

اسکا بھیگا بھیگا سا مدہوش کن سراپا اسکی بانہوں میں تھا اسکی حواس
بری سے معطل ہونے لگے،،
میں برداشت کرلوں گی سب کچھ،،، کیا تم مجھے معاف نہیں کر
سکتے راب________؟"
اسکی گردن میں سر دیے وہ لرزتے ہوئے وجود سے بمشکل سے
بول پائی تھی،
اگر وہ آج چلا جاتا تو شاید ہی منت خود میں یہ سب کہنے کی ہمت کر
پاتی،،
راب کے ڈھیلے پڑے ہاتھ ایک دم سے اسکی کمر کے گرد سختی
اختیار کر گئے۔۔
جسے محسوس کرتے منت نے حلق تر کیا۔۔

کیا آپ راب خانزادہ کا جنون ،اسکا پاگل پن ،اسکی محبت ،
برداشت کرلیں گی،،،؟" وہ بنا اسکی معافی کا نوٹس لئے اسے خود
میں الجھانے لگا۔

مقصد صرف اس کے دل کی بات نکلوانا تھا،،

"_____ مم میں سب برداشت کرلوں

وہ بمشکل سے اسکے حصار میں کسمساتے ہوئے بولی،

وگرنہ دھڑکنوں نے الگ ہی اودھم مچائے اسے پاگل کرر کھا
تھا،،

مگر آپ کیوں برداشت کریں گی میں آپ سے بے پناہ محبت کرتا
ہوں، آپ کے بغیر جی نہیں سکتا یہ سچ ہے،، مگر آپ کا اس میں
"! کوئی قصور نہیں، آپ کیوں میری وجہ سے۔۔۔

میں تمہاری وجہ سے نہیں اپنی وجہ سے کہہ رہی ہوں

سب۔۔۔۔۔!" اسکے لبوں پر اپنے نازک مرمری ہاتھ کی ہتھیلی

جمائے وہ بے قراری سے گویا ہوئی۔

توراب کی آنکھوں میں حدت سی ابھری۔۔جذبات سے چور

نگاہوں سے اسکے حسین مکھڑے کو دیکھ اسنے ہاتھ چومتے پیچھے کیا

۔

اور وہ کیوں_____؟" اسکی پیشانی اپنی پیشانی سے ٹکائے وہ کھلے

آسمان تلے کھڑا اس کے منہ سے اقرار محبت سننے کو بے تاب سا

کھڑا تھا۔۔

کیونکہ میں غلط تھی مجھے کسی سے محبت ہو ہی نہیں سکتی تھی۔۔

کیونکہ محبت تو ایک پاک جذبہ ہے۔۔جو ایک پاک رشتے میں

بندھنے کے بعد اپنے محرم سے ہوتی ہے۔۔!_

وہ بات کرتے کرتے رکی، کیونکہ راب کی نگاہیں اسے سچ میں خوفزدہ کرنے لگی تھیں۔۔

"!اور۔۔۔۔

راب نے نرمی سے اسے خود سے لگائے گھمبیر سرگوشی میں استفسار کیا۔۔

یہ لمحات یہ محبت بھرا اعتراف اسکی زندگی کا سب سے حسین وقت اور یادگار لمحات تھے۔۔

اور مجھے اپنے من کے محرم سے محبت ہے۔۔۔مجھے اپنے شوہر "سے محبت ہے۔۔

اسنے ایک ہی سانس میں کہتے اسکی بے باک نگاہوں سے بچنے کو اپنا سر اسی کے سینے میں چھپایا۔۔

جس کے ہر انداز میں شدت تھی۔ کوئی خوف، کوئی گھبراہٹ نہیں تھی۔

جانتی ہیں منت،،، یہ اعتراف میری زندگی کا سب سے حسین اعتراف ہے۔۔۔ کیا آپ میری زندگی میں شامل ہو کر میری اس پاک محبت کی تکمیل کریں گی،،"

اسکی آنکھوں پر اپنا نرم لمس چھوڑتے اسنے ناک کا بوسہ لیتے پوچھا

۔۔

تو منت ایک دم سے خود میں سمٹی،، جو اعتماد جو محبت اس شخص نے دی تھی بھلا وہ کیسے اسے انکار کر دیتی۔۔

"!ایک شرط پر۔۔۔۔۔

اسے جیسے اچانک کچھ یاد آیا۔۔۔

چھوٹی سی ناک خفگی سے پھولائے وہ اس حسین مرد کو دیکھنے لگی۔ جس کی آنکھوں میں محبت کے ڈھیروں رنگ آباد تھے۔۔

"کیسی شرط۔۔۔۔؟

اسنے ماتھے پر بوسہ دیتے لاڈ سے پوچھا۔۔

اتنے خوبصورت اعتراف کے بعد اگر وہ جان بھی مانگ لیتی تو اسے کوئی ڈر نہیں تھا۔۔۔

اب سے تم کسی بھی ہوٹل میں میرے بغیر نہیں جاؤ گے، اور جو لڑکی تم سے فری ہونے کی کوشش کرے اسے باجی کہو گے۔۔۔"

اسکی چھوٹی سی ناک غصے اور جلن سے سرخ پڑتی اور بھی حسین دکھنے لگی۔۔

جبکہ اسکی بات پر راب کا چہرہ ایک دم کھل پڑا۔۔وہ مسکراہٹ

ضبط کرتے اس ساحرہ کو دیکھے گیا۔۔

"!جو حکم میری جان کا۔۔۔۔

اسنے نرمی سے اسکے ماتھے پر بوسہ دیتے کہا اور اسے بانہوں میں

سمیٹ لیا۔۔

ZAINABRAJPOOT

ناول کا لاسٹ چل رہا ہے اب دو سے چار اقساط مزید ہو نگی

یہ پہلے کی لکھی ہوئی ہے اسی وجہ سے دے رہی ہوں، باقی مزید

لکھنے کا کوئی ارادہ نہیں بن رہا کوشش کروں گی کہ کچھ ناں کچھ لکھ

سکوں، جنہوں نے اب تک سپورٹ کیا ان کا شکریہ یہ ناول مکمل

کر دونگی کسی طرح سے، جزاک اللہ

محبت من محرم

قسط نمبر 28

شیر تو پاگل ہو گیا ہے گاڑی حالی ہے عقیدت نہیں ہے یہاں،،، تُو

"______ چل میرے ساتھ ہم اسے ڈھونڈ لیں گے

شاہ ہاؤس سے نکلتے وہ آندھی طوفان بنا اسی جگہ پہنچا تھا جہاں عقیدت کی گاڑی آخری دفعہ رکی تھی،،

مگر وہاں سوائے اس سنسان سڑک اور جنگل بیاباں کے اسے کچھ دکھائی ناں دیا،، وہ بپھرتا عقیدت کی تلاش میں اس اندھیرے خطرناک جنگل کی جانب بھاگنے لگا۔۔۔جب ساتھ آئے حارث نے اسکا بازو دبوچ۔۔۔۔جیسے اسے ہوش دلانا چاہا تھا۔۔۔

وہ یہیں کہیں ہے حارث چھوڑ مجھے وہ تکلیف میں ہے میں اسے ڈھونڈ لوں گا______!"

وہ زخمی شیر کی مانند اپنے ہاتھ حارث کے سینے پر رکھے اسے خود سے دور کرنے کی تگ ودو میں چلایا۔۔

اسکے ماتھے پر بندھی سفید پٹی خون آلود ہو رہی تھی،،

چہرے پر تازہ خراشیں تھیں۔۔اسکے وجود کی بے چینی کے سبب اسکا روم روم کپکپا رہا تھا۔۔

ہم اسے ایسے نہیں ڈھونڈ پائیں گے شیر،،ہم یہ بھی نہیں جانتے کہ آخر کون ہے جس نے اسے کڈنیپ کیا ہے________کیا پتہ وہ خود گئی ہو اپنی مرضی سے______!"

حارث نے اسے تصویر کا دوسرا رخ دکھایا۔۔

تو شمشیر کی سبز نگاہوں میں خون تیزی سے گردش کرنے لگا۔۔

نہیں وہ اپنی مرضی سے نہیں گئی حارث،،، یہ یہ دیکھ یہاں تکلیف ہے مجھے۔۔۔۔۔ اسنے سیدھے ہاتھ کی شہادت کی انگلی اپنے سینے پر دل کے مقام پر ثبت کرتے وحشت ناک لہجے میں دہرایا۔۔

"! میرا دل بے چین ہے حارث۔۔۔ وہ تکلیف میں ہے۔۔۔۔۔ جبڑے مضبوطی سے بھینچتے وہ تنے اعصاب سے غراہٹ آمیز لہجے میں پھنکارا۔۔۔

تو حارث اسکی بکھری حالت پر تکلیف سے دوچار ہوا۔

شیر میں نے کال کی ہے اپنے دوست کو،، وہ پولیس میں ہے اور وہی ہماری مدد کر سکتا ہے اس کیس میں ______ "

حارث نے اسے پیچھے سے کندھے پر ہاتھ پھیلائے سینے سے لگاتے سمجھایا۔

مجھے کسی کی مدد کی ضرورت نہیں ہے حارث میں خود ڈھونڈ لوں

"!________ گا اسے

وہ قطعی انداز میں بولتا اسے خود سے دور جھٹکتا جنگل کی جانب

بڑھا،،

"_____ شیر

اس بپھرے شیر کو یوں اس سنسنان جنگل میں جاتا دیکھ وہ

چلاتے اسکے پیچھے بھاگا۔۔

جب اچانک شمشیر کا پاؤں کسی پتھر سے ٹکرایا،، وہ ایک دم سے

رکا۔۔۔ موبائل فون نکالتے اسنے لائٹ آن کی تو نگاہ اس بڑے

سے پتھر پر پڑی،،

سر جھٹکتے ایک سرد سانس فضا کے سپرد کرتا وہ آگے بڑھنے لگا

جب ایک دم سے وہ ٹھٹکا۔۔۔

"_____ شیر چل یہاں سے پلیز

حارث ہانپتا ہوا اسکے پاس رکتے بولا جو زمین پر جانے کیا ڈھونڈ رہا تھا۔

شمشیر ایک دم سے جھکا۔۔۔ گھٹنوں کے بل جھکتے اسنے موبائل کی لائٹ پڑنے سے چمکتے اس سفید موتی کو مٹی سے کریدا،، تو اگلے ہی پل اسکی آنکھیں بے یقینی سی پھیلی،،

اسنے تیزی سے ہتھیلی میں بریسلیٹ کو رگڑا۔

"شیر کیا کر رہا ہے تو۔۔۔؟

حارث کو وہ کوئی پاگل لگ رہا تھا،، جو زمین پر بیٹھا جانے کیا تلاش کر رہا تھا۔۔

وہ یہیں ہے۔۔۔!" وہ جنونی سی کیفیت میں بڑبڑایا۔۔۔

"!...... کون کون یہیں ہے

حارث چونکا اسکی سرخ رنگت میں گھلتی سفیدی کو دیکھ تیزی سے اسے کندھے سے جھنجھوڑا۔۔۔

وہ حسین مرد دلکشی سے نم آنکھوں سے اسے دیکھ مسکرایا تو حارث اسکی مسکراہٹ پر ساکت سارہ گیا۔۔

وہ بہت کم مسکراتا تھا اور اچھا تھا کہ وہ کم مسکراتا۔ تھا اسکی مسکراہٹ کسی کو بھی گھائل کرنے کی صلاحیت رکھتی تھی۔

یہ بریسلیٹ عقیدت کا ہے حارث اور وہ یہیں اسی جنگل میں کہی ہو گی ہمیں اسے ڈھونڈنا ہو گا_"

اسکے شانوں کو دبوچے وہ کسی مجنوں کی طرح گویا ہوا تھا۔۔

شیر ایسا کیسے ہو سکتا ہے کوئی اتنا پاگل نہیں ہو گا کہ وہ بھابھی کو کڈنیپ کر کے اسی جنگل میں رکھے اور اگر وہ خود سے گئی ہوتی تو اب تک وہ اپنے ماں باپ کے پاس پہنچ چکی ہوتی۔۔۔!"

حارث کو وہ سرے سے پاگل لگ رہا تھا۔۔ سر پھرا

"!........عاشق

ہو سکتا ہے کہ جس کسی نے بھی اسے کڈنیپ کیا ہے وہ اسے یہیں

رکھ رہا ہو۔۔۔ کیونکہ کسی کا بھی شک اس جگہ پر نہیں جائے

"!گا۔۔۔

شمشیر نے اپنے ماتھے پر بندھی پٹی کو چھوتے بے بسی سے کہا۔۔

"!مگر۔۔۔

کوئی اگر مگر نہیں میرا دل جانتا ہے کہ وہ یہیں ہے اور میں اسے

"!ڈھونڈ لوں گا۔۔۔

وہ سرد لہجے میں پھنکارتا حارث پر بنا ایک نگاہ ڈالے تیزی سے

وہاں سے بھاگا۔۔۔

حارث اسکی پشت کو دیکھتا رہ گیا جواب دھیرے دھیرے سے دھندلی ہونے لگی تھی۔

ZAINABRAJPOOT

تم یہاں کیا کر رہے ہو۔۔۔۔۔! "وہ ڈیرے پر جانے کو جلدی سے حویلی کی بیرونی جانب بڑھا، جب سامنے سے آتی اویس ملک کی گاڑی کو دیکھ وہ ٹھٹھکا۔۔

گاڑی رکتے ہی اویس ملک ہنستا ہوا باہر نکلا۔۔۔

اسکے چہرے پر ایک گہری فتح سے لبریز مسکراہٹ رقصاں تھی، وہ کندھے چوڑے کیے ایک ٹھاٹ سے چلتا اسکے قریب ترین ہوا ۔۔۔

جب اسکے رستے میں حائل بالاج سکندر نے کاٹ دار لہجے میں استفسار کیا۔۔

ملک خاندان ____________ تمیز سے بولیں ملک بالاج سکندر

"کا اکلوتا ہونے والا داماد ہوں میں۔۔۔۔؛

وہ چہرے پر طنزیہ مسکان سجائے اسکے روبرو رکا اور بالاج سکندر کی آنکھوں میں دیکھ اسکے کندھے سے مصنوعی دھول صاف کرتے کہا۔

لگتا ہے کہ تم بھول چکے ہو کہ ملک خاندان کی بیٹی تم سے نکاح نہیں کرنا چاہتی ______ !"

اسکا ہاتھ سختی سے دبوچے وہ سرد لہجے میں پھنکارا۔۔

ہاہاہا لگتا ہے آپ کو اندازہ نہیں کہ میری ہونے والی بیوی نے مجھے خود کال کر کے بلایا ہے ______ اور اب تو ہمارا نکاح آج ہی ہونے والا ہے۔۔۔۔۔ آیئے آپ بھی شرکت کر لیں.......!"

وہ ہنسا تو بالاج سکندر کی چاکلیٹ براؤن آنکھوں میں مرچی سی گھلی۔۔۔ہاتھوں کی مٹھیاں بھینچتے اسنے بمشکل سے خود کو کچھ سخت کہنے سے روکا۔

ارے سائیں آپ یہاں کیوں کھڑے ہیں اندر آجایئے نکاح شروع ہونے والا ہے ______"

بالاج سکندر کے کانوں میں گونجتی وہ میٹھی مگر چبھتی ہوئی آواز کسی اور کی نہیں چاہت ملک کی ہی تھی۔۔

وہ سیکنڈ کے دسویں حصے میں پلٹا،، حیرت بے یقینی سے اس لڑکی کو دیکھا۔۔

جس کا پور پور سجا مہکتے گلاب کا سا گماں دے رہا تھا۔۔۔

آنکھوں کے گرد پڑے حلقے میک اپ سے چھپ چکے تھے جیسے اسنے اپنے غم اپنے عشق میں ہوئی ہار کو اپنے اندر چھپا لیا تھا۔۔

سرخ رنگ کا وہ بھاری کامدار لہنگا اسکے حسن کو چار چاند لگا رہا تھا،،

"! اوپر سے ناک میں دمکتی وہ نتھ۔۔۔۔

وہ سراپا حسن تھی اور اسکا یہ حسن آج بالاج سکندر کے روم روم

کو جھلسا رہا تھا کیونکہ وہ اسکے لیے نہیں،، کسی اور کیلئے تیار ہوئی

تھی۔۔

اور وہ بالاج سکندر تھا کیسے برداشت کرلیتا کہ اسکے حسن کا دم

بھرنے والی آج کسی اور کے لیے سجی سنوری بیٹھی تھی۔۔

اس سے پہلے کہ میرا ضبط جواب دے واپس چلی جاؤ

"!______ چاہت

وہ انہی قدموں سے مڑا اسکے قریب دو قدموں کے فاصلے پر رکا،

"!_____ مدہم مگر وارننگ دیتے لہجے میں پھنکارا

آپ کا ضبط جواب دے یا نہیں مگر اب چاہت ملک کو آپ سے کوئی سروکار نہیں۔ تو آپ مجھ سے دور رہیں کیونکہ میں آج اور ابھی اویس ملک سے نکا۔۔۔۔۔۔۔ "!

اہہہ!!!!!"

اسکی بات بیچ میں ہی رہ گئی تھی جب اسکے بازو دبوچے وہ بپھرا ہوا سا اسے اپنے ساتھ گھسیٹتے اندر لے جانے لگا۔۔۔

بالاج چھوڑو چاہت کو۔۔۔۔۔ یہ سب کیا ہو رہا ہے______!"

گواہان کے درمیان بیٹھے داجان چاہت کی چیخ وپکار اور بالاج کو یوں اسے گھسیٹتا اندر لاتے دیکھ ایک دم غصے سے چلائے۔۔۔

"سنبھال کر رکھیں اپنی پوتی کو داجان۔۔۔۔۔۔ ورنہ۔۔۔۔۔؛

وہ شدت ضبط سے مٹھیاں بھینچتا شعلے اگلتی نگاہوں سے اسکے

نازک سراپے کو کھا جانے والی نگاہوں سے دیکھتا چلا یا۔

ورنہ کیا بالاج سکندر________! "بھری محفل میں اس ستمگر کی

دی دھمکی اسے طیش دلا گئی۔۔۔ کیسا ستمگر تھا جو ناں تو اپناتا تھا اور

ناں ہی کسی اور کا ہونے دے رہا تھا،،

ورنہ بالاج سکندر کا وہ روپ دیکھو گی تم کہ تمہاری روح تک

کانپ جائے گی۔۔۔ چلو جاؤ کمرے میں شاباش.......:"وہ

اسے تھامے بچوں کی طرح پچکارتے ہوکے ئے گویا ہوا۔

چاہت کہیں نہیں جائے گی، میرا اور چاہت کا نکاح ابھی اور اسی

وقت ہوئگا______: "

اویس ملک غصے سے آگے بڑھتا تیزی سے بالاج سکندر کو ٹوک

گیا۔۔۔

"_____ تم اپنا منہ بند رکھو ورنہ پچھتاؤ گے اویس ملک

بالاج خونخوار نگاہوں سے اسے گھورتا اگلے ہی پل اسکا گریبان

دبوچ گیا۔

ارے چھوڑو میرے معصوم بچے کو،،، ایک تو اس لڑکی سے

شادی کرنے کیلیئے ہم بھاگے چلے آئے اوپر سے تم ہی لوگ ہمیں

"! ذلیل کر رہے ہو۔۔۔۔

ارے کون کرے گا اس منہ پھٹ لڑکی سے شادی،، جو اپنے ہی

منہ سے اپنی عاشقی کے گن گان کرتی رہی، یہ تو میرے بیٹے کی

کرم نوازی ہے جو اتنا سب کچھ ہونے کے باوجود بھی وہ اسے

"!____ قبول کر رہا ہے ہنہہ

نخوت سے سر جھٹکتے اویس ملک کی ماں کافی روعب بھرے انداز

میں گویا ہوئی۔

"بالاج جاؤ یہاں سے_________ ؛

داجان بمشکل ضبط سے چلائے تھے،،

اویس ملک ماں کے سپورٹ پر سینا تانے گہرہ مسکراتا آگے

بڑھا۔۔

ایک طنزیہ مسکان بالاج سکندر کی جانب اچھالے اسنے بالاج

سکندر کے ہاتھ میں مقید چاہت کے ہاتھ پر ڈالی اور اگلے ہی لمحے

اسنے ہاتھ بڑھاتے چاہت کا ہاتھ اسکے ہاتھ سے چھڑوانا

"چاہا۔۔۔

"!چٹاخ۔۔۔

بالاج سکندر کا بھاری ہاتھ اویس ملک کے چہرے پر کسی کاری

ضرب کی طرح اٹھا تھا۔۔

حویلی کی درو دیوار میں اس تھپڑ کی گونج کافی دیر تک گونجتی رہی۔۔

" بالاج۔۔۔۔۔۔۔۔ دفع ہو جاؤ یہاں سے۔۔۔۔۔۔

اکرم ملک زمین بوس ہوئے اپنے چہرے پر ہاتھ رکھے بے یقین سے بیٹھے اویس ملک کی طرف بڑھتے غرائے۔۔۔

اس کی ہمت کیسے ہوئی چاہت کو چھونے کی۔۔۔۔۔۔؛ پیچھے ہٹ جائیں چچا سائیں ورنہ اچھا نہیں ہوگا...... ! "

بالاج سکندر قہر برساتی نگاہوں سے اویس ملک کو گھورتا سرد لہجے میں پھنکارتا آگے بڑھا تھا۔۔

ارے ارے دیکھو اس لڑکے کو۔۔۔ میرے معصوم بچے پر ہاتھ اٹھایا اسنے۔۔۔۔۔۔ ہائے میرا بچہ۔۔۔ "

سریہ بیگم ہاتھ ملتی آگے بڑھی تھی،،ان کی چلاہٹ نے حویلی

میں عجیب ساماحول باندھ دیا تھا۔

خدیجہ بیگم اپنی بھانجی روبیہ کے سنگ اس شور شرابے پر کمرے

سے نکلی۔۔۔تو وہاں چھڑی جنگ دیکھ وہ چونک سی گئی۔

"لوجی ایک تو اس لڑکی کو بڑا شوق ہے ذلیل ہونے کا۔۔۔۔

منہ بسورتے وہ نخوت سے بولی۔

"دیکھیں تو سہی آخر تماشہ چلتا کب تک ہے____؟

روبیہ نے ہنستے ہوئے انہیں سرگوشی میں کہا تو وہ بھی ہنس دی۔۔

آپ کا معصوم صفت لڑکا کیا کیا گل کھلاتا رہا ہے اگر میں نے دکھا

دیے تو منہ چھپاتی پھریں گی آپ ______!"

وہ زخمی شیر کی طرح سریہ بیگم کی جانب مڑتا دھاڑا تو سبھی کو جیسے

چپ سی لگ گئی۔۔

جبکہ بالاج سکندر سرخ و سفید چہرے سے ہانپتا ہوا اب رکا نہیں تھا۔۔اسنے تیزی سے موبائل فون جیب سے نکالا تو اویس ملک کے چہرے پر گھبراہٹ سے ایک سایہ سا لہرایا۔

"ارے ڈارلنگ ملک خاندان کی لڑکی سے شادی کرنا تو ایک پلین ہے میرا،،، یہ سب تو صرف اور صرف اس پورے خاندان کو مٹھی میں کرنے کیلیئے بنایا ہے،،، ورنہ مجھے اس لڑکی میں ذرا سی بھی دلچسپی نہیں رہی۔۔۔۔"

موبائل اسکرین پر جھلکتا چہرہ اویس ملک کا تھا۔۔

جس کی بانہوں میں نازیبا حالت میں جھومتی وہ حسین دوشیزہ دیکھ کوئی بھی سوچ نہیں سکتا تھا،، کہ یہ کوئی جھوٹ یا غلط فہمی ہو سکتی ہے۔

'اویس ملک کا چہرہ دھواں _______ یہ سب یہ جھوٹ ہے یہ سب

دھواں ہوا تھا،، ایک دم سے پاؤں کے نیچے سے زمین نکلنا کسے کہتے ہیں یہ کوئی اویس ملک سے پوچھتا،،

میں نے کون سا کہا کہ یہ سچ ہے _______ ؟"اس سے پہلے کہ اویس ملک بالاج سکندر کے ہاتھ سے موبائل فون چھینتا،، لمحے میں بالاج سکندر ہاتھ اوپر سے گھماتے اپنی پشت سے لے جاتے جیب میں ڈال گیا۔۔۔

میں نہیں چاہتا تھا کہ فل حال اس شخص کا اصل چہرہ آپ سب کے سامنے لاؤں،، مگر چونکے آپ نے حالات ایسے برپا کیے ہیں تو مجھے یہ سب کرنا پڑا۔۔۔!"

کندھے اچکاتے کہہ اسنے وہاں موجود سبھی خاموش تماشائیوں پر ایک سرد نگاہ ڈالی۔

داجان میں ابھی اور اسی وقت چاہت اکرم ملک سے نکاح کرنا چاہتا ہوں۔۔۔ یا تو آپ نے میرا نکاح کروا دیں یا پھر میں خود زبردستی چاہت سے نکاح کروں گا فیصلہ آپ کا ہے "______

اسنے بے لچک لہجے میں اویس ملک کو سرے سے اگنور کرتے کہا اور خود چلتا ہوا وہ بت بنی اس قاتل دلربہ کے پاس پہنچ اسکا نازک مرمری ہاتھ اپنے ہاتھ میں لیتے اعلانیہ کہا۔

داجان سکتے کی کیفیت میں سن سے کھڑے تھے۔

یہ سب جو کچھ بھی ہو رہا تھا ان کی سمجھ اور سوچ سے بالاتر تھا۔۔

میں کسی بھی صورت آپ سے نکاح نہیں کروں گی بالاج سکندر "______

چاہت اپنے وجود پر اسکی چبھتی نگاہوں اور اسکی کی جانے والی اس نیکی سے شدید غم وغصّے کی کیفیت میں چلائی،،

تم سے پوچھا نہیں گیا چاہت ملک،، تو بہتر ہو گا کہ خاموش رہو

"۔۔۔۔۔۔؛

اسنے جھٹکے سے اسکی کمر کو اپنی آہنی گرفت میں جکڑا تو چاہت بن پانی کے مچھلی کی مانند پھڑ پھڑائی،،

جس کا بنا اثر لیے بالاج سکندر اسے دبوچے سیڑھیوں کی جانب

بڑھا،،

وہاں موجود ہر شخص حیرت اور سنجیدگی سے اس مرد کو دیکھ رہا تھا ،مگر اسے روکنے کی ہمت کسی میں بھی نہیں تھی،،

کیونکہ وہ بالاج سکندر تھا اپنی ضد اور غصے کا تیز۔۔۔۔۔۔۔۔۔

اور اب جو فیصلہ وہ سب کو سنا چکا تھا اس کے بعد آگے کیا ہونے

والا تھا،،،، ہر کوئی اسے جاننے کو بے تاب کھڑا تھا۔۔

ZAINABRAJPOOT

حارث تمہارا دوست نہیں آنے والا،، میں جان چکا ہے کہ میری

بیوی اسی جنگل میں ہے اور اب بہتر یہی ہو گا کہ تم میرا راستہ چھوڑ

دو______!"

اپنے بندھے ہاتھوں کو کھولنے کی کوشش کرتا شمشیر ملک زخمی

شیر کی مانند غرایا___

"......ری لیکس رہو یار بس آنے والا ہے میرا دوست

حارث نے ایک نرم نگاہ اپنے جگری یار پر ڈالے اسے پر سکون

کرنا چاہا تھا،

جو آپے سے باہر ہوا پڑا تھا۔۔

شمشیر جنگل کی طرف بھاگا تو تھا مگر حارث کے ساتھ آئے پولیس

اہلکاروں نے حارث کے اشارے پر شمشیر کو نا صرف دبوچا میں

تھا بلکہ اسے باندھ کر وہ دوبارہ سے اسے جنگل کے اسی حصے میں لائے تھے جہاں حارث موجود تھا۔۔

میں کہہ رہا ہوں انسپکٹر میرے ہاتھ کھولو ورنہ ایک ایک کو زندہ زمین میں گاڑھ دوں گا ______".

اسکی گردن اور ماتھے کی ہری رگیں باہر کو ابل رہی تھی۔اگر وہ بندھا ناں ہوتا تو یقیناً اب تک وہ ان سب کا حشر بگاڑ چکا ہوتا

"______

شیر میرے جگر بس دو منٹ ______"!

اسکی وارننگ سن حارث بھاگتا اسکی جانب لپکا زمین پر گھٹنوں کے بل بیٹھے شمشیر کے چہرے کو ہاتھوں میں بھرتے اسنے پیار سے پچکارتے ہوئے کہا۔۔

تو تنفر سے سر جھٹکتا وہ اپنے غصے کا اظہار کرنے لگا۔۔۔

"حارث ______؛

اپنی پشت پر راب خانزادہ کی گھمبیر روعب دار آواز سن وہ ایک دم

سے مڑا تو نگاہیں پولیس یونیفارم میں ملبوس راب خانزادہ پر پڑی،

جو بڑی عجلت میں بھاگتا ہوا آیا تھا۔۔۔

حارث کچی ڈور کی مانند اسکی جانب کھنچتا چلا گیا۔۔

اچھا ہوا تو آگیا ہے یارا۔۔۔دیکھ میرے شیر کی بیوی کو بچانا ہے

"ہمیں،، ہم تیرا ہی ویٹ کر رہے تھے،،،

اس سے گلے ملتے حارث نے اسے عجلت میں صورت حال سے

آگاہ کیا، جو کہ وہ پہلے بھی کر چکا تھا۔

راب نے سر کو خفیف سی جنبش دیتے زمین پر گھٹنوں کے بل

بیٹھے اس ہری آنکھوں والے بپھرے شیر کو دیکھا۔۔

جس کی ہری آنکھوں میں خون کی سرخ ڈوریاں تیر رہی تھیں۔

اور حسین چہرہ غصے سے لال انگارہ ہوا پڑا تھا۔۔

اچھا تم کھولو ان کو پہلے__________ اپنے مخصوص نرم لہجے میں کہہ راب نے ہاتھ پشت پر باندھے وہاں موجود پولیس کی نفری پر ایک سرسری سی نگاہ ڈالی۔

حارث بھاگتا ہوا شمشیر کے پاس پہنچا_____ اور تیزی سے اسکے ہاتھ رسیوں سے اسکے ہاتھ آزاد کیے۔۔۔

"چلو شیر جلدی کرو ہمیں بھابھی۔۔۔۔۔اہہہ۔۔۔۔۔"

شمشیر کے ہاتھ کھولتا وہ عجلت بھرت انداز میں بڑبڑایا مگر شمشیر کے ہاتھ سے پڑنے والا بھاری مکے کے سبب الفاظ کی بجائے ایک زوردار چیخ اسکے منہ سے نکلی۔۔

تو سبھی نے الرٹ ہوتے حارث کو دیکھا جس کی گردن شمشیر کے ہاتھ میں تھا۔۔

تیری ہمت بھی کیسے ہوئی کمینے مجھے روکنے کی۔تجھے میں اپنا

"دوست مانتا تھا اور تُو تُو اتنا بڑا کمینہ نکلا۔۔۔۔

ایک کے بعد ایک گھونسا منٹوں میں حارث کی کایہ پلٹ کر گیا۔۔

اسکی ناک اور ہونٹ کے کنارے سے خون رسنے لگا تھا۔

اپنی بھڑاس نکالتے شمشیر نے اسے جھٹکے سے پیچھے کو پھینکا۔۔۔

میں اپنی بیوی کو خود ڈھونڈ سکتا ہوں۔۔۔۔میرے پیچھے آنے کی

"کوشش کوئی بھی مت کرنا۔۔۔۔

اسنے کاٹ دار نگاہ راب خانزادہ پر ڈالی اور بے لچک سے لہجے میں

کہا۔

مسٹر ملک۔۔۔۔۔میں جانتا ہوں کہ آپ اپنی وائف کو ڈھونڈ

لیں گے، کیونکہ جب بات عزت پر آجائے تو کوئی بھی مرد پیچھے

"نہیں ہٹتا۔۔۔۔۔۔۔۔

راب خانزادہ کے کہے الفاظ پر ناچاہتے ہوئے بھی شمشیر حیدر کے

بڑھتے قدم تھمے۔۔۔

ہائی وے سے آتی ایک سیاہ گاڑی جو اسی جنگل کے راستے پر رکی

تھی،،

اور جس رات آپ کی وائف کی کڈنیپنگ ہوئی اس رات اس

رستے سے گزرنے والی تین گاڑیوں میں سے وہ ایک گاڑی اور

"____اسکا مالک غائب ہے

حارث اپنے جبڑے پر ہاتھ رکھے بمشکل سے اٹھا۔۔اور حیرت

سے دھندلائی نگاہوں سے راب خانزادہ کو دیکھا۔

جواب ہلکا سا مسکرایا۔۔

اور وہ گمشدہ گاڑی اس وقت اسی جنگل میں ہے اور اسکی لوکیشن

میرے پاس ہے۔۔۔اگر آپ خود سے ڈھونڈنے نکلے تو شاید

آپ کو دو دن لگ جائیں۔۔۔۔۔۔اگر آپ ہمارے ساتھ ڈھونڈے گے۔۔۔۔۔اگلی کچھ دیر میں اپ کی مسز آپ کے سامنے ہو نگی۔۔۔

"! باقی چوائس آپ کی ہے۔۔۔۔۔

وہ اپنے نرم و میٹھے لہجے میں کہتا آہستگی سے مسکرایا۔۔تو حارث بمشکل سے ہنسا۔۔۔۔

شمشیر ایک ثانیے کو ساکت سا ہو گیا۔۔۔

اسکا دل بری طرح سے دھڑک رہا تھا۔۔۔آنکھوں کے سامنے صرف ایک ہی چہرہ تھا جس نے اس مضبوط مرد سے سوچنے سمجھنے کی حسیں مفلوج کر دی تھیں۔

کہاں ہے وہ مجھے لے چلو وہاں۔۔۔۔! "مٹھیاں بھینچتا وہ ضبط سے سرخ پڑی نگاہوں سے اس خوبرو پولیس آفیسر کو دیکھتا بے قراری سے بولا۔۔۔۔

توراب نے مسکراتے ہوئے سر اثبات میں ہلایا۔۔

ZAINAB RAJPOOT

شیر تو پاگل ہو گیا ہے گاڑی خالی ہے عقیدت نہیں ہے یہاں،،، تُو چل میرے ساتھ ہم اسے ڈھونڈ لیں گے ______ "

شاہ ہاؤس سے نکلتے وہ آندھی طوفان بنا اسی جگہ پہنچا تھا جہاں عقیدت کی گاڑی آخری دفعہ رکی تھی،،

مگر وہاں سوائے اس سنسان سڑک اور جنگل بیاباں کے اسے کچھ دکھائی ناں دیا،، وہ بپھرتا عقیدت کی تلاش میں اس اندھیرے خطرناک جنگل کی جانب بھاگنے لگا۔۔۔ جب ساتھ آئے حارث نے اسکا بازو دبوچ۔۔۔۔ جیسے اسے ہوش دلانا چاہا تھا۔۔۔

وہ یہیں کہیں ہے حارث چھوڑ مجھے وہ تکلیف میں ہے میں اسے
ڈھونڈ لوں گا______!"
وہ زخمی شیر کی مانند اپنے ہاتھ حارث کے سینے پر رکھے اسے خود
سے دور کرنے کی تگ ودو میں چلایا۔۔
اسکے ماتھے پر بندھی سفید پٹی خون آلود ہو رہی تھی،،
چہرے پر تازہ خراشیں تھیں۔۔اسکے وجود کی بے چینی کے سبب
اسکا روم روم کپکپا رہا تھا۔۔
ہم اسے ایسے نہیں ڈھونڈ پائیں گے شیر،، ہم یہ بھی نہیں جانتے
کہ آخر کون ہے جس نے اسے کڈنیپ کیا ہے______کیا
پتہ وہ خود گئی ہو اپنی مرضی سے______!"
حارث نے اسے تصویر کا دوسرا رخ دکھایا۔۔
تو شمشیر کی سبز نگاہوں میں خون تیزی سے گردش کرنے لگا۔۔

نہیں وہ اپنی مرضی سے نہیں گئی حارث،،، یہ یہ دیکھ یہاں تکلیف ہے مجھے۔۔۔۔۔اسنے سیدھے ہاتھ کی شہادت کی انگلی اپنے سینے پر دل کے مقام پر ثبت کرتے وحشت ناک لہجے میں دہرایا۔۔

"! میرا دل بے چین ہے حارث۔۔۔وہ تکلیف میں ہے۔۔۔۔۔ جبڑے مضبوطی سے بھینچتے وہ تنے اعصاب سے غراہٹ آمیز لہجے میں پھنکارا۔۔۔

تو حارث اسکی بکھری حالت پر تکلیف سے دوچار ہوا۔

شیر میں نے کال کی ہے اپنے دوست کو،،وہ پولیس میں ہے اور وہی ہماری مدد کرسکتا ہے اس کیس میں ________ "

حارث نے اسے پیچھے سے کندھے پر ہاتھ پھیلائے سینے سے لگاتے سمجھایا۔

مجھے کسی کی مدد کی ضرورت نہیں ہے حارث میں خود ڈھونڈ لوں

گا اسے________!"

وہ قطعی انداز میں بولتا اسے خود سے دور جھٹکتا جنگل کی جانب

بڑھا،،

"______ شیر

اس بپھرے شیر کو یوں اس سنسنان جنگل میں جاتا دیکھ وہ

چلاتے اسکے پیچھے بھاگا۔۔

جب اچانک شمشیر کا پاؤں کسی پتھر سے ٹکرایا،،وہ ایک دم سے

رکا۔۔۔۔ موبائل فون نکالتے اسنے لائٹ آن کی تو نگاہ اس بڑے

سے پتھر پر پڑی،،

سر جھٹکتے ایک سرد سانس فضا کے سپرد کرتا وہ آگے بڑھنے لگا

جب ایک دم سے وہ ٹھٹکا۔۔۔

"______ شیر چل یہاں سے پلیز

حارث ہانپتا ہوا اسکے پاس رکتے بولا جو زمین پر جانے کیا ڈھونڈ رہا تھا۔

شمشیر ایک دم سے جھکا۔۔۔ گھٹنوں کے بل جھکتے اسنے موبائل کی لائٹ پڑنے سے چمکتے اس سفید موتی کو مٹی سے کریدا،، تو اگلے ہی پل اسکی آنکھیں بے یقینی سی پھیلی،،
اسنے تیزی سے ہتھیلی میں بریسلیٹ کو رگڑا۔

"شیر کیا کر رہا ہے تو۔۔۔؟

حارث کو وہ کوئی پاگل لگ رہا تھا،، جو زمین پر بیٹھا جانے کیا تلاش کر رہا تھا۔۔

وہ یہیں ہے۔۔۔!" وہ جنونی سی کیفیت میں بڑبڑایا۔۔۔

"کون کون یہیں ہے......!

حارث چونکا اسکی سرخ رنگت میں گھلتی سفیدی کو دیکھ تیزی سے

اسے کندھے سے جھنجھوڑا۔۔۔

وہ حسین مرد دلکشی سے نم آنکھوں سے اسے دیکھ مسکرایا تو

حارث اسکی مسکراہٹ پر ساکت سارہ گیا۔۔

وہ بہت کم مسکراتا تھا اور اچھا تھا کہ وہ کم مسکراتا۔ تھا اسکی

مسکراہٹ کسی کو بھی گھائل کرنے کی صلاحیت رکھتی تھی۔

یہ بریسلیٹ عقیدت کا ہے حارث اور وہ یہیں اسی جنگل میں کہی

"_ ہو گی ہمیں اسے ڈھونڈنا ہو گا

اسکے شانوں کو دبوچے وہ کسی مجنوں کی طرح گویا ہوا تھا۔۔

شیر ایسا کیسے ہو سکتا ہے کوئی اتنا پاگل نہیں ہو گا کہ وہ بھابھی کو

کڈنیپ کر کے اسی جنگل میں رکھے اور اگر وہ خود سے گئی ہوتی تو

"! اب تک وہ اپنے ماں باپ کے پاس پہنچ چکی ہوتی۔۔۔

حارث کو وہ سرے سے پاگل لگ رہا تھا۔۔ سر پھرا

"!........عاشق

ہو سکتا ہے کہ جس کسی نے بھی اسے کڈنیپ کیا ہے وہ اسے یہیں

رکھ رہا ہو۔۔۔ کیونکہ کسی کا بھی شک اس جگہ پر نہیں جائے

"!گا۔۔۔

شمشیر نے اپنے ماتھے پر بندھی پٹی کو چھوتے بے بسی سے کہا۔۔

"!مگر۔۔۔

کوئی اگر مگر نہیں میرا دل جانتا ہے کہ وہ یہیں ہے اور میں اسے

"!ڈھونڈ لوں گا۔۔۔

وہ سرد لہجے میں پھنکارتا حارث پر بنا ایک نگاہ ڈالے تیزی سے

وہاں سے بھاگا۔۔۔

حارث اسکی پشت کو دیکھتا رہ گیا جواب دھیرے دھیرے سے دھندلی ہونے لگی تھی۔

ZAINABRAJPOOT

تم یہاں کیا کر رہے ہو۔۔۔۔۔! "وہ ڈیرے پر جانے کو جلدی سے حویلی کی بیرونی جانب بڑھا، جب سامنے سے آتی اویس ملک کی گاڑی کو دیکھ وہ ٹھٹھکا۔۔

گاڑی رکتے ہی اویس ملک ہنستا ہوا باہر نکلا۔۔۔

اسکے چہرے پر ایک گہری فتح سے لبریز مسکراہٹ رقصاں تھی، وہ کندھے چوڑے کیے ایک ٹھاٹ سے چلتا اسکے قریب ترین ہوا

۔۔۔

جب اسکے رستے میں حائل بالاج سکندر نے کاٹ دار لہجے میں استفسار کیا۔۔

تمیز سے بولیں ملک بالاج سکندر ___________ ملک خاندان

"کا اکلوتا ہونے والا داماد ہوں میں۔۔۔؛

وہ چہرے پر طنزیہ مسکان سجائے اسکے روبرو کا اور بالاج سکندر کی آنکھوں میں دیکھ اسکے کندھے سے مصنوعی دھول صاف کرتے کہا۔

لگتا ہے کہ تم بھول چکے ہو کہ ملک خاندان کی بیٹی تم سے نکاح نہیں کرنا چاہتی ______ !"

اسکا ہاتھ سختی سے دبوچے وہ سرد لہجے میں پھنکارا۔۔

ہاہاہا لگتا ہے آپ کو اندازہ نہیں کہ میری ہونے والی بیوی نے مجھے خود کال کر کے بلایا ہے ______ اور اب تو ہمارا نکاح آج ہی ہونے والا ہے۔۔۔۔ آیئے آپ بھی شرکت کر لیں.......!"

وہ ہنسا تو بالاج سکندر کی چاکلیٹ براؤن آنکھوں میں مرچی سی گھلی۔۔۔۔ہاتھوں کی مٹھیاں بھینچتے اسنے بمشکل سے خود کو کچھ سخت کہنے سے روکا۔

ارے سائیں آپ یہاں کیوں کھڑے ہیں اندر آجایئے نکاح شروع ہونے والا ہے ______"

بالاج سکندر کے کانوں میں گونجتی وہ میٹھی مگر چبھتی ہوئی آواز کسی اور کی نہیں چاہت ملک کی ہی تھی۔۔

وہ سیکنڈ کے دسویں حصے میں پلٹا،، حیرت بے یقینی سے اس لڑکی کو دیکھا۔۔

جس کا پور پور سجا مہکتے گلاب کا سا گماں دے رہا تھا۔۔۔

آنکھوں کے گرد پڑے حلقے میک اپ سے چھپ چکے تھے جیسے اسنے اپنے غم اپنے عشق میں ہوئی ہار کو اپنے اندر چھپا لیا تھا۔۔

سرخ رنگ کا وہ بھاری کامدار لہنگا اسکے حسن کو چار چاند لگا رہا تھا،،

"! اوپر سے ناک میں دمکتی وہ نتھ۔۔۔۔

وہ سراپا حسن تھی اور اسکا یہ حسن آج بالاج سکندر کے روم روم کو جھلسا رہا تھا کیونکہ وہ اسکے لیے نہیں،، کسی اور کیلیئے تیار ہوئی تھی۔۔

اور وہ بالاج سکندر تھا کیسے برداشت کرلیتا کہ اسکے حسن کا دم بھرنے والی آج کسی اور کے لیے سجی سنوری بیٹھی تھی۔۔

اس سے پہلے کہ میرا ضبط جواب دے واپس چلی جاؤ

"!_____چاہت

وہ انہی قدموں سے مڑا اسکے قریب دو قدموں کے فاصلے پر رکا،

"!_____ مدہم مگر وارننگ دیتے لہجے میں پھنکارا

آپ کا ضبط جواب دے یا نہیں مگر اب چاہت ملک کو آپ سے کوئی سروکار نہیں۔ تو آپ مجھ سے دور رہیں کیونکہ میں آج اور ابھی اویس ملک سے نکا۔۔۔۔۔۔"!

اہہہ!!!!"

اسکی بات بیچ میں ہی رہ گئی تھی جب اسکے بازو دبوچے وہ بپھرا ہوا سا اسے اپنے ساتھ گھسیٹتے اندر لے جانے لگا۔۔

بالاج چھوڑو چاہت کو۔۔۔۔۔ یہ سب کیا ہو رہا ہے______"!

گواہان کے درمیان بیٹھے داجان چاہت کی چیخ و پکار اور بالاج کو یوں اسے گھسیٹتا اندر لاتے دیکھ ایک دم غصے سے چلائے۔۔۔

"سنبھال کر رکھیں اپنی پوتی کو داجان۔۔۔۔۔۔ ورنہ۔۔۔۔؛

وہ شدت ضبط سے مٹھیاں بھینجتا شعلے اگلتی نگاہوں سے اسکے

نازک سراپے کو کھاجانے والی نگاہوں سے دیکھتا چلایا۔

ورنہ کیا بالاج سکندر________! "بھری محفل میں اس ستمگر کی

دی دھمکی اسے طیش دلا گئی۔۔۔ کیسا ستمگر تھا جو ناں تو اپناتا تھا اور

ناں ہی کسی اور کا ہونے دے رہا تھا،،

ورنہ بالاج سکندر کا وہ روپ دیکھو گی تم کہ تمہاری روح تک

کانپ جائے گی۔۔۔ چلو جاؤ کمرے میں شاباش.......؛" وہ

اسے تھامے بچوں کی طرح پچکارتے ہوکے ئے گویا ہوا۔

چاہت کہیں نہیں جائے گی، میرا اور چاہت کا نکاح ابھی اور اسی

"وقت ہوئگا______؛

اویس ملک غصے سے آگے بڑھتا تیزی سے بالاج سکندر کو ٹوک

گیا۔۔۔

"_____ تم اپنا منہ بند رکھو ورنہ پچھتاؤ گے اویس ملک

بالاج خونخوار نگاہوں سے اسے گھورتا اگلے ہی پل اسکا گریبان دبوچ گیا۔

ارے چھوڑو میرے معصوم بچے کو،،، ایک تو اس لڑکی سے شادی کرنے کیلیئے ہم بھاگے چلے آئے اوپر سے تم ہی لوگ ہمیں ذلیل کر رہے ہو۔۔۔۔!"

ارے کون کرے گا اس منہ پھٹ لڑکی سے شادی،، جو اپنے ہی منہ سے اپنی عاشقی کے گن گان کرتی رہی، یہ تو میرے بیٹے کی کرم نوازی ہے جو اتنا سب کچھ ہونے کے باوجود بھی وہ اسے قبول کر رہا ہے ہنہہ ____!"

نخوت سے سر جھٹکتے اویس ملک کی ماں کافی روعب بھرے انداز میں گویا ہوئی۔

"بالاج جاؤ یہاں سے ________ ؛

داجان بمشکل ضبط سے چلائے تھے،،

اویس ملک ماں کے سپورٹ پر سینا تانے گہرہ مسکراتا آگے بڑھا۔۔

ایک طنزیہ مسکان بالاج سکندر کی جانب اچھالے اسنے بالاج سکندر کے ہاتھ میں مقید چاہت کے ہاتھ پر ڈالی اور اگلے ہی لمحے اسنے ہاتھ بڑھاتے چاہت کا ہاتھ اسکے ہاتھ سے چھڑوانا

"چاہا۔۔۔

"! چٹاخ۔۔۔

بالاج سکندر کا بھاری ہاتھ اویس ملک کے چہرے پر کسی کاری ضرب کی طرح اٹھا تھا۔۔

حویلی کی درودیوار میں اس تھپڑ کی گونج کافی دیر تک گونجتی رہی۔۔

" بالاج۔۔۔۔۔۔۔۔۔دفع ہو جاؤ یہاں سے۔۔۔۔۔۔

اکرم ملک زمین بوس ہوئے اپنے چہرے پر ہاتھ رکھے بے یقین سے بیٹھے اویس ملک کی طرف بڑھتے غرائے۔۔۔

اس کی ہمت کیسے ہوئی چاہت کو چھونے کی۔۔۔۔۔۔؛ پیچھے ہٹ جائیں چچا سائیں ورنہ اچھا نہیں ہو گا ......! "

بالاج سکندر قہر برساتی نگاہوں سے اویس ملک کو گھورتا سرد لہجے میں پھنکارتا آگے بڑھا تھا۔۔

ارے ارے دیکھو اس لڑکے کو۔۔۔۔ میرے معصوم بچے پر ہاتھ اٹھایا اسنے۔۔۔۔۔۔۔ہائے میرا بچہ۔۔۔ "

سریہ بیگم ہاتھ ملتی آگے بڑھی تھی،،ان کی چلاہٹ نے حویلی میں عجیب ساماحول باندھ دیا تھا۔

خدیجہ بیگم اپنی بھانجی روبیہ کے سنگ اس شور شرابے پر کمرے سے نکلی۔۔۔تو وہاں چھڑی جنگ دیکھ وہ چونک سی گئی۔

"لو جی ایک تو اس لڑکی کو بڑا شوق ہے ذلیل ہونے کا۔۔۔۔

منہ بسورتے وہ نخوت سے بولی۔

"دیکھیں تو سہی آخر تماشہ چلتا کب تک ہے____؟

روبیہ نے ہنستے ہوئے انہیں سرگوشی میں کہا تو وہ بھی ہنس دی۔۔

آپ کا معصوم صفت لڑکا کیا کیا گل کھلاتا رہا ہے اگر میں نے دکھا دیے تو منہ چھپاتی پھریں گی آپ______!"

وہ زخمی شیر کی طرح سریہ بیگم کی جانب مڑتا دھاڑا تو سبھی کو جیسے چپ سی لگ گئی۔۔

جبکہ بالاج سکندر سرخ و سفید چہرے سے ہانپتا ہوا اب رکا نہیں تھا۔۔اسنے تیزی سے موبائل فون جیب سے نکالا تو اویس ملک کے چہرے پر گھبراہٹ سے ایک سایہ سا لہرایا۔

" ارے ڈارلنگ ملک خاندان کی لڑکی سے شادی کرنا تو ایک پلین ہے میرا،،، یہ سب تو صرف اور صرف اس پورے خاندان کو مٹھی میں کرنے کیلیئے بنایا ہے،،، ورنہ مجھے اس لڑکی میں ذرا سی بھی دلچسپی نہیں رہی۔۔۔ "

موبائل اسکرین پر جھلکتا چہرہ اویس ملک کا تھا۔۔

جس کی بانہوں میں نازیبا حالت میں جھومتی وہ حسین دوشیزہ دیکھ کوئی بھی سوچ نہیں سکتا تھا،، کہ یہ کوئی جھوٹ یا غلط فہمی ہو سکتی ہے۔

یہی یہ جھوٹ ہے یہ سب ______ 'اویس ملک کا چہرہ دھواں دھواں ہوا تھا،،ایک دم سے پاؤں کے نیچے سے زمین نکلنا کسے کہتے ہیں یہ کوئی اویس ملک سے پوچھتا،،

میں نے کون سا کہا کہ یہ سچ ہے ______ ؟"اس سے پہلے کہ اویس ملک بالاج سکندر کے ہاتھ سے موبائل فون چھینتا،، لمحے میں بالاج سکندر ہاتھ اوپر سے گھماتے اپنی پشت سے لے جاتے جیب میں ڈال گیا۔۔۔

میں نہیں چاہتا تھا کہ فل حال اس شخص کا اصل چہرہ آپ سب کے سامنے لاؤں،، مگر چونکے آپ نے حالات ایسے برپا کیے ہیں تو مجھے یہ سب کرنا پڑا۔۔۔! "

کندھے اچکاتے کہہ اسنے وہاں موجود سبھی خاموش تماشائیوں پر ایک سرد نگاہ ڈالی۔

داجان میں ابھی اور اسی وقت چاہت اکرم ملک سے نکاح کرنا چاہتا ہوں۔۔۔ یا تو آپ نے میرا نکاح کروادیں یا پھر میں خود زبردستی چاہت سے نکاح کروں گا فیصلہ آپ کا ہے_______"

اسنے بے لچک لہجے میں اویس ملک کو سرے سے اگنور کرتے کہا اور خود چلتا ہوا وہ بت بنی اس قاتل دلربہ کے پاس پہنچ اسکا نازک مرمری ہاتھ اپنے ہاتھ میں لیتے اعلانیہ کہا۔

داجان سکتے کی کیفیت میں سن سے کھڑے تھے۔

یہ سب جو کچھ بھی ہو رہا تھا ان کی سمجھ اور سوچ سے بالاتر تھا۔۔

میں کسی بھی صورت آپ سے نکاح نہیں کروں گی بالاج سکندر______"

چاہت اپنے وجود پر اسکی چھبتی نگاہوں اور اسکی کی جانے والی اس نیکی سے شدید غم و غصّے کی کیفیت میں چلائی،،

تم سے پوچھا نہیں گیا چاہت ملک،،، تو بہتر ہو گا کہ خاموش رہو

"۔۔۔۔۔۔؛

اسنے جھٹکے سے اسکی کمر کو اپنی آہنی گرفت میں جکڑا تو چاہت بن پانی کے مچھلی کی مانند پھڑ پھڑائی،،

جس کا بنا اثر لیے بالاج سکندر اسے دبوچے سیڑھیوں کی جانب

بڑھا،،

وہاں موجود ہر شخص حیرت اور سنجیدگی سے اس مرد کو دیکھ رہا تھا ، مگر اسے روکنے کی ہمت کسی میں بھی نہیں تھی،،

کیونکہ وہ بالاج سکندر تھا اپنی ضد اور غصے کا تیز۔۔۔۔۔۔۔۔۔

اور اب جو فیصلہ وہ سب کو سنا چکا تھا اس کے بعد آگے کیا ہونے

والا تھا،،، ہر کوئی اسے جاننے کو بے تاب کھڑا تھا۔۔

ZAINAB RAJPOOT

حارث تمہارا دوست نہیں آنے والا،، میں جان چکا ہے کہ میری

بیوی اسی جنگل میں ہے اور اب بہتر یہی ہو گا کہ تم میرا راستہ چھوڑ

دو________!"

اپنے بندھے ہاتھوں کو کھولنے کی کوشش کرتا شمشیر ملک زخمی

شیر کی مانند غرایا___

"ری لیکس رہو یار بس آنے والا ہے میرا دوست......"

حارث نے ایک نرم نگاہ اپنے جگری یار پر ڈالے اسے پر سکون

کرنا چاہا تھا،

جو آپے سے باہر ہوا پڑا تھا۔۔

شمشیر جنگل کی طرف بھاگا تو تھا مگر حارث کے ساتھ آئے پولیس

اہلکاروں نے حارث کے اشارے پر شمشیر کو نا صرف دبوچا میں

تھا بلکہ اسے باندھ کر وہ دوبارہ سے اسے جنگل کے اسی حصے میں لائے تھے جہاں حارث موجود تھا۔۔

میں کہہ رہا ہوں انسپکٹر میرے ہاتھ کھولو ورنہ ایک ایک کو زندہ زمین میں گاڑھ دوں گا ______".

اسکی گردن اور ماتھے کی ہری رگیں باہر کو ابل رہی تھی۔ اگر وہ بندھا ناں ہوتا تو یقیناً اب تک وہ ان سب کا حشر بگاڑ چکا ہوتا

______"

شیر میرے جگر بس دو منٹ ______"!

اسکی وارننگ سن حارث بھاگتا اسکی جانب لپکا زمین پر گھٹنوں کے بل بیٹھے شمشیر کے چہرے کو ہاتھوں میں بھرتے اسنے پیار سے پچکارتے ہوئے کہا۔۔

تو تنفر سے سر جھٹکتا وہ اپنے غصے کا اظہار کرنے لگا۔۔۔

"حارث______:

اپنی پشت پر راب خانزادہ کی گھمبیر روعب دار آواز سن وہ ایک دم

سے مڑا تو نگاہیں پولیس یونیفارم میں ملبوس راب خانزادہ پر پڑی،

جو بڑی عجلت میں بھاگتا ہوا آیا تھا۔۔۔

حارث کچی ڈور کی مانند اسکی جانب کھینچتا چلا گیا۔۔

اچھا ہوا تو آگیا ہے یارا۔۔۔ دیکھ میرے شیر کی بیوی کو بچانا ہے

"ہمیں،، ہم تیرا ہی ویٹ کر رہے تھے،،،

اس سے گلے ملتے حارث نے اسے عجلت میں صورت حال سے

آگاہ کیا، جو کہ وہ پہلے بھی کر چکا تھا۔

راب نے سر کو خفیف سی جنبش دیتے زمین پر گھٹنوں کے بل

بیٹھے اس ہری آنکھوں والے بپھرے شیر کو دیکھا۔۔

جس کی ہری آنکھوں میں خون کی سرخ ڈوریاں تیر رہی تھیں۔

اور حسین چہرہ غصے سے لال انگارہ ہوا پڑا تھا۔۔

اچھا تم کھولو ان کو پہلے________اپنے مخصوص نرم لہجے میں کہہ راب نے ہاتھ پشت پر باندھے وہاں موجود پولیس کی نفری پر ایک سرسری سی نگاہ ڈالی۔

حارث بھاگتا ہوا شمشیر کے پاس پہنچا____اور تیزی سے اسکے ہاتھ رسیوں سے اسکے ہاتھ آزاد کیے۔۔۔

"چلو شیر جلدی کرو ہمیں بھا بھی۔۔۔۔۔اہھہ۔۔۔۔۔"

شمشیر کے ہاتھ کھولتا وہ عجلت بھرت انداز میں بڑبڑایا مگر شمشیر کے ہاتھ سے پڑنے والا بھاری مکے کے سبب الفاظ کی بجائے ایک زوردار چیخ اسکے منہ سے نکلی۔۔

تو سبھی نے الرٹ ہوتے حارث کو دیکھا جس کی گردن شمشیر کے ہاتھ میں تھا۔۔

تیری ہمت بھی کیسے ہوئی کمینے مجھے روکنے کی۔تجھے میں اپنا
"دوست مانتا تھااور تُو تُو اتنا بڑا کمینہ نکلا۔۔۔۔

ایک کے بعد ایک گھونسا منٹوں میں حارث کی کایہ پلٹ کر گیا۔۔

اسکی ناک اور ہونٹ کے کنارے سے خون رسنے لگا تھا۔

اپنی بھڑاس نکالتے شمشیر نے اسے جھٹکے سے پیچھے کو پھینکا۔۔۔

میں اپنی بیوی کو خود ڈھونڈ سکتا ہوں۔۔۔۔میرے پیچھے آنے کی
"کوشش کوئی بھی مت کرنا۔۔۔۔

اسنے کاٹ دار نگاہ راب خانزادہ پر ڈالی اور بے لچک سے لہجے میں

کہا۔

مسٹر ملک۔۔۔۔۔میں جانتا ہوں کہ آپ اپنی وائف کو ڈھونڈ

لیں گے ،کیونکہ جب بات عزت پر آجائے تو کوئی بھی مرد پیچھے
"نہیں ہٹتا۔۔۔۔۔۔۔۔۔

راب خانزادہ کے کہے الفاظ پر نا چاہتے ہوئے بھی شمشیر حیدر کے

بڑھتے قدم تھمے۔۔۔

ہائی وے سے آتی ایک سیاہ گاڑی جو اسی جنگل کے راستے پر رکی

تھی،،

اور جس رات آپ کی وائف کی کڈنیپنگ ہوئی اس رات اس

رستے سے گزرنے والی تین گاڑیوں میں سے وہ ایک گاڑی اور

"____اسکا مالک غائب ہے

حارث اپنے جبڑے پر ہاتھ رکھے بمشکل سے اٹھا۔۔اور حیرت

سے دھندلائی نگاہوں سے راب خانزادہ کو دیکھا۔

جواب ہلکا سا مسکرایا۔۔

اور وہ گمشدہ گاڑی اس وقت اسی جنگل میں ہے اور اسکی لوکیشن

میرے پاس ہے۔۔۔اگر آپ خود سے ڈھونڈنے نکلے تو شاید

آپ کو دو دن لگ جائیں۔۔۔۔۔۔اگر آپ ہمارے ساتھ ڈھونڈے گے۔۔۔۔۔اگلی کچھ دیر میں اپ کی مسز آپ کے سامنے ہو نگی۔۔۔

"! باقی چوائس آپ کی ہے۔۔۔۔۔

وہ اپنے نرم و میٹھے لہجے میں کہتا آہستگی سے مسکرایا۔۔تو حارث بمشکل سے ہنسا۔۔۔۔

شمشیر ایک ثانیے کو ساکت سا ہو گیا۔۔۔

اسکا دل بری طرح سے دھڑک رہا تھا۔۔۔آنکھوں کے سامنے صرف ایک ہی چہرہ تھا جس نے اس مضبوط مرد سے سوچنے سمجھنے کی حسیں مفلوج کر دی تھیں۔

کہاں ہے وہ مجھے لے چلو وہاں۔۔۔۔!"مٹھیاں بھینچتا وہ ضبط سے سرخ پڑی نگاہوں سے اس خوبرو پولیس آفیسر کو دیکھتا بے قراری سے بولا۔۔۔۔

توراب نے مسکراتے ہوئے سر اثبات میں ہلایا۔۔

ZAINABRAJPOOT

شیر تو پاگل ہو گیا ہے گاڑی حالی ہے عقیدت نہیں ہے یہاں،،، تُو چل میرے ساتھ ہم اسے ڈھونڈ لیں گے _____"

شاہ ہاؤس سے نکلتے وہ آندھی طوفان بنا اسی جگہ پہنچا تھا جہاں عقیدت کی گاڑی آخری دفعہ رکی تھی،،

مگر وہاں سوائے اس سنسان سڑک اور جنگل بیاباں کے اسے کچھ دکھائی ناں دیا،، وہ بپھرتا عقیدت کی تلاش میں اس اندھیرے خطرناک جنگل کی جانب بھاگنے لگا۔۔۔ جب ساتھ آئے حارث نے اسکا بازو دبوچ۔۔۔۔ جیسے اسے ہوش دلانا چاہا تھا۔۔۔

وہ یہیں کہیں ہے حارث چھوڑ مجھے وہ تکلیف میں ہے میں اسے

ڈھونڈ لوں گا______!"

وہ زخمی شیر کی مانند اپنے ہاتھ حارث کے سینے پر رکھے اسے خود

سے دور کرنے کی تگ ودو میں چلایا۔۔

اسکے ماتھے پر بندھی سفید پٹی خون آلود ہورہی تھی،،

چہرے پر تازہ خراشیں تھیں۔۔اسکے وجود کی بے چینی کے سبب

اسکا روم روم کپکپا رہا تھا۔۔

ہم اسے ایسے نہیں ڈھونڈ پائیں گے شیر،،ہم یہ بھی نہیں جانتے

کہ آخر کون ہے جس نے اسے کڈنیپ کیا ہے________کیا

پتہ وہ خود گئی ہو اپنی مرضی سے______!"

حارث نے اسے تصویر کا دوسرا رخ دکھایا۔۔

تو شمشیر کی سبز نگاہوں میں خون تیزی سے گردش کرنے لگا۔۔

نہیں وہ اپنی مرضی سے نہیں گئی حارث،،، یہ یہ دیکھ یہاں تکلیف ہے مجھے۔۔۔۔۔ اسنے سیدھے ہاتھ کی شہادت کی انگلی اپنے سینے پر دل کے مقام پر ثبت کرتے وحشت ناک لہجے میں دہرایا۔۔

"! میرا دل بے چین ہے حارث۔۔۔ وہ تکلیف میں ہے۔۔۔۔۔ جبڑے مضبوطی سے بھینچتے وہ تنے اعصاب سے غراہٹ آمیز لہجے میں پھنکارا۔۔۔

تو حارث اسکی بکھری حالت پر تکلیف سے دوچار ہوا۔

شیر میں نے کال کی ہے اپنے دوست کو،، وہ پولیس میں ہے اور وہی ہماری مدد کر سکتا ہے اس کیس میں "__________

حارث نے اسے پیچھے سے کندھے پر ہاتھ پھیلائے سینے سے لگاتے سمجھایا۔

مجھے کسی کی مدد کی ضرورت نہیں ہے حارث میں خود ڈھونڈ لوں

گا اسے________!"

وہ قطعی انداز میں بولتا اسے خود سے دور جھٹکتا جنگل کی جانب

بڑھا،،

"_____شیر

اس بپھرے شیر کو یوں اس سنسنان جنگل میں جاتا دیکھ وہ

چلاتے اسکے پیچھے بھاگا۔۔

جب اچانک شمشیر کا پاؤں کسی پتھر سے ٹکرایا،،وہ ایک دم سے

رکا۔۔۔موبائل فون نکالتے اسنے لائٹ آن کی تو نگاہ اس بڑے

سے پتھر پر پڑی،،

سر جھٹکتے ایک سرد سانس فضا کے سپرد کرتا وہ آگے بڑھنے لگا

جب ایک دم سے وہ ٹھٹکا۔۔۔

"______ شیر چل یہاں سے پلیز

حارث ہانپتا ہوا اسکے پاس رکتے بولا جو زمین پر جانے کیا ڈھونڈ رہا تھا۔

شمشیر ایک دم سے جھکا۔۔۔ گھٹنوں کے بل جھکتے اسنے موبائل کی لائٹ پڑنے سے چمکتے اس سفید موتی کو مٹی سے کریدا،، تو اگلے ہی پل اسکی آنکھیں بے یقینی سی پھیلی،،
اسنے تیزی سے ہتھیلی میں بریسلیٹ کو رگڑا۔

"شیر کیا کر رہا ہے تو۔۔۔؟

حارث کو وہ کوئی پاگل لگ رہا تھا،، جو زمین پر بیٹھا جانے کیا تلاش کر رہا تھا۔۔

وہ یہیں ہے۔۔۔!" وہ جنونی سی کیفیت میں بڑبڑایا۔۔۔

"!...... کون کون یہیں ہے

حارث چونکا اسکی سرخ رنگت میں گھلتی سفیدی کو دیکھ تیزی سے اسے کندھے سے جھنجھوڑا۔۔۔

وہ حسین مرد دلکشی سے نم آنکھوں سے اسے دیکھ مسکرایا تو حارث اسکی مسکراہٹ پر ساکت سارہ گیا۔۔

وہ بہت کم مسکراتا تھا اور اچھا تھا کہ وہ کم مسکراتا۔ تھا اسکی مسکراہٹ کسی کو بھی گھائل کرنے کی صلاحیت رکھتی تھی۔

یہ بریسلیٹ عقیدت کا ہے حارث اور وہ یہیں اسی جنگل میں کہی ہو گی ہمیں اسے ڈھونڈنا ہو گا_"

اسکے شانوں کو دبوچے وہ کسی مجنوں کی طرح گویا ہوا تھا۔۔

شیر ایسا کیسے ہو سکتا ہے کوئی اتنا پاگل نہیں ہو گا کہ وہ بھابھی کو کڈنیپ کر کے اسی جنگل میں رکھے اور اگر وہ خود سے گئی ہوتی تو اب تک وہ اپنے ماں باپ کے پاس پہنچ چکی ہوتی۔۔۔!"

حارث کو وہ سرے سے پاگل لگ رہا تھا۔۔ سرپھرا

"!........عاشق

ہوسکتا ہے کہ جس کسی نے بھی اسے کڈنیپ کیا ہے وہ اسے یہیں

رکھ رہا ہو۔۔۔ کیونکہ کسی کا بھی شک اس جگہ پر نہیں جائے

"!گا۔۔۔

شمشیر نے اپنے ماتھے پر بندھی پٹی کو چھوتے بے بسی سے کہا۔۔

"!مگر۔۔۔

کوئی اگر مگر نہیں میرا دل جانتا ہے کہ وہ یہیں ہے اور میں اسے

"!ڈھونڈ لوں گا۔۔۔

وہ سرد لہجے میں پھنکارتا حارث پر بنا ایک نگاہ ڈالے تیزی سے

وہاں سے بھاگا۔۔۔

حارث اسکی پشت کو دیکھتا رہ گیا جواب دھیرے دھیرے سے

دھندلی ہونے لگی تھی۔

ZAINABRAJPOOT

تم یہاں کیا کر رہے ہو۔۔۔۔۔! "وہ ڈیرے پر جانے کو جلدی

سے حویلی کی بیرونی جانب بڑھا، جب سامنے سے آتی اویس

ملک کی گاڑی کو دیکھ وہ ٹھٹھکا۔۔

گاڑی رکتے ہی اویس ملک ہنستا ہوا باہر نکلا۔۔۔

اسکے چہرے پر ایک گہری فتح سے لبریز مسکراہٹ رقصاں تھی،

وہ کندھے چوڑے کیے ایک ٹھاٹ سے چلتا اسکے قریب ترین ہوا

۔۔۔

جب اسکے رستے میں حائل بالاج سکندر نے کاٹ دار لہجے میں

استفسار کیا۔۔

تمیز سے بولیں ملک بالاج سکندر __________ ملک خاندان

"کا اکلوتا ہونے والا داماد ہوں میں۔۔۔؛

وہ چہرے پر طنزیہ مسکان سجائے اسکے روبرو کا اور بالاج سکندر کی آنکھوں میں دیکھ اسکے کندھے سے مصنوعی دھول صاف کرتے کہا۔

لگتا ہے کہ تم بھول چکے ہو کہ ملک خاندان کی بیٹی تم سے نکاح نہیں کرنا چاہتی ______ !"

اسکا ہاتھ سختی سے دبوچے وہ سرد لہجے میں پھنکارا۔

ہاہاہا لگتا ہے آپ کو اندازہ نہیں کہ میری ہونے والی بیوی نے مجھے خود کال کر کے بلایا ہے ______ اور اب تو ہمارا نکاح آج ہی ہونے والا ہے۔۔۔۔ آیئے آپ بھی شرکت کر لیں.......!"

وہ ہنسا تو بالاج سکندر کی چاکلیٹ براؤن آنکھوں میں مرچی سی گھلی۔۔۔ہاتھوں کی مٹھیاں بھینچتے اسنے بمشکل سے خود کو کچھ سخت کہنے سے روکا۔

ارے سائیں آپ یہاں کیوں کھڑے ہیں اندر آجایئے نکاح شروع ہونے والا ہے ______"

بالاج سکندر کے کانوں میں گونجتی وہ میٹھی مگر چبھتی ہوئی آواز کسی اور کی نہیں چاہت ملک کی ہی تھی۔۔

وہ سیکنڈ کے دسویں حصے میں پلٹا،، حیرت بے یقینی سے اس لڑکی کو دیکھا۔۔

جس کا پور پور سجا مہکتے گلاب کا سا گماں دے رہا تھا۔۔۔

آنکھوں کے گرد پڑے حلقے میک اپ سے چھپ چکے تھے جیسے اسنے اپنے غم اپنے عشق میں ہوئی ہار کو اپنے اندر چھپا لیا تھا۔۔

سرخ رنگ کا وہ بھاری کامدار لہنگا اسکے حسن کو چار چاند لگا رہا تھا،،

"! اوپر سے ناک میں دمکتی وہ نتھ۔۔۔۔

وہ سراپا حسن تھی اور اسکا یہ حسن آج بالاج سکندر کے روم روم کو جھلسا رہا تھا کیونکہ وہ اسکے لیے نہیں،، کسی اور کیلئے تیار ہوئی تھی۔۔

اور وہ بالاج سکندر تھا کیسے برداشت کرلیتا کہ اسکے حسن کا دم بھرنے والی آج کسی اور کے لیے سجی سنوری بیٹھی تھی۔۔

اس سے پہلے کہ میرا ضبط جواب دے واپس چلی جاؤ

"!______چاہت

وہ انہی قدموں سے مڑا اسکے قریب دو قدموں کے فاصلے پر رکا،

"!_____ مدہم مگر وارننگ دیتے لہجے میں پھنکارا

آپ کا ضبط جواب دے یا نہیں مگر اب چاہت ملک کو آپ سے کوئی سروکار نہیں۔ تو آپ مجھ سے دور رہیں کیونکہ میں آج اور ابھی اویس ملک سے نکا۔۔۔۔۔۔۔"!

اہہہ!!!!"

اسکی بات بیچ میں ہی رہ گئی تھی جب اسکے بازو دبوچے وہ بپھرا ہوا سا اسے اپنے ساتھ گھسیٹتے اندر لے جانے لگا۔۔۔

بالاج چھوڑو چاہت کو۔۔۔۔۔۔ یہ سب کیا ہو رہا ہے______!"

گواہان کے درمیان بیٹھے داجان چاہت کی چیخ و پکار اور بالاج کو یوں اسے گھسیٹتا اندر لاتے دیکھ ایک دم غصے سے چلائے۔۔۔

"سنبھال کر رکھیں اپنی پوتی کو داجان۔۔۔۔۔۔۔ ورنہ۔۔۔۔۔؛

وہ شدت ضبط سے مٹھیاں بھینچتا شعلے اگلتی نگاہوں سے اسکے

نازک سراپے کو کھا جانے والی نگاہوں سے دیکھتا چلا یا۔

ورنہ کیا بالاج سکندر________! "بھری محفل میں اس ستمگر کی

دی دھمکی اسے طیش دلا گئی۔۔۔ کیسا ستمگر تھا جو ناں تو اپناتا تھا اور

ناں ہی کسی اور کا ہونے دے رہا تھا،،

ورنہ بالاج سکندر کا وہ روپ دیکھو گی تم کہ تمہاری روح تک

کانپ جائے گی۔۔۔ چلو جاؤ کمرے میں شاباش.......: "وہ

اسے تھامے بچوں کی طرح پچکارتے ہوکے ئے گویا ہوا۔

چاہت کہیں نہیں جائے گی، میرا اور چاہت کا نکاح ابھی اور اسی

وقت ہوئگا______: "

اویس ملک غصے سے آگے بڑھتا تیزی سے بالاج سکندر کو ٹوک

گیا۔۔۔

"______ تم اپنا منہ بند رکھو ورنہ پچھتاؤ گے اویس ملک
بالاج خونخوار نگاہوں سے اسے گھورتا اگلے ہی پل اسکا گریبان
دبوچ گیا۔
ارے چھوڑو میرے معصوم بچے کو،،، ایک تو اس لڑکی سے
شادی کرنے کیلیئے ہم بھاگے چلے آئے اوپر سے تم ہی لوگ ہمیں
"! ذلیل کر رہے ہو۔۔۔۔
ارے کون کرے گا اس منہ پھٹ لڑکی سے شادی،، جو اپنے ہی
منہ سے اپنی عاشقی کے گن گان کرتی رہی، یہ تو میرے بیٹے کی
کرم نوازی ہے جو اتنا سب کچھ ہونے کے باوجود بھی وہ اسے
"! ____ قبول کر رہا ہے ہنہہ
نخوت سے سر جھٹکتے اویس ملک کی ماں کافی روعب بھرے انداز
میں گویا ہوئی۔

"بالاج جاؤ یہاں سے________؛

داجان بمشکل ضبط سے چلائے تھے،،

اویس ملک ماں کے سپورٹ پر سینا تانے گہرہ مسکراتا آگے بڑھا۔۔

ایک طنزیہ مسکان بالاج سکندر کی جانب اچھالے اسنے بالاج سکندر کے ہاتھ میں مقید چاہت کے ہاتھ پر ڈالی اور اگلے ہی لمحے اسنے ہاتھ بڑھاتے چاہت کا ہاتھ اسکے ہاتھ سے چھڑوانا

"چاہا۔۔۔

"!چٹاخ۔۔۔

بالاج سکندر کا بھاری ہاتھ اویس ملک کے چہرے پر کسی کاری ضرب کی طرح اٹھا تھا۔۔

حویلی کی درو دیوار میں اس تھپڑ کی گونج کافی دیر تک گونجتی رہی۔۔

" بالاج۔۔۔۔۔۔۔۔ دفع ہو جاؤ یہاں سے۔۔۔۔۔۔

اکرم ملک زمین بوس ہوئے اپنے چہرے پر ہاتھ رکھے بے یقین سے بیٹھے اویس ملک کی طرف بڑھتے غرائے۔۔۔

اس کی ہمت کیسے ہوئی چاہت کو چھونے کی۔۔۔۔۔۔؛ پیچھے ہٹ جائیں چچا سائیں ورنہ اچھا نہیں ہو گا...... ! "

بالاج سکندر قہر برساتی نگاہوں سے اویس ملک کو گھورتا سرد لہجے میں پھنکارتا آگے بڑھا تھا۔۔

ارے ارے دیکھو اس لڑکے کو۔۔۔ میرے معصوم بچے پر ہاتھ اٹھایا اسنے۔۔۔۔۔۔ ہائے میرا بچہ۔۔۔ "

ثریہ بیگم ہاتھ ملتی آگے بڑھی تھی،،ان کی چلاہٹ نے حویلی میں عجیب ساماحول باندھ دیا تھا۔

خدیجہ بیگم اپنی بھانجی روبیہ کے سنگ اس شور شرابے پر کمرے سے نکلی۔۔۔تو وہاں چھڑی جنگ دیکھ وہ چونک سی گئی۔

"لو جی ایک تو اس لڑکی کو بڑا شوق ہے ذلیل ہونے کا۔۔۔۔

منہ بسورتے وہ نخوت سے بولی۔

"دیکھیں تو سہی آخر تماشہ چلتا کب تک ہے ____؟

روبیہ نے ہنستے ہوئے انہیں سرگوشی میں کہا تو وہ بھی ہنس دی۔۔

آپ کا معصوم صفت لڑکا کیا کیا گل کھلاتا رہا ہے اگر میں نے دکھا دیے تو منہ چھپاتی پھریں گی آپ ______!"

وہ زخمی شیر کی طرح ثریہ بیگم کی جانب مڑتا دھاڑا تو سبھی کو جیسے چپ سی لگ گئی۔۔

جبکہ بالاج سکندر سرخ وسفید چہرے سے ہانپتا ہوا اب رکا نہیں تھا۔۔اسنے تیزی سے موبائل فون جیب سے نکالا تو اویس ملک کے چہرے پر گھبراہٹ سے ایک سایہ سا لہرایا۔

"ارے ڈارلنگ ملک خاندان کی لڑکی سے شادی کرنا تو ایک پلین ہے میرا،،،یہ سب تو صرف اور صرف اس پورے خاندان کو مٹھی میں کرنے کیلیئے بنایا ہے،،،ورنہ مجھے اس لڑکی میں ذرا سی بھی دلچسپی نہیں رہی۔۔۔"

موبائل اسکرین پر جھلکتا چہرہ اویس ملک کا تھا۔۔

جس کی بانہوں میں نازیبا حالت میں جھومتی وہ حسین دوشیزہ دیکھ کوئی بھی سوچ نہیں سکتا تھا،،کہ یہ کوئی جھوٹ یا غلط فہمی ہو سکتی ہے۔

'اویس ملک کا چہرہ دھواں ______ یہی یہ جھوٹ ہے یہ سب

دھواں ہوا تھا،، ایک دم سے پاؤں کے نیچے سے زمین نکلنا کسے

کہتے ہیں یہ کوئی اویس ملک سے پوچھتا،،

میں نے کون سا کہا کہ یہ سچ ہے ______ ؟"اس سے پہلے کہ

اویس ملک بالاج سکندر کے ہاتھ سے موبائل فون چھینتا،، لمحے

میں بالاج سکندر ہاتھ اوپر سے گھماتے اپنی پشت سے لے جاتے

جیب میں ڈال گیا۔۔۔

میں نہیں چاہتا تھا کہ فل حال اس شخص کا اصل چہرہ آپ سب

کے سامنے لاؤں،، مگر چونکے آپ نے حالات ایسے برپا کیے ہیں

تو مجھے یہ سب کرنا پڑا۔۔۔۔! "

کندھے اچکاتے کہہ اسنے وہاں موجود سبھی خاموش تماشائیوں پر

ایک سرد نگاہ ڈالی۔

داجان میں ابھی اور اسی وقت چاہت اکرم ملک سے نکاح کرنا چاہتا ہوں۔۔۔ یا تو آپ نے میرا نکاح کروا دیں یا پھر میں خود زبردستی چاہت سے نکاح کروں گا فیصلہ آپ کا ہے ______"

اسنے بے لچک لہجے میں اویس ملک کو سرے سے اگنور کرتے کہا اور خود چلتا ہوا وہ بت بنی اس قاتل دلربہ کے پاس پہنچ اسکا نازک مرمری ہاتھ اپنے ہاتھ میں لیتے اعلانیہ کہا۔

داجان سکتے کی کیفیت میں سن سے کھڑے تھے۔

یہ سب جو کچھ بھی ہو رہا تھا ان کی سمجھ اور سوچ سے بالاتر تھا۔۔

میں کسی بھی صورت آپ سے نکاح نہیں کروں گی بالاج سکندر ______"

چاہت اپنے وجود پر اسکی چھبتی نگاہوں اور اسکی کی جانے والی اس نیکی سے شدید غم وغصّے کی کیفیت میں چلائی،،

تم سے پوچھا نہیں گیا چاہت ملک،، تو بہتر ہو گا کہ خاموش رہو

"______؛

اسنے جھٹکے سے اسکی کمر کو اپنی آہنی گرفت میں جکڑا تو چاہت بن پانی کے مچھلی کی مانند پھڑ پھڑائی،،

جس کا بنا اثر لیے بالاج سکندر اسے دبوچے سیڑھیوں کی جانب

بڑھا،،

وہاں موجود ہر شخص حیرت اور سنجیدگی سے اس مرد کو دیکھ رہا تھا ،مگر اسے روکنے کی ہمت کسی میں بھی نہیں تھی،،

کیونکہ وہ بالاج سکندر تھا اپنی ضد اور غصے کا تیز_________

اور اب جو فیصلہ وہ سب کو سنا چکا تھا اس کے بعد آگے کیا ہونے

والا تھا،،، ہر کوئی اسے جاننے کو بے تاب کھڑا تھا__

ZAINAB RAJPOOT

حارث تمہارا دوست نہیں آنے والا،، میں جان چکا ہے کہ میری بیوی اسی جنگل میں ہے اور اب بہتر یہی ہو گا کہ تم میرا راستہ چھوڑ دو________!"

اپنے بندھے ہاتھوں کو کھولنے کی کوشش کرتا شمشیر ملک زخمی شیر کی مانند غرایا___

"......ری لیکس رہو یار بس آنے والا ہے میرا دوست

حارث نے ایک نرم نگاہ اپنے جگری یار پر ڈالے اسے پر سکون کرنا چاہا تھا،

جو آپے سے باہر ہوا پڑا تھا۔۔

شمشیر جنگل کی طرف بھاگا تو تھا مگر حارث کے ساتھ آئے پولیس اہلکاروں نے حارث کے اشارے پر شمشیر کو نا صرف دبوچا میں

تھا بلکہ اسے باندھ کر وہ دوبارہ سے اسے جنگل کے اسی حصے میں لائے تھے جہاں حارث موجود تھا۔۔

میں کہہ رہا ہوں انسپکٹر میرے ہاتھ کھولو ورنہ ایک ایک کو زندہ زمین میں گاڑھ دوں گا ______ ".

اسکی گردن اور ماتھے کی ہری رگیں باہر کو ابل رہی تھی۔اگر وہ بندھا ناں ہوتا تو یقیناً اب تک وہ ان سب کا حشر بگاڑ چکا ہوتا

______"

شیر میرے جگر بس دو منٹ ______ "!

اسکی وارننگ سن حارث بھاگتا اسکی جانب لپکا زمین پر گھٹنوں کے بل بیٹھے شمشیر کے چہرے کو ہاتھوں میں بھرتے اسنے پیار سے پچکارتے ہوئے کہا۔۔

تو تنفر سے سر جھٹکتا وہ اپنے غصے کا اظہار کرنے لگا۔۔۔

"حارث________؛

اپنی پشت پر راب خانزادہ کی گھمبیر رو عب دار آواز سن وہ ایک دم

سے مڑا تو نگاہیں پولیس یونیفارم میں ملبوس راب خانزادہ پر پڑی،

جو بڑی عجلت میں بھاگتا ہوا آیا تھا۔۔۔

حارث کچی ڈور کی مانند اسکی جانب کھینچتا چلا گیا۔۔

اچھا ہوا تو آگیا ہے یارا۔۔۔دیکھ میرے شیر کی بیوی کو بچانا ہے

"ہمیں،، ہم تیرا ہی ویٹ کر رہے تھے،،،

اس سے گلے ملتے حارث نے اسے عجلت میں صورت حال سے

آگاہ کیا، جو کہ وہ پہلے بھی کر چکا تھا۔

راب نے سر کو خفیف سی جنبش دیتے زمین پر گھٹنوں کے بل

بیٹھے اس ہری آنکھوں والے بپھرے شیر کو دیکھا۔۔

جس کی ہری آنکھوں میں خون کی سرخ ڈوریاں تیر رہی تھیں۔

اور حسین چہرہ غصے سے لال انگارہ ہوا پڑا تھا۔۔

اچھا تم کھلوان کو پہلے ______ اپنے مخصوص نرم لہجے میں

کہہ راب نے ہاتھ پشت پر باندھے وہاں موجود پولیس کی نفری پر

ایک سرسری سی نگاہ ڈالی۔

حارث بھاگتا ہوا شمشیر کے پاس پہنچا____ اور تیزی سے اسکے

ہاتھ رسیوں سے اسکے ہاتھ آزاد کیے۔۔۔

"چلو شیر جلدی کرو ہمیں بھابھی۔۔۔۔۔اہہہ۔۔۔۔۔"

شمشیر کے ہاتھ کھولتا وہ عجلت بھرت انداز میں بڑبڑایا مگر شمشیر

کے ہاتھ سے پڑنے والا بھاری مکے کے سبب الفاظ کی بجائے ایک

زوردار چیخ اسکے منہ سے نکلی۔۔

تو سبھی نے الرٹ ہوتے حارث کو دیکھا جس کی گردن شمشیر

کے ہاتھ میں تھا۔۔

تیری ہمت بھی کیسے ہوئی کمینے مجھے روکنے کی۔تجھے میں اپنا دوست مانتا تھا اور تُو تُو اتنا بڑا کمینہ نکلا۔۔۔"

ایک کے بعد ایک گھونسا منٹوں میں حارث کی کایہ پلٹ کر گیا۔۔

اسکی ناک اور ہونٹ کے کنارے سے خون رسنے لگا تھا۔

اپنی بھڑاس نکالتے شمشیر نے اسے جھٹکے سے پیچھے کو پھینکا۔۔۔

میں اپنی بیوی کو خود ڈھونڈ سکتا ہوں۔۔۔میرے پیچھے آنے کی کوشش کوئی بھی مت کرنا۔۔۔۔"

اسنے کاٹ دار نگاہ راب خانزادہ پر ڈالی اور بے لچک سے لہجے میں کہا۔

مسٹر ملک۔۔۔۔میں جانتا ہوں کہ آپ اپنی وائف کو ڈھونڈ لیں گے،کیونکہ جب بات عزت پر آجائے تو کوئی بھی مرد پیچھے نہیں ہٹتا۔۔۔۔۔۔۔۔"

راب خانزادہ کے کہے الفاظ پر نا چاہتے ہوئے بھی شمشیر حیدر کے بڑھتے قدم تھمے۔۔۔

ہائی وے سے آتی ایک سیاہ گاڑی جو اسی جنگل کے راستے پر رکی تھی،،

اور جس رات آپ کی وائف کی کڈنیپنگ ہوئی اس رات اس رستے سے گزرنے والی تین گاڑیوں میں سے وہ ایک گاڑی اور "____اسکا مالک غائب ہے

حارث اپنے جبڑے پر ہاتھ رکھے بمشکل سے اٹھا۔۔اور حیرت سے دھندلائی نگاہوں سے راب خانزادہ کو دیکھا۔

جواب ہلکا سا مسکرایا۔۔

اور وہ گمشدہ گاڑی اس وقت اسی جنگل میں ہے اور اسکی لوکیشن میرے پاس ہے۔۔۔اگر آپ خود سے ڈھونڈنے نکلے تو شاید

آپ کو دو دن لگ جائیں۔۔۔۔۔۔اگر آپ ہمارے ساتھ

ڈھونڈے گے۔۔۔۔۔اگلی کچھ دیر میں اپ کی مسز آپ کے

سامنے ہو نگی۔۔۔

"! باقی چوائس آپ کی ہے۔۔۔۔۔

وہ اپنے نرم و میٹھے لہجے میں کہتا آہستگی سے مسکرایا۔۔تو حارث

بمشکل سے ہنسا۔۔۔۔

شمشیر ایک ثانیے کو ساکت سا ہو گیا۔۔۔

اسکا دل بری طرح سے دھڑک رہا تھا۔۔۔آنکھوں کے سامنے

صرف ایک ہی چہرہ تھا جس نے اس مضبوط مرد سے سوچنے سمجھنے

کی حسیں مفلوج کر دی تھیں۔

کہاں ہے وہ مجھے لے چلو وہاں۔۔۔۔!"مٹھیاں بھینچتا وہ ضبط سے سرخ پڑی نگاہوں سے اس خوبرو پولیس آفیسر کو دیکھتا بے قراری سے بولا۔۔۔۔

توراب نے مسکراتے ہوئے سر اثبات میں ہلایا۔۔

ZAINABRAJPOOT

میں جانتی ہوں کہ قسط وقت سے نہیں دے پا رہی آپ سب کا شکوہ اپنی جگہ درست ہے مگر حالات ہی ایسے ہیں کہ میں چاہ کر بھی نہیں لکھ پا رہی۔

کوشش کر رہی ہوں کہ جلد از جلد روٹین بحال کر سکوں آپ کے صبر اور سپورٹ ناول

ناول محبت من محرم

از قلم زینب راجپوت

قسط نمبر 29

ناول میرے یوٹیوب چینل اور آفیشل پیج کے علاوہ کہی بھی پوسٹ کرنے کی اجازت نہیں، تو بنا اجازت کاپی کرنے سے گریز کریں،، شکریہ۔۔۔۔۔۔ !"

ZAINAB RAJPOOT

ہائے بیبس ویسے ہو بڑی ڈھیٹ تم_______ اتنے ٹارچر کے بعد بھی بلکل سہی سلامت ہو۔۔۔۔۔۔ پاوں کی ٹھوکر سے دروازہ کھولتا وہ ہنستا ہوا کافی اچھے موڈ میں اندر آیا۔۔۔۔۔

جہاں زمین پر اوندھے منہ پڑی سسکتی ہوئی سی وہ معصوم لڑکی دیکھ اسکے دل کو قرار سا ملنے لگا۔۔

کیا یہ ہے وہ۔۔۔۔۔۔۔ ؟ ضیگم کے ساتھ آئے فرہاد بٹ نے بغور اس لڑکی کو سر تا پیر دیکھا۔

ضیگم ہنسا۔۔۔ خباثت سے عقیدت کی جانب ایک نگاہ ڈالے

اسنے سر اثبات میں ہلا یا۔۔

مجھے لگتا ہے کہ میری آج کی رات تو برباد کردی تم نے۔۔۔۔۔

میں خوامخواہ تمہاری بات مان کر یہاں چلا آیا۔۔ حالت دیکھو اس

لڑکی کی۔۔۔۔۔ یہ بھلا کیا خوش کرے گی مجھے ______ !"

اسنے گہری نگاہ عقیدت پر ڈالتے ضیگم کو دیکھ سرد سانس فضا کے

سپرد کرتے سر نفی میں ہلا دیا۔

آپ کو نہیں لگتا بٹ صاحب۔۔۔۔۔۔۔۔ تڑپتی سسکتی

لڑکیاں.......ان کی چیخیں ایک الگ سکون دیتی ہے انسان

کو۔۔۔۔۔ اور ویسے بھی آپ تو اس کام میں ماہر ہیں۔۔۔ میں

چاہتا تو اسے خود سے سبق چکھا سکتا تھا۔۔۔۔ مگر آپ کے آگے

میں کچھ بھی نہیں۔۔۔۔۔۔۔اب سے یہ آپ کی

" امانت۔۔۔۔۔۔۔

وہ اپنے بھاری قدموں سے چلتا عقیدت کے قریب پہنچا اور ایک جھٹکے سے اسے بالوں سے دبوچے اسکا چہرہ اونچا کیا۔۔

جو چاہیں جیسے چاہے وہ کریں۔۔۔۔۔۔۔ مگر یاد رہے جان سے نہیں مارنا۔۔۔۔۔۔۔۔۔ کیونکہ اسے ابھی دکھانا ہے کہ اصل

مرد کسے کہتے ہیں ______ !"

وہ نفرت سے عقیدت کی سوجھی آنکھوں میں دیکھتا جب خباثت سے ہنسا تو سامنے کھڑے اس مرد نے للچائی نگاہوں سے عقیدت کے وجود کو بغور دیکھا۔۔

وہ کافی حسین تھی۔۔۔۔۔اسے دیکھ وہ بخوبی اندازہ لگا سکتا تھا۔۔

تت تم مرد نن نہیں ں نن نامرد ہو۔۔۔۔؛"سوجھے ہونٹوں سے بمشکل سے وہ بول پائی تھی اسکے ساتھ ہی عقیدت نے ضیغم کے چہرے پر تھوکا۔۔۔

جسے دیکھ فرہاد بٹ کی آنکھیں حیرت و صدمے سے بڑی ہوئیں تھی۔۔۔۔۔۔ جبکہ ضیغم جو یہ سوچ رہا تھا کہ وہ اس سے معافی مانگے گی۔۔۔۔تڑپے گی۔۔۔۔روئے گی۔۔۔۔ گڑگڑائے گی۔۔۔

اسکے برعکس عقیدت کے اس فعل پر اسکے وجود سے شرارے سے پھوٹنے لگے۔۔۔

تُونے مجھ پر۔۔۔۔۔۔ ضیغم شاہ پر تھوکا۔۔۔۔۔سا*لی کت*یا۔۔۔۔۔۔۔"اسکا بھاری ہاتھ عقیدت کے چہرے پر چھاپ چھوڑ گیا۔۔

اسنے غصے سے اسکے بالوں کو دبوچے چہرہ زور سے فرش پر پٹکھا تو

اگلے ہی پل کمرہ عقیدت کی دلخراش چیخوں سے گونج اٹھا

۔۔۔۔۔

تجھے تو میں۔۔۔۔۔۔۔۔۔" اس سے پہلے کہ وہ دوبارہ عقیدت پر

ہاتھ اٹھاتا۔۔۔

کمرے میں گونجتی پے درپے فائرانگ کی آواز کے ساتھ ہی ضیگم

شاہ کا وجود ایک کراہ کے ساتھ پیچھے کو گرا ____""""

عقیدت نے بند ہوتی آنکھوں اور تھمتی سانسوں کی ڈور کے بیچ

اپنی آنکھوں سے بہتے گرم سیال میں سے سامنے سے نظر آتے

اس ستمگر کو ایک نگاہ دیکھا۔۔

جس کے بعد اسکی آنکھوں کے ساتھ ساتھ اسکا سانسیں بھی

ساکت ہو گئی۔۔

ZAINAB RAJPOOT

"..........ہاتھ چھوڑو میرا بالاج۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔اہھہہ

وہ مسلسل مزاحمت کرتی چلا رہی تھی،، جس کی پرواہ کیے بنا ہی

بالاج سکندر اسے گھسیٹتا ہوا سا کمرے میں لایا اور ایک دم سے

بستر کی جانب پھینک وہ غصے بھری خونخوار نگاہوں سے اسے

دیکھنے لگا۔۔

آخر مسلئہ کیا ہے تمہیں۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔اپنا تو رہا ہوں

تمہیں۔۔۔۔۔۔دے رہا ہوں تمہیں اپنا آپ۔۔۔۔۔۔پھر

"!کس بات کا رونا ڈال رہی ہو۔۔۔۔

وہ ایک دم طیش سے بپھرتا آگے بڑھا۔

ایک پاؤں بیڈ پر رکھے اسنے ایک ہاتھ میں اس دلربا کی نازک کلائی

کو دبوچے دوسرا ہاتھ اسکی گردن میں ڈالے چہرہ ایک دم سے

اپنے روبرو کیا۔۔۔

ممم کسی کے رحم اور ترس کی ضرورت نہیں۔۔۔۔۔۔۔میں

مجبوری نہیں بننا چاہتی آپ کی بالاج سکندر۔۔۔۔۔۔۔۔تو آپ

مجھے مجبوری بنانے کی کوشش بھی مت کریں ____"

اسکی نیلی کانچ کی حسین آنکھوں میں پانی تیر رہا تھا، وہ اس ستمگر کی

جھلسا دینے والی سانسیں اپنے چہرے پر بکھرتی محسوس کر

۔۔۔۔۔۔۔۔بے ہنگم دھڑکنوں سے بمشکل سے گویا ہوئی۔۔۔

ورنہ وجود تو بری طرح سے کانپ رہا تھا۔

مجبوری نہیں عزت بنانا چاہتا ہوں تمہیں بالاج سائیں کی زوجہ

۔۔۔۔۔۔۔۔اپنے جسم و جاں کی مالکن۔۔۔۔۔۔۔ مجبوری میں

فیصلے ہوا کرتے ہیں چاہت۔۔۔۔۔۔ نکاح نہیں۔۔۔۔اور تمہارا

بالاج سائیں تمہیں مجبوری یا ترس کی وجہ سے نہیں اپنا رہا

۔۔۔۔تو اپنے چھوٹے سے ذہن سے یہ سارے فضول سوال

"نکال دو۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔؛

اسکی بہتی حسین آنکھیں اتنے قریب سے دیکھ وہ بمشکل اپنے

جذبات پر بندھ باندھتا۔۔۔۔اپنی انگلیوں کے پوروں سے ان

قاتل نین کٹوروں کو چھوتا بے حد مخمور لہجے میں اپنی شخصیت کے

ساتھ ساتھ اپنے لفظوں کے سحر میں اس معصوم کو جکڑتا بے حد

نرمی سے اسکے گال کو تھپکتا چاہت کی نیم رضامندی دیکھ ایک

گہری سانس فضا میں رچی اس نازک وجود کی جان لیوا خوشبو میں

بھرتا کمرے سے باہر نکلا۔۔۔۔

ZAINAB RAJPOOT

عقیدت۔۔۔۔۔۔عقق عقید تتتتت۔۔۔۔دددیکھو میں

۔۔۔۔شمشیر۔۔۔۔۔آنکھیں کھولو۔۔۔۔۔پلیز آنکھیں کھولو

"عقیدت

شمشیر کی نگاہیں جیسے ہی عقیدت کے ادھڑے بے حال وجود پر پڑی۔۔۔۔

وہ دیوانوں کی طرح بھاگتا اسکے پاس پہنچا۔۔۔ گھٹنوں کے بل جھکتے اسنے نرمی سے اسکے چہرے کو ہاتھوں کے پیالے میں بھرتے بے قرار اور خوف زدہ سے لہجے میں اسے پکارا۔۔

جس کا چہرہ جگہ جگہ سے زخمی تھا۔۔

اگر وہ اس وجود کی خوشبو سے ناواقف ہوتا تو یقیناً وہ اسکے چہرے سے اسکی حالت دیکھ کبھی بھی اسے پہچان ناں پاتا۔۔۔

"شیر........

"سٹاپ اٹ۔۔۔۔۔ کوئی آگے نہیں بڑھے گا۔۔۔۔۔!

حارث کی آواز پر وہ بپھرتا ہوا مڑا۔۔۔۔۔اپنی سبز سرخ نگاہوں سے اس دیکھ وہ جس قدر غصے سے غرایا تھا۔۔۔

ضیگم شاہ کی لاش کے پاس بیٹھتا راب ایک پل کو چونکا۔۔۔

اسنے ایک سرسری سی نگاہ شمشیر ملک کی بانہوں میں قید اس لڑکی پر ڈالنی چاہی مگر وہ ناکام رہا۔۔۔۔۔۔۔ پھر گہری سانس بھرتے اسنے اویس ملک کے وجود کو دیکھا۔۔۔۔۔۔ جو جگہ جگہ سے خون آلود ہو چکا تھا۔۔

آنکھوں کے پپوٹے باہر کو ابلے پڑے تھے۔۔۔ اسے بیک وقت چھ گولیاں ماری گئیں تھی۔۔ اسی وجہ سے وہ موقع پر ہی ہلاک ہو چکا تھا۔

"شمشیر۔۔۔۔

حارث کے لب پھڑ پھڑانے لگے۔۔۔۔ مگر شمشیر جیسے ہر کسی سے بے بہرہ ہو چکا تھا۔۔۔ اس نے کوٹ اتارتے عقیدت کے برہنہ کندھوں پر ڈالا۔۔۔۔

اور اپنے سلگتے لب اسکی پیشانی پر رکھے تو جیسے دھڑکنوں میں ہلچل سی مچ گئی۔۔ میں تمہیں کچھ بھی نہیں ہونے دوں گا۔۔۔۔۔! "

اسنے جیسے خود کو یقین دلایا تھا۔۔

اور پھر تیزی سے عقیدت کے وجود کو بانہوں میں سمیٹتا باہر کو بھاگا۔۔۔

یہ آدمی مجھے زندہ چاہیے حارث۔۔۔۔۔۔۔ اسنے رکتے اپنی نم ہری نگاہوں سے فرہاد بٹ کو گھورا۔۔۔ حارث نے حیرت سے پولیس اہلکار کے شکنجے میں کھڑے اس شخص کو دیکھ سر اثبات میں ہلایا۔۔

انسپکٹر راب خانزادہ۔۔۔۔۔ میں چاہتا ہوں تم اس مرنے والے کتے کے گھر والوں کو لازمی بتاؤ کہ اس کتے کو مارنے والا کون ہے۔۔۔۔۔ تاکہ دنیا جان سکے۔۔۔۔۔ کہ شمشیر ملک کی

عزت کی طرف آنکھ اٹھانے والے کا حشر کیسا ہو سکتا ہے

"۔۔۔۔؟

اسنے راب کی سیاہ حسین آنکھوں میں اپنی مقناطیسی سبز نگاہیں گھاڑے نڈر انداز میں کہا۔۔۔

توراب نے حیرت اور شاک کے سے انداز میں کئی لمحوں تک اپنی آنکھوں سے اوجھل ہوتے شمشیر حیدر ملک کو دیکھا۔۔۔

واقعی حارث میں مان گیا تیرا دوست صرف نام کا ہی نہیں بلکہ سچ مچ کا شیر ہے۔۔۔۔۔۔۔۔۔یقیناً اسکی بیوی ٹھیک ہو گی۔۔۔!"

اسنے اٹھتے حارث کے کندھے پر ہاتھ رکھتے خوشگواری سے کہا تو حارث اتنی ٹینشن کے باوجود بھی ہنسا۔۔۔

ZAINAB RAJPOOT

چاہت اکرم ملک ولد اکرم ملک آپ کا نکاح بالاج سکندر ولد تبریز ملک سے دس لاکھ سکہ رائج الوقت ان روبرو گواہوں کے

سامنے طے پایا گیا ہے کیا آپ کو یہ نکاح قبول ہے

"______؟

کمرے میں گونجتی مولوی صاحب کی آواز پر جہاں آرا بیگم نے خوشی سے گلنار ہوتے چہرے سے بے حد محبت سے بڑی سی شال میں لپٹی چاہت کے کندھے کو ہلایا۔۔

تو بمشکل سے اسکے منہ سے قبول ہے کہ کلمات ادا ہوئے،،،۔وہ نہیں جانتی تھی یہ سب کیا اور کیوں ہو رہا تھا۔۔۔ باہر اویس ملک نے الگ محاذ کھڑا کر رکھا تھا اور ادھر اس بند کمرے میں بالاج سکندر اپنے چار گواہوں اور اپنی ماں کے ساتھ موجود اس لڑکی کو اپنے نام کر رہا تھا۔۔

اسکے وجود میں کوئی بے چینی نہیں تھی مگر اسکی شارپ چاکلیٹ براؤن آنکھیں اپنے سامنے بیٹھی اسی لڑکی پر تھیں جو محبت کے

دعویٰ تو بہت کرتی تھی مگر آج پہلی ہی منزل پر اسکے ہاتھ اور وجود کپکپا رہا تھا۔۔۔

بہت جلد نکاح مکمل ہوا۔

مولوی صاحب اب بالاج کی جانب متوجہ ہوئے جس کا روم روم بے قرار تھا۔۔

باہر دروازے پر مسلسل دستک ہو رہی تھی۔۔۔اکرم ملک کسی بھی صورت یہ نکاح نہیں ہونے دینا چاہتے تھے اور ناں ہی انہیں اندازہ تھا کہ بالاج سکندر چھپ چھپا کر یہ ساری کاروائی سرانجام دے گا۔۔۔

مگر باہر ہال میں موجود ایل سی کی بڑی اسکرین پر اچانک سے نظر آتے نکاح کے منظر پر اکرم ملک جو اویس ملک کو ٹھنڈا کر رہے تھے چونکے۔۔۔۔۔۔اور حیرت سے داجان کو دیکھا۔۔۔

اکرم ملک بنا دیری کے اوپر کو بھاگے اب دروازہ پیٹ رہے تھے۔۔۔ مگر بالاج سکندر انہیں اگنور کرتا آج پورے دل سے اس لڑکی کو قبول کر چکا تھا۔۔۔

جس کا اٹھنا بیٹھنا۔۔۔۔۔۔جسکا جینا مرنا

گو کہ ہر آتی جاتی سانس بالاج سکندر کے نام تھی۔۔۔

محبت میں اصل جیت تو آج ہوئی تھی۔۔۔جب وہ سراپا محبت بنا اسکی ناراضگی کا جواب نکاح کی صورت دے چکا تھا۔۔۔

گواہان میں موجود گوہر نے بالاج کے گلے ملتے اسے مبارکباد دی تو وہ مسکرایا۔۔۔

بہت بہت مبارک ہو میرے بیٹے اللہ تم دونوں کو صدا خوش رکھے آمین۔۔۔۔

جہاں آرا بیگم تو خوشی سے پھولے نہیں سما رہی تھی۔۔۔ من چاہی بہو مل جانا اور وہ بھی اس قدر اچانک کسی معجزے سے کم نہیں تھا۔۔

وہ بالاج کا سر ماتھا چومتی خوشی سے نہال ہوئے جا رہی تھیں۔۔

بس کریں اماں کچھ دعائیں اپنی بہو کو بھی دے دیں تا کہ آپ جلد "از جلد دادی بننے کا سکھ پا سکیں۔۔۔۔

گوہر جیسے ہی گواہان سمیت پچھلے دروازے سے روم سے نکلا۔۔۔ بالاج نے جہاں آرا بیگم کو سینے سے لگاتے ہوئے بے باکی سے کہا تو چاہت کا وجود ایک دم سے کانپ اٹھا۔۔۔

چہرہ بھاپ چھوڑنے لگا۔۔۔ وہ بے بسی اور گھبراہٹ سے لب کچلنے لگی۔۔

میری ساری دعائیں اپنے بچّوں کیلئے ہیں۔۔۔۔خدا میرے دونوں بیٹوں کو آباد رکھے آمین۔۔۔۔۔۔۔۔"

انہوں نے نہایت ملائمت سے کہتے اسکا ماتھا چوما۔۔

آپ اپنی بہو کو میرے کمرے تک لے جائیں میں ذرا باہر والوں کو باہر کا راستہ دکھا دوں۔۔۔۔۔"

جہاں آرا بیگم کا کندھا تھپکتے وہ نرمی سے بولا۔۔۔۔۔تو جہاں آرا بیگم نے سر اثبات میں ہلایا۔۔۔۔۔۔

بالاج نے ایک محبت بھری نگاہ چاہت پر ڈالی اور باقی کا حساب بعد میں کرنے کا فیصلہ کیے وہ باہر کی جانب بڑھا۔۔۔

ZAINABRAJPOOT

رمضان المبارک میں الفتِ عشق کا سیزن ٹو نہیں لکھنا کیونکہ وہ رومینٹک ناول ہے، اگر آپ محبت من محرم کو لانگ کروانا

چاہتے ہیں تو کمنٹس میں اپنی رائے سے آگاہ کیجئے ورنہ میرا ارادہ

اسے دو تین اقساط میں ختم کرنے کا ♡ آپ کی رائے کی منتظر

جزاک اللہ ناول محبت من محرم

از قلم زینب راجپوت

قسط نمبر 30

ناول میرے یوٹیوب چینل اور آفیشل پیج کے علاؤہ کہی

بھی پوسٹ کرنے کی اجازت نہیں، تو بنا اجازت کاپی کرنے سے

گریز کریں،، شکریہ------! "

ZAINABRAJPOOT

دن کے دس بجے تک وہ فارغ ہوتا گھر واپس پہنچا،،، مگر ہر سوں

چھائی گہری خاموشی کے سبب وہ بخوبی سمجھ گیا۔

کہ حالات یقیناً کافی گرم تھے--

راب نے تھکاوٹ زدہ سے لہجے میں آنکھیں موندے ایک گہری سانس بھری اور ہاتھ میں پکڑے کوٹ کو لاونج میں داخل ہوتے صوفے پر دھرا،

ایک ابرو اچکائے اسنے کچن کی جانب دیکھا۔۔۔ مگر ناامید سی نگاہیں واپس لوٹ آئیں،،

اسے رات کو وہ شکوہ کرتی حسین آنکھیں پھر سے اپنے سامنے دکھی،، خشک لبوں پر زبان پھیرتے اسنے ماتھے پر بکھرتے بے ترتیب بالوں کو ہاتھ سے پیچھے کیا۔۔

اور اپنے بھاری قدم اٹھائے وہ سیڑھیوں کی جانب بڑھا،،

ایک دو ثانیے دروازہ پر رکتے وہ سرد سانس فضا کے سپرد کرتا ہینڈل گھمائے دروازہ کھول اندر داخل ہوا۔

وہی بھینی سی جان لیوا خوشبو ہر سوں بکھری پڑی تھی،، جس نے اس مضبوط اعصاب کے مالک شخص کو جانے کب سے گھائل کر رکھا تھا۔

اسکی حسین سیاہ آنکھیں ایک دم سے گھومی پورے کمرے کا تنیبھی جائزے لیتے بیڈ پر گھٹلی کے مانند پڑی اپنی بیگم کو دیکھ نا چاہتے ہوئے بھی اس حسین مرد کے لبوں کے کونے پر خوبصورت سی مسکراہٹ امڈی۔۔

ساری تھکن تو اس دلفریب احساس نے منٹوں میں غارت کر دی تھی۔

وہ دھیمے قدموں سے آگے بڑھا۔اور بے حد نرمی سے بیڈ پر اسکے قریب بیٹھا۔۔

من۔۔۔۔۔۔۔۔منت۔۔۔۔۔۔''گلا کھنکھارتے بے حد پیار

سے پکارا۔۔

مگر سامنے سے مکمل خاموشی پاتے وہ لب کچلتا دیوار گیر گھڑی کو

دیکھنے لگا۔۔۔

اسے بھوک بھی لگی تھی اور اپنے وجود پر بھاری بوجھ سا محسوس ہو

رہا تھا۔۔

جو صرف شاور لینے سے قدرے کم ہو سکتا تھا۔۔

راب اب کی بار اسے یونہی چھوڑتا وارڈروب کی جانب بڑھا۔

تو سامنے ہی سیاہ سوٹ ہینگ ہوا تھا۔۔اسے یاد تھا کل رات کو

کھانے کے دوران منت نے اسے بتایا تھا اسے وہ سیاہ سوٹ میں

کافی اچھا لگتا ہے۔

بے اختیار اسکے گال گلنار ہوئے تھے۔۔وہ پہلا مرد تھا جو ایک
لڑکی کی ذراسی تعریف پر بلش ہونے لگ پڑتا۔۔۔

خوبصورت چہرے میں گھلتی سرخیاں مبہوت کردہ تھیں۔۔

اسنے سر کو نفی میں جھٹکا اپنا آپ اس کے بس سے باہر ہونے لگا تھا

اور اس میں سراسر قصور منت خانزادہ کا تھا۔۔۔

جس نے جانے کس جادو سے اسے باندھا تھا کہ اسے دیکھے بنا

راب کو ناں تو چین ملتا اور ناں ہی سکون۔۔۔۔

کمرے میں اسکی موجودگی محسوس ناں ہوئی تو وہ جو کب سے
سانس روکے لیٹی تھی۔۔

اس بھرم سے کہ وہ اب منائے گا یا اب۔۔۔۔۔ایک دم سے

پھولا چہرہ کمفرٹر سے نکالا۔۔

گردن موڑے پورے روم کا جائزہ لیا تو وہ کہیں بھی نہیں تھا۔۔

ایک بار پھر سے اسکی آنکھیں بہنے کو تیار تھیں مگر واشروم سے شاور سے پانی گرنے کی آواز پر مانو دل کی دھڑکنوں میں نئے سرے سے روانی آئی ہو۔۔۔

میں بلکل بھی معاف نہیں کرنے والی۔۔۔!"منت نے دوپٹے کے پلوں سے ناک کو زور سے رگڑ خود کو باور کروایا۔۔

اور اگلے ہی پل کمفرٹر میں گھستی ایک آنکھ باہر نکالے وہ باہر کا جائزہ لینے لگی۔۔

چند منٹوں کے بعد شاور آف ہوا۔۔۔ منت نے لمبے سانس کھینچتے کمفرٹر کو چاروں طرف سے سیل کرتے اپنے نیچے دبایا۔۔ راب ٹاول سے بال خشک کرتا باہر نکلا۔۔۔ اعصاب پر سکون ہوئے تو اسکی ناراضگی جیسے پھر سے بے قرار کرنے لگی۔۔۔

منت۔۔۔۔۔۔۔۔"ٹاول صوفے پر پھیلائے وہ ابکی بار اسکے بے

حد قریب جھکا۔۔

نرمی سے پکارا۔۔۔

منت پلیز اتنا بتادیں کیا آپ جاگ رہی ہیں۔۔۔۔!"اسے فکر

بھی تھی کہ کہیں وہ اسکی نیند ناں توڑ دے۔۔۔۔

منت نے غصے سے دانت پیسے۔۔

ہاں سو رہی ہوں میں ________"وہ غصے سے تنک کر بولی،،

اوہ سوری آپ ریسٹ کریں۔۔۔۔؛"راب ایک دم سے خجل ہوا

اور کہتے ساتھ ہی مڑا تو منت کا منہ حیرت سے کھلے کا کھلا رہ گیا۔

۔۔۔اب کی بار اسکی آواز بلکل نہیں آئی تو وہ صدمے اور دکھ سے

دھڑام کرتی کمفرٹر دور اچھال اٹھنے لگی۔۔

مگر ایک دم سے وہ بجلی کی سی رفتار میں آگے بڑھا اور اسکے سینے پر انگلی رکھ سر واپس تکیے پر گرایا۔۔۔

منت حیرت سے اسے دیکھتی رہ گئی۔۔۔ جس نے اسے بے وقوف بنایا تھا۔۔

آپ روئی ہیں......؟" منت کی سرخ ڈوروں سے لبریز بے خواب سی آنکھیں دیکھ وہ بے قراری سے استفسار کرنے لگا،،

نہیں میں کیوں رونے لگی،،،" منت خفا نگاہوں سے اس حسین مرد کو دیکھ بمشکل سے گردن موڑے دیوار کو تکنے لگی،

جب بے ساختہ ہی اسکا دھیان اپنے سر کے دونوں اطراف رکھے اس کے سفید ہاتھوں پر گیا۔

تو گردن ترچھی کیے اسنے راب کو دیکھا،، جو اب دھیرے سے اسکے چہرے پر جھک رہا تھا،

منت کی آنکھیں حیرت و بے یقینی سے پھیلی،

دد د۔۔۔۔۔دیکھو۔۔۔۔۔" دھڑکنوں کے تلاطم خیز شور پر وہ بمشکل سے اسکی سیاہ مخمور نگاہوں میں دیکھ پائی تھی،

جس کی بولتی نگاہوں کے پیام سے گھبراتے منت نے پٹ سے آنکھیں موندے،،

اپنے چہرے پر راب کی گرم سانسوں کی تپش محسوس کر منت کا چہرہ لمحوں میں دہکتا سرخ انگارہ ہوا تھا۔

ہونٹ بری طرح سے کپکپائے۔۔۔۔سانس تو تب رکی جب اپنی آنکھوں پر راب خانزادہ کا ٹھنڈا میٹھا سا لمس محسوس کرتے ہی بے اختیار اسنے دونوں ہاتھوں میں اسکے کالر کو مضبوطی سے جکڑا

۔۔

کیا اب بھی ناراض ہیں آپ.......؟" سر ذرا سا اٹھائے وہ اسکی لرزتی پلکوں کی جنبش دیکھ محبت بھرے لہجے میں پوچھ بیٹھا،

"ہہ۔۔۔۔۔ہاں میں ناراض ہوں۔۔۔۔۔۔

گلنار ہوئے چہرے کو جھکائے وہ خفگی سے اپنی تیکھی چھوٹی سی ناک چڑھائے بولی، تو راب کو وہ دنیا کی حسین ترین لڑکی لگی،،،

اسنے تھوڑی سے پکڑتے چہرہ ذرا سا قریب کیا۔۔۔

تو منت پٹ سے خوف سے آنکھیں پھیلائے اسے دیکھنے لگی۔

اب۔۔۔۔۔۔۔۔"اپنا محبت بھرا لمس اسکے دائیں گال پر چھوڑتے وہ مخمور میٹھے لہجے میں بولا۔۔۔

تت۔۔۔۔ تھوڑی سی......"وہ اٹک اٹک کے بمشکل سے بولی،،،

توراب کے چہرے پر جان لیوا مسکان بکھری،، اسنے جھکتے اسکے دوسرے گال پر بوسہ دیے گھمبیر سرگوشی کی۔۔۔

"اب.......؟

پھر سے وہی سوال آیا۔۔۔

"تتھوڑی سس۔۔۔ سی۔۔۔۔۔۔"

راب نے مسکراہٹ دبائے اسکے چھوٹی سی ناک پر بوسہ دیا۔۔۔

"اب۔۔۔۔۔۔؟

وہ شرارتا اسکا چہرہ اونچا کیے گھمبیر لہجے میں پوچھنے لگا۔۔

منت اپنی بے ہنگم دھڑکنوں کے سنگ شش و پنج میں مبتلا پڑی تھی،

رات کو جب وہ اسے ایک فون کال پر چھوڑ کر گیا تھا وہ اسی وقت روتے ہوئے یہ تہیہ کر چکی تھی کہ وہ اسے آسانی سے معاف نہیں کرے گی۔۔

مگر جس قدر زبردستی سے وہ اسے منا رہا تھا اسکا دل گردے منہ کو آرہے تھے۔۔۔

"!مجھے لگتا ہے اب آپ مان جائیں گی۔۔۔

لب دانتوں تلے دبائے وہ گہرہ مسکراتا اسکے ہونٹوں کو دیکھنے لگا۔۔

منت نے پٹ سے آنکھیں کھول اپنے اوپر سایہ سا کیے راب خانزادہ کو دیکھ اپنا مخروطی نازک ہاتھ اسکے ہونٹوں پر رکھا۔

میں تو ناراض ہوئی ہی نہیں تھی۔۔۔!"اپنی بڑی بڑی آنکھیں پھیلائے وہ ذبردستی کا مسکراتے پیار بھرے لہجے میں بولی۔۔

تو اسکی پتلی ہوئی حالت دیکھ راب کا بے ساختہ قہقہ اُمڈا۔۔۔
وہ پیٹ پکڑ بیڈ پر منت کے قریب لیٹتا ہنسنے لگا۔۔
منت نے شکوہ کناں نگاہوں سے اسے گھورا۔۔
مگر پھر جب نگاہ اسکے حیسن چہرے پر اٹھی،،
تو دل بے حد تیزی سے دھڑکا تھا۔۔۔ ہلکی ہلکی سی شیو میں اسکے مسکراتے عنابی لب کتنا دلفریب منظر تھا،،
وہ حسین تو تھا مگر حسین ہونے سے زیادہ اسکی پاکیزگی کا حسن تھا
جو اسے سب سے جدا بناتا تھا،،
منت نے آنکھ بھر کر اس حسین مرد کو دیکھ خدا کا شکر ادا کیا۔۔
جس کی محبت جس کا ساتھ صرف اور صرف اسے میسر تھا۔۔

ZAINAB RAJPOOT

"!________ ڈاکٹر پلیز بتائیں کیسی ہے میری وائف

وہ رات سے ہاسپٹل میں تھا۔۔۔اجڑی شکستہ سی حالت میں پوری رات وہ اپنے خساروں اپنے دکھوں تکلیفوں کا موازنہ کرتا رہا،،

جس حال میں وہ اسے دیکھ چکا تھا۔۔۔

اگر وہ ضبط ناں کرتا تو آج شاید ہی وہ خود میں زندہ ہونے کی امید باقی پاتا۔۔

مسٹر ملک۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔میں نے اپنا کام کر دیا ہے۔۔۔۔۔۔

آپ کی مسز کے پورے جسم پر چوٹیں ہیں۔۔۔۔۔بہت بری طرح سے ٹارچر کیا گیا ہے ان کو۔۔۔۔۔۔میں نے زخموں کو پٹی کر دی ہے۔۔۔۔۔مگر چہرے پر کسی تیز دھار چیز سے ان کو کٹ لگایا ہے۔۔

"شاید ہی وہ کٹ بھرے،،،

ڈاکٹر نے اسے پہلے ہی عقیدت کی سنگین صورتحال سے آگاہ کیا۔۔

جو آگے ہی بکھرہ ہوا سا بمشکل سے اپنے آپ پر ضبط اور ہمت سے کھڑا تھا،، ایک دم سے اسنے جبڑے بھینچے اپنی سبز لہو ہوتی آنکھیں میچ لیں۔

کیا میں مل سکتا ہوں۔۔۔؟"اسکی آواز میں صدیوں کی بے قراری و بے چینی عود آئی تھی۔

جی ہاں روم میں شفٹ کر دیا گیا ہے انکو۔۔۔۔۔۔۔۔آپ انکو مل سکتے ہیں۔۔۔!"ڈاکٹر نے پیشہ ورانہ انداز میں کہا۔۔۔

شمشیر ایک گہری سانس بھرتے آگے بڑھا،،اسکے کانوں میں عقیدت کے الفاظ گونج رہے تھے۔۔۔

آنکھوں کے سامنے وہ نڈر لڑکی پورے استحقاق سے چھائی ہوئی تھی۔۔

وہ مردہ قدموں سے آگے بڑھا،،اپنی لہورنگ ہوئی آنکھیں میچ وہ قدم روکے خود کو پرسکوں کرنے لگا۔۔

عقیدت کو اس حال میں دیکھ پانا اسکے لئے ممکن نہیں تھا مگر وہ کمزور نہیں پڑ سکتا تھا ابھی تو اسے عقیدت کو سنبھالنا تھا۔۔

اسے بہت سی خوشیاں دینی تھی۔۔

اسے اسکے تمام حقوق دینے تھے۔۔سب کا پیار مان اور عزت سب کچھ دلوانا تھا۔

شمشیر خود میں ہمت پیدا کر کمرے میں داخل ہوا۔۔تو نگاہیں سامنے ہی سفید بستر پر سفید ہی کپڑوں میں بے حال سے پڑی عقیدت پر گئیں۔۔

وہ نڈر، باہمت لڑکی آج کس حال میں تھی ایسا تو اسنے کبھی بھی نہیں سوچا تھا کہ وہ اسے اس حال میں دیکھے گا۔

وہ اپنے بھاری قدم اُٹھاتا بیڈ کر قریب پہنچا۔۔۔

دائیں گال پر مرحم لگا ہوا تھا۔ایک بازو پر ڈرپ تھی جبکہ دوسرا اسکے پیٹ پر۔۔۔۔۔اسکی حسین مقناطیسی آنکھیں جو شمشیر حیدر کو شروع دن سے ہی مبہوت کرتی آئی تھی۔

اس وقت وہ آنکھیں بند تھی۔۔۔

شمشیر نے اپنا کپکپاتا ہاتھ آگے بڑھایا۔۔۔اور بڑی مشکل سے دھڑکتے دل سے اسکے بالوں میں ہاتھ رکھا،،

آنکھیں ایک دم سے بھرائی تھیں۔۔ شمشیر نے بے ساختہ لب دانتوں تلے کچلے۔۔

مم۔۔۔۔۔میں سب کچھ ٹھیک کر دوں گا۔۔۔۔۔۔ عقیدت

"۔۔۔۔۔بس تم جلدی سے ٹھیک ہو جاو۔۔۔۔۔۔۔

اسکے بالوں کو سہلاتا وہ پر عزم لہجے میں کرب سے دو چار بولا اور پھر جھکتے اپنے لب اسکی پیشانی پر رکھے وہ آنکھیں موند گیا۔

ZAINAB RAJPOOT

چچا سائیں ہاتھ چھوڑیں چاہت کا۔۔۔۔۔۔۔" بالاج سکندر جیسے ہی کمرے میں داخل ہوا۔۔

۔۔چاہت کو اپنے کمرے میں ناں پاتے اسکے ماتھے پر بل نمایاں ہوئے،،

وہ تیزی سے باہر نکلا۔۔۔۔۔جب سیڑھیاں اترتے اکرم ملک زبردستی چاہت کو اپنے ساتھ گھسیٹتے نیچے لے جا رہے تھے۔

جہاں آرا بیگم متفکر سی کھڑی تھیں۔

ان کے وہم و گمان میں بھی نہیں تھا کہ اکرم ملک کوئی زور زبردستی کریں گے۔

بالاج سکندر تم اپنی اوقات مت بھولو۔۔۔۔۔دفع ہو جاؤ یہاں سے۔۔۔۔میری ہی بیٹی سے تم میری ہی اجازت کے بغیر نکاح "کر کے خود کو کیا سمجھتے ہو۔۔۔۔

وہ غصے سے بپھرے مڑے۔۔۔نفرت سے بالاج کو گھورتے وہ کاٹ دار لہجے میں پھنکارے۔

آپ کا داماد ہوں میں چچا سائیں اور وہی سمجھتا ہوں خود کو۔۔۔؛"کندھے اچکاتے کہہ اسنے تیزی سے اکرم ملک کے ہاتھ میں موجود چاہت کے ہاتھ پر ہاتھ رکھا۔۔

چاہت کی نیلی کانچ سی حسین آنکھیں اس پر ٹکی تھیں۔

زبان سنبھال کر بولو۔۔۔۔۔ بالاج۔۔۔۔۔ابھی اور اسی وقت

"طلاق دو چاہت کو۔۔۔

اکرم ملک اسکے ڈھیٹ پنے پر غصّے سے بولے۔۔۔۔

بس کرو اکرم۔۔۔۔۔ نکاح ہو چکا ہے اور میری اجازت میں ہوا

ہے یہ نکاح۔۔۔۔۔ تم کون ہوتے ہو طلاق کی بات کرنے والے

"۔۔۔۔؟

جہاں آرا بیگم اکرم ملک کے سخت رویے پر ایک دم غصے سے

سخت لہجے میں بولیں۔۔

جو بھی ہو بھابھی۔۔۔۔ مگر چاہت میری بیٹی ہے اور اس کا نکاح

"!وہی ہو گا جہاں میں چاہوں گا۔۔۔

وہ بالاج کو گھورتے ایک دم غصّے سے بولے اور پھر تیزی سے

چاہت کو گھسیٹتے اپنے ساتھ لے جانے لگے۔۔۔

اب تم تب تک اس کمرے میں بند رہو گی جب تک بالاج سکندر

"تمہیں طلاق نہیں دے دیتا۔۔

وہ چاہت کو اپنے کمرے میں پھینکتے غصے سے پھنکارتے ہوئے

تیزی سے کمرے سے نکل باہر سے تالا لگا گئے۔۔۔

بالاج یہ منظر دیکھ غصے سے آگے بڑھنے لگا۔۔۔ مگر جہاں آرا

بیگم نے اسے روک لیا۔۔

رک جاؤ بالاج۔۔۔ کرنے دو اکرم کو جو وہ کرنا چاہتا

"ہے۔۔۔

آج رات تک تمہاری بیوی تمہارے کمرے میں ہو گی یہ ایک ماں

کا وعدہ رہا۔۔۔:"جہاں آرا بیگم بناڈرے داجان کی موجودگی

میں پر عزم لہجے میں بولیں۔۔

داجان تو بس لب سیے خاموشی سے یہ سب ہوتا دیکھ رہے تھے

--

اویس ملک کا رویہ -------- بالاج سکندر کا کارنامہ -------- وہ کچھ بھی سمجھ نہیں پا رہے تھے --

کہ آخر کیا ٹھیک تھا اور کیا غلط -- انہیں اب انتظار تھا تو شمشیر کی واپسی کا -------- جو ان کی ہر الجھن کو دور کر سکتا تھا --

ZAINAB RAJPOOT

مسٹر ملک آپ باہر جائیں ہمیں ڈریسنگ کرنی ہے

-------- "وہ پچھلے دس گھنٹوں سے خاموش بیٹھا تھا --

اسکی سبز حسین نگاہیں اس پری وش کے چہرے پر ٹکی تھیں --

جس کا مرجھایا ہوا سا چہرہ اور آنکھیں ابھی تک بند تھیں --

شمشیر نے پلکیں جھپکی --- اور ذرا سی گردن موڑے اس نرس کو دیکھا ---

جو اسکی سبز نگاہوں کو خود پر پاتے سٹپٹا سی گئی۔۔

وہ حقیقتاً ایک حسین مگر مغرور مرد تھا۔۔۔

"آپ جائیں یہاں سے میں خود ڈریسنگ کر دوں گا۔۔۔۔

اب کی بار وہ پھر سے گردن کو موڑے اپنے ہاتھ میں موجود عقیدت کے مرمری نازک ہاتھ کو دیکھ بولا۔۔

"آر یو شیور۔۔۔۔

نرس نے آنکھیں پھیلائے اس مرد کو دیکھا۔۔ جو دیکھنے میں ہی کافی مغرور اور اکڑو لگا تھا اسے۔۔۔

اب کی بار شمشیر نے بنا جواب دیے گردن موڑے اس نرس کو دیکھا۔۔

نک چڑھاناں ہو تو۔۔۔" اسکی سبز غصے بھری نگاہوں کی وارننگ پر نرس جلتی بھنتی منہ ہی منہ بڑبڑاتے روم سے نکلتے دروازہ باہر سے لاک کر گئی۔۔

شمشیر نے ایک نگاہ بند دروازے پر ڈالی اور پھر گہری سانس بھرتے عقیدت کا ہاتھ اسکے پیٹ کے مقام پر رکھے اور ایک دم سے اٹھا۔۔۔

اپنے سرخ وسفید بازو کو پھیلائے وہ کف فولڈ کرتا لہو رنگ آنکھوں سے عقیدت کو دیکھ رہا تھا۔۔

اسنے دونوں بازو فولڈ کیے۔۔۔

اور اپنا بھاری قدم آگے کو رکھتے وہ اسکے قریب ہوا۔۔

ایک نگاہ اسکے سراپے پر دوڑائے شمشیر نے گردن پر سٹچ سوٹ کا پہلا بٹن کھولا۔۔۔

اسکی نگاہیں عقیدت کے چہرے پر جمی تھیں۔۔۔
کمرے کا ماحول خواب ناک سا تھا،، شمشیر حیدر ملک کی آنکھیں ایک دم سے خمار کی سرخی سے گاڑھی ہوئی۔۔
شمشیر نے ایک گہری سانس اس نازک وجود کی بھینی سی مہک میں بھری۔
اور پھر اپنا ہاتھ شرٹ کے دوسرے بٹن پر رکھا۔۔
نگاہیں عقیدت کی پھیکی رنگت سے اسکی گردن تک گئیں۔۔۔۔۔
شرٹ چھوڑو میری۔۔۔۔۔!" اسکا ہاتھ جیسے ہی تیسرے بٹن پر گیا۔۔ایک دم سے جھپٹتے وہ غصے سے خونخوار شیرنی بنی غرائی۔۔
چہرے ایک دم سے تپتا انگارہ ہو چکا تھا۔۔
شمشیر نے ایک نگاہ اپنے ہاتھ پر دھرے اسکے ہاتھ پر ڈالی۔

تم۔۔۔۔۔ تم تو بے ہوش تھی،، مسکراہٹ ضبط کیے وہ لاپرواہ بنتا بولا، ورنہ جان تو وہ کب کا چکا تھا کہ عقیدت ہوش میں آکر بھی بے ہوش بنی لیٹی ہے۔۔

تم تو یہی چاہتے تھے کہ مر جاؤں میں۔۔۔۔ مگر اتنی آسانی سے نہیں مروں گی میں۔۔۔ وہ بھی تب تک جب تک تمہیں اچھے سے ذلیل ناں کرلوں۔۔۔۔! "

اسکے زخموں اور گال پر درد کے سبب وہ دھیمی آواز میں مگر پھر بھی سنانے سے باز نہیں آئی تھی۔۔۔

مگر آج شمشیر کو اسکی باتیں بھی شہد سے میٹھی لگی تھیں۔۔

اسکے انگ انگ میں سرشادی کی لہریں دوڑ پڑی۔

حق رکھتی ہو جتنا مرضی ذلیل کرو۔۔۔ مگر اس کے لیے پہلے تمہیں ٹھیک ہونا پڑے گا۔۔۔! "

وہ پھر سے اسے باتوں میں الجھا کر ہاتھ اسکی شرٹ کے تیسرے بٹن پر رکھ چکا تھا۔۔

ہاتھ پیچھے کرو شمشیر حیدر ملک۔۔۔۔۔۔ورنہ ابھی اتنی طاقت رکھتی ہوں کہ تمہارے اس ہاتھ کو کاٹ کر پھینک سکوں۔۔۔"

اسکا چہرہ شرم سے سرخ پڑ چکا تھا۔۔۔۔۔۔وہ کسی بھی طور اس کھڑوس پر اپنی حالت کا آشکار نہیں ہونے دینا چاہتی تھی،

جبھی شرم پر غصے کا لبادہ اوڑھ وہ خفگی سے بولی۔۔

ڈارلنگ حق رکھتا ہوں تم پر۔۔۔۔۔۔۔جب سارے حقوق و فرائض کا مالک ہوں تو پھر تمہارے زخموں پر مرہم تو لگا ہی سکتا ہوں۔۔"

شمشیر نے میٹھے لہجے میں کہتے اسکے ہاتھ کو پکڑ ہونٹوں سے چھوا۔۔

تو اسکے اس قدر میٹھے لہجے اور اس بے باک حرکت پر وہ کانوں کی لو تک سرخ پڑی تھی۔

"دد۔۔۔۔دیکھو۔۔۔۔۔یہ سب ٹھیک نہیں۔۔۔۔۔۔

ابکی بار عقیدت کا لہجہ گھبرایا ہوا سا تھا۔

شمشیر نے گہری نگاہوں سے اسکی اٹھتی گرتی پلکوں کا رقص دیکھا

۔۔۔

اور پھر جھکتے بے حد محبت سے اسکی تھوڑی چومی۔۔۔۔

ہمممممم۔۔۔۔۔ٹھیک تو کچھ بھی نہیں رہا۔۔۔۔۔مگر اب میں

"سب کچھ ٹھیک کر دوں گا ڈونٹ وری۔۔۔۔

اسکے کان میں گہری سرگوشی کرتا وہ عقیدت کو چونکنے پر مجبور کر گیا۔۔

"میں نرس کو بھیجتا ہوں۔۔۔وہ ڈریسنگ چینج کر دے گی۔۔۔؛

اسکی آنکھوں میں حیرت دیکھ وہ میٹھے سے لہجے میں بولتا پل بھر

میں وہاں سے نکلا۔۔۔

عقیدت حیرت سے اسکی چوڑی پشت کو دیکھتی رہ گئی۔

شمشیر حیدر ملک کا یہ روپ اسکے لئے بلکل الگ نیا تھا۔۔

اپنی تھوڑی پر ابھی تک وہ اس مغرور شخص کا لمس محسوس کر سکتی

تھی۔۔ پاگل۔۔۔۔"آنکھیں موندے وہ منہ ہی منہ میں

بڑبڑائی۔۔۔

ZAINAB RAJPOOT

30 اقساط ہو گئی ہیں کم از کم اب تو ریسپانس بڑھا دیں یار 🙌

اچھے اچھے کمنٹس بھی کریں تاکہ کل بھی ایپی دے سکوں

ناول محبت من محرم 😉

از قلم زینب راجپوت

قسط نمبر 31 پارٹ 1

ناول میرے یوٹیوب چینل اور آفیشل پیج کے علاؤہ کہی
بھی پوسٹ کرنے کی اجازت نہیں، تو بنا اجازت کاپی کرنے سے
"! گریز کریں،، شکریہ۔۔۔۔۔۔

ZAINAB RAJPOOT

تائی امی۔۔۔۔۔۔۔۔" گھٹنوں میں منہ دیے وہ کب سے بے آواز رو رہی تھی۔اپنے باپ دادا کا رویہ اسکی سمجھ سے بالا تر تھا۔۔جو اپنی آنکھوں کے سامنے اویس ملک کی حقیقت دیکھنے کے بعد بھی اسے آنکھیں بند کر کے اس گھٹیا انسان کو سونپ دینا چاہتے تھے۔۔

بالاج سکندر نے اسے اپنا تو لیا تھا۔

مگر دل میں جو خوف کنڈلی مارے بیٹھا تھا اگر وہ سچ ثابت ہو جاتا تو جانے وہ کیا کرتی۔

اپنی محبت میں شکست تو وہ برداشت کر چکی تھی۔

مگر اپنی محبت کے ہاتھوں تذلیل وہ کبھی برداشت نہیں کر سکتی تھی۔

بیٹا چلو یہاں سے ____ "جہاں آرا بیگم نے ملازم کو تالا تھمائے ایک جانب ہونے کا اشارہ کیا۔

اور پھر تیزی سے آگے بڑھ چاہت کے چہرے کو ہاتھوں کے پیالے میں بھرا۔

چاہت کی نیلی کانچ سی آنکھیں حیرت و بے یقینی سے پھیلی۔۔

باباسائیں۔۔۔۔۔" سرخ و سفید رنگت میں سرخیاں گھل رہی تھی۔۔ وہ لب کچلتی بے بسی سے بڑبڑائی۔

اس کی فکر تم مت کرو۔۔۔۔ اسے کون سا پہلے عقل تھی جو اب کوئی ڈھنگ کا کام کرتا وہ،،، یہ نکاح میں نے بحیثیت ایک ماں

کروایاہے۔۔۔اور جب مجھے کوئی اعتراض نہیں وہ کون ہوتا ہے اعتراض کرنے والا۔۔۔ چلواٹھو شاباش۔۔۔۔ بالاج انتظار کر رہا ہے تمہارا۔۔۔۔۔!"

وہ جس قدر میٹھے پر نم لہجے میں بولیں۔۔۔۔ناچاہتے ہوئے بھی چاہت کے گال گلابی پڑے،،

من چاہا ہمسفر جب اس طرح اچانک مل جائے تو انسان کو وہ کسی معجزے سے زیادہ کچھ نہیں لگتا،اور یہاں بھی ایسا ہی تھا۔۔

چاہت نے بمشکل سے اپنا سر ہاں میں ہلایا۔۔۔اور اپنے گھنی آرز پلکیں رخسار پر گرائے وہ خاموش کھڑی ہو گئی،،

"آجاؤ لڑکیو۔۔۔۔؛

جہاں آرا بیگم نے کب سے دروازے سے کان لگائے کھڑی گوری (ملازمہ) اور اسکے ساتھ دوسری ملازماؤں کو بلایا۔۔۔

تو گوری کے سنگ سبھی چہکتی ہوئی اندر آئی،،

"______ بی بی جی میں بہت خوش ہوں آپ کے لئے

گوری نے آگے بڑھتے بے اختیاری سے اسے گلے لگائے اپنی

والہانہ خوشی کا اظہار کیا۔۔

"خیر مبارک گوری۔۔۔؛

اپنی ساتھی کو دیکھ چاہت کا چہرہ شاداب ہوا تھا،،اسنے دونوں بازو

گوری کے گرد لپیٹے اسے ساتھ لگایا۔۔

تو باقی سبھی دباد باسا ہنسے۔۔

چلئے اب ہماری باری۔۔۔آج بی بی جی۔۔۔۔۔۔۔میری سہیلی

کی شادی ہے اور میری بہن کی بھی۔۔۔۔۔۔

"!آج ایسے چھوٹے سرکار اندر نہیں آنے پائیں گے۔۔۔

گوری نے آنکھیں گھماتے کہا تو لڑکیوں نے اسکی بات پر قہقہ لگاتے سر کو ہاں میں ہلایا۔۔

اچھا بھائی لے چلو اب میری بہو کو۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔اور باقی کے حساب کتاب میرا بیٹا تم سبھی سے کر ہی لے گا۔۔۔ "!

جہاں آرا بیگم نے اس چاند سے چہرے کو ہاتھوں کے پیالے میں بھرتے اپنے لب اسکی پیشانی پر رکھے۔۔۔

تو چاہت ایکدم سے بلش ہوئی۔۔۔

اتنا پیار محبت دیکھ وہ دن بھر کی ساری پریشانی اور ٹینشن بھول گئی تھی۔

گوری اسے باقی سبھی کے سنگ آرام سے بالاج سکندر کے کمرے میں لے گئی،،

مگر کمرے میں پہلا قدم رکھتے ہی چاہت کی حسین سمندر سی گہری نیلی آنکھیں حیرت سے پھیلی۔۔۔

پی۔۔۔۔یہ کسی اور کا کمرہ ہے گوری یہ سائیں کا کمرہ نہیں ۔۔۔۔!"

گلاب کے پھولوں سے ڈھکا وہ پورا کمرہ اسے کسی دوکان کا سا گماں دینے لگا۔۔

بیڈ، فرش، ڈریسنگ ٹیبل، حتیٰ کے صوفے بھی سرخ گلابوں سے ڈھکے پڑے تھے۔۔

بی بی جی یہ چھوٹے سرکار کا ہی کمرہ ہے۔۔دن سے وہ تیاری میں لگے ہوئے ہیں اور آپ جانتی ہیں۔۔۔۔مجھے خصوصی بلا کے پوچھا تھا انہوں نے۔۔۔

کہ آپ کو کون سا پھول پسند ہے۔۔۔۔ تو پھر کیا تھا میں نے

"جھٹ سے سرخ گلاب بتا دیا۔۔۔ ہی ہی ہی۔۔۔۔؛

گوری تقریباً اسکے کان میں گھستی شرارت سے بول رہی تھی اور

اس کی باتیں سنتی چاہت کا پورا وجود سناٹوں کی ضد میں تھا مانو

۔۔۔۔۔

بالاج سکندر اور اسکی پسند۔۔۔۔ حیرت تو بنتی تھی،،، "تم سب

"! یہی رکو میں بی بی جی کو بٹھا کے آتی ہوں۔۔۔۔۔

گوری باقی سبھی کو دروازے پر رکنے کا کہہ چاہت کو لیے آگے

بڑھی۔۔

اور اسے پھولوں کی مہک سے مہکتی اس خواب گاہ میں پھولوں

سے سجے بستر پر بٹھاتے وہ پھر سے دروازے پر پہنچی۔۔۔

ZAINAB RAJPOOT

"! تم۔۔۔۔۔۔۔۔۔ راستہ چھوڑو میرا۔۔۔۔۔

وہ بے قرار سا جہاں آرا بیگم کے بتانے پر اپنے کمرے کی طرف بھاگتا ہوا آیا۔۔۔۔

مگر سامنے ہی لڑکیوں کے ٹولے میں کھڑی گوری کو دیکھ وہ سمجھ گیا۔۔۔

یہ ساری اس سے نیگ وصولنے کو پہنچی تھی۔۔

"سس۔۔۔۔ سرکار۔۔۔۔۔!"

سائرہ منمنائی،،،اسے ایسی امید نہیں تھا۔۔۔اسنے تیزی سے گوری کو ٹہو کا کروایا آج وہ ساری اچھا خاصا نیگ لینا چاہتی تھی۔

تاکہ سبھی مل بانٹ کر پارٹی کر سکیں۔۔

چھوٹے سرکار۔۔۔۔۔۔۔۔۔ ہم دولہن کی بہنیں ہیں اور آپ کی بھی۔۔۔۔۔۔۔ نیگ دیں گے تو ہی جائیں گی ہم۔۔۔۔!"

کمر پر ہاتھ ٹکائے وہ اندر جانے کا سارا رستہ بلاک کر گئی،،

دیکھو اچھے بچے ضد نہیں کرتے جاؤ شاباش۔۔۔ورنہ میرے

"!غصے کا اندازہ ہے ناں۔۔۔۔

اسنے اپنی چاکلیٹ براؤن آنکھیں پھیلائے غصے سے کہا تو سبھی کا

چہرہ فق پڑ گیا۔۔ماسوائے گوری کے۔۔۔

دولہا بھائی۔۔۔۔نیگ لیے بغیر تو میں جانے والی ہوں نہیں

۔۔۔ویسے بھی اماں کا اتنا قرضہ چڑھ گیا ہے۔۔

."!وہ بھی تو اتارنا ہے مجھے۔۔۔تو دے دیں ناں پلیز۔۔

ہاتھ جوڑتے وہ منہ بسورے بولی۔۔تو بالاج نے گہری سانس فضا

کے سپرد کی۔۔

"!اچھا کتنا چاہئے۔۔۔

کمر پر ہاتھ باندھے وہ نیم رضامندی سے گویا ہوا۔۔تو گوری کی

آنکھیں چمکی۔

"! پچاس ہزار۔۔۔۔۔۔

گوری نے مسکراتے ہوئے کہا۔۔تو بالاج نے حیرت سے اسے دیکھا۔۔۔

"! دیکھیں ہیں کبھی اتنے پیسے۔۔۔۔

وہ جان بوجھ کر چڑھانے والے انداز میں بولا۔۔

نہیں دیکھے مگراب دیکھنا چاہتی ہوں ویسے بھی اتنی پیاری دولہن دی ہے آپ کو۔۔۔۔۔۔اسکے بدلے تو یہ نیگ کچھ بھی نہیں

"!۔۔۔

بالاج سکندر کے چہرے پر بے قراری صاف عیاں تھی۔۔۔

اور اسی بے قراری کا وہ مزہ لوٹ رہی تھی۔۔۔

"! یہ لو اب خوش۔۔۔۔۔

بالاج نے جیب سے پانچ پانچ ہزار کے ڈھیروں نوٹ نکالتے اسکے ہاتھ پر رکھے۔۔

"یہ تو بہت زیادہ ہیں سرکار۔۔۔۔!"

اپنے ہاتھ میں نوٹوں کی تعداد دیکھ وہ حیرت سے بولی،،

باقی تم رکھ لو۔۔۔۔!" بالاج تیزی سے کہتا فوراً سے کمرے کی جانب بڑھا،،

پیچھے سے آتی گوری اور باقی سبھی کی آواز پر اسکے لب ہلکے سے ہنسے۔۔۔

وہ اندر داخل ہوتے دروازہ اندر سے لاک کر گیا۔۔

ZAINAB RAJPOOT

کمرے کے خوابناک ماحول میں اس بڑے سے سرخ گھونگھٹ تلے چاہت کا سانس رکنے لگا تھا۔

ہاتھوں کی انگلیوں میں واضح کپکپاہٹ تھی،، بالاج سکندر کے رویے سے وہ ناواقف تھی، دل الگ ہول رہا تھا ابکی اگر اسکی محبت کو رسوا کیا جاتا تو شاید ہی وہ زندہ رہ پاتی،،

اہنہہ۔۔۔۔" بے حد اچانک سے بیڈ پر اسکے نزدیک بیٹھتے بالاج نے گلا کھنکھارتے اپنی موجودگی کا احساس دلایا۔۔

چاہت کے وجود میں ایک کرنٹ سے دوڑا۔۔

نیلی گہری آنکھوں میں خوف تیرنے لگا۔ وہ گھبراہٹ سے سانس روکے نچلا لب دانتوں میں دبا گئی۔

کیا ہوا سائیں کی جان۔۔۔۔۔ کانپ کیوں رہی ہو۔۔۔۔!"

گھونگھٹ کے اندر سے ہی اسکی گری پلکوں کو دیکھ بالاج نے بے حد نرمی سے چاہت کا کپکپاتا ہاتھ تھامے شرارت سے پوچھا،،

چاہت کی زبان تالو سے چپک سی گئی،،اسے سمجھ نہیں آرہی تھی

کہ وہ کیا جواب دے،،اس قدر کھلا لہجہ وہ بھی بالاج سکندر کا

"۔۔۔۔۔

ناراض ہو گیا۔۔۔!"وہ ہتھیلی پر لکیریں کھینچتا حیرت سے پوچھنے

لگا۔۔

نن۔۔۔نہیں تو۔۔۔۔!" بالاج کی توقع کے مطابق اگلے ہی

لمحے جواب خاضر تھا۔

چاہت نے جھٹ سے اپنی اچانک پھسلتی زبان کو دانتوں تلے

دبایا۔

تو پھر وائبریشن پر کیوں لگی ہو۔۔۔!"وہ جانتا تھا چاہت کے

احساسات۔۔۔۔اسکے خدشات۔۔۔۔جبھی اسے نارمل

کرنے کو وہ ہلکا پھلکا سا چھیڑنے لگا،،

اور ساتھ ہی ہتھیلی پر بی کھینچتے اسنے اپنے عنابی لب چاہت کی ہتھیلی پر رکھے،

تو چاہت کے چہرے پر خون سمٹ آیا،
شرم وحیا سے آنکھیں ایسی بوجھل ہوئی تھی کہ نگاہ تک نہیں اٹھا پا رہی تھی۔۔

میرے ذوق میں رہتا ہے تیرا عکس عیاں"
"میرا ہونا تیرے ہونے کی وجہ ہو جیسے

بالاج نے نرمی سے گھونگھٹ پلٹا تو نگاہیں اس پری وش کے حسین مکھڑے پر ایسی ٹکی کہ وہ سانس روکے مبہوت نگاہوں سے چاہت کو دیکھتا رہ گیا۔۔

وہ واقعی حسین تھی مگر آج قریب سے دیکھنے پر وہ اسے حسین ترین دکھی تھی۔۔

بے ساختہ اسکی گھبراہٹ دور کرنے کو اسنے جھکتے پیشانی پر بوسہ دیتے مدہم آواز میں شعر گنگنایا۔۔۔

چاہت کے لبوں پر اس خوبصورت اعتراف کے بعد ایک شرمگیں مسکراہٹ رینگنے لگی۔۔

"! بتاؤ کہاں سے تعریف شروع کروں۔۔۔

وہ اسکی گود میں سر رکھتے کافی بے باک سے لہجے میں بولا تھا۔۔

آنکھیں۔۔۔۔۔ رخسار۔۔۔۔۔ ناک۔۔۔۔۔۔ یا پھر ہونٹ

"۔۔۔۔۔۔؛

وہ شرارتا اسکے چہرے کو گہری نگاہوں سے دیکھتا بولا۔۔۔

تو چاہت نے ایک دم سے اسکے ہونٹوں پر اپنی ہتھیلی جمائی۔۔۔

"آپ ایسے تو نہیں تھے سائیں۔۔۔۔
آنکھیں پھیلائے وہ بے یقینی سے گویا ہوئی تو۔ بالاج نے اسکے
رخسار کو اپنے ہاتھ کی انگلیوں کے پوروں سے سہلایا۔۔۔
تھا تو نہیں۔۔۔۔۔ مگر جانے کب کیسے۔۔۔۔۔۔۔ یہ عشق کا
مرض طاری ہوا۔۔۔۔۔ کہ اب حال ایسا ہے کہ طبیب کے بغیر
سکوں تک میسر نہیں۔۔۔۔۔ !"
چاہت نے بوجھل ہوئی پلکیں اٹھائے اس ستمگر کو ایک نگاہ
دیکھا۔۔
جس کا اس قدر قریب ہونا کسی خوبصورت خواب سے زیادہ کچھ
بھی نہیں تھا۔۔
دعائیں ایسے قبول ہونگی اسنے کبھی سوچا تک نہیں تھا۔

نگاہیں چرانے کی ضرورت نہیں،،، جتنا مرضی دیکھ

لو۔۔۔۔۔۔۔ جیسے دل چاہے دیکھو۔۔۔۔۔ میں کوئی شکوہ نہیں

"کروں گا۔۔۔۔۔

وہ شرارت سے کہتا چاہت کی گردن میں ہاتھ لپیٹتا اسکا چہرہ

قریب تر کرتے دونوں گالوں پر بوسہ دیے مخمور سی نگاہوں سے

اس کے گلنار ہوئے چہرے کو دیکھنے لگا۔۔۔

جانتی ہو تمہارے دور ہونے کا احساس کتنا تکلیف دہ رہا میرے

لئے۔۔۔۔۔۔۔ تم جب جب اس اویس ملک کے لئے بنی

سنوری میرا دل چاہا کہ میں اس کمینے کو جان سے ماردوں

۔۔۔۔

یا پھر تمہیں اپنے نام کرلوں۔۔۔۔اور دیکھو۔۔۔میں

کامیاب رہا۔۔۔چاہت ملک۔۔۔صرف اور صرف بالاج سکندر

کی ہے۔۔۔

تمہاری طرف نگاہ اٹھانے والی کی میں آنکھیں نوچ دوں گا

"۔۔۔

اسکے جنونیت بھرے الفاظ پر چاہت نے سہم کر اسے دیکھا۔۔۔

جس کی محبت کے جذبات بھری نگاہیں اسی پر ٹکی تھیں۔۔

آج ان دونوں کی زندگی کے نئے سفر کی خوشگوار شروعات تھی،

جہاں محبت ہی محبت آباد تھی ایک دوسرے کے لیے۔۔۔اپنے

"من کے محرم کیلئے۔۔۔۔۔۔

دہلیز پر کھڑی لاکھوں خوشیاں ان دونوں کی منتظر تھی۔۔اب ہر

سوں خوشیوں کی چہکار تھی۔۔

بادلوں کی اوٹ میں چھپا چاند بھی اس خوبصورت رات میں ان کی ملن پر کافی خوش دکھائی دے رہا تھا۔

ZAINAB RAJPOOT

یار یوٹیوب والو آپ لوگ اب کنجوسی چھوڑ دیں،، □ پیج پر آئے گی تو ریڈ کر لیں گے۔اسکا انتظار کرنے کی بجائے یوٹیوب سے ریڈ 😛 کر لیں۔۔ورنہ 😑 ورنہ نیکسٹ نہیں دینی میں نے

💖,اپی کیسی لگی لازمی بتایئے گا

Zara next b read kr k dil khush kar dain plijj😫

31 Part 2

https://youtu.be/n-qwWLkFMac

ناول محبت من محرم

از قلم زینب راجپوت

قسط نمبر 31 پارٹ 2

ناول میرے یوٹیوب چینل اور آفیشل پیج کے علاؤہ کہی بھی پوسٹ کرنے کی اجازت نہیں، تو بنا اجازت کاپی کرنے سے "! گریز کریں،، شکریہ۔۔۔۔۔۔

ZAINAB RAJPOOT

مسٹر ملک آپ چاہیں تو دوسرے کمرے میں آرام کر سکتے ہیں۔۔۔ویسے بھی تھوڑی دیر تک آپ کی مسز دواؤں کے زیرِ اثر غنودگی میں چلی جائیں گی،،

ڈاکٹر کی آواز پر شمشیر نے گردن موڑے خالی خالی نگاہوں سے ڈاکٹر کو دیکھا۔۔

اسکے ہاتھوں میں عقیدت کا ہاتھ تھا۔۔

جسے وہ مضبوطی سے تھامے ہُوئے تھا۔ ڈریسنگ ہو چکی تھی مگر عقیدت کا چہرہ حد درجہ سرخ تھا۔۔

یقیناً درد نا قابلِ برداشت تھا۔۔۔ شمشیر نے گہری نگاہوں سے اسکی گردن کی ابھرتی معدوم ہوتی رگوں کو دیکھا۔۔

شاید وہ آنسوں روکنے کی کوشش میں ہلکان تھی۔۔

یہ سوچ ہی اس مضبوط مرد کو تکلیف دہ کر رہی تھی کہ وہ چاہ کر بھی اسکا درد، دکھ، تکلیف بانٹ نہیں پا رہا تھا۔

"ڈاکٹر میں یہیں ٹھیک ہوں شکریہ،،،،

وہ بمشکل سے بولا تھا۔۔۔ وگرنہ جس قدر بے بسی وہ فیل کر رہا تھا ،،دل تو خود کو ختم کرنے کا کر رہا تھا،،

اوکے ایزیُووِش مسٹر ملک۔۔۔۔۔۔۔۔۔ڈاکٹر مسکراتے ہوئے کہہ روم سے نکلی۔

تو عقیدت نے اپنی درد کی شدّت سے سرخ ہوئی نگاہیں اٹھائے شمشیر کی پشت کو دیکھا۔۔

جو دروازے کی جانب بڑھ رہا تھا۔۔پہلے کی نسبت اب وہ خاموش تھی،،شاید زخموں میں درد زیادہ ہونے لگا تھا۔۔

کہاں درد ہے______؟"آنکھیں بند کرتے ہی اپنے کانوں میں مدہم سی سرگوشی سنائی دی۔۔۔۔۔وہی بھاری طلسم برساتی جادوئی آواز۔۔۔۔۔۔۔۔عقیدت کے گلے میں آنسوں کا پھندا سا اٹکا۔۔۔

آنکھیں لرز رہی تھیں مگر وہ ہنوز آنکھیں میچے لیٹی تھی۔

"تمہارا ہر درد چن لوں گا میں مائی سول۔۔۔۔۔۔۔۔"

اپنی بے تحاشہ سرخ ہوتی سبز نگاہوں سے عقیدت کے چہرے کو دیکھتا وہ نرمی سے اسکے رخسار پر شہادت کی انگلی پھیرنے لگی،،

سسسس۔۔۔۔!"عقیدت درد کی شدت سے سسکی،،مگر وہ بولنے سے گریز کر رہی تھی۔۔

شمشیر نے بے چینی سے اسے دیکھا۔۔ جسکے آنسوں ضبط کا بندھ

توڑتے ہوئے رخساروں پر بہہ نکلے تھے۔

نیند نہیں آرہی۔۔۔" وہ بیڈ پر تھوڑی سے جگہ پر بیٹھتا اب

دونوں ہاتھوں کے پیالے میں اسکا معصوم چہرہ بھرتے پوچھنے لگا

۔۔

عقیدت اسکے لہجے کی بے قراری، فکر پر چونکی تھی۔

مگر اس وقت احساسات پر درد حاوی ہوا پڑا تھا جبھی فوراً سے سر کو

اثبات میں ہلایا۔۔

ادھر دیکھو مجھے.......... وہ بلکل مدھم لہجے میں شدت سے

پکار رہا تھا۔

عقیدت نے پلکوں کی باڑ اُٹھائے اپنی پانی سے بھری نگاہوں سے

اسے دیکھا۔

جس کی آنکھوں کے شدت بھرے جذبات اسے چونکا رہے تھے

--

آج ان حسین نگاہوں میں نفرت نہیں، بلکہ جنون تیر رہا تھا۔۔

اور وہ جنون رفتہ رفتہ عقیدت شمشیر ملک کو اپنے حصار میں جکڑتا

جا رہا تھا۔

"میں ہوں ناں پاس میں ہر غم بُھلا دوں گا۔

وہ مخمور لہجے میں بولا،، اسکے الفاظ عقیدت کو اپنے سحر میں جکڑ

رہے تھے۔

اسکے لب دھیرے دھیرے عقیدت کے چہرے پر سفر کر رہے

تھے،، اسکا ہر بوسہ تاثیر لیے ہوئے تھا،، محبت کی تاثیر،، محرم

رشتے کی مٹھاس،، دل سے روح تک کی رسائی حاصل کرنے کی

طاقت،، کیا کچھ نہیں تھا ان بوسوں میں۔۔۔۔ سنو تمہارے

"! گال پر درد ہے،، اس لیے ہونٹوں کا بوسہ ادھار،،،

وہ عقیدت کو ان لمحات کی قید میں مدغم دیکھ، بے حد نرمی سے

اسکے کان میں شرارت سے گویا ہوا۔۔

تو عقیدت جو پوری طرح سے ان لمحات میں جکڑ چکی تھی، شرم

سے سرخ چہرہ جھکائے وہ نگاہیں چرانے لگی،،

شمشیر کے عنابی لب دلکشی سے مسکرائے،، اسنے جھکتے بے حد

نرمی سے اس کے لبوں کو چھوا،، اور ایکدم سے پیچھے ہوا۔۔۔

عقیدت کی آنکھیں حیرت و بے یقینی سے پھیل گئی،،

ایڈجیسٹ کر لو آج کی رات،،، طبعیت ٹھیک ہوتے ہی ادھار اتار

"دوں گا۔۔۔۔

اسکے نرم و ملائم ہاتھ کو ہونٹوں سے لگاتے وہ آنکھ ونک کرتا دلکشی

سے مسکرایا۔۔

تو عقیدت کئی لمحوں تک مبہوت سا اسے دیکھتی رہی،، اسکی ہنسی

کتنی جان لیوا تھا۔۔

عقیدت کی دھڑکنیں سست ہوئیں اور پھر ایکدم سے بڑھی

"____________

کیا یہ اسکی کوئی چال تھی، کیا شمشیر حیدر ملک اس پر اس قدر

مہربان ہو سکتا تھا۔۔؟

دماغ الگ لہہ پر سوچ رہا تھا۔۔۔ اور دل دل تو آج اسکے اس نئے

روپ کا دیوانہ ہو چکا تھا۔۔

""""" تت________

اششششش۔۔۔۔۔۔خاموش رہو کچھ بھی کہنے کی ضرورت "

" نہیں۔۔۔۔بس آنکھیں بند کرو۔۔۔

عقیدت جیسے ہی بولنے لگی،، شمشیر نے ایکدم سے اسے ٹوکا،،

ہونٹوں پر انگلی رکھے وہ اسے خاموش کرواتا خود بستر پر تھوڑی سی جگہ پر لیٹتا عقیدت کا سر اپنے بازو پر رکھے اسکی حیرت سے پھیلی آنکھوں میں دیکھنے لگا۔۔

اگر نیند نہیں آرہی تو کمپنی دوں۔۔۔؟"اسکی پھیلی حسین نگاہوں میں اپنی شارپ سبز نگاہیں گھاڑے وہ شرارتا گویا ہوا۔۔

تو عقیدت نے پٹ سے آنکھیں موندی،،

ادویات کے زیر اثر اور کچھ شمشیر کا بھاری ہاتھ جو اسکے بالوں کی جڑوں کو سہلا رہا تھا اس سے ملتے سکون کے سبب وہ تھوڑی ہی دیر میں نیند کی وادیوں میں گم ہو گئی۔۔

آج ایک حسین رات گزری تھی،، جس کے سائے نے ان دونوں کو اپنی لپیٹ میں لیے رکھا تھا۔۔۔۔

محبت کے اس سفر میں جہاں ایک بیگانہ سا سو رہا تھا وہی دوسرا ساری رات بنا پلکیں جھپکے دیدارِ یار میں مشغول رہا۔۔۔

من کے محرم سے محبت کا یہ سفر کافی دلچسپ رہا تھا مگر یہ اختتام حسین ترین ہونے والا تھا۔۔

ZAINAB RAJPOOT

علی آپ کہاں تھے رات سے۔۔۔۔۔۔ جانتے ہیں کس قدر پریشان ہو رہی تھی میں ______"

کنول بیگم نڈھال سی کیفیت میں اٹھی،، اپنے شوہر کے گریبان کو جھنجھوڑتے وہ اپنی بے بسی ان پر عیاں کر رہی تھیں،،

"ری لیکس رہیں کنول ______ ضیگم مر گیا ہے۔۔۔۔۔۔:

علی شاہ نے ایک گہری سانس فضا کے سپرد کرتے کہا تو کنول بیگم

شاکڈ سی کیفیت میں ایکدم سے پیچھے ہوئی منہ پر دونوں ہاتھ

جمائے وہ علی کو دیکھے گئی۔۔

مم۔۔۔۔ مگر کیسے ہوا یہ سب.........؟" وہ کافی خوفزدہ

سے لہجے میں پوچھتی پیچھے صوفے پر بیٹھتی چلی گئی،،

علی شاہ نے گہری سانس بھری،، جوان بھتیجے کی موت سے زیادہ

انہیں اس بات کا دکھ ہوا تھا کہ ان کی بیٹی کو کڈنیپ کر کے اذیت

سے دوچار کرنے والا کوئی اور نہیں ان کا سگا بھتیجا تھا۔۔

عقیدت کا کک۔۔۔۔ کڈنیپ ضیگم نے کیا تھا اور شمشیر ملک

نے اسے جان سے مار دیا۔۔۔۔!"

اوہ۔۔۔۔۔۔۔!" کنول بیگم ایکدم سے چیختی سکتے کی سی کیفیت

میں مبتلا ہوئی۔۔۔

آنکھیں بے یقینی سے حد درجہ پھیلی تھی۔

یقین کر پانا ناممکن تھا انکے لیے بھی،، وہ تو سمجھ رہی تھی کہ شمشیر ملک سے جان چھڑانے کے لیے ان کی بیٹی کہیں غائب ہو گئی۔۔۔

مگر یہاں تو اسے کڈنیپ کیا گیا تھا۔۔۔

عع۔۔۔۔۔۔۔ علی مجھے عقیدت سے ملنا ہے پپ پلیز مجھے اسکے پاس لے چلیں۔۔۔۔"

وہ روتی ہوئی منت بھرے انداز میں گویا ہوئی۔۔۔

ناممکن ہے کنول۔۔۔۔۔۔ شمشیر حیدر ہمیں کبھی ہماری بیٹی سے ملنے نہیں دے گا۔۔۔۔!" اذیت و کرب سے کہتے اُنہوں نے آنکھیں میچ لیں۔۔۔۔

نن نہیں مجھے دیکھنا ہے اسے۔۔۔۔۔۔ شمشیر کون ہوتا ہے مجھے

"! روکنے والا۔۔۔۔ وہ میری بیٹی ہے۔۔۔

وہ روتی ہوئی ایکدم ضدی سے انداز میں چلائی تھی۔۔

سنھبالو خود کو کنول۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ ہم بے بس ہیں،، چاہ کر بھی

"! اپنے بیٹی سے نہیں مل سکتے۔۔۔۔

وہ باآواز بلند رونے لگی تھی۔۔ قطرہ قطرہ کر ملتی اس تکلیف نے ان کی نسوں میں زہر کی مانند کام کیا تھا۔۔۔

اپنے وقت کی حسین عورت اب دنوں میں سالوں کی بیمار لگنے لگی تھیں۔۔

بلڈ پریشر جیسی جان لیوا بیماری نے انہیں ایسا گھیرا تھا کہ اب اٹھتے بیٹھتے وہ بیمار ہونے لگتی۔۔۔۔

پلیز علی ایک بار چلتے ہیں۔۔۔۔ !"آنسوں رگڑتی وہ منت

بھرے انداز میں بولیں۔۔۔۔ علی شاہ بے بس سے اپنے بیوی کو

دیکھ رہے تھے۔۔

بالآخر وہ کیا کر سکتے تھے اسکے لئے۔۔۔۔۔ کچھ بھی تو

نہیں______!"

دروازے کے پاس کھڑا ساحل شاہ جو بڑی غور سے اپنے ماں

باپ کی باتیں سن رہا تھا شمشیر حیدر ملک کا نام اسکے ذہن کے

پردوں پر چپک کے رہ گیا۔

ZAINAB RAJPOOT

اگلی صبح نہایت خوشگوار تھی،، چڑھتے سورج کی سنہری روشنی نے

ہر طرف روشنی بکھیر رکھی تھی۔۔

موسم انتہا کا خوشگوار تھا،، ایسے جیسے بارش میں بہتے ہر دکھ، غم،

کے بعد دل صاف ہو جائے، ایک نئی امید بھری زندگی کا آغاز

تھا،،

ملک حویلی میں ضرورت سے زیادہ خاموشی پھیلی ہوئی تھی

صحن میں بیٹھے اکرم ملک بلکل خاموش تھے، حقیقتاً وہ داجان کے

کہنے پر چپ سادھے ہوئے تھے،،

ورنہ کل رات تو چاہت کو اپنے کمرے میں نا پاتے وہ بری طرح

سے بپھر گئے تھے،

اور اب وہ صبح سے ہی شمشیر کے آنے کے منتظر تھے،،

حویلی میں ایکدم سے گہما گہمی مچی، ملازمین بھاگتے ہوئے اندر کی

جانب جا رہے تھے---

چوکیدار ایک دم سے بھاگتا بیرونی بڑے سے گیٹ کو کھول گیا۔۔

داجان سمیت وہاں موجود روبیہ، خدیجہ بیگم اور اکرم ملک نے چونک کر سیاہ کرولا کو دیکھا۔۔

جسکے آگے بنا شیر کے منہ کا نشان شمشیر حیدر کی گاڑی کی نشانی تھا۔۔

داجان کا چہرہ مہکتے پھول کی طرح شاداب ہوا،،

جب گاڑی سرخ پتھریلی روش پر رکی، سب لوگ سانس تھامے گاڑی سے نکلتے سیاہ بوٹ میں مقید اسکے پاؤں کو دیکھ،، شمشیر حیدر ملک کو ایک بھرپور دیکھ ستائش سے چونک گئے،

آج وہ حد درجہ الگ لگ رہا تھا یا پھر یوں کہا جاتا کہ کچھ الگ اور حسین۔۔۔۔۔۔

سیاہ تھری پیس سوٹ میں میں ملبوس وہ سبز نگاہوں والا شہزادہ ایکدم سے مڑا،اور آج زندگی میں پہلی بار اسکے سفید ہاتھ گاڑی کا دروازہ کسی دوسرے کے لیے کھول رہے تھے،

اسے جاننے والے ملازمین جو ہاتھ باندھے احتراماً کھڑے تھے اسکا خاندان آج سکتے کی سی کیفیت میں تھا۔۔

جب ایک نازک سا سفید کمزور ہاتھ اسکے بھاری سرخ و سفید ہاتھ کی زینت بنا۔

سبھی کی نگاہیں گاڑی کے اندر موجود اس وجود پر تھیں۔۔

جس کیلئے شمشیر حیدر ملک آج اپنے قاعدے قانون فراموش کر رہا تھا۔

"آرام سے۔۔۔۔۔"

اسکی حسین مقناطیسی ہلکی سیاہ آنکھوں میں نمی دیکھ وہ بے حد متفکر

لہجے میں بولا۔۔

عقیدت نے نڈھال سی کیفیت میں اس ستمگر کو دیکھا۔۔

جس کی آنکھوں میں کل سے ہی اسکے لئے فکر، محبت، جنون اور

جانے کیا کچھ نہیں تھا۔

"گوہر۔۔۔۔۔۔!"

وہ بلند آواز میں دھاڑا۔۔۔۔۔

روبی نے منہ کے زاویے بگاڑے سیل فون پینٹ کی پاکٹ سے

نکالا۔۔

گوہر اسکی آواز پر وہیل چیئر گھیٹستا ہانپتا ہوا سا وہاں پہنچا۔۔۔

داجان چشمہ لگائے غور سے اسی جانب دیکھ رہے تھے۔۔

جب شمشیر نے بے حد نرمی سے عقیدت کے بازو کو جکڑے اسے سینے سے لگائے گاڑی سے نکالا۔۔۔

ری لیکس سب کچھ ٹھیک ہے۔۔۔! وہ خوفزدہ ہوئی تھی۔۔

زخم دکھنے کا اندیشہ ہی اس قدر تھا۔۔ مگر شمشیر کی میٹھی آواز سن وہ قدرے ری لیکس ہوئی۔

عقیدت کو آرام سے چئیر پر بٹھائے وہ پیچھے سے چئیر تھامے اندر کی جانب بڑھا، داجان سمیت سبھی فرد حیرت سے اسے دیکھ رہے تھے۔

جو بنا کسی سے ملے عقیدت کی چئیر کو تھامے اندر کی جانب بڑھ رہا تھا۔

ZAINAB RAJPOOT

نیکسٹ ایپی پیج پر تبھی پوسٹ ہو گی جب اس پر لائکس مکمل ہوئے

ناول محبت من محرم ❤😇600likes

از قلم زینب راجپوت

قسط نمبر32

ناول میرے یوٹیوب چینل اور آفیشل پیج کے علاوہ کہی بھی پوسٹ کرنے کی اجازت نہیں، تو بنا اجازت کاپی کرنے سے گریز کریں،، شکریہ------ !"

ZAINAB RAJPOOT

میں کیسی لگ رہی ہوں-----؟" مرر میں اپنے سجے سنورے روپ کو دیکھتی سیاہ آنکھوں میں اشتیاق سموئے وہ اپنے روبرو بیٹھے راب خانزادہ سے استفسار کرنے لگی،،

گاڑی کو دائی جانب موڑتے اسکی سریلی آواز سن اسکے خوبصورت عنابی لبوں پر گہری مسکراہٹ نمایاں ہوئی،،

مجھ سے پوچھیں گی تو کئی صدیاں آپ کے حسن کی تعریف میں بیت جائیں گی مگر یہ زبان یہ آنکھیں اور یہ لب آپ کی تعریف کرتے ایک پل کو بھی ناں رکے گے،

بس کر دیں آپ تو۔۔۔۔آپ کو تو بس موقع چاہیے ہوتا ہے شروع ہونے کا۔۔۔۔!"

منت دھڑکتے دل سے اپنے تاثرات پر خفگی کا لبادہ اوڑھے اپنے سرخ آرز چھپاتی رخ کھڑکی کی سمت موڑ گئی،،

دیکھ لیں کتنی خوش قسمت ہیں آپ جو آپ کو ایسا صبر و تحمل والا شوہر ملا۔۔۔جو آپ کے ہر حکم پر سر تسلیم خم کر دیتا ہے۔۔۔!"

راب جانتا تھا اسکی کیفیت۔۔۔۔جبھی اسے شرارت سے چھیڑنے لگا،،

غلط فہمی ہے آپ کی جناب۔۔۔۔۔ صبر اور وہ بھی آپ میں

۔۔۔۔۔ صبح سے شور ڈال رکھا ہے آپ نے کہ جلدی کرو جلدی

"! کرو اور اب کیسے شریف بن رہے ہیں۔۔۔۔

ہاتھ سینے پر باندھتے وہ خفگی سے گویا ہوئی تو اسکی تیکھی سرخ ناک

دیکھ راب کو بے ساختہ اسپر ڈھیروں پیار آیا۔۔

شریف تو ہم ہیں محترمہ۔۔۔ ورنہ اتنی حسین بیوی کے ہوتے

ہوئے بھی سسرال کے چکر لگانے کے بجائے ہنی مون پر پہنچ

"چکے ہوتے۔۔۔۔۔۔

سرد سانس فضا کے سپرد کرتے اسنے تاسف سے کہا تو منت نے

بمشکل سے اپنی امڈ آنے والی ہنسی چھپائی۔۔۔

ایک خوبصورت میٹھے سفر کو طے کیے وہ تھوڑی دیر بعد شاہ مینشن

کے باہر تھے۔۔

راب نے آگے بڑھتے منت کے ہاتھ کو تھامے اسے ساتھ لگایا۔۔
اور خوشی سے دمکتے چہروں سے وہ اندر داخل ہوئے۔۔

ماما۔۔۔۔!" کچن میں کھانا تیار کرتی شائستہ بیگم کو پیچھے سے حصار میں جکڑتے وہ جس قدر خوشی سے چہکتے گویا ہوئی تھی۔۔
اسکی آواز پر وہ ایک دم سے بے یقین شاکڈ سی مڑی۔۔ تو پیچھے کھڑے راب اور پھر خوشبو میں نہاتے منت کے وجود کو بیچ میں اس قدر قریب پاتے انہوں نے مضبوطی سے اسے سینے میں بھینچ لیا۔۔

کتنا یاد کر رہی تھیں وہ اپنی بیٹی کو۔۔۔ اور اب کیسے وہ ایکدم سے سامنے آئی تھی۔ انکی آنکھیں پل بھر میں بھیگی۔۔

ماما آپ کیوں رو رہی ہیں۔۔۔۔؟" انکے آنسوں صاف کرتے منت نے خفگی و حیرت سے پوچھا تو وہ ہنس دی۔۔۔

بس کچھ نہیں سوچ رہی ہوں۔۔۔ابھی تو جان چھڑائی تھی پھر سے ٹپک پڑی ہو۔۔۔!"

وہ کہتے نفی میں سر ہلائے ہنسی توراب کا قہقہہ بے ساختہ تھا۔۔

اسکے خوشیوں سے بھرپور قہقہے پر شائستہ بیگم نے ممتا بھری مسرت سے بھرپور نگاہوں سے اسے دیکھا اور پاس جاتے اسکے سر کا بوسہ لیے ڈھیروں دعائیں دے ڈالی۔۔

آج تو بہت خوش ہے میرا بچہ۔۔۔۔!" وہ صدقے واری ہوئی تھی، آج تو انکے بچے انہیں حیران کر رہے تھے۔۔

ان کا خوشیوں سے کھلکھلاتا دمکتا روپ۔۔۔ان کی ممتا کو سکون بخش رہا تھا۔ کتنا اچھا تھا یہ احساس کہ انکے بچے ایک ساتھ خوش و خرم تھے۔۔

آپ کی بیٹی کا ہی ہاتھ ہے اس میں امی۔۔۔۔۔اب اتنی فرمانبردار بیوی ہو تو انسان بھلا خوش کیسے ناں ہو۔۔۔۔!"راب نے نثار جاتی نگاہوں سے اسکے من موہنے مکھڑے کو نہارتے منت کی عزت بڑھائی۔۔

تو گردن اکڑاتے وہ فخر سے ماں کو دیکھنے لگی۔۔ جیسے کہہ رہی ہو
'!سن لیں آپ کا داماد کیا کہہ رہا ہے۔۔۔
اسکی حرکت پر شائستہ بیگم بے ساختہ ہنستے سر نفی میں ہلا گئی۔۔
ارے بھائی بڑی رونق لگی ہے آج تو بڑے لوگ آئیں ہیں
"!۔۔۔۔۔

شور کی آواز سن ابراہیم شاہ لائبریری سے نکلتے سیدھا کچن میں آئے تو سامنے ہی بیٹے اور بیٹی کو ایک ساتھ اس قدر خوش دیکھ ان کا سیروں خون بڑھا تھا جیسے۔۔۔۔

چہرہ خوشی سے دمکتا لال ہو گیا۔۔۔

"! پاپا۔۔۔۔۔۔کیسے ہیں آپ۔۔

منت ماں کی بانہوں سے نکل کر سیدھا باپ کے گلے جا لگی۔۔۔

اسکی پارٹی بدلنے پر شائستہ بیگم نے حیرت سے آنکھیں پھیلائے

اس گھنی بیٹی کو گھورا۔۔۔۔

تو پاس کھڑی ملازمہ بھی ہنس دی۔۔گھر میں رونق دیکھ سبھی

ملازمین بھی بہت خوش نظر آرہے تھے۔۔

ارے امی میں ہوں ناں آپ کا بیٹا۔۔۔۔۔آپ کے

پاس۔۔۔۔!"راب تیزی سے شائستہ بیگم کے پاس پہنچتے انہیں

ہگ کرتے لاڈ سے بولا۔۔۔

تواب کی بار ابراہیم شاہ مسکرائے،،

آج کافی دنوں کے بعد انکے گھر میں پہلے جیسی چہچہاہٹ تھی،،

خوشیوں سے بھرا وہ گھر آج پھر سا آباد لگ رہا تھا۔۔

ZAINAB RAJPOOT

کیا وہ ضیگم شاہ ابتسام تایا کا بیٹا تھا۔۔۔۔!"راب کو ابھی تک یقین

نہیں ہو رہا تھا کہ جس آدمی کو اسکے سامنے شمشیر حیدر نے

گولیوں سے بھون ڈالا تھا۔

وہ اسکا قریبی تھا۔۔اور بیرون ملک رہنے کی وجہ سے وہ آج تک

اسے شکل سے نہیں جانتا تھا محض نام ہی سن رکھا تھا اسکا۔۔

ہاں بہت بری طرح سے مارا اسے شمشیر حیدر ملک

"!نے۔۔۔۔۔

ابراہیم شاہ کے لہجے میں افسوس تو ہر گز نہیں تھا جسے محسوس

کرتے راب چونک سا گیا۔۔

وہ دونوں اس وقت لان میں تھے،،اور راب کا عقیدت کی گمشدگی کا پوچھتے وقت ہی ابراہیم شاہ نے اسے ضیگم کی موت کی حقیقت سے آگاہ کیا۔

شمشیر حیدر کو آپ جانتے ہیں۔۔۔۔؟"راب نے الجھن سے انہیں دیکھا۔۔۔۔تو ابراہیم شاہ نے سر اثبات میں ہلاتے کنول بیگم اور اپنے بھائی علی شاہ کے تعلقات سے آگاہ کرتے شمشیر حیدر کی نفرت سے بھی آگاہ کیا۔۔

"تو کیا عقیدت سچ میں علی چاچو کی بیٹی ہے۔۔؟

شمشیر حیدر کی آنکھوں میں اپنی بیوی کیلیئے جنون تو وہ دیکھ چکا تھا ۔۔اگر وہ علی شاہ کی بیٹی ہوتی تو یقیناً وہ جنون نہیں نفرت کرتا ۔۔۔مگر اسکی آنکھوں میں محبت تھی۔۔

حقیقت نہیں معلوم مجھے راب۔۔۔۔ تم بھی جانتے ہو اس غلط فیصلے کی وجہ سے میں شروع سے ان سے دور رہا تھا۔۔

اور اب بھی عقیدت کی کڈنیپنگ کا معاملہ سن مجھے معلوم ہوا کہ شمشیر حیدر نے علی اور کنول بھابھی پر پابندی لگا رکھی ہے اور وہ دونوں بیٹی سے ملنے کو تڑپ رہے ہیں۔۔

"! کیا ہمیں تایا کے گھر جانا چاہیے افسوس کیلئے۔۔۔۔

پکوڑوں کا تھال لاتی منت نے بلند آواز میں پوچھا۔۔۔ شائستہ بیگم اسے حقیقت سے آگاہ کر چکی تھی۔۔۔

اور اب وہ شش و پنج میں مبتلا اپنے باپ سے مدد طلب کر رہی تھی

۔۔

ہم ہو آئے ہیں۔۔۔ تمہاری تائی اتنے بڑے صدمے میں بھی ہمیں کوس رہی ہیں حالانکہ کہ قصور ان کے بیٹے کا تھا۔۔

ذکی اور ابتسام بھائی دو دن سے شمشیر حیدر پر کیس کر چکے ہیں۔۔
مگر حیرت تو اس بات کی ہے کہ ابھی تک وہ لڑکا اریسٹ نہیں ہوا
۔۔۔!"

علی شاہ کافی متاثر ہوئے تھے شمشیر سے۔۔۔ جس نے عزت کی
خاطر اس درندہ صفت انسان کو جان سے مار ڈالا تھا۔۔
اور اب وہ منتظر تھے کہ بالآخر اب آگے کیا ہونے والا ہے۔۔
وہ بہت ٹیڑھا بندہ ہے ماموں۔۔۔۔۔ اسنے خود اپنا نام پولیس کو
بتایا تھا اور اب وہ ایسا کیس کو گھما رہا ہے کہ پولیس تو کیا کوئی بھی
چاہ کر اسکے خلاف ثبوت نہیں ڈھونڈ سکا۔۔۔۔
جس بندوق سے گولیاں چلی تھیں۔۔۔ اس پر ایک مرے ہوئے
آدمی کی انگلیوں کے نشانات ہیں اور وہ آدمی ضیغم شاہ کی موت
کے ٹھیک دس منٹ بعد خودکشی کر گیا۔۔

"!مطلب صاف ہے کہ کیس بند سمجھیں۔۔۔۔

راب نے مسکراتے ہوئے اُنہیں مزید معلومات سے آگاہ کیا۔۔

تومنت سمیت سبھی نے اسے خشمگیں نگاہوں سے گھورا۔۔

یار مجھے ایسے مت دیکھیں میں نے کچھ بھی نہیں کیا میں تو آؤٹ آف سٹی تھا اس کیس کے دوران۔۔۔۔۔وہ کندھے اچکائے معصومیت سے بولا۔۔

یار بندہ بشر ہوں اوپر سے پولیس آفیسر تو معلومات تو ہونگی ناں

"!ساری۔۔۔۔

ابراہیم شاہ کی شاکی نگاہوں کو ابھی تک خود پر ٹکا پاتے وہ تھوک نگلتے گویا ہوا،، تو گہری سانس بھرتے انہوں نے سر اثبات میں ہلایا۔۔

"!گویا انہیں یقین آگیا تھا اس پر۔۔۔۔

ZAINAB RAJPOOT

بہت خوب ہے سردار ملک شمشیر حیدر۔۔۔۔۔یہاں ہم آپ

کے انصاف کے منتظر بیٹھے ہیں اور آپ کو بیوی کی تیمارداری سے

"!فرصت نہیں۔۔۔۔۔

عقیدت کو کمرے میں لے جاتے وہ کافی دیر کے بعد فریش

ہوتے بڑے کمرے میں داخل ہوا۔۔

تو اسے دیکھتے ہی اکرم ملک نے چبھتے لہجے میں کہا۔۔۔۔

جیتے رہو آؤ بیٹھو میرا بچہ۔۔۔۔۔!"شمشیر نے جھک کر دادا جان کو

سلام کیا اور پھر انکے قریب بیٹھا۔۔گہری سانس فضا کے سپرد

کرتے اسنے ناگواری سے کمرے کے پر کیف ماحول کو جانچتی

نگاہوں سے دیکھا۔۔۔

چچا جان اپنی بیوی کی تیمارداری کر رہا ہوں ناں کی کسی غیر

کی۔۔۔۔۔اور رہی بات آپ کے معاملات کی تو یاد رکھیں

۔۔۔میری موجودگی سے زیادہ میری نگاہیں ہمہ وقت میرے اپنوں پر ٹکی ہیں۔۔۔

آپ اپنی بے چینی کی وجہ بیان کریں۔۔۔۔!"اسنے بات بڑھانے کی بجائے سمیٹی۔۔۔

تو داجان نے گہری سانس فضا کے سپرد کی۔۔

بالاج سکندر نے میری بیٹی سے زبردستی نکاح کیا ہے اور میں چاہتا ہوں اسکا فیصلہ جرگے میں ہو اور بالاج سکندر میری بیٹی کو فوری طلاق دے۔۔۔۔

ان کی کہی بات شمشیر کی آنکھوں میں خون اترا۔۔۔۔

اسنے سپاٹ نگاہوں سے اکرم ملک کو دیکھا۔۔

میرے خیال سے آپ ٹھیک کہہ رہے ہیں جرگہ بلایا جائے اب جو بھی فیصلہ ہو گا وہی ہو گا۔۔۔۔۔!"

کمرے میں آتی جہاں آرا بیگم اسکے آخری الفاظ پر ٹھٹکی، حیرت و بے یقینی سے اسے دیکھتی وہ سر مسلسل نفی میں ہلانے لگی۔۔

مگر سامنے بیٹھا وہ شخص کسی گہری سوچ میں ڈوبا ہوا تھا۔۔

ZAINAB RAJPOOT

سائیں سب ٹھیک ہو جائے گا ناں۔۔۔۔! "اسکی سفید مضبوط کلائی پر گھڑی باندھتے اسکا نازک ہاتھ کپکپا اٹھا۔۔۔

سانس جیسے سینے میں اٹکا تھا۔۔وہ خوف سے لب دانتوں تلے کچلتے آنکھیں میچے گہرے سانس بھرنے لگی۔۔

سائیں کی جان سب کچھ ٹھیک ہی ہے کیا رات میرے کسی بھی عمل سے تمہیں لگا کہ میری محبت میں کوئی کھوٹ ہے۔۔۔ "!

تھوڑی سے پکڑے اسنے حسین چہرہ روبرو کیا تو اسکی دہکتی سانسیں اپنے چہرے پر محسوس کرتے وہ کپکپاتے ہونٹ میچے گہرے سانس بھرنے لگی،،

اب تم بالاج سکندر کی بیوی ہو، کوئی عام سی لڑکی نہیں۔۔۔تو آج کے بعد میری ان نیلی نشیلی آنکھوں میں پانی نظر ناں آئے مجھے

"!،،،

اسنے بے باک سے لہجے میں کہتے اپنے لبوں سے اسکی آنکھوں میں ٹھہرے نمکین پانی کو چن لیا،،

چاہت نے بے ساختگی سے اسکے بازو کو شدت سے دبوچا،،

جب اسکی سانسوں کی بھینی سی مہک میں ایک سانس بھرتے وہ پیچھے ہوا۔اور دونوں کاندھوں سے تھامے چاہت کو اپنے آگے آئینے کے سامنے کھڑا کیا۔۔

دیکھو اس عکس کو۔۔۔۔!"اسنے کان میں سرگوشی کی تو چاہت نے اپنی سرخ ہوتی نگاہیں آئینے کی جانب اٹھائی، جہاں اپنے پیچھے

کھڑا وہ توانا شخص جو اسکے دل و جان کا مالک تھا آج پورے استحقاق سے اسکے پیچھے اسکا مخافظ بنے کھڑا تھا۔۔

کسی کی گندی نگاہ تو بہت دور ہے بیگم میں تو وہ ہوائیں بھی تم تک "پہنچنے ناں دوں جنکے ہونے سے تمہیں تکلیف ملے۔۔۔۔

وہ شدت جنون بھرے لہجے میں کہتے اسکے سر پر ہونٹ رکھے سکون خود میں اتارتا آنکھیں کچھ لمحوں کیلئے موند گیا۔

جب دروازہ ایک دم سے ناک ہوا۔۔

سرکار آپ کو بڑے سرکار نے بلایا ہے جرگہ لگ چکا ہے آپ کا "!.... یاد کیا جارہا ہے

گوری شمشیر حیدر ملک کا پیغام لیے خاضر تھی۔۔

اور بالاج ایک آخری نگاہ چاہت پر ڈال اسے کمرے میں رہنے کی تلقین کیے خود تیزی سے کمرے سے نکلا۔۔۔چاہت کی آنکھوں سے اوجھل ہوتا گیا،

ملک بالاج سکندر نے میری بیٹی سے زبردستی نکاح کیا ہے اور میں اس پنچائت سے انصاف چاہتا ہوں۔۔۔کیونکہ میری بیٹی کا نکاح اویس ملک سے طے پا چکا تھا۔یہ جانتے ہوئے بھی بالاج سکندر نے جان بوجھ کر یہ ہیچ حرکت کی۔۔۔۔ "!
اکرم ملک کی کاٹ دار آواز پورے جرگے میں گونج رہی تھی،
گاؤں والے خاموش تماشائی بنے یہ سب ہوتا دیکھ رہے تھے،
کئیوں کے ذہن میں طرح طرح کے سوالات تھے۔
اور کئی لوگ اب آگے کیا ہوگا یہ جاننے کے تجسس میں بیٹھے تھے،

سربراہی کرسی پر براجمان وہ شاہانہ مرد بلکل سپاٹ چہرے سے یہ سب سن رہا تھا، اسکی آنکھوں میں سرخ الاؤ تھے تو ہونٹوں پر گہری چپ۔۔۔۔

آپ کیا چاہتے ہیں اب ملک صاحب۔۔۔۔۔! "ایک پنچ نے مسکراتے ہوئے کھریدا،، ملک خاندان کو یوں لڑتا دیکھ سبھی کے دل جھوم رہے تھے، ویسے بھی بازی مارنا تو ہر کوئی چاہتا تھا۔۔

میں چاہتا ہوں کہ بالاج سکندر میری بیٹی کو ابھی کے ابھی طلاق دے۔۔۔۔۔"

ایک جانب خاموش کھڑے بالاج کو گھورتے وہ غصے سے غرائے۔

کیا طلاق کے بعد اویس ملک آپ کی بیٹی سے نکاح کریں گے یہ جانتے ہوئے بھی کہ وہ ایک رات تک کسی دوسرے کے نکاح میں رہی۔۔۔!"

دوسرے پنچ نے اگلا سوال داغا تو بالاج نے غصّے سے مٹھیاں بھینچی۔۔

وہ آگے بڑھنے لگا مگر شمشیر کے ایک اشارے پر وہ ضبط سے سرخ پڑتا بمشکل خاموش کھڑا رہا۔

میں تیار ہوں نکاح کیلئے۔۔۔میں نے پہلے بھی کہا تھا اور اب بھی کہتا ہوں مجھے اکرم ملک کی بیٹی ہر حال میں قبول ہے۔۔!"

اویس نے کمینگی مسکراہٹ سے بالاج کو دیکھ بڑی شرافت سے کہا۔

بالاج کا دل چاہا کہ وہ اس کا منہ توڑ دے۔۔۔ مگر وہ خاموش تھا کیونکہ وہ مجبور تھا۔

کیا آپ اس آدمی کو جانتے ہیں اویس ملک صاحب۔۔؟""

پنچائت میں پہلی بار شمشیر حیدر کی بھاری آواز گونجی، لوگ خود بخود خاموش ہوئے اب بغور اسے سن اور دیکھ رہے تھے۔

شمشیر کے ایک اشارے پر پیچھے کھڑا شخص تیزی سے باہر نکلا۔۔

جی جانتا ہوں یہ میرا دوست ہے۔۔۔!" جھوٹ بیکار تھا کیونکہ اویس ملک اور چوہدری سفدر کی دوستی جگہ جگہ مشہور تھی۔۔

اویس کے گلے میں گلٹی سی ابھر کر معدوم ہوئی،

کیونکہ وہ نہیں جانتا تھا کہ شمشیر کیا کرنے والا ہے۔

چوہدری سفدر نے ایک کٹیلی نگاہ اویس ملک پر ڈالی،، جس کا چہرہ پہلے سے ہی تاریک پڑ چکا تھا۔ یہ کیا لگتا ہے آپ کا۔۔۔؟" شمشیر

نے براہ راست سفدر سے سوال۔۔۔۔ جو غصے سے اویس کو گھور رہا تھا،

"! اویس ملک میرا دوست ہے اور میری بہن کا شوہر بھی۔۔ خونخوار نگاہوں سے اویس کو گھورتے دانت پیستے سفدر نے بلند آواز میں کہا تو محفل میں چہم گوئیاں ہونے لگیں،،

اکرم ملک ششدر سے بے یقینی کی سی کیفیت میں گھرے اویس ملک کو دیکھ رہے تھے۔۔ جس کا چہرہ پسینے سے شرابور ہونے لگا۔ مجمعہ میں ہوتی چہم گوئیاں اویس ملک کے کردار کی دھجیاں بکھیرنے لگیں۔۔۔ خود کو امیر ترین بتانے والا شخص اپنے سالے اور بیوی کی جائیداد پر عیاشی کرنے والا جوروں کا غلام نکلا تھا۔۔ سبز آنکھوں میں اب ٹھہراؤ تھا وہ مستقل مزاجی سے چلتا اب اپنے چچا کی جانب بڑھا جن کا چہرہ تاریک اور شرم سے فق تھا۔۔ کیا

اب بھی ایک دو ٹکے کے نوکر کیلئے آپ اپنی بیٹی کی طلاق کروانا چاہیں گے۔۔۔؟"

اسکا سوال کم طنز زیادہ لگا تھا اکرم ملک کو۔۔۔۔ تھوڑی دیر میں پنچائت برخاست ہو گئی، اور فیصلے کا حق اکرم ملک پر چھوڑا گیا ۔۔ جو بند پڑتی سانسوں میں سینہ مسلتا وہاں سے نکلا۔

ZAINAB RAJPOOT

ایک ہفتے کے بعد

تم نکلو میرے کمرے سے۔۔۔۔۔! "کھڑکی کے پاس کھڑی وہ اچانک کسی کی دستک پر چونکی، حیرت سے مڑی تو سامنے سے آتی روبی کو دیکھ عقیدت کا پارہ چڑھا۔

مائنڈ یور لینگوئج ناں تو یہ کمرہ تمہارا ہے اور ناں ہی تم اس کمرے کی مالکن۔۔۔۔ جو مجھے یہاں سے نکل جانے کا حکم دو اور میں مان جاؤں۔ "

ہاتھ سینے پر باندھتے وہ دل جلانے کے سے انداز میں گویا ہوئی تو عقیدت نے سلگتی نگاہوں سے اسے دیکھا۔۔

اور پھر ایک نگاہ اپنے سراپے پر دوڑائی،

یہ کمرہ اس میں رہنے والا اسکا مالک اور یہاں کی ہر چیز کی مالکن ہوں میں۔۔۔۔۔۔ تم چاہے جتنی بھی کوششیں کرلو مگر اب ۔۔۔اب تو میں یہاں سے جانے سے رہی تو تم اپنی ناکام سی کوشش بند کردو۔۔"

عقیدت کے چہرے پر پھیلے اطمینان میں شمشیر حیدر ملک کا دیا مان،اور محبت جھلک رہی تھی۔

اور یہی سب تو روبی کو آگ لگا رہا تھا، شمشیر کے کپڑے پہن لینے سے وہ یا اسکا کمرہ تمہارا نہیں ہو جاتا عقیدت شاہ۔۔۔ تم بھی اچھے سے جانتی ہو کہ وہ تم سے اور تمہاری فیملی سے کس قدر

نفرت کرتا ہے اور میں بھی یہ بات اچھے سے جانتی ہوں کہ تم

سے شادی اسنے چاہت میں نہیں بلکہ بدلے کے تحت کی ہے

!۔۔۔

اور ویسے بھی تمہاری حالت کے سبب وہ تھوڑا کیئر نگ کیا ہو گیا

"تم نے تو خود کو جانے کیا سمجھ لیا۔۔۔!

روبی تیکھے طنز بھرے لہجے میں کہتے تنفر سے سر نفی میں جھٹکتے

ہنسی۔۔

یہ رشتہ جیسے بھی جڑا ہو جن بھی حالات میں جڑا ہو مگر ناں تو تم

ناں ہی کوئی اور اس سچ کو جھٹلا سکتا ہے کہ میں اسکی بیوی ہوں۔۔

"

عقیدت غصّے سے دانت پیستے اسے کھا جانے والی نگاہوں سے

گھورتے بولی۔

اس ایک ہفتے میں شمشیر کی محبت اسکی توجہ نے عقیدت کے دل میں جانے کب اسکے لئے ایک نرم سا گوشہ بناڈالا۔۔۔اب وہ نا چاہتے ہوئے بھی اسکی عادی ہونے لگی تھی۔۔

جو اسکی ایک پکار پر دیوانوں کی طرح دوڑ پڑتا تھا۔

کتنا خوش کن احساس تھا چاہے جانے کا۔۔۔۔۔۔ہاں وہ مغرور حسن کا مالک گھمنڈی سا شخص اس سے محبت کرتا تھا، مانا کے کبھی زبان سے ناں کہا تھا مگر اسکے ہر فعل سے جھلکتی تھی اسکی فکر اسکی محبت۔۔۔۔۔۔ عورت تو کانچ سی نازک ہوتی ہے جو شوہر کی ذرا سی محبت اسکے دیے مان پر خود کو دنیا کی سب سے بہترین عورت سمجھنے لگتی ہے اور عقیدت شمشیر حیدر اس وقت محبت کی انہی راہوں پر تھی۔۔ جہاں وہ اپنی محبت کو صحیح تو دنیا کی سوچ کو غلط کہنے سے قطعی دریغ ناں برتتی۔۔۔۔۔

اس سے پہلے کہ میں تمہیں دھکے دے کر نکالوں دفع ہو جاؤ

"! میرے کمرے سے۔۔۔۔۔۔

ہر لحاظ بالائے طاق رکھتے عقیدت نڈر سی غرائی۔

روبی کا چہرہ اہانت کے زیر اثر سرخ پڑ گیا۔۔۔ تمہیں تو میں دیکھ

لوں گی۔۔۔۔۔" وہ غصے سے کھولتی زیرِ لب بڑ بڑاتے دونوں

ہاتھوں کی مٹھیاں بھینچے غصے سے تن فن کرتی وہاں سے نکلی۔

ZAINAB RAJPOOT

تم اسے حقیقت سے آگاہ کر دو حیدر____ عورت بہت نازک

ہوتی ہے اپنے سے جڑے رشتوں کے لئے وہ شروع سے ہی بہت

حساس ہوتی ہے۔۔۔اس سے پہلے کہ اس وجود کے زخم بھر

جائیں تم اسے حقیقت سے آگاہ کر دو کہیں ایسا ناں ہو باہر کے

"! زخموں کو بھرتے بھرتے تم اسکی روح کو چھلنی کر دو۔۔۔

امی۔۔۔۔آپ سے ایسی توقع نہیں ہے مجھے۔۔۔۔خدارا سمجھیں مجھے۔۔۔۔۔میں چاہ کر بھی اسے نہیں بتا سکتا سچائی "!

سبز نگاہوں میں بے چینی کی سرخی لیے وہ سر اٹھائے جہاں آرا بیگم کو دیکھ گویا اپنا دل کھول انکے سامنے رکھ چکا تھا۔۔

جن کا شفقت سے بھرپور ممتا بھرا ہاتھ اسکے بالوں کی جڑوں کو سہلا رہا تھا۔

میرے بچے میں جانتی ہوں وہ بیوی ہے تمہاری اسکے لئے جو محبت جو تڑپ میں دیکھ چکی ہوں بس مجھے ڈر لگتا ہے کہ کہیں بہت دیر ناں ہو جائے۔۔۔۔تم اسے بتادو سچ۔۔۔۔اسکا پورا پورا حق ہے یہ جاننے کا کہ اسکی ماں اور باپ نے کیسے اسے اتنے سالوں سے دھوکے میں رکھا۔۔کیسے سالوں پہلے اسنے اپنے شوہر سے جھوٹ بولا کہ اسکے گھر مری ہوئی بیٹی ہوئی ہے۔۔

اور زیان کی بیٹی عقیدت ہمارا خون ہوتے ہوئے بھی اس کو اتنے سالوں سے ہم سے دور رکھا۔۔ کتنا تڑپا ہے میرا بھائی۔۔۔ کیا کیا غم نہیں جھیلا اسنے ؟؟؟" کیا اسکا حق نہیں بنتا کہ اسکی بیٹی اپنے باپ کو جانے !! وہ جانے جس بیوی کے دھوکے نے اسے مار دیا تھا اس سے زندگی کی نوید چھین لی تھی آج اسی بیوی کی بیٹی اسکا اپنا خون نکلا۔۔ صرف وہی ہے جو زیان کو ٹھیک کر سکتی ہے۔۔ !! تم بتادو سچ عقیدت کو۔۔۔؛"

انکے لہجے میں تڑپ بے قراری کیا کچھ نہیں تھا۔۔ جبکہ دوسری طرف انکی گود میں سر رکھے لیٹا وہ خوبرو مرد اذیت سے آنکھیں میچ گیا۔۔۔

ZAINAB RAJPOOT

رات کے پچھلے پہر دروازے کی ناب گھمائے وہ کمرے میں
داخل ہوا۔۔۔آج پہلے سے کئی زیادہ خاموشی ایک بوجھل پن سا
تھا اسکی طبعیت میں۔۔۔۔

سفید چادر اتار ایک طرف صوفے پر پھینکتے اسنے ایک نگاہ اپنے
بستر کی جانب دوڑائی جہاں استحقاق سے لیٹی دوشیزہ اسکے دل کی
دھڑکنیں بڑھا گئی۔۔

خون کی روانی بڑھی تو اسنے ماحول میں بکھری اس بھینی بھینی
بھینی سی مہک میں گہرہ سانس بھرا۔۔

اپنا آرام دہ سوٹ نکالے وہ فریش ہوتا روم میں آیا۔۔۔۔

اور بنا تاخیر کے اپنے بستر کی جانب بڑھا۔۔ کمفرٹر اٹھائے ایک نگاہ
سوتی ہوئی عقیدت پر ڈال اسنے جھکتے پیشانی پر بوسہ دیے اسکے
ماتھے سے بال سمیٹے۔۔۔

ایک ہفتے کے عرصے میں انکا رشتہ کافی بہتر ہو چکا تھا شمشیر حیدر کی چھوٹی موٹی نوازشیں اسکا محبت بھرا لمس جیسے عادی ہو رہی تھی وہ اسکی۔۔

چینج کیوں نہیں کیا تم نے۔۔۔۔!" کہنیوں کے بل تکیے پر لیٹتے اسنے محبت سے استفسار کیا جانتا جو تھا اسکے آنے کی منتظر وہ سوئی نہیں تھی۔۔

میری مرضی نہیں کرنا چینج۔۔۔۔!" خاصے نخریلے سے انداز میں کہا گیا یہ جملہ شمشیر کے لبوں پر مسکراہٹ بکھیر گیا۔

آئنٹمنٹ کیوں نہیں لگائی۔۔۔؟" اب کے اسنے تھوڑی کو ذرا سختی سے دبوچے اسے آنکھیں کھولنے پر مجبور کیا۔۔

جس کی بھیگی سیاہ آنکھیں حد درجہ سرخ تھیں۔۔۔ شمشیر ٹھٹکا مگر کہا کچھ نہیں۔۔

"!مم میں نے لگایا ہے آپ آپ رہنے دیں۔۔۔۔

اسکے ہاتھوں میں مرحم دیکھ عقیدت کی آنکھیں حد درجہ پھیلی تھیں۔۔

میں نے پہلے بھی کہا تھا عقیدت مجھے تمہاری اس معاملے میں لاپرواہی بلکل نہیں پسند۔۔۔۔۔جو کرنا تھا وہ کر چکی ہو تم۔۔۔۔
"!اب چپ چاپ لیٹی رہو۔۔۔

اسکے گال کو تھپکتے وہ بلکل سپاٹ لہجے میں بولتا اسکے بازو مضبوطی سے دبوچ گیا۔

عقیدت شدت ضبط سے اپنے نچلے ہونٹ کو دانتوں تلے دبا گئی

۔۔

جب کمرے میں جلتی وہ مدھم سی لیمپ کی روشنی بجھتے ہی اسے اپنی پشت پر شمشیر حیدر کا بھاری کھردرا ہاتھ گھومتا محسوس ہوا۔۔

بے ساختہ اسنے چہرہ تکیے میں چھپایا۔۔ جبکہ اسکے وجود میں ہوتی لرزش مقابل محسوس کر چکا تھا۔۔۔

لو یہ پہنو۔۔۔۔۔" مرحم لگانے کے بعد وہ اٹھا اپنی زیب تن کی قمیض اتارے اسکے ہاتھ میں دی۔۔۔ میں تمہاری جھوٹی نہیں پہنوں گی۔۔۔ "!

اسنے بھیگے لہجے میں کہا۔۔ تو شمشیر نے ابرو اچکائی۔

بہتر ہو گا کہ ابھی کے لئے یہ قمیض پہن لیں بیگم ورنہ یہاں بہت کچھ جھوٹا ہو جائے گا۔۔۔۔؛"

اسکا لہجہ پر اسراریت بھرا تھا،، عقیدت کا چہرہ لمحوں میں دھواں دھار ہوا۔۔

وہ ایک دم گھٹنوں کے بل ہوتی غصے سے اسکی قمیض کھینچتے لائٹ آن کرتے تن فن کرتی باتھ روم کی جانب بڑھی۔۔

آج ایک ہفتے کے بعد شمشیر کو اس میں پہلے جیسی عقیدت کی جھلک دکھ رہی تھی، جو اپنے سامنے کسی کو کچھ نہیں سمجھتی تھی۔

شمشیر اسکی ہر حرکت کو بخوبی ابزرو کر رہا تھا۔۔

کندھوں سے ذرا نیچے جاتے اپنے بالوں کو کھلا چھوڑے، شمشیر کی بڑی سی قمیض جو اسکے گھٹنوں سے نیچے تھی پہنے وہ پھولے منہ سے باہر نکلی۔۔

سامنے کراؤن سے ٹیک لگائے وہ اسی منتظر تھا۔۔

عقیدت نے ایک چور نگاہ اس پر ڈالی۔۔۔ جو شاید اسی کا منتظر تھا۔۔ وہ مردہ قدموں سے بیڈ تک پہنچی۔۔ تو شمشیر نے پین کلر نکال اسکے ہاتھ پر رکھی اور پھر پانی کا گلاس دوسرے ہاتھ میں تھمایا ۔۔۔

عقیدت نے سوجھے نین کٹوروں سے اسے گھورا۔۔۔

کیا تھا وہ شخص کبھی تو پورا پورا دن نظر ناں آتا تو کبھی ایک لمحہ بھی اس سے دور ناں ہوتا، اس مرد کی ایک عنایت پر اس لڑکی کو زمین سے اٹھا کر عرش پر بٹھا دیا گیا۔۔

اب تو داجان بھی اسے محبت دیتے تھے۔۔

جسے سمجھنے سے وہ قاصر تھی۔۔

تم جان بوجھ کر یہ سب کر رہے ہو مجھے اپنے چنگل میں پھانس

"رہے ہو کیا پلیننگ ہے تمہاری۔۔۔؟

وہ اب پولیس کی طرح تفتیش کرنے لگی،، مگر شمشیر پر سکوں سا بیٹھا اسکے ہاتھ سے حالی گلاس لیے میز پر رکھتا پھر سے اسے دیکھنے لگا۔۔۔

آج تو بہت باتیں سنائی آپ نے روبی کو۔۔۔!" اسے کندھوں سے تھامے اسنے سر زبردستی اپنے سینے پر ٹکائے بات بدلی۔۔

اسکا نام روبیہ ہے روبی کیا ہوتا ہے۔۔۔ سیدھے نام سے بلاو۔۔۔۔!" وہ جلی بھنئ خونخوار انداز میں اسے گھورتے وارننگ دینے لگی،، جس پر شمشیر نے فوراً سر ہاں میں ہلایا۔۔

جو حکم میری جان۔۔۔!" شمشیر نے بنا بحث کے بات مانتے اسکے گال کو چوما۔۔۔ تو اسکے الفاظ اور حرکت پر عقیدت کی زبان جیسے تالو سے چپک گئ۔۔

وہ گم سم سی بیٹھی رہی۔۔۔ اسکا ہاتھ شمشیر کے سینے پر تھا اور سر اسکے چوڑے شانے پر۔۔۔

"ایک بات پوچھوں سچ سچ جواب دو گے۔،!؟؟

شمشیر نے اسکے سر کو گھورا۔۔۔

وہ حیران ہوا ایک ثانیے کے بعد بولا۔۔۔

"ضرور سچ جواب دونگا تم پوچھو۔۔۔۔؛

کیا کچھ ایسا ہے جو تم نے مجھ سے چھپایا ہو۔۔۔؟؟" یا پھر کچھ ایسا "جو میں نہیں جانتی۔۔۔۔!؟؟

وہ اسکی سحر انگیز نگاہوں میں دیکھتی بے قراری سے اسکے جواب کی منتظر تھی۔۔

نہیں تو ایسا ویسا کچھ بھی نہیں ہے عقیدت اور تم اب کچھ زیادہ "سوچ رہی ہو میں کیوں بھلا کچھ چھپاؤں گا تم سے۔۔۔!؟؟

شمشیر نے ہلکے پھلکے انداز میں جواب دیا مگر اسکے سوال سے وہ حقیقتاً خوفزدہ ہوا تھا۔۔

مجھے بھروسہ ہے تم پر اور میرے اس بھروسے کو تم کبھی نہیں "!توڑو گے میں جانتی ہوں۔۔۔

اسکے بھوری شیو پر اپنا نازک مرمری ہاتھ رکھتے وہ جیسے یقین دہانی چاہ رہی تھی۔۔۔ شمشیر کا دل چاہا وہ اسے بتادے سچ وہ بتادے

اسے کہ وہ کون ہے؟؟ وہ کس کی بیٹی ہے؟؟' مگر پھر اسکے دور جانے کے خیال نے بہت جلد اسے ایسا کرنے سے روک دیا تھا۔۔

"! ہاں بھروسہ رکھو مجھ پر۔۔۔۔

وہ کھوئے کھوئے سے لہجے میں بولا۔۔

تو عقیدت اس خوبرو شخص کے حسین چہرے کو دیکھتی زخمی سا ہنسی۔۔

بالاج ہاتھ پیچھے کریں مجھے نیند آئی ہے____"منہ کے زاویے بناتے اسنے چہرے پر گردش کرتے بالاج سکندر کے ہاتھ کو جھٹکتے ہوئے کہا۔ جس پر بے ساختہ لب دبائے بالاج نے اسکی ناک انگلیوں کے بیچ دبائی۔۔

اسسسسس ......"سائیں______"وہ خفگی سے اپنی نیلی کانچ

سی آنکھوں میں سرخی کی سرخ ڈوریاں لیے مندی مندی سی

آنکھیں کھول منمنائی۔

جی جان سائیں کیا ہوا؟"وہ چہرے پر حیرت کے تاثرات سجائے

بولا۔۔۔پلیز تنگ مت کریں مجھے سونا ہے_____"گردن

تک کمفرٹر اوڑھے وہ کروٹ بدلتے منمنائی،،

تو بالاج نے آنکھیں چھوٹی کیے اسکی پشت کو گھورا۔

اور پھر ایک جھٹکے سے اسکا رخ اپنی طرف کیے وہ بے حد نزدیکی

سے اسکے چہرے پر جھکا۔۔

تو کیا یہاں اتنی دور سات سمندر پار میں تمہیں سونے کے لئے لایا

ہوں۔۔۔؟"وہ آنکھوں میں سنجیدگی سمیٹے بولا تو چاہت کی نیلی

آنکھوں میں سرخی تیزی سے بڑھی،

بس کر دیں خدایا۔۔۔۔۔آپ تو ایسے ہی میری نیند کے دشمن بن چکے ہیں سائیں،، کہاں سوتی ہوں میں۔۔۔۔ساری رات جگائے رکھتے ہیں آپ۔۔۔۔۔اب تو سونے دیں۔۔۔۔!"

وہ رونی صورت بنائے منمنائی، تو بالاج نے لب دبائے اور پھر بے ساختہ جھکتے پیشانی پر لب رکھے،،

تمہیں اتنی دور سونے کیلئے نہیں لایا میں۔۔۔دیکھو باہر موسم کتنا دلفریب ہے۔۔۔چلو فریش ہو جاؤ باہر چلتے ہیں۔۔۔!"

وہ اسے کمر سے تھامے ایکدم سے بٹھا گیا۔۔

چاہت سے شکوہ کناں نگاہوں سے اسے گھورا جس کا فل وقت تو کوئی اثر نہیں ہونے والا تھا چاہت پر۔۔۔

"خود سے جاؤ گی کہ یہ کام بھی میں کروں؟

بالاج نے کہتے ہی کمفرٹر کھینچتے دور کیا۔۔۔تو چاہت نے ناراضگی سے اسکا ہاتھ جھٹکا۔۔

جانے کون سی گھڑی تھی جب میں آپ کے ساتھ یہاں آنے کو راضی ہو گئی۔۔اس سے اچھا تو میں اپنے گھر پر ہی تھی۔۔۔۔"!

وہ کبرڈ کی جانب بڑھی اب اپنے کپڑے نکالتی ساتھ ہی ساتھ بڑبڑا رہی تھی۔۔

جبکہ بنا اسکی بات کا اثر لیے بالاج کہنی کے بل لیٹا مسکراتی نگاہوں سے اس اپسرا کے نازک وجود کو دیکھ رہا تھا۔۔

چاہت فریش ہوتے باہر آئی تو ایک خفا نگاہ بالاج پر ڈالی۔۔

جواب واشروم کے ڈور کے پاس کھڑا اسی کا انتظار کر رہا تھا،،

سس سائیں۔۔۔۔!"چاہت کے سمجھنے سے پہلے ہی بالاج نے اسے بازوں سے تھامے اپنے نزدیک کیا۔۔نو نہیں۔۔۔۔؟"

اسکی آنکھوں میں امڈتے رنگ دیکھ چاہت بڑبڑائی۔۔

مگر بالاج بنا سنے اپنی بانہوں کا گھیرا تنگ کیے اسے خود میں سمیٹ گیا۔

ZAINAB RAJPOOT

وہ لیٹ نائٹ واپس لوٹا۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔وہ جانتا تھا منت اسکا انتظار کرتے کرتے اب تک خفا ہوتے سو چکی ہو گی۔۔ جبھی گہری سرد سانس بھرتے وہ اوپر روم میں آیا مگر منت کو وہاں ناں پاتے راب متفکر سا ہوا،،

منت۔۔۔۔۔" اسنے پریشانی سے اسے پکارا۔۔۔ مگر اسکا جواب ناں پاتے وہ واشروم کی جانب بڑھا۔۔۔

"منت کیا ہوا آپ کو۔۔۔۔؟

وہ جیسے ہی باتھروم میں اینٹر ہوا، سامنے ہی واش بیسن میں چہرہ دھوتی منت کو دیکھ وہ گھبراہٹ سے گویا ہوا۔۔۔

منت میں آپ سے پوچھ رہا ہوں کیا ہوا ہے ؟ یار ٹھیک ہیں ناں آپ۔۔۔۔۔؟"اسکا لہجہ بے قراری لیے ہوئے تھا۔۔

اسنے بے چینی سے پوچھتے منت کے چہرے کو ہاتھوں میں بھرنا چاہا مگر وہ ہاتھ سختی سے جھٹک تیزی سے باہر نکلی۔۔

منت پلیز جواب دیں مجھے۔۔۔۔!"وہ سمجھ گیا کہ وہ خفا ہے اور شاید بیمار بھی، جبھی نرمی سے اسکا بازو تھاما۔۔۔

پیچھے ہٹیں راب۔۔۔۔۔۔ٹھیک ہوں میں کچھ نہیں ہوا میں۔۔۔۔مری نہیں ہوں جو آپ اس قدر پریشان ہو رہے ہیں۔۔۔۔"

وہ غصے سے لال پیلی ہوتی تلخ لہجے میں چلائی تو راب کا چہرہ ایک پل میں سرخ انگارہ ہو گیا۔۔

وہ بے یقینی کی کیفیت میں اسے دیکھ اگلے ہی لمحے شدت سے اپنی
طرف کھینچ گیا۔۔

آپ جانتی ہیں یہ بات مجھے ہرٹ کرتی ہے پھر بھی آپ بار بار
" وہی بات کرتی ہیں۔۔۔

اسنے شدت جنون میں منت کے بھیگے چہرے کو ہاتھوں کے
پیالے میں بھرتے ناراضگی سے پوچھا۔۔۔

منت آنکھیں چرانے لگی۔۔۔ جس پر وہ تلخی سے مسکرایا۔۔۔۔

نہیں ٹھیک آپ کیا ہوا ہے بتائیں مجھے۔۔۔!" وہ انگلیوں کے
پوروں سے اسکے رخسار نرمی سے سہلاتا مخمور لہجے میں پوچھنے لگا

۔۔

اس لڑکی کی ذرا سی قربت اسکی مہک راب خانزادہ کو ہوش بھلا
دیتی تھی۔۔

اور اب بھی ایسا ہی ہوا تھا۔۔

وہ اسکی قربت کے زیر اثر بہک رہا تھا۔۔۔اسکے ہاتھ بے قراری سے منت کے چہرے پر گھومتے اسکے نقش نقش کو چوم رہے تھے

۔۔

منت کا سانس اس کی سحر طاری کرتی جان لیوا قربت میں بوجھل ہونے لگا،،

اسنے بے ساختہ راب کے ہاتھوں پر اپنے نازک مرمری ہاتھ جمائے جب وہ بہکتے اسکے نقوش پر اپنے ہونٹوں کا لمس چھوڑنے لگا۔۔

نن نہیں میری۔۔۔۔!" بے ساختہ اسکے ہونٹوں پر ہتھیلی جمائے منت نے اسے روکا،

جب ایک بار پھر سے اسے قے آنے لگی۔۔۔وہ بھاگتی واش بیسن کی طرف گئی۔۔

راب ایکدم سے جیسے ہوش میں آیا۔۔۔ تیزی سے اپنا کوٹ اتارتے اسنے صوفے کی طرف پھینکا اور خود منت کو تھامے وہ اسکی پشت رب کرنے لگا۔۔۔۔

"!یہ یہ کیا کر رہے ہیں راب مت کریں پلیز۔۔۔

راب آگے بڑھتے اسکے چہرے کو صاف کرتے اسے گود میں بھرتے باہر نکلنے لگا جب منت نے اسے ٹوکا۔۔

ڈاکٹر کے پاس جائیں گے آپ کی طبعیت خراب تھی آپ نے "!مجھے کال بھی نہیں کی۔۔۔

اسکے سیاہ سلکی بال اسکے ماتھے پر بکھر رہے تھے۔۔۔ حسین چہرے پر بے تابیِ اور پریشانی کے سبب سرخی گھل رہی تھی۔۔

میں کال کیسے کرتی آپ نے منع کیا تھا۔۔۔۔۔۔۔منت نے پھولے منہ سے کہا توراب کو یاد آیا وہ خود ہی اسے منع کر کے گیا تھا۔۔۔

تم بلکل بھی اچھے نہیں ہو۔۔۔مجھے ہنی مون پر بھی نہیں لے کر گئے۔۔۔روز وعدہ کرتے ہو جلدی واپس آؤ گے مگر تم نہیں آتے۔۔۔۔۔!اب مجھے کوئی بات نہیں کرنی۔۔۔"

منت نے موٹے موٹے آنسوں آنکھوں میں بھرتے اپنا دکھڑا سنایا توراب کو شرمندگی سی ہوئی۔۔۔۔

"ڈاکٹر کے پاس۔۔۔۔؟

اسنے معصومیت سے پوچھا۔۔۔

نہیں جانا مجھے میں ٹھیک ہوں۔۔۔۔"وہ تیزی سے خفا سے لہجے میں بولتی اسکی گود سے اترے ناراضگی سے جانے لگی۔جب

ایکدم سے اسکا بازو پکڑے راب نے اسے ایکدم سے کھینچ اپنے

سینے سے لگایا۔۔

منت اسکی اچانک سے کی حرکت پر دھک دھک کرتی دھڑکنوں

میں اسکے سینے سے لگی کھڑی تھی۔۔

ایم سوری۔۔۔مجھے خیال رکھنا چاہیے تھا ہم جلد جائیں گے ہنی

"!مون پر بھی۔۔۔۔ان شاءاللہ۔۔۔

اسنے جلدی سے معافی مانگتے اسے لے جانے کی حامی بھری جس

پر منت کا چہرہ خوشی سے دہک پڑا۔۔

اوکے معاف کیا۔۔۔!" وہ جلدی سے کہتی الگ ہوئی جس پر

"!راب قہقہہ لگائے ہنسا۔۔اب کہاں بیگم۔۔۔

اسنے باہر جاتا دیکھ پھر سے ہاتھ تھامے پوچھا۔۔کھانا لانے آپکے

لیے۔۔۔!"منت نے مسکراتے ہوئے کہا۔۔ضرورت نہیں

مجھے بھوک نہیں۔۔۔۔فل حال آپ کی قربت چاہئے وہ بھی

"!ڈھیر ساری۔۔۔۔

اسنے بانہوں میں بھرتے منت کی گردن میں گہرہ سانس بھرا تو وہ

خود میں سمٹنے لگی۔۔

مم میری طبعیت ٹھیک نہیں ہے راب۔۔۔!"راب نے جھکتے

اسے بیڈ پر بٹھایا تو منت نے التجائیہ کہا۔۔

تو میں کس مرض کی دوا ہوں۔۔۔"اسنے مخمور نگاہوں سے

دیکھتے ہونٹ اسکی پیشانی پر رکھے تو وہ گہری سانس بھرتے اسکے

سینے سے جالگی،،

اسکی معصوم حرکت پر راب کے لب مسکرائے اسنے نرمی سے

اسے سینے میں بھینچتے اسکے سر پر ہونٹ رکھے۔۔

منت کی ناراضگی اسے جان سے بھی بڑھ کر تھی۔۔ جبھی تو وہ اسے روز لاڈ سے مناتا تھا اور وہ روز کی طرح تھوڑا اٹیٹیوڈ دکھاتے مان جایا کرتی تھی۔۔

انکار شتہ حسین تھا کیونکہ وہ حلال بندھن میں بندھے تھے۔

ZAINAB RAJPOOT

گڈ مارننگ_______!""مارننگ" تم ابھی تک یہیں ہو۔۔۔۔۔۔۔ گئے نہیں تم____" حسین آنکھوں میں نیند ٹوٹنے کے سبب ہلکی سی سرخی کی ڈوریاں تھیں، کروٹ کے بل لیٹے وہ خود کو دیکھتے شمشیر سے گویا ہوئی،،

جو ایک ہاتھ سر کے نیچے ٹکائے بڑی فرصت کے عالم میں اسے دیکھ رہا تھا۔۔ ہممممم آج میرا ارادہ تمہارے ساتھ وقت گزارنے کا ہے کیا آپ اپنا قیمتی وقت میرے ساتھ گزارنا چاہیں گی۔۔۔؟؟""

عقیدت کے ہاتھ کو تھامے شمشیر نے مخمور نگاہوں سے اسکے حسین چہرے کو دیکھ ہاتھ کی پشت پر لب رکھے۔ عقیدت آنکھیں پھیلائے اسے دیکھنے لگی۔ جسکی آنکھوں میں انوکھی سی چمک تھی،

وووہ مجھے تو آج ڈاکٹر کے پاس جانا ہے چیک اپ کیلیئے۔۔!" وہ بہانہ بناتی ایک دم سے اٹھتی بیڈ سے اترنے لگی جب تیزی سے اسکا بازو تھامے شمشیر نے اسے اپنی طرف کھینچا،، تو بے ساختہ ہی عقیدت سانس روکے اپنے بے حد قریب اس خوبرو مرد کو پاتی سانس روک گئی،،

"دددیکھو۔۔۔۔"

اششش سنو۔۔۔۔۔۔میں چاہتا ہوں اب ہم آگے بڑھیں۔۔۔اپنے رشتے کو مزید بہتر کریں۔۔۔اور ایسا تبھی ممکن

ہو گا جب ہم ایک ساتھ وقت گزاریں گے ایک دوسرے کو سمجھیں گے۔۔۔۔ تم سمجھ رہی ہو میری بات ؟؟؟"

عقیدت کا چہرہ ایک پل میں سرخ پڑ گیا۔ وہ نہیں جانتی تھی کہ وہ کیا چاہتی ہے__ ؟ وہ کیا جواب دے اسے۔۔۔۔ مگر وہ چاہ کر بھی اسے انکار نہیں کر سکتی تھی، کیونکہ اس کی ہمت وہ خود میں سرے سے ہی نہیں پاتی تھی۔۔۔

مم مگر______! "شمشیر کو سمجھانا اس وقت اسے دنیا کا سب سے مشکل ترین امر لگا تھا، کوئی اگر مگر نہیں عقیدت۔۔۔ دیکھو میں جانتا ہوں ہمارا ریلیشن بہت سے اپس ڈاؤن سے ہو کر گزرا ہے اور تم بھی اچھے سے جانتی ہو میں جیسا بھی ہوں تمہارے سامنے ہوں، دکھاوا جھوٹ فریب مجھے نفرت ہے ان سب سے۔۔۔۔ جب تک یہ رشتہ ایک جھوٹ تھا تب تک میں نے

اسے اسی طرح سے نبھایا مگر اب۔۔۔۔۔۔! "وہ ایک پل کو رکا ۔۔۔ سبز حسین نگاہوں میں جذبات کا ٹھاٹھیں مارتا سمندر دیکھ عقیدت بے ساختہ نگاہیں چرا گئی۔۔

وہ کیا جواب دیتی اسے۔۔۔اسکا دل اور دماغ دونوں ہی اسے الجھن میں ڈال رہے تھے۔۔۔دل اس ستمگر پر اعتبار لانے کو اکسا رہا تھا تو وہیں دماغ اس سے دور رہنے کو بھڑکا رہا تھا۔۔دل و دماغ کی اس جنگ میں جیت کس کی ہونی تھی اس بات سے فل حال وہ خود بھی ناواقف تھی۔

اب یہ رشتہ اس سے جڑا ہر احساس۔۔۔۔ تم۔۔بہت خاص ہو " میرے لئے۔۔۔۔میں نے بہت مشکل وقت دیکھا ہے زندگی میں عقیدت مگر اب میں سکون چاہتا ہوں۔۔۔۔اپنی زندگی کو

اچھے سے جینا چاہتا ہوں اور یہ سب صرف تمہارے ساتھ سے ممکن ہے۔۔!"

بے قرار نگاہوں سے اسے دیکھتے وہ بے ساختہ عقیدت کا چہرہ ہاتھوں کے پیالے میں بھر گیا۔۔میں ویٹ کروں گا تمہارا۔۔۔ اگر تو تم اس رشتے کی نئی شروعات کیلیئے راضی ہو تو تم فریش ہو کر نیچے آجانا۔۔۔۔اگر نہیں تو میں سمجھ جاؤں گا تمہارا جواب ناں ہے۔۔۔!"

عقیدت نے بے بسی سے اسے دیکھا۔۔وہ کیسے اور کیا جواب دیتی ۔۔۔۔

حیدر۔۔۔۔۔!"

اششش میں ویٹ کروں گا۔۔۔؟"اسنے روکتے اسکی پیشانی پر اپنے دہکتے لب رکھتے کہا اور پھر باہر کی جانب بڑھا،

عقیدت اسکی پشت کو دیکھتی بے بس سے بیٹھی رہی۔

کہاں جانے کی تیاریاں ہو رہی ہیں۔۔۔؟"آنکھوں میں کاجل لگاتا اسکا ہاتھ پیچھے سے آتی کاٹ دار آواز پر تھما۔۔ لمحوں میں چونکتے وہ ایکدم سے آئینے میں ابھرتے خدیجہ بیگم کے عکس کو دیکھتی گہرے سانس بھرتے مڑی۔۔

یہ کیا کر رہی ہیں آپ ______؟"وہ مڑی تو سامنے ہی وہ دروازے کو بند کرتی دکھائی دیں۔۔ عقیدت آنکھیں بے یقینی سے پھیلائے گویا ہوئی۔۔اسکا دل کچھ غلط ہونے کے خدشے سے بے انتہا تیزی سے دھڑکا تھا۔۔

وہی جو بہت پہلے ہی کر دینا چاہیے تھا۔۔۔

آنکھوں میں نفرت کا سمندر لیے وہ ایک دم سے پھنکارتے مڑی

۔۔۔

تو عقیدت کا وجود ان کی آنکھوں میں اپنے لئے اس قدر نفرت دیکھ لرز اسا گیا۔

آخر ہے کیا تم میں۔۔۔ جو ایسے پاگل کیا ہے میرے بیٹے کو۔۔ تمہاری وجہ سے وہ آج مجھے پھر سے باتیں سنا کر گیا ہے۔۔ کہہ رہا تھا کہ اگر اسکی بیوی کو نقصان پہنچا تو وہ مجھے جان سے مار دے گا ۔۔اپنی ماں سے ایسے بات کر رہا تھا جانتی ہو تم ہو اس۔سب کی قصور وار۔۔۔ بکھرے حلیے میں اسے گھورتے ہوئے کہتی عقیدت کو وہ اپنے آپ میں نہیں لگیں۔۔ وہ فوراً سے بیڈ کی دوسری سمت بڑھی۔۔

دل سے شدت سے اس ستمگر کو پکارا تھا۔۔

پلیز آنٹی آاا آپ جائیں۔۔۔۔!" جانے کیوں مگر خوف سے اسکی آنکھیں بھیگ رہی تھیں۔۔

اتنے حادثات سے ابھرنے کے بعد اسے پہلی جیسی نڈر عقیدت بننے میں وقت لگنا تھا۔

اور جانے کیا کچھ فیس کرنا باقی تھا۔۔۔

شکل دیکھو آئینے میں۔۔۔۔ حسین تو تم رہی نہیں۔۔۔۔دیکھو خود کو آخر ایسا کیا ہے تم میں۔۔۔۔اس جہاں آرا میں کہ اپنی سگی ماں کی تذلیل کرتا ہے۔۔۔!"

وہ بہکے بہکے سے انداز میں کہتی آگے بڑھی تھیں۔۔۔

عقیدت انکے بڑھتے قدموں کو دیکھ خوف سے بیڈ پر چڑھتے دروازے کی سمت بھاگنے لگی۔۔

جب پیچھے سے اسے پکڑنے کی کوشش میں خدیجہ بیگم نے اسکے ہاتھ کو تیزی سے دبوچ لیا۔۔

چچچ چھوڑیں مجھے حح حیدر۔۔۔۔!" ان کی گرفت سے ہاتھ آزاد کروانے کی کوشش میں وہ چلاتے شمشیر کو پکارنے لگی۔۔

جب ایک جھٹکے سے انکی انگلیوں کو کھولنے کی سعی میں خدیجہ بیگم نے اسے جھٹکا دیا۔۔

تو عقیدت ایک دم سے لڑکھڑائی۔۔اسکا ہاتھ گھومنے کے سبب خدیجہ بیگم کی گرفت سے چھوٹا اور ایک دم سے اسکا سر سامنے دیوار سے ٹکھا۔۔۔

اہہہ۔۔۔۔!" سر سے خون پھوارے کی مانند بہتا جا رہا تھا درد کی شدت سے عقیدت کی آنکھیں بند ہونے لگی۔۔جب دروازہ ٹھاہ

کی زور دار آواز سے کھلا۔۔اس سے پہلے کہ وہ پیچھے کو گرتی شمشیر حیدر کی مہربان بانہوں نے اسے تیزی سے سمیٹا۔۔۔

ZAINAB RAJPOOT

منت خدارا بتائیں تو سہی ہوا کیا ہے۔۔۔۔اوپن دی ڈور منت

!" پچھلے دس منٹ سے دروازہ بند کیے منت ______

واشروم میں قید تھی اور اندر سے آتی اسکی آوازیں راب خانزادہ کی جان پر بنی۔۔

بے قراری سے اسے دیوانوں کی طرح پکارتا وہ جیسے خوف سے سانس روک گیا تھا۔۔

اپنی غلطی پر اسے خود کو شدید غصہ آیا اسے رات کو ہی ڈاکٹر کو بلا لینا چاہیے تھا۔۔بے بسی سے سر کے بال نوچتے اسنے پھر سے دروازہ ناک کرنے کو ہاتھ بڑھایا۔

جب دروازہ ایک دم سے کھلا۔۔۔ منت نڈھال سی کیفیت میں باہر آئی۔ توراب نے بے چینی سے آگے بڑھتے اسے تھامے سینے سے لگایا۔۔۔

کیا ہوا ہے آپ کو۔۔۔۔ آپ ٹھیک نہیں ہیں چلیں ڈاکٹر کے پاس ____!"

وہ پاگلوں کی طرح اس کی سوجھی بھیگی نگاہوں کو دیکھتا جیسے پاگل ہونے کو تھا۔۔ تیزی سے اسے اٹھائے وہ باہر کو بڑھا۔۔

نہیں ڈاکٹر کو یہیں بلالیں مجھ میں جانے کی ہمت نہیں ہے راب ____"

راب کی گردن میں چہرہ چھپائے وہ نڈھال سی کیفیت میں بولی تو راب کا چہرہ پریشانی سے زرد پڑ گیا۔۔

وہ بھاگتا ہوا بیڈ کی جانب گیا۔ نرمی سے منت کو بیڈ پر لٹائے اسنے ڈاکٹر کو کال کی۔

منت ماما آنے والی ہونگی میں نے کل رات کو ہی کال کر دی تھی کہ تم ٹھیک نہیں ہو۔۔۔ میں کچھ لاؤں کیا کھاؤ گی۔۔ "!

وہ اسکا ہاتھ رب کرتے بے قراری سے اسے آگاہ کرتا اسکا موڈ خوشگوار کرنے لگا۔۔

منت نے مندی مندی سی آنکھیں کھولے اس خوبرو شخص کو دیکھا۔۔۔ دل بے اختیار تیزی سے دھڑکا تھا۔۔

سیاہ نائٹ شرٹ میں ڈھیلے ڈھالے ٹراؤزر اور بکھرے سیاہ بال جو اسکی سفید رنگت پر چاند کی طرح دمک رہے تھے۔۔

میں بہتر ہوں آپ پریشان مت ہوں۔۔۔ "!

منت نے اپنے ہاتھ پر دھرے اسکے ہاتھ کو دبایا تو راب نے اسے ایسے دیکھا جیسے وہ خوفزدہ ہو۔۔۔

"!راب میں ٹھیک ہوں آپ کیوں پریشان ہو رہے ہیں۔۔۔

منت اسکی آنکھوں میں آنسوں دیکھ جھنجھلاہٹ سے گویا ہوئی۔۔

اس سے پہلے کہ وہ کوئی جواب دیتا دروازہ ناک ہوا۔۔

"!آجائیں۔۔۔

السلام علیکم سر۔۔۔۔۔دراصل ہمیں نکلنا ہے آپ آئیں نہیں تو مجھے آنا پڑا۔۔۔!".

عائشہ بنا حالات کا جائزہ لیے سنجیدگی سے ہاتھ پشت پر باندھے گویا ہوئی۔۔

تو اسکی آمد پر راب چونکا حیرت سے مڑتے اسے دیکھا۔۔۔جب منت نے کھا جانے والی خونخوار نگاہوں سے اس ڈائن کو گھورا۔۔

راب اس سے پہلے کہ میں اسکا سر پھاڑ دوں اس کالی ڈائن کو

"! بھگائیں یہاں سے۔۔۔۔۔

عائشہ کو خونخوار نگاہوں سے گھورتی منت غصے سے بولی تو راب

اسکے طرزِ تخاطب پر چونکا۔۔۔۔اور پھر تیزی سے خود کو کمپوز

کرتے اسنے گردن موڑے عائشہ کو دیکھا۔۔

مس عائشہ آپ ایسا کریں آج اکیلے ٹیک اوور کر لیں سب

کچھ۔۔۔۔دراصل منت کی طبعیت ٹھیک نہیں تو میں آج نہیں

"! جا پاؤں گا۔۔۔

اپنے نرم و میٹھے لہجے میں اسنے شائستگی سے کہا تو عائشہ اوکے سر

کہتی باہر نکل گئی۔۔

"دیکھا آپ نے اس نے مجھے حال بھی نہیں پوچھا۔۔۔

منت نے ناک دوپٹے سے رگڑتے اسے باور کروایا۔۔

وہ اس لئے کہ اسنے سن لیا آپ اسے ڈائن بلا رہی تھیں وہ بھی کالی

"!۔۔

راب نے جتایا۔۔ کیونکہ اسکی آواز اس قدر بلند ضرور تھی کہ

پاس کھڑی عائشہ بآسانی سن پاتی۔۔

سن لے وہ ہے ڈائن۔۔۔ میرے شوہر پر ڈورے ڈالنے

" والی۔۔۔۔

اب کی بار وہ منہ ہی منہ میں بڑبڑائی۔۔۔

جسے اگنور کرتے راب ڈاکٹر کی آمد کا سن بیڈ سے اٹھا۔۔

ZAINAB RAJPOOT

کہاں لے جا رہے ہیں سائیں مجھے_____؟" اسکی حیرت

سے بھرپور میٹھی آواز بالاج سکندر کے لبوں پر جان لیوا

مسکراہٹ بکھیر گئی۔۔

بس دو منٹ ویٹ کرو۔۔۔؛ "آنکھوں پر ہاتھ رکھے وہ اسے سہارے کیلیئے ساتھ لگائے آگے بڑھ رہا تھا۔

چاہت تجسس سے حیراں تھی کہ آخر وہ کیا کرنے والا ہے۔۔یہ خوبصورت سفر اسکی زندگی کا سب سے یادگار سفر ہونے والا تھا

۔۔

ہیپی برتھڈے ٹو یو۔۔۔ہیپی برتھڈے ٹو ڈیئر وائفی۔۔۔ہیپی برتھڈے ٹو یو۔۔۔ہیپی برتھڈے ٹو یو۔۔۔ "

اسکی آنکھوں سے ہاتھ ہٹائے وہ چاہت کی حیرت و بے یقینی سے پھیلی نگاہوں کو دیکھتا اسکے کان کے قریب میٹھی آواز میں گنگنانے لگا۔۔

چاہت مسمرائز سی اپنی آنکھوں کے سامنے نظروں کو حیراں کرتے مناظر کو دیکھ بے یقینی و شاکڈ ہی سی کیفیت میں مڑی

اسکی نیلی کانچ سی خوبصورت آنکھیں جگنوں کے دیپوں کی طرح جگمگا رہی تھیں۔۔

بے ساختہ ہی وہ لپکتے ایک دم سے خوشی سے اسکے سینے جا لگی،، تو بالاج نے مسکراتے ہوئے اپنی بانہوں کا گھیرا بنائے اسے سینے میں بھینچا۔۔

پی یہ سب۔۔۔۔؟ آپ کو یاد تھا____! "اپنی بے اختیاری کا خیال آتے ہی وہ سٹپٹائی سی پیچھے ہوئی تو ایک بار پھر نئے سرے سے ان مناظر کو دیکھ آنکھوں میں خوشی کی چمک عود آئی۔۔

وہ اس وقت کسی کیفے کے ٹیرس پر تھے جہاں پورے ٹیرس کو سرخ پھولوں اور سرخ ہی ہارٹ شیپ غباروں سے سجایا گیا تھا

۔۔

ٹیرس کے کھلے چھت تلے ایک جانب دو کرسیاں پڑیں تھی۔۔

جن کے اطراف میں سرخ جالی دار پردے اور سفید موتیوں کی لڑئیاں چاروں اطراف سے ڈھلک کر منظر کو مزید پرکشش بنا رہی تھیں۔۔

سامنے ہی ایک بڑے سے ہارٹ شیپ سائز میں سجائے پھولوں اور قمقموں کے بیچ ہیپی بر تھڈے ٹو مائے لو۔۔۔ لکھا گیا تھا۔۔

وہ سارا منظر اس قدر دلفریب تھا کہ چاہت بے یقینی سے بنا آنکھیں جھپکے اس منظر کو دیکھ رہی تھی۔۔

یہ سب تو اسکے لئے ایک خواب سے زیادہ کچھ بھی نہیں تھا۔۔

"کیسا لگا سرپرائز۔۔۔۔۔۔؟" اسکے کندھے پر تھوڑی جمائے اسے پیچھے سے حصار قائم کرتے دلفریب سے انداز میں استفسار کیا۔۔

چاہت کے ہونٹوں پر دلفریب سی مسکراہٹ امڈی۔۔

حد سے زیادہ اچھا۔۔۔۔مجھے تو یہ ایک خواب لگ رہا ہے سائیں۔۔۔۔!"

گردن سے لپٹے اسکے بھاری ہاتھ پر اپنا نازک مرمری ہاتھ رکھتے وہ نم لہجے میں گویا ہوئی تو اگلے ہی لمحے بالاج نے جھٹکے سے اسکا رخ اپنی جانب کیا۔۔۔

خواب نہیں حقیقت ہے سب۔۔۔یہ خوشیاں یہ رنگ ان سب پر تمہارا حق ہے کھل کر جیو۔۔محسوس کرو ہر چیز کو۔۔۔!"

اسکے چہرے کو ہاتھوں کے پیالے میں بھرتے وہ میٹھے لہجے میں گویا ہوا۔۔

تو بے ساختہ چاہت نے بھیگی نگاہوں سے اس خوبرو شخص کو دیکھا جو آج اسکی زندگی کا سب سے حسین سچ بن چکا تھا۔

مجھے یہ بناوٹی چیزیں نہیں مجھے آپ سے مطلب ہے سائیں۔۔۔ میرا سارا حق صرف آپ پر ہے۔۔آپ صرف اور صرف چاہت بالاج سکندر کے ہیں۔۔یہ چیزیں تو ہر کسی کے نصیب میں ہو سکتی ہیں مگر ہر کسی کے نصیب میں بالاج سکندر نہیں ہو سکتا ۔۔کیونکہ وہ صرف اور صرف چاہت سکندر کا۔۔۔میرا عشق ۔۔۔میرا سکون۔۔۔!"

اسکے ہاتھوں کو مضبوطی سے اپنے نازک ہاتھوں میں لئے وہ اسکی حسین آنکھوں میں دیکھتی ایک ایک لفظ پر زور دیتی گہرے جذبات سے چور لہجے میں بول رہی تھی۔۔

اور یہی حق یہی استحقاق تو تھا جس سے چڑتے چڑتے بالاج سکندر اسکا گرویدہ ہو گیا تھا۔۔

اور آج شادی کے بعد پہلی بار اپنے لئے اسکی شدت پسندی دیکھ وہ کھل کر مسکرایا اسے مضبوطی سے بانہوں میں جکڑ گیا۔۔

میں بہت خوش نصیب ہوں چاہت۔۔۔۔۔ چاہنے والی بیویاں تو ہر شوہر کو نصیب ہوتی ہیں مگر شوہر سے بے جا عشق اور شدت پسندی رکھنے والی صرف اور صرف میری چاہت ہے جو کسی کا سایہ بھی مجھ پر برداشت نہیں سکتی۔۔۔ "!

چاہت کے سر پہ ہونٹ رکھتے وہ سکون کے سے احساس میں گہری سانس کھینچتے کئی لمحوں تک آنکھیں موند گیا۔۔

چاہت اسکی خفاظت بھری پناہوں میں پاتے رشک سے آنکھیں موند گئی۔۔

ZAINAB RAJPOOT

شمشیر بیٹا میری بات تو سنو۔۔۔میں نے جان بوجھ کر یہ سب نہیں کیا۔۔!" حویلی میں موت کی سی خاموشی کے بیچ مجرموں کی طرح ہاتھ باندھے کھڑی خدیجہ بیگم بیٹے کی گہری چپی سے خائف ہوتے بولیں۔۔

ڈاکٹر عقیدت کا معائنہ کر رہی تھی اور سارے گھر والے متفکر سے کمرے کے باہر ٹہل رہے تھے۔۔

خدیجہ بیگم جانتی تھی شمشیر اپنی آنکھوں سے انہیں دیکھ چکا تھا اور اب اسکی خاموشی سے ڈرتے وہ منمنائی۔۔

داجان اور جہاں آرا بیگم نے کاٹ دار نگاہوں سے انہیں دیکھا۔۔جو سانپ کی طرح رنگ بدل رہی تھیں۔۔

بیٹا کچھ بولو دیکھو وہ خود آئی تھی مجھ سے لڑنے۔۔۔میں تو بس تمہارے کمرے میں تم سے بات کرنے آئی تھی مگر وہ بد تمیزی کرنے لگی اور میں نے۔۔۔۔"

بس کر دیں خدارا بس کر دیں۔۔۔اور کتنا گریں گی آپ۔۔۔!" انکی بات بیچ میں ٹوکتے وہ بپھرے ہوئے شیر کی مانند دھاڑا۔۔

اسکی سبز نگاہوں سے خون تیز رہا تھا۔۔ بکھرے بال کھلے بٹن،

اجڑی شکستہ سی حالت وہ کہیں سے بھی وہ رو عب دار گھمنڈی

مغرور شمشیر حیدر ملک نہیں لگ رہا تھا۔۔

تنگ آ گیا ہوں میں اس نام کے رشتے کو نبھاتے۔۔۔بیٹا۔۔۔بیٹا

کہتی ہیں آپ مجھے، تو تب کہاں تھیں آپ۔۔۔۔جب آپ کے

بیٹے کو آپ کی سب سے زیادہ ضرورت تھی،

جب مجھے تائی جان نے ماں بن کے پالا۔۔ت۔ کہاں تھی آپ

۔۔۔جب مجھے دوڑتے دوڑتے گرنے سے چوٹ لگتی تھی۔۔

تب کہاں تھی آپ جب مجھے بخار میں سانس نہیں آتا تھا۔۔

تب کہاں تھی آپ جب میں آپ کو بار بار پکارتا تھا، پہلا قدم

اُٹھانے سے آج اس قدم تک آپ نے کتنے قدم میرے لئے دعا

کی۔۔ میرے سر پر پیار سے ہاتھ رکھا۔۔جب جب میں روتا تھا

مجھے ماں کی گود دی۔۔مجھے وہ آنچل دیا جہاں چھپ کر میں اپنا ہر

دکھ ہر ڈر خوف بھول جاتا۔۔۔"

آج بھی آپ میرے پاس نہیں آئیں۔۔۔آپ میری جائیداد

کیلئے آئی ہیں ں۔۔کیونکہ آپ کو مجھ سے نہیں ان پیسوں سے

مطلب ہے۔۔۔ "

وہ چیختا ہوا دھاڑ رہا تھا اسکی چلاہٹ میں جانے کتنے برسوں کا غصہ،

دکھ تکلیف و خشتیں چھپی تھیں۔۔

وہاں کھڑے ہر شخص کی آنکھیں اشک بار تھیں تو لبوں پر ایک

گہری چپی تھی۔۔۔اپنی لہو رنگ ہوئیں آنکھوں کو بازو سے

رگڑتے وہ تیزی سے مڑا اسٹڈی روم کی جانب گیا۔۔

نن نہیں شمشیر ایسا مت کہو میرا بیٹا میری بات تو سنو۔۔۔۔!"

اسے جاتا دیکھ خدیجہ بیگم اندھا دھند اسکے پیچھے بھاگی تھیں۔۔ ممتا کے منہ پر پڑے اتنے بڑے تمانچے نے انکی روح جھنجھوڑ کر رکھ دی تھی۔۔

ان کا وجود کپکپا رہا تھا ایسے جیسے وہ ابھی بے جان ہو جائیں گی۔۔۔ شمشیر کے پیچھے سیڑھیاں اترتی وہ کئی بار گری۔۔ مگر پھر بھی وہ اسے پکارتی اسکے پیچھے بھاگ رہی تھیں۔۔ ویسے ہی جیسے بچپن میں وہ اپنی ماں کے پیچھے بھاگا کرتا تھا۔۔

داجان، جہاں آرا بیگم اور روبیہ سبھی انکے پیچھے آئے تھے۔۔ جو متوحش سی ہو رہی تھیں۔

"!بب بیٹا۔۔۔۔۔

شمشیر سپاٹ چہرے سے سٹڈی روم سے نکلا تو وہ بے ساختہ اسکی جانب لپکی۔۔

آگے مت آیئے گا۔۔۔یہ رہی آپ کی پراپرٹی۔۔۔۔میری جائیداد میں سے آپ کے حصے سے زیادہ آپ کے نام کر چکا ہوں میں۔۔۔اسے زیادہ میرے پاس آپکے لئے کچھ بھی نہیں ۔۔۔!"

"!نن نہیں شش شمشیر میرا بیٹا۔۔۔

آپ کا بیٹا بہت سال پہلے مر چکا تھا آج تو بس جنازہ نکلا ہے۔۔۔ اگر زندگی میں کبھی ایک پل کو بھی مجھے اپنی اولاد مانا ہے تو ابھی اور اسی وقت چلے جایئے یہاں سے۔۔۔۔!"

اسکی آنکھوں میں سرد مہری اور ہونٹوں سے نکلتے سرد الفاظ نے سبھی کو ساکت سا کر دیا تھا۔

ہر کوئی سکتے کے عالم میں گرا شمشیر حیدر کو دیکھ رہا تھا۔

جواب دربارہ سے سیڑھیاں عبور کرتا اپنے کمرے کی جانب بڑھا

۔۔

خدیجہ بیگم ایک دم سے بے جان سی ہوتے ڈھے سی گئیں
۔۔۔۔۔ کیسی بے بسی تھی کہ جب احساس ندامت ہوا تھا تو اسکی
گود اور آنچل میں سوائے خسارے کے کچھ بھی ناں تھا۔۔
حویلی کے ہر فرد کی نگاہوں میں آج صحیح معنوں میں انکے لئے
ترس تھا اور اب یہی ترس ان کا مقدر بنا کے انکے زندگی میں تا عمر
کیلئے لکھ دیا گیا تھا۔۔

کمرے میں گہری موت کی سی خاموشی چھائی ہوئی تھی، سر
گرائے وہ کرسی کی پشت پر آنکھیں موندے ٹیک لگائے کرب و

تکلیف کو جذب کر رہا تھا حسین سبز نگاہوں کے کونے نم تھے،

جب ایک دم سے آہٹ پر وہ تیزی سے سیدھا ہوا۔۔

آرام سے لیٹی رہو تم۔۔۔۔۔۔! "اسنے گھر کھتے ہوئے سے لہجے میں کہا تو عقیدت کی سیاہ آنکھیں زرا سی پھیلی اسکے شانے پر ہاتھ دھرے وہ ایکدم سے اٹھی۔۔ شمشیر نے تیزی سے تکیے اسکی پشت پر رکھے اسے سہارے سے بٹھایا۔۔ ٹھیک ہو ناں تم ____ "رخسار پر ہاتھ رکھتے وہ متفکر سے لہجے میں گویا ہوا تھا

۔۔

عقیدت نے کسلمندی سے اسے دیکھتے سر کو ہاں میں جنبش دی۔۔ شمشیر نے گہری سانس فضا کے سپرد کی۔۔

جب ایک دم سے باہر شور کی آواز اب مزید بڑھی تھی۔۔

وہ دونوں ہی چونکے تھے کیونکہ باہر سے آتی اونچی آوازیں کنول بیگم کی تھیں۔۔ عقیدت نے بے ساختہ حیدر کو دیکھا جس کا چہرہ بلکل سپاٹ تھا۔

تم آرام کرو میں آتا ہوں۔۔۔۔" اسکے گال کو تھپکتے وہ جبرا مسکرایا اور پھر باہر کی جانب بڑھا۔۔

تم دونوں کی ہمت بھی کیسے ہوئی میرے گھر میں آنے کی۔۔۔۔؛" زینے عبور کرتا وہ سرد و سپاٹ بپھرے ہوئے سے لہجے میں گویا ہوا۔۔ جہاں آرا بیگم تو بے یقینی سے اتنے سالوں بعد انہیں دیکھ منہ پر ہاتھ رکھ گئی۔۔

مجھے اپنی بیٹی سے ملنا ہے۔۔۔ پیچھے ہٹو جانے دو مجھے

!"____

کنول بیگم کا حلیہ بلکل بکھرہ ہوا سا تھا۔ آنکھوں کے گرد سیاہ حلقے تیزی سے پھیل رہے تھے، چہرے کی رنگت ورونق اب پھیکی پڑ گئی تھی۔۔ آپ میری بیوی سے نہیں مل سکتی اس سے پہلے کہ میں دھکے دے کر تم دونوں کو یہاں سے نکلواوں دفع ہو جاؤ

"یہاں سے۔۔۔۔۔۔؟

شمشیر آپے سے باہر ہو رہا تھا اسکی غصے بھری دھاڑ پر کمرے میں لیٹے داجان بھی حیرت سے متفکر ہوئے باہر نکلے تھے۔ مگر باہر کا منظر دیکھ ان کی آنکھیں حد درجہ پھیلی۔۔

چہرے پر صدیوں کی نفرت اور غصہ تیزی سے امڈ آیا۔۔۔ د د د دیکھو بس ایک بار دیکھنے دو وہ ٹھیک نہیں۔۔ مم میں چلی جاؤں گی۔۔۔۔؛ء

شمشیر کے آگے روتے ہوئے ہاتھ جوڑتے کہتی وہ نڈھال سی ہو گئی تھی علی شاہ لب بھینچے یہ سب براداشت کر رہے تھے۔۔

برسوں پہلے جو بویا تھا آج وہی کاٹ رہے تھے۔

میں نے کہاناں کہ نہیں مل سکتے آپ لوگ، چلیں جائیں یہاں سے آپ۔۔۔۔۔!"

وہ اب کی بار انگلی کے اشارے سے کہتا علی کے بازو کو پکڑے اسے باہر نکالنے لگا۔۔

ایک منٹ حیدر ______"عقیدت کی آواز پر شمشیر سمیت سبھی نے مڑتے بے یقینی سے عقیدت کی جانب دیکھا جو سیڑھیوں پر کھڑی سپاٹ چہرے سے یہ سب دیکھ رہی تھی۔۔۔

کنول بیگم تو بیٹی کو دیکھ جیسے کھل پڑی تھیں۔۔ عقیدت کو نیچے اترتا دیکھ شمشیر ضبط سے مٹھیاں بھینچ گیا۔۔۔"بس بیٹا میری بچی۔۔۔۔۔ کیا حال بنا دیا ہے خود کا۔۔۔۔ میری جان ______!!"

ممتا کی ماری کنول بیگم بھاگتی اسے پکارتے اسکے سینے سے لگنے لگی تو سب نے بے بسی سے اس عورت کو نفرت سے گھورا۔۔۔ شمشیر سختی سے مٹھیاں بھینچے اپنے غصے کو دبا رہا تھا۔۔

ایک منٹ مجھے کچھ پوچھنا ہے آپ سے۔۔۔!"اس سے پہلے کہ وہ اسکے سینے سے لگتی عقیدت نے ہاتھ کے اشارے سے انہیں روکا۔۔۔جو حیرت وخوف سے اسے دیکھ رہی تھیں۔۔کک "ککیا۔۔۔؟

لبوں پر زبان پھیرتے وہ خوفزدہ سی بولی۔۔ایک بار پھر سے اسکی ہاتھ کو تھامنے لگی،ماحول میں موت کی سی خاموشی طاری تھی، عقیدت نے ہاتھ پیچھے کھینچتے علی شاہ اور پھر کنول بیگم کو دیکھا۔۔

مگر اسکی آنکھوں میں محبت نہیں سرد مہری تھی۔۔میں جو بھی سؤال پوچھوں آپ کو میری قسم ہے آپ دونوں اسکا صحیح سے "جواب دیں گے۔۔

اسنے سوال سے پہلے اپنی قسم دی تو علی اپنے خدشے کو سچ ہوتا دیکھ سانس روک گئے۔۔ان کا چہرہ تاریک پڑ گیا جبکہ قدم بے یقینی سے لڑکھڑائے تھے۔۔

کیا زیان ملک میرا باپ ہے ہاں یا ناں۔۔۔؟" اسکے سوال پر وہاں موجود ہر شخص حیرت سے گردن اٹھائے اسے دیکھتا رہ گیا، شمشیر شاکڈ کی سی کیفیت میں اسے دیکھے گیا جس کے چہرے پر تکلیف کے آثار واضح تھے۔۔تو کیا وہ جان چکی تھی سب کچھ۔۔۔ کیا اسی وجہ سے وہ اس سے وعدہ پیمان باندھ رہی تھی۔۔

شمشیر کے چہرے پر ایک سایہ سا لہرایا۔۔۔لبوں کو دانتوں تلے کچلتے وہ خود میں اتنے بڑے حادثے کو برداشت کرنے کی سقت لانے لگا۔۔

بب بیٹا ع عقیدت۔۔۔۔"کنول بیگم اسکے سوال کو سرے سے اگنور کرتے آگے بڑھی۔۔۔ہاں یاناں۔۔۔۔۔؟"قدم پیچھے کو لیتی وہ پھر سے دھاڑی تو کنول کی آنکھوں سے جانے کتنے ہی آنسوں گالوں پر بہے۔۔۔

ایک اسی سچ سے تو وہ بھاگتی آرہی تھی۔۔بولیں کنول علی شاہ ہاں یا ناں۔۔۔!"اب کی بار وہ اس قدر زور سے چلائی کہ حویلی کے درودیوار میں اسکی آواز کافی دیر تک گونجتی رہی۔۔

ہہہ ہاں۔۔۔۔!"خوف سے آنکھیں موندے وہ بمشکل سے بول پائیں تھیں۔۔داجان نے ترس بھری نگاہوں سے اس عورت کو دیکھا جس نے ان کے بیٹے کو برباد کیا تھااور آج وہ تہی دامن ہوتے رہ گئی تھی۔۔

ہاہاہاہاہاہاہا۔۔۔۔"کیا بات ہے ہاہاہاہا۔۔۔۔!"یعنی کہ میں آپ کی بیٹی نہیں ہوں۔۔۔۔ہے ناں علی شاہ۔۔۔!"

لڑکھڑاتے قدموں سے علی شاہ کی جانب بڑھتی وہ جیسے یقین دہانی چاہ رہی تھی۔۔

علی کی آنکھ سے پھسلتا ایک آنسوں اسکے گال کو بھگو گیا۔۔

وہ سر شرمندگی سے جھکا گیا۔۔

عقیدت۔۔۔!"شمشیر اسکی بکھری حالت کو دیکھتا اسے پکارتا اسکی جانب بڑھنے لگا تو وہ اسے ہاتھ کے اشارے سے روک گئی

۔۔

تو یقیناً یہ سب بھی سچ ہے کنول بیگم کہ آپ میرے باپ کے نکاح میں ہوتے ہوئے بھی ایک غیر مرد سے عشق لڑاتی رہی۔۔ میرے باپ کو اپنی جھوٹی محبت میں روندھتے آخر میں طلاق کیلیے مجبور کیا اور ان سے جھوٹ بولا کہ ان کی بیٹی مری ہوئی پیدا ہوئی ہے۔۔سچ ہے ناں یہ سب۔۔۔۔!"

اسکا ذہن بری طرح سے درد کر رہا تھا۔۔دماغ کی رگیں پھٹنے کو تھیں وہ نازک سی لڑکی اتنی بڑی حقیقت اتنے بڑے سچ کے آشکار ہونے پر آج سچ میں ٹوٹ کر ریزہ ریزہ ہوئی تھی۔۔

ارے کیسے کیا آپ نے۔۔۔دل نہیں کانپا آپ کا۔۔۔روح نہیں لرزی ایک معصوم انسان کو دھوکہ دیتے ہوئے۔۔۔

وہ کنول بیگم پر گرجتی ان کے بازو کو غصے سے دبوچ گئی۔۔اور انہیں گھسیٹتے ہوئے اپنے ساتھ لے جانی لگی جو مردہ سی حالت میں اسکے ساتھ کھینچتی جارہی تھیں۔۔

یہ یہ دیکھیں کیا تھا یہ انسان کیا بنادیا اسے صرف آپ نے۔۔۔کنول بیگم۔۔۔زیان ملک کے کمرے میں لے جاتے وہ بیڈ پر دوائیوں کے زیر اثر لیٹے زیان ملک کی جانب اشارہ کرتے بولی تو کنول بیگم ان کو دیکھ وخشت زدہ سے باہر کو بھاگنے لگی۔

ان کا دل درد سے پھٹنے لگا تھا۔۔آنکھوں میں آنسوں کی لڑیاں ایسی تھیں جیسے وہ رکنے کا نام ہی ناں لے رہی ہوں۔جانتی ہیں آج مجھے خود سے گھن آرہی ہے کہ میں نے آپ جیسی عورت کی کوکھ سے جنم لیا۔۔۔"

'ان ننن عع عقیدتت۔۔۔۔۔۔

اسکے منہ سے نکلے تلخ الفاظ سن وہ سر کو مسلسل نفی میں ہلاتی بڑبڑانے لگیں۔۔جس کا کوئی بھی اثر نہیں تھا اس پر۔۔۔۔۔

ہاتھ مت لگائیں مجھے،،اپنے ناپاک ہاتھ دور رکھیں مجھ سے!"۔۔

اب کی بار وہ نفرت سے غراتے اپنے آنسوؤں بے دردی سے رگڑتے باہر نکلی۔۔

"!عع عقیدت ممم مجھے مممعاف کککر ددد و۔۔۔۔

اسکے پیچھے بھاگتی وہ کسی بچی کی طرح روتے ہوئے اسکے پاؤں میں

" گر پڑیں۔۔

شمشیر سمیت ہر فرد کو اس عورت سے صرف ترس محسوس ہوا تھا۔۔جو عمر کے اس حصے میں خالی ہاتھ رہ گئیں تھیں۔۔

کوئی بیٹی نہیں کوئی رشتہ نہیں میرا آپ سے۔۔۔۔ نکل جائیں یہاں سے اور اگر آج کے بعد مجھ سے ملنے کی کوشش بھی کی تو

"!اسی وقت جان سے مار ڈالوں گی میں خود کو۔۔۔

سرد وسپاٹ لہجے میں کہتی وہ سبھی کو شاکڈ چھوڑتی انہی قدموں سے مڑتی اپنے کمرے کی جانب بڑھ گئی۔۔

ایک ایک کرتے ہر کوئی وہاں سے جاتا گیا۔۔ علی شاہ نڈھال سے جھکے کندھے سے فرش پر گڑگڑاتی بیوی کی طرف بڑھے اور اسے اٹھاتے وہ مردہ قدموں سے باہر کی طرف بڑھے تھے۔۔

ان کی زندگی کا آخری سہارہ ان کی خوشیوں کا محور ان کی بیٹی ان سے منہ موڑ چکی تھی اور آج وہ جان پائے تھے قیامت کیا ہوتی ہے۔۔۔۔

✿✿✿✿✿✿

حویلی میں موت کا سا سماں تھا۔۔ ہر فرد ایک ساتھ ہوئے اتنے واقعات پر دہل گیا تھا۔۔ ہر کوئی دوسرے سے نگاہیں چرا رہا تھا، داجان اتنے برسوں کے بعد ان ہرے ہوئے زخموں کی تپش

سے جلتے زیان ملک کے کمرے میں اپنے بیٹے کے روبرو بیٹھے تھے

۔

وقت نے بڑا انصاف کیا تھا۔ ہر کسی کو اس کے کیے کا ایسا انجام ملا تھا کہ منہ کے بل گرتے وہ زمین کی ٹھوکر پر آ گیا تھا۔ بے شک اللہ بہترین بدلہ لینے والا ہے اور آج انکے بیٹے کے ساتھ ہوئی ہر ناانصافی ہر ظلم کا انصاف اسی پاک ذات نے کیا تھا۔

کیسے شکستہ حال میں گئے تھے وہ لوگ۔۔۔۔اپنی لئے معافی کی بھیک مانگ کر اسی گھر سے جسے برباد کرنے میں کوئی کسر نہیں چھوڑی تھی انہوں نے۔۔۔

جہاں آرا بیگم عصر ادا کر رہی تھیں۔۔ ملازمین میں چھم گوئیاں عروج پر تھیں اتنا سب کچھ اپنی آنکھوں سے دیکھ کر سب ملازمین اللہ کے انصاف پر حیراں تھے جس نے اتنے سالوں کے بعد ایسا انصاف کیا تھا کہ سب بے ساختہ ہی اسے پکار اٹھے تھے۔

ایسے میں بکھرے حلیہ میں سٹڈی روم سے نکلتا وہ نڈھال سی کیفیت میں سیڑھیوں پر کھڑا لب کاٹنے لگا۔۔

اسکی ہمہ وقت سرد رہنے والی نگاہیں اس وقت شدت درد سے سرخ ہو رہی تھیں۔۔اپنے بے جان ہوئے وجود کو گھسیٹتے وہ بڑی مشکل سے اپنے کمرے کے سامنے آن رکا، دل کی دھڑکن بے ساختہ ہی بے ترتیب ہوئی تھی اور آج اس کا بے ترتیب ہونا شمشیر حیدر ملک کے خوف اسکے ڈر کے سبب تھا، بمشکل سے خود

میں ہمت پیدا کیے اسنے بایاں ہاتھ دروازے پر رکھا تو دروازہ ایک دم سے کھلتا چلا گیا۔۔

اندر کا منظر بے یقین نگاہوں سے دیکھتا شمشیر حیدر ملک پتھرائی سی نگاہوں سے وہیں چوکھٹ پر کھڑا رہ گیا۔۔

عع عقیدت۔۔۔۔!"نڈھال سی کیفیت میں اپنی سلگتی سبز نگاہوں سے کھڑکی کے پاس کھڑی عقیدت کی پشت کو بے یقینی سے دیکھتے وہ گھٹی گھٹی آواز میں اسے پکارتا اسکے پیچھے آن رکا۔۔

میں نے پوچھا تھا حیدر کچھ ایسا تو نہیں جو تم مجھ سے چھپا رہے ہو۔۔۔۔؟"وہ ہنوز کھڑکی سے باہر دیکھتی اپنی پشت پر رکے شمشیر سے گویا ہوئی۔

عقیدت دیکھو۔۔۔۔!"

خیر جنم دینے والی نے مجھے میرے باپ کی بابت بتانا ضروری نہیں سمجھا تم سے کیا شکایت۔۔۔۔!"

ہم بیٹھ کر بات کرتے ہیں عقیدت۔۔۔۔ کیا ہے یہ سب۔۔۔۔؟" اسکی بات کو ٹوکتے وہ بے بسی سے اسے بازو سے جکڑتے رخ سامنے کیے چلایا۔۔

تو عقیدت نے ہنستے ہوئے اسکی سبز نگاہوں میں دیکھ اپنا بازو اسکی گرفت سے آزاد کرایا۔۔

سکون چاہئے مجھے۔۔۔۔ کچھ عرصہ کیلئے ان سب سے دور جانا چاہتی ہوں۔۔۔۔۔!"

مقابل کھڑے حسین مرد کی آنکھوں میں شکوہ دیکھ وہ نگاہیں چراتی بے حسی سے گویا ہوئی،، یقیناً شمشیر کا اشارہ اسکے پیک ہوئے بیگ کی طرف تھا۔۔۔

کیا مجھ سے بھی دور جانا چاہتی ہو۔۔!" اسکا بس نہیں چل رہا تھا کہ وہ اس ظالم لڑکی کو جھنجھوڑ ڈالتا جس نے لمحہ بھی نہیں لگایا تھا اتنا بڑا فیصلہ کرنے میں۔۔۔۔!"

شاید ہاں۔۔۔۔۔!" اپنے بازو پر دھرے اسکے ہاتھ کو پیچھے جھٹکتی وہ صاف گوئی سے گویا ہوئی۔۔

تو شمشیر نے بمشکل سے اپنی آنکھوں کو بہنے سے روکا۔۔میں مانتا ہوں مجھے تمہیں پہلے ہی سچائی سے آگاہ کر دینا چاہیے تھا مگر میں چاہتا تھا کہ تم صحت یاب ہو جاؤ اسکے بعد۔۔۔۔۔۔۔!"

اسکے بعد کیا حیدر۔۔۔۔؟" اسکے بعد تم مجھے یہ بتاتے کہ میرا باپ کون ہے۔۔۔۔ میری ماں نے ان کے ساتھ کیا کیا۔۔۔؟

"کیسے میں اتنے ہی سال اپنے باپ سے دور رہی۔۔؟

کیا ساری باتیں بتانے کیلئے تم میرے ٹھیک کا انتظار کر رہے تھے

۔۔۔!"

وہ ایک دم سے چیختی جواب طلب تھی جبکہ شمشیر بے بسی سے لب بھیچے اسے دیکھ رہا تھا۔

جانتے ہو بہت درد ہے مجھے یہاں۔۔۔!" اسکی آنکھوں میں اپنی بھیگی سیاہ آنکھیں گاڑھے وہ نڈھال سی لڑکی اپنے دل کے مقام پر انگلی رکھے اشارے سے بولی تو شمشیر کے دل میں ٹھیس سی اٹھی

۔۔

"!اگر مزید یہاں رہی تو مر جاؤں گی میں۔۔

"!نن نہیں عع عقیدت میں سب کچھ ٹھیک کر دوں گا۔۔۔

اسکی بات ٹوکتے شمشیر نے بے ساختہ اسکے چہرے کو ہاتھوں کے پیالے میں بھرتے منت سے کہا۔۔

نن نہیں اب کچھ ٹھیک نہیں ہو گا۔۔۔ تم چاہتے ہو ناں سب کچھ

"!ٹھیک ہو جائے میں تم۔۔۔ ہمارا رشتہ۔۔۔۔

شمشیر اسکے سوال پر ضبط سے آنکھیں میچے سر کو ہاں میں ہلا گیا۔۔۔

تو پھر مجھے بھیج دو کسی ایسی جگہ جہاں کوئی درد کوئی تکلیف دہ سچ

"!میرا پیچھا نا کر سکے۔۔۔؛

کیا چاہتی ہو ختم کر دوں خود کو اپنے ہی ہاتھوں سے۔۔۔!" اسکی بات کو ٹوکتے وہ شدت بھرے لہجے میں گویا ہوا تو عقیدت زخمی سا ہنسی۔۔۔ اگر یہاں رہی تو ہمیشہ کیلئے کھو دو گے مجھے بس تھوڑا سا وقت دے دو۔۔۔۔!"

شمشیر حیدر کی نگاہیں اسی ستمگر لڑکی پر تھیں۔۔
جو اسے تڑپانے کی صلاحیت بخوبی رکھتی تھی۔۔
صرف تھوڑا عرصہ کیلئے ______!" اسکی خاموشی کو بھانپ عقیدت نے پھر سے التجا کی تھی۔۔ حیدر زخمی نگاہوں سے اس بے حس لڑکی کو دیکھتا ایک دم سے آنسوں پونچھتا الٹے قدموں سے پیچھے ہوا۔۔

عقیدت، آنکھوں سے بہتے گرم سیال کے سبب وہ آنکھوں سے اوجھل ہوتے اس حسین مرد پر ایک آخری نگاہ ڈالے بے جان وجود کی مانند ڈھے سی گئی۔۔

○○○○○○○○○○○

"____ایک ساتھ چلیں گے آج لالہ کو سرپرائز کریں گے گاڑی سے نکلنے سے پہلے ہی بالاج اسکا ہاتھ تھامے مسکراتے ہوئے بولا۔۔چاہت جو حیرت سے مڑی تھی اسکی بات سنتے اسکا چہرہ شاداب ہوا سر کو اثبات میں ہلاتی وہ گاڑی سے نکلی۔۔
اور پھر بالاج کے اترنے پر اسکا ہاتھ تھامے وہ اندر داخل ہوئے

۔۔۔

لالہ۔۔۔! "دہلیز کے بیچ کھڑے ہوتے اسنے سرشار سے لہجے میں اسے پکارا۔۔ چاہت کی نگاہیں بھی شمشیر حیدر کو دیکھنے کے لیے بے تاب تھی۔۔

مگر حویلی میں معنی خیز سی خاموشی کو محسوس کیے ان دونوں کے چہروں سے مسکراہٹ جیسے غائب سی ہو گئی تھی۔۔

سامنے ہی اس گہری خاموشی کے بیچ سوٹ کیس گھسیٹتی وہ سیڑھیاں اتر رہی تھی۔۔

جس پر نگاہیں پڑتے ہی چاہت اور بالاج حیران سے رہ گئے۔۔۔

بھابھی۔۔۔! "چاہت بے یقینی سے اسے دیکھتی زیر لب بڑبڑاتے آگے بڑھنے لگی جب جہاں آرا بیگم جو آنسوں بھری

نگاہوں سے اپنے کمرے سے نکلی تھیں اسے دور سے ہی گردن نفی میں ہلاتے ایسا کرنے سے روکا۔۔

چاہت کا چہرہ ایک دم سے زرد پڑ گیا۔۔ جبکہ ان سبھی کو اگنور کرتی عقیدت اب سپاٹ چہرے سے زینے اتر باہر کو بڑھنے لگی۔۔

بب بھابھی کہاں جا رہی ہیں آپ۔۔۔۔۔ کیا ہوا ہے سب کچھ تو ٹھیک تھا ناں۔۔۔۔۔ لالہ اتنے خوش تھے۔۔۔ کیا لالہ نے کچھ کہا ہے آپ سے۔۔ پلیز ایسے مت جائیں میری بات سن لیں ۔۔۔!"

چاہت جہاں آرا بیگم کے روکنے کے باوجود بھی نہیں رکی تھی۔۔

اسکے پیچھے بھاگتی وہ اسکا ہاتھ تھامے اسے رکنے پر مجبور کر گئی۔۔

عقیدت کی آنکھیں ایک بار پھر سے بھیگی۔۔ کس قدر ضبط سے یہ فیصلہ لیا تھا اسنے۔۔

اپنے آنسوں کو خود میں انڈیلتی وہ اپنے ہاتھ پر سے چاہت کے ہاتھ کو جھٹک گئی۔۔

نہیں ایسے نہیں جانے دوں گی میں آپ کو۔۔۔! چلیں

"چھوڑیں بیگ،، میرے ساتھ چلیں آپ____؛

چاہت پاگلوں کی طرح سر نفی میں ہلاتی یہی دہرا رہی تھی۔۔اسکا بھائی ابھی اتنے برسوں بعد مسکرانا سیکھ پایا تھا وہ ظالم لڑکی اسے چھوڑ کر پھر سے بے رنگ کرنا چاہ رہی تھی۔۔

مجھے جانے دو چاہت ۔۔۔ میرا اس وقت یہاں سے جانا بہت ضروری ہے______"ایک بے مول سے آنسوں کو ہتھیلی کی پشت سے رگڑتے وہ کمال کے ضبط سے گویا ہوئی۔ تھی۔

بالاج سکندر بے یقین سا کھڑا تھا۔دو دن پہلے ہی تو اسکی بات ہوئی تھی شمشیر سے۔۔تب تک تو سب کچھ ٹھیک تھا۔۔اب آخر ایسا کیا ہو گیا تھا۔۔؟

" چاہت مت روکو اسے۔۔۔

جہاں آرا بیگم کے کمرے سے نکلتا درد و کرب سے ڈوبی آواز میں کہتا وہ عقیدت کو شدت سے رونے پر مجبور کر گیا۔۔

"! مگر لالہ۔۔۔

چاہت آنکھیں پھیلائے سر کو مسلسل نفی میں ہلانے لگی،،

جانے والوں کو راستہ دیتے ہیں واسطہ نہیں۔۔۔۔ یہاں آؤ

میرے پاس۔۔۔۔!"

اسنے آخری وار کرتے عقیدت کو بے جان سا کر دیا۔۔اسکے بعد

وہ رکی نہیں تھی۔۔۔

اسکے باہر کو بڑھتے قدموں کے ساتھ ہی کئی لوگوں کے دل تھمے

تھے۔

سنجیدگی کا لبادہ لپیٹے اسنے آخری نگاہ اسپر ڈالی اور پھر مردہ قدموں

سے اپنے کمرے کی جانب بڑھا۔۔

کھڑکی کی اوٹ میں کھڑے آنسوں سے بھیگی داڑھی سرخ متورم

چہرے سے اپنی پوتی کو جاتا دیکھ وہ دل میں اٹھتی ٹیسوں کے بیچ

لاغر وجود کو گھسیٹتے اپنے بستر کی طرف بڑھے تھے۔۔

انکے زیان کی بیٹی اسکا خون ۔۔۔اتنے سالوں بعد وہ ملی تھی مگر وہ اسے کیوں پہچان ناں سکے ۔۔اسکے وجود سے آتی خوشبو کو وہ کیسے بھول گئے وہی خوشبو تو انکے بیٹے کی تھی ۔۔

جو محبتوں کا امین تھا ۔۔۔دل میں گہرے زخموں کے کو چھپائے ہمہ وقت مسکراتے رہنے والا انکا اکلوتا بیٹا ۔۔۔ جس نے محبت پر اپنی جان وار دی تھی ۔۔انکی دھاڑیں بلند ہونے لگیں تھیں ۔۔ حویلی میں آہ و بکا کا سماں برپا ہو گیا ۔۔۔۔ عقیدت کے دہلیز سے نکلتے قدم زیان ملک کی سانسوں کی ڈور کو توڑ گئے تھے ۔۔

لمحوں میں برپا ہوئے اس قہرام کے بیچ وہاں چھائے ماتم نے ایک بھوڑے باپ سے اسکی اولاد کو چھین لیا تھا۔

زیان ملک سب کو چھوڑ کر جا چکے تھے۔۔ شاید خدا کو ان کی حالت پر رحم آگیا تھا۔۔ جو چپ چاپ انہیں اپنے پاس بلا لیا۔۔

ساری رات لگا کر یہی لکھا
ہاں کو مٹا کے نہیں لکھا
منع کیا تھا عہد وفا سے
میری قلم نے پھر وہی لکھا

☆ PDI LRI ☆ PDI LRI ☆ PDI ☆ PDI LRI ☆ PDI LRI ☆
PDI ☆ PDI LRI ☆ PDI LRI ☆ PDI

مبارک ہو شی اِز پریگننٹ_____! "منت کا چیک اپ کرنے کے بعد اس ڈاکٹر مسکراتی ہُوئی باہر آئیں۔۔بے چینی سے ٹہلتے اس شریف سے شخص کو دیکھ وہ مسکراتے ہوئے بولیں۔۔

راب ڈاکٹر کی بات پر آنکھیں پھاڑے بے یقینی سے ساکت کھڑا ڈاکٹر کو دیکھتا رہ گیا۔۔

"آر یو او کے مسٹر خانزادہ_____؟

ڈاکٹر کو تشویش لاحق ہوئی جبھی متفکر سے لہجے میں کہتی وہ حیرت سے اسے دیکھنے لگی۔۔

ڈڈڈاکٹر۔۔۔۔۔ تھینک یو سو مچ۔۔۔۔۔! "اپنی خوشی میں پاگل وہ ڈاکٹر کے ہاتھوں کو تھامے پر جوش سا بولا۔۔تو ڈاکٹر اسکی ایکسائٹمنٹ پر گہرہ مسکراتے سر نفی میں جھٹک گئی۔۔

خیال رکھیے گا اپنی مسز کا۔۔اور ہو سکے تو کلینک لے آئیۓ گا۔۔

"!پراپر چیک ہو جائے گا تو بہتر ہے۔۔

"________ شیور ڈاکٹر اینڈ تھینک یو سو مچ

وہ مسکراتے ہوئے ڈاکٹر کو دروازے تک چھوڑ کر آیا۔۔۔

بہت بہت مبارک ہو میرے بچے۔خدا ہمیشہ خوش رکھیں تم

"_____ دونوں کو آمین

شائستہ بیگم جو کافی دیر سے خاموش کھڑی راب کی خوشی کا جائزہ لے رہی تھی۔۔اب اسکے واپس آنے پر اسکی بلائیں لیتی ڈھیروں دعاؤں سے نوازا۔

جس پر وہ عقیدت سے انکے ہاتھ چومتا انکے گلے سے جا لگا۔۔

"! ____ امی میں منت سے مل لوں

خوشی سے سرخ ہوئے چہرے سے بمشکل سے کہتا وہ نگاہیں چرانے لگا تو اسکی حالت پر گہرہ ہنستے وہ پیٹھ تھپکتے کچن کی جانب بڑھی۔۔

منت بیٹھی رہیں آپ۔۔۔۔!"وہ کمرے میں اینٹر ہوا تو منت کو بیڈ سے اٹھتا پاتے وہ بھاگتا ہوا بیڈ کے نزدیک پہنچا۔۔

تیزی سے اسکے ہاتھ تھامے اسے بیٹھنے پر مجبور کیا۔۔

منت اسکی اچانک آمد پر بوکھلائی سی اسے دیکھنے لگی۔۔۔ مگر سامنے بیٹھے شخص کی آنکھوں میں محبت کے جلتے دیپ اسے جلد ہی نگاہیں چرانے پر مجبور کر گئے۔۔

"آپ نے بتایا کیوں نہیں مجھے_____؟

اسکے نرم و نازک ہاتھوں کو اپنے ہاتھوں میں جکڑے وہ ایک دم سے بے قرار سے لہجے میں بولا۔۔

منت کو اس عجیب سے سوال کی توقع ہر گز نہیں تھی۔۔

اسنے ابرو اچکائے اسے گھورا۔ کیونکہ مجھے بھی علم نہیں تھا

"راب۔۔۔ تو پھر تمہیں کیا بتاتی_____؟

شرم سے سرخ چہرے کا رخ موڑے وہ خفگی سے گویا ہوئی۔۔

توراب نے اپنی عقل پر ماتم کیے لب دانتوں تلے دبایا۔۔مجھے

"یقین نہیں ہو رہا کہ خدا مجھ سے اتنا راضی ہے۔۔۔

اسکے لہجے کی نمی پر منت نے چونکتے اسے دیکھا۔جو سر جھکائے

اسکے ہاتھوں کو مضبوطی سے تھامے ہوئے تھا۔۔

مم مجھے اتنی بڑی نعمت سے نوازا میرے خدا نے۔۔۔میں کیسے

"!شکر ادا کروں آپکا۔۔۔۔اور اپنے رب کا۔۔۔۔

وہ کہتے ہوئے ہنسا تو منت نے اپنے ہاتھ چھڑائے اسکا چہرہ اوپر کیے

نرمی سے اسکا چہرے پر بہتے آنسوں صاف کیے۔۔

میں بہت خوش ہوں منت۔۔۔۔۔میری اپنی فیملی ہو گی میرے

"_____ بچے میں اور آپ

وہ روتے ہوئے سے ہنسا تو منت کو یہ منظر سب سے حسین منظر لگا تھا۔۔

وہ بے اختیار اسکے سینے سے سر ٹکائے آنکھیں موند گئی۔۔

نہیں راب آپ نہیں میں خوش نصیب ہوں ____ جو مجھے آپ جیسا نیک اور صالح انسان ملا۔۔۔ میں جان چکی ہوں راب کہ اصل محبت تو صرف اپنے محرم سے ہوتی ہے اپنے من کے محرم سے اپنے محافظ سے۔۔۔۔ اور آج مجھے یہ کہتے ہوئے فخر محسوس ہو رہا ہے۔

کہ آپ میرے شوہر ہیں میری زندگی کا کل اثاثہ۔۔۔۔۔ میری حلال محبت ______"

راب کے ہاتھ کو تھامے وہ عقیدت سے آنکھوں سے لگائے گویا ہوئی۔راب نے تشکر بھری نگاہوں سے آسمان کی طرف دیکھا۔۔۔

☆PDI LRI ☆PDI LRI ☆PDI ☆PDI LRI ☆PDI LRI ☆PDI ☆PDI LRI ☆PDI LRI ☆PDI

°°°°°° پانچ ماہ کے بعد °°°°°°

امی کیا کر رہی ہیں آپ ----؟ "کپڑے تبدیل کیے وہ جیسے ہی رات کے کھانے کیلئے سیڑھیاں اترتے ڈائننگ ہال میں پہنچا -- آج پھر سے جہاں آرا بیگم کو کھانے کے لوازمات اور ملازمین کے بیچ ہلکان دیکھ وہ گہری سرد سانس لیتا آگے بڑھا اور دونوں شانوں سے تھامے انکا رخ اپنی جانب کیا--

حیدر ----- "اسکے پکڑنے پر وہ بے قراری سے چہرے پر ہزاروں دیپ لیے مڑی مگر اپنے سامنے بالاج کو پاتا ان کی آنکھوں میں پھر سے نمی تیرنے لگی--

امی لالہ نہیں آئیں گے آپ کیوں خود کو تکلیف دے رہی ہیں -- "!انکے چہرے کو ہاتھوں کے پیالے میں بھرتے وہ کس قدر ضبط سے بولا تھا یہ صرف وہی جانتا تھا-

ایسا مت کہو بالاج -- وہ جانتا ہے اسے دیکھے بنا مجھے نیند نہیں آتی---- ماں ہوں میں اسکی -- "!ایسے کیسے نہیں آئے گا آج اسنے وعدہ کیا ہے مجھ سے وہ آئے گا دیکھنا تم---

اسکی ناامیدی سے کہی بات پر وہ جل کرڑھ ہی تو گئیں تھیں --

پچھلے پانچ ماہ میں زیان ملک کے جانے کے بعد سے وہ ایک بھی دن حویلی نہیں لوٹا تھا--

اسکی زندگی صرف کام میں مصروف ہو کے رہ گئی تھیں -- اکرم ملک تو بھائی کے جانے کے بعد

ایسے دم سادھے خاموش ہوئے تھے جیسے ان کے منہ میں زبان ہی ناں رہی ہو ---

امی ٹھیک کہہ رہی ہیں سائیں ---- لالہ ہم سب ہی بات ٹال سکتے ہیں مگر امی کی نہیں وہ

ضرور آئیں گے---!"

اپنے ہاتھوں سے بنائی بریانی کی ڈش اٹھائے وہ چہرے پر گہری مسکان سجائے اعتماد سے بولی تو

بالاج نے ان شاء اللہ کہتے سر کو ہاں میں ہلایا --

بیٹھ جاو تم دونوں اور کھانا کھاؤ ----! بالاج کو پکڑتے کرسی پر بٹھائے وہ چاہت سے گویا ہوئی --

ارے کیوں بھئی ہم بھائی کے ساتھ کھائیں گے--- "!چاہت نے منہ پھلائے کہا -- جی نہیں

"آپ دونوں ابھی کھاؤ گے-- آج میں اپنے بیٹے کے ساتھ کھاؤں گی --

لبوں پر خوبصورت سی مسکان سمیٹے وہ خوشی سے گلنار لہجے میں گویا ہوئیں تو بالاج اور چاہت نے

ان کی بات پر سر کو خم دیا--

سائیں کی جان آج ذرا جلدی سے کھانا فنش کریں --- یاد ہے ناں آج آپ کا انگلش کا ٹیسٹ

ہے---!"

جہاں آرا بیگم کے جاتے ہی بالاج نے معنی خیز سے لہجے میں اس چھیڑا تو چاہت کے چہرے

سے ہوائیاں اڑی--

شادی کے بعد کون پڑھتا ہے سائیں ---آپ کیوں رحم نہیں کھاتے مجھ پر--- مجھ سے نہیں پڑھا جاتا ____"

مسکین سی شکل بنائے وہ لاچارگی سے گویا ہوئی تو بالاج ہنسا۔ پڑھنا تو پڑے گا آپ کو جبھی تو گاؤں میں سکول سنبھالیں گی --"!اسنے سرشار سے لہجے میں کہتے چاہت کی ناک دبائی تو چاہت بے یقین سی اسکی آنکھوں میں دیکھتی رہ گئی --

آپ کو یاد ہے---؟ "اسکے لب بے یقینی سے پھڑپھڑائے تھے -- چاہت کی والدہ کی یہ آخری خواہش تھی ۔کہ اگر ان کی بیٹی ہو تو وہ اس قدر قابل بنے کہ گاؤں میں ہر بچی کو پڑھائی کیلئے شہر نا جانا پڑے --

اور اپنی ماں کے اس خواب کو چاہت بچپن سے سینے میں سینچے ہوئے تھی۔ اسے آج بھی یاد تھا کہ بچپن میں کھیلتے وقت ایک دفعہ اپنی ماں کے خواب کا تذکرہ وہ بالاج سے کر چکی تھی اسکے سوائے اور کسی کو اس بات کی بھنک تک نہیں تھی ۔مگر آج اسکے منہ سے ہی یہ سب سنتے وہ چونکی تھی --

یہ بھی کوئی بھولنے والی بات ہے بھلا --- ہمارے گھر کی اکلوتی لاڈلی کی اتنی بڑی خواہش کو بھلا کیسے بھول جاتا ---"

اب کھانا کھاؤ زیادہ سینٹی مت ہو تم---"

اسکی آنکھوں میں آنسوں دیکھ وہ فوراً سے ڈانٹتا بریانی چمچ میں بھرتے اسکے سامنے کر گیا--

✧✧✧✧✧✧✧✧✧✧✧

"!_____ کیسی ہیں آپ -----؟" اپنے بیٹے کے بغیر ایک ماں کیسی ہو سکتی ہے حیدر اپنی آغوش میں رکھے اسکے سر کو چومتی وہ شدت غم سے نم لہجے میں گویا ہوئیں تھیں۔

حیدر لب بھینچے انکی گود میں لیٹا رہا مگر بولا کچھ نہیں -- گھر کیوں نہیں آتے تم-- "!ان کا اگلا شکوہ سن اسکے چہرے پر پتھریلے تاثرات نمایاں ہوئے --

بیٹا ایک ناں ایک دن تو ہم سب کو ہی جانا ہے-- یہ زندگی تو بس ایک آزمائش ہے رب کی--- زیان کو خدا نے اپنے پاس بلا لیا کیونکہ آسما وقت مقرر تھا میری جان--- تم نے بہت محبت کی ہے اپنے پچا سے-- شاید انکا سگا بیٹا بھی اتنی محبت ناں کر پاتا -- مگر زیان کبھی بھی خوش نہیں ہو پائے گا تمہیں اس تکلیف دہ حالت میں دیکھ کر----"

وہ ماں تھی بے شک اسے پیدا نہیں کیا تھا مگر کئی سال اسے ماں کی طرح ماں بن کے پالا تھا انکی گود میں اولاد کے روپ میں آنے والا اور پہلا پھول شمشیر حیدر ملک ہی تو تھا جس کی بات وہ بنا کہے ہی سمجھ جایا کرتی تھیں ---

تمہارے انتظار میں شام سے بھوکی بیٹھی ہوں -- "!اسکے بالوں میں ہاتھ چلاتے وہ جان بوجھ کر شکوہ کناں لہجے میں گویا ہوئی --- اور اگلے ہی لمحے وہ جھٹکے سے اٹھ بیٹھا اب غصے سے انہیں گھور رہا تھا --

"!میز پر رکھا ہے جاؤ لے آؤ آج ایک ساتھ کھائیں گے ماں بیٹا --

اسکے بکھرے بال سنوارتی وہ محبت سے بولیں وہ شاہانہ مرد بستر سے اترا۔

کھانے کی ٹرے لاتے انکے سامنے رکھی -- بلکل بھی خیال نہیں رکھتی آپ اپنا--- "!وہ خفگی

سے بڑبڑاتا نوالہ بنا کر انکے سامنے کر گیا--

،، تم بھی تو نہیں رکھتے اپنا خیال --- حال دیکھو کیا تھے کیا بن گئے ہو اتنے اتنے بڑھے بال

"داڑھی بھی بڑھ گئی ہے --

وہ سرد سانس فضا کے سپرد کرتے نم لہجے میں بولیں تو شمشیر نے نگاہیں چرائیں -- رکھتا تو

--ہوں!"

وہ بلکل مدھم آواز میں کہتا ہنسا تو جہاں آرا بیگم نے نوالہ بنائے اسکے سامنے کیا--

عقیدت تمہاری بیوی ہے میرے بچے ، جو کچھ اسنے سہا -- اسکی جگہ کوئی بھی ہوتا اسکا ردعمل

ایسا ہی ہوتا شاید -- اگر تو تم یہ سوچ رہے ہو کہ وہ تم سے بھاگی ہے تو تم غلط ہو وہ تم سے

" نہیں ان حالات سے اپنے آپ سے بھاگی ہے --

اس ظالم لڑکی کے ذکر پر شمشیر کے چہرے پر سایہ سا لہرایا آنکھوں کے آگے اپنی باہوں میں

مقید وہ حسین پرنور چہرہ پوری آب و تاب سے لہرایا --

پانچ ماہ بہت ہوتے ہیں کسی بھی حادثے سے ابھرنے کیلئے --- اب جاؤ اور اسے شوہر بن کر

"______ واپس لاؤ

وہ اسے زندگی کی امید تھما رہی تھی اسے حکم دے رہی تھیں اور اسی وجہ سے تو وہ حویلی نہیں آتا

تھا---کہ کہیں کوئی ایسا حکم ناں مل جائے جسے وہ پورا کرنے سے قاصر ہو----

امی میں نے اسے چھ ماہ کا وقت دیا تھا اور اسنے کہا تھا چھ ماہ کے بعد وہ خود آئے گی میرے پاس -- اور مجھے اس دن کا انتظار ہے ____!"

وہ چہرے پر زبردستی کی مسکراہٹ سجائے بولا تو جہاں آرا بیگم بس اسے دیکھتی رہ گئی اب کیا کہنے کو باقی تھا --- وہ تو ان کی ساری امید ہی توڑ چکا تھا--

جانے کب وہ اپنے بیٹے کی زندگی میں دوبارہ سے خوشیاں دیکھنے والی تھیں --

اپنے رب سے اسکی خوشیاں کی دعا کرتے وہ نم نگاہیں میچ گئی -

✧✧✧✧✧✧✧✧✧✧✧

"بس کرو چھوڑیں اسے منت طبیعت خراب ہو جائے گی آپ کی --؟

اسکے ہاتھ سے آئسکریم لینے کی کوشش کرتے راب بے بسی کے عالم میں گویا ہوا -- تو اسے گھوری سے نوازتے وہ کندھے اچکاتی ہاتھ پیچھے کھینچ گئی --

کیا طبیعت راب ----؟ کچھ بھی نہیں کھانے دیتے تم لوگ مجھے ، یہ ناں کھاؤ وہ ناں کھاؤ --- اب یہاں مالدیپ میں آکر بھی تم ایک آئسکریم تک نہیں کھانے دے رہے مجھے ____!"

اپنی سیاہ حسین نگاہوں میں موٹے موٹے آنسوں لیے وہ پرشوہ لہجے میں بولی تو راب نے بے بسی سے گاڑی کے باہر نگاہیں گھمائی -- یہ آپ کی چوتھی آئسکریم ہے منت اور آپ کہہ رہی ہیں کہ میں آپ کو کھانے نہیں دے رہا -- اگر مجھے علم ہوتا کہ آپ مجھے ایسے تنگ کریں گی تو میں کبھی بھی آپ کو لانے کی حامی ناں بھرتا لیٹ لیٹس تب تک تو ہرگز نہیں جب تک ہمارا بے بی صیحح سلامت اس دنیا میں نہیں آ جاتا --"

اسکے بال سنوارتے وہ ایک بھرپور نگاہ اسکے بھرے بھرے وجود پر ڈالے جتانے والے انداز میں گویا ہوا تو منت کا منہ مارے حیرت کے کھلے کا کھلا رہ گیا ۔

کیا مطلب ہے تمہارا ہم بے بی کے آنے کے بعد ہنی مون پر جاتے تاکہ سب ہم پر ہنستے ---

"اور وہ ہنی مون نہیں بلکہ بے بی مون ہوتا ----،

وہ تصور میں ہی خود کو اس حالت میں دیکھ کر تندہی سی گویا ہوئی تو راب نے بمشکل سے اپنے ہونٹوں پر امڈتی ہنسی چھپائی --

بے بی مون کیوں---؟ "اپنی بڑی بڑی آنکھوں میں حیرت سمیٹے وہ کافی سنجیدگی سے اسے دیکھتا پوچھنے لگا جس کا ممتا کے روپ سے بھرا بھرا وجود من موہنا سا تھا ،

کیونکہ بے بی ہمیں انجوائے تو نہیں کرنے دیتا ناں سارا دن وہ روتا ہی رہتا اور ہم بس اسے چپ کرواتے پھر بھلا ہمیں گھومنے پھرنے کا وقت کہاں سے ملتا بتاؤ بتاؤ ؟؟"

وہ آنکھیں پٹپٹاتی اسے اپنی سوچ سے آگاہ کرنے لگی ، جس پر اتفاق کرتے راب نے سر کو ہاں میں ہلایا --

اگر تو آپ کو لگتا ہے کہ آپ مجھے باتوں میں پھانس کر ایک اور آئسکریم کھا لیں گی تو آپ غلط ہیں زندگی ----"

اسے بیگ میں سے ایک اور آئسکریم نکالتا دیکھ وہ جھٹ سے اسکے ہاتھ کو تھامے اسکی طرف جھکتے اسکے کان میں سرگوشی نما لہجے میں گویا ہوا--

میں کھا تو نہیں رہی تھی بس چیک کر رہی تھی --"اپنے ٹھنڈے پڑے عنابی لبوں پر زبان پھیرتی وہ جھوٹ بولتی ہنسنے لگی۔

یہ سب آپکے لیے ہی ہیں مگر اگر آپ ایک ساتھ کھائیں گی تو میں ابھی واپس کروا آؤں گا سب آئسکریم --"

وہ اب اسکے بیگ کو اٹھائے بند کرتا پچھلی سیٹ پر رکھتے کافی سنجیدگی سے گویا ہوا ---تو منت نے پھولے منہ سے اسے گھورا --

جبکہ راب اسکی ناراضگی کو نظر انداز کرتے اسکے گال کو چومتے گاڑی سٹارٹ کر گیا---

✧✧✧✧✧✧✧✧✧✧✧

بالاج مجھے ذرا ایمرجنسی میں نکلنا ہے ---گوہر بتا رہا تھا کہ گاؤں میں کوئی مسلئہ درپیش ہے پانی کو لے کر---- تم ذرا دیکھ لینا __!"

وہ صبح ہی صبح بلکل تیار سا کف لنکس لگاتے سیڑھیاں اترتا بولا۔شمشیر تم کیوں نہیں رک جاتے بیٹا _____"

دا جان کے نم لہجے اور آس بھری پکار نے اسکے باہر نکلتے قدم روک دیے تھے جیسے --- وہ گھبراہٹ سے آنکھیں میچتا ایک دم سے مڑا اور انکے پاس گیا گھٹنوں کے بل انکے قریب بیٹھا --

"بہت جلد آؤں گا واپس داجان اور آپ کی پوتی کو بھی واپس لاؤں گا --

انکے ہاتھ کو عقیدت سے چومتے اپنی آنکھوں سے لگائے وہ محبت سے بولا تو دا جان اپنے دل کی بات یوں سمجھ لینے پر حیران ہوئے -- مگر پھر جلد ہی اپنے لبوں پر مسکان سمیٹے اس خوبرو مرد کے ماتھے پر بوسہ دیا--

"میرا شیر بیٹا ---- خدا تمہیں دنیا کی ساری خوشیاں دے آمین ثم آمین ----

انکی دعا پر پیچھے سے گلے کے گرد بازوں باندھتے بالاج نے محبت سے کہا تو شمشیر مسکرایا --

آج اتنے مہینوں کے بعد اپنوں سے مل کر جیسے اسکے دل کا بوجھ ہلکا ہوا تھا -- تھوڑی ہی دیر میں جہاں آرا بیگم سے اجازت لیتے وہ عجلت میں حویلی سے نکلا-

✧✧✧✧✧✧✧✧✧✧✧

پلیز ایک گلاس اور ملی "_____لڑکھڑاتی زبان میں اپنے سامنے بے بس سی بیٹھی ملی کو دیکھتی وہ گھومتے سر سے بولی---

ملی نے غصّے اور بے لبسی کے ملے جلے تاثرات سے اسے گھورا -- عقیدت یار نو ---- گیٹ اپ "___یار بہت پی لیا تم نے

نو ملی مجھے نہیں جانا--- "!ملی کے ہاتھ سے اپنا ہاتھ چھڑانے کی کوشش میں وہ لڑکھڑاتی ہوئی زبان میں بولی تھی-- ملی نے گہری سانس فضا کے سپرد کی --

پچھلے پانچ ماہ سے عقیدت مالدیپ میں تھی-- اور یہاں اسکی دوستی ملی سے ہوئی تھی -- جوکہ ایک ہوٹل میں کام کرتی تھی اور آج جب عقیدت اسے ملنے آئی تھی ، وہ غلطی سے کولڈ ڈرنک کی

جگہ وائن کا گلاس گٹک چکی تھی ۔ اور جب تک ملی کو علم ہوتا وہ جانے کتنے ہی گلاس پی چکی تھی --

"!______ ہہ ہیلو سر گڈ ایوننگ

اسکی جینز میں پڑا موبائل بجا تو چارو ناچار اسے کال پک کرنی پڑی -- جب مقابل دوسری طرف موجود شخص نے پیچھے سے عقیدت کی آواز سنتے حیرت سے ماتھے پر ڈالے پیشانی مسلی--

میں نے کہا تھا اسکا خیال رکھنا---- "!لفٹ سے نکلتا وہ مدہم مگر سپاٹ لہجے میں غرایا تھا --

ملی کا چہرہ ایک دم سے۔ زرد پڑ گیا --- سس سوری سر میں خیال رکھتی ہوں ان کا---مگر آج انہوں نے غلطی سے وائن کو کولڈ ڈرنک سمجھ کر پی لیا--

وہی رکو میں آرہا ہوں "____اسکی صفائی پر بنا کان دھرے کہتا وہ لمبے لمبے ڈھگ بھرتا گاڑی کی طرف بڑھا ---

عقیدت ------- "وہ نشے میں دھت تیز تیز جھول رہی تھی اور ملی سر دونوں ہاتھ میں گرائے گھٹنوں کے بل بیٹھی تھی-- جب وہ پانچ منٹ میں سارا راستہ طے کیے ہوٹل کے سامنے تھا --

اوہہہ----- پی یہ تو حیدر ہے "_____عقیدت اس بھاری آواز پر ایک دم سے مڑی اور پھر دونوں ہاتھوں سے آنکھیں رگڑتی وہ آنکھیں پوری طرح سے وا کیے سامنے سے آتے حیدر کو دیکھ ہنستے ہوئے بولی--

شمشیر کے بھاری قدم اسکے قریب رکے وہ بے حد سنجیدگی سے اسے دیکھ رہا تھا جس کی نشیلی نگاہیں اسی پر ٹکی تھیں ۔

سیاہ نگاہوں میں خمار کی بڑھتی کشش پر مقابل جھٹ سے نظریں چرائے اسے کمر سے تھامے قریب کر گیا --

یو کین گو ملی --- صبح وقت پر آ جانا --- "اسے کمر سے تھامے اپنے سینے سے لگائے وہ ملی سے مخاطب ہوا جو اوکے سر کہتی وہاں سے نکلی --

شمشیر اسے ساتھ لگائے گاڑی میں لایا اور پھر اندر بیٹھتے اسکا سیٹ بیلٹ باندھا ---

ہاہاہا شمشیر حیدر ملک ------ "وہ سیٹ بیلٹ باندھ رہا تھا جب عقیدت کی بہکی بہکی آواز میں اپنے نام کو یوں لینے پر وہ داہنی ائیبرو اچکائے سر اُٹھائے اسے دیکھنے لگا -

میں نہیں ڈرتی تم سے ------ گھاس جیسی آنکھوں والے --- اگر ہے ہمت کو سامنے او، یوں "بزدلوں کی طرح کیوں آتے ہو --- اور پھر جب میں ہاتھ لگاؤں تو غائب ہو جاتے ہو ---

شمشیر اسکی بات پر سرد سانس فضا کے سپرد کرتے اسکے سر سے ڈھلکتے دوپٹے کو اٹھائے پچھلی سیٹ پر پھینک گیا --

"_____ کیا کر رہی ہو یار پیچھے ہٹو لگ جائے گی

وہ گھومتے سر سے اسکی طرف بڑھی ہونٹوں کو او شیپ میں موڑے ہوئے تھی --- شمشیر ایک دم سے بدکا اسکے ہونٹوں کو دیکھ اسکا دل دھک دھک کرتا چہرہ پسینے سے تر ہو گیا --

کِس کر رہی ہوں --- اور تم بھاگ رہے ہو --- یہاں آؤ میری کس بہت باور فل ہوتی ہے "_____ دیکھنا تم ٹھیک ہو جاؤ گے

وہ کہتے ساتھ ہی پھر سے ہونٹوں کو او شیپ میں موڑ اسکی سیٹ پر جھک گئی تھی -- مجھے لگتا ہے تم مجھے بے ہوش کرو گی آج ____!"

اپنے چہرے پر ہاتھ پھیرتے وہ بڑبڑاتے ہوئے اسکی جانب متوجہ ہوا ---

اور پھر نرمی سے اسے شانوں سے تھامے سیٹ کی بیک سے سر لگایا --

اب اگر تم ہلی تو گاڑی گر جائے گی --- اششششش دیکھو گاڑی گھوم رہی ہے ناں ____"

اسکے ہونٹوں پر ہاتھ رکھتے شمشیر نے اسے دیکھتے ہوئے پوچھا -

تو اپنی بڑی بڑی آنکھیں پھیلائے وہ پوری گاڑی کا جائزہ لیتے سنجیدگی سے سر کو ہاں میں ہلا گئی --

ویری گڈ اب چپ چاپ بیٹھو ____"

عقیدت کی انگلی پکڑے اسکے ہونٹوں پر رکھے وہ اسے خاموش کرواتا گاڑی سٹارٹ کر گیا --

ان پانچ ماہ میں یہ چوتھی دفعہ تھا جب وہ اس سے ملنے آیا تھا اور یہ بات صرف ملی اور شمشیر جانتے تھے -- پہلے کی تین دفعہ تو وہ بس اسے سوتا ہوا دیکھ ہی اپنے دل کی حسرت پوری کیے چلا جاتا تھا مگر اس بار شاید اسکی حالت پر قدرت کو بھی ترس آ گیا تھا --

جو اتنی طویل ملاقات لکھ دی اسکے مقدر میں ---- تم اس بڑھی ہوئی داڑھی میں ہری آنکھوں والی گھاس لگ رہے ہو --- گھاس بھی بڑی بڑی ہوتی ہے تمہاری داڑھی کی طرح اور ہری بھی تمہاری آنکھوں کی طرح ____"

وہ کافی دیر تک اسکا جائزہ لیتی پھر سے لڑکھڑاتے سر سے اسے دیکھتی بولی --

تو شمشیر کے ہونٹوں پر مسکراہٹ ابھری --

"تو کیا کٹوا دوں____؟

وہ ائبرو اچکائے گاڑی اپارٹمنٹ کے باہر روکے اب پوری طرح سے اسکی طرف مڑا گھمبیر لہجے میں پوچھ رہا تھا---

"____ہاں کٹوا دو قینچی سے کٹ کٹ کر کے ____تم ایسے ہینڈسم نہیں لگتے

وہ ہاتھ اسکے کندھوں پر رکھے اسکی آنکھوں میں اپنی نشے سے چور نگاہیں گاڑھے گویا ہوئی تو شمشیر کے دل نے بے اختیار ایک بیٹ مس کی---

"اسنے نرمی سے اسے بانہوں میں بھرا اور اپارٹمنٹ کی جانب بڑھا----

تم آج یہاں سو جاؤ پلیز------ مجھے پتہ ہے میں صبح اٹھوں گی تو تم نہیں ہو گے میرے پاس "_____اس سے پہلے کہ وہ اسے روم میں بستر پر چھوڑ کر جاتا اسکے گلے میں بانہیں ڈالے وہ معصومیت سے بولی--

تو شمشیر کا دل چاہا کہ اسے یاد دلائے کہ یہ ہجر اس ظالم لڑکی نے خود ہی تو چنا تھا اپنے لئے اسکے لیے ____"

"____کس کرو یہاں مجھے اتنی زور کی لگی تھی کل

اسے خیالوں میں پاتے اسنے گردن پر دباؤ دیتے اپنی طرف جھکائے اپنے ماتھے پر آئی چوٹ پر انگلی رکھتے کہا--

شمشیر نے بے ہنگم دھڑکنوں سے اسکے چہرے ہو دیکھا اور پھر آنکھیں موندے اپنے سلگتے لب اسکی پیشانی پر رکھے وہ کئی لمحوں تک آنکھیں موندے اس سکون کو خود میں اتارتا رہا--

عقیدت ایک دم سے پیچھے ہوئی اسکے گال پر ہونٹ رکھتے اسکے کچھ بھی سمجھنے سے پہلے پیچھے ہوئی

"گڈ نائٹ حیدر______"

وہ لاڈ سے کہتی اسکے سینے پر سر رکھے اسکے اوپر ڈھے سی گئی --

شمشیر ایک دم سے پیچھے بستر پر گرا تھا -- اور عقیدت کا نازک وجود اسکی بانہوں میں قید تھا--

آج کتنے برسوں کے بعد وہ اس سکون کو محسوس کر پا رہا تھا خود میں اتار پا رہا تھا ، بس کچھ دن اور

عقیدت ----- پھر تمہاری کہ چھوٹ یہ آزادی ختم ____ اسکے بعد تم ہمیشہ کیلئے میری محبت

میں قید ہو جاؤ گی میرے من کی محرم بن کے______"

اپنے مضبوط بازوؤں کا حصار اسکے گرد باندھے وہ اسکے کان میں جنون بھری سرگوشی میں کہتا

آنکھیں موند گیا--

✧✧✧✧✧✧✧✧✧✧✧

گڈ مارننگ عقیدت "!______کچن میں کھڑی پانی گلاس میں انڈیلتے وہ پشت پر ملی کی آواز

سنتے ناگواری سے ناک چڑھائے بنا مڑے اپنے کام میں مصروف رہی-- ملی نے حیرت سے

کندھے اچکائے اپنا اوور کوٹ اتارتے دروازے کے پیچھے اڑسا اور پھر چلتے اسکے پاس گئی --

جو خاصی سنجیدگی سے اپنے کام میں مگن تھی، کیا ہوا تم اتنی خاموش کیوں ہو____؟ "گردن

جھکائے وہ گلاس پر جھکی عقیدت کے چہرے کو دیکھنے کی سعی کرتے بولی---

ایک تنبیہی نگاہ کچن اور روم کی طرف دوڑائے وہ شمشیر کی غیر موجودگی محسوس کرتے گہری سانس فضا کے سپرد کی--

عقیدت کیا ہوا یار اب تم ڈرا رہی ہو مجھے "!____اسکے ہاتھ سے پانی کا گلاس لیتے وہ حیرت سے گویا ہوئی، گلاس واپس کرو ملی---؛ "اسے نظر انداز کرتی وہ فوراً سے گلاس پکڑنے لگی، مگر ملی نے جھٹ سے قدم پیچھے کو لیے-----

،نہیں یہ نہیں دینے والی میں جب تک تم اپنی اس ناراضگی کی وجہ نہیں بتاتی اور ویسے بھی

"!تمہارا ہینگ اوور اس سے کم نہیں ہوگا----

عقیدت کی سرخ آنکھوں کو دیکھتی وہ گلاس کمر کے پیچھے لے گئی--

مطلب ----کہ میرا شک درست تھا--؟"اب کی بار وہ اسے سپاٹ چہرے سے گھورتی سنجیدگی

"____سے گویا ہوئی تو ملی کا چہرہ فق پڑ گیا

کک کیا مطلب_____؟ "خشک پڑتے حلق کو تر کرتی وہ اب گھبراہٹ پر قابو پاتے گویا ہوئی

‘‘‘

مطلب یہ کہ میں نے رات کو سچ میں ڈرنک کی تھی ---- اور تم ابھی اس وقت آ رہی ہو----

"____تو پھر مجھے گھر کون لایا ملی

دونوں ہاتھ سینے پر باندھتی وہ تیز نگاہوں سے اسے گھورتی جواب طلب تھی، وہیں اسکے سوال اور نظروں میں غصہ دیکھ ملی کے اوسان صحیح معنوں میں خطا ہوئے تھے،

"!ووو وہ-----

وہ وہ مت کرو سیدھے سے بتاؤ مجھے یہاں کون لایا تھا ___؟ "وہ بس ملی سے پوچھ کر اپنا شک دور کرنا چاہتی تھی، وگرنہ جو کچھ اسکے ذہن کے پردوں میں دھندلاہٹ کے عکس پر لہرا رہا تھا اگر تو وہ سچ تھا تو پھر شمشیر گیا کہاں ____؟"

ننن نہیں مطلب ہاں میں ہی لائی تھی تمہیں گھر اور پھر جیسے ہی ہم گھر میں پہنچے تو روکی آگیا مجھے لینے ----اسنے کوئی ڈنر ارینج کیا تھا تو میں تمہیں روم میں سلا کر چلی گئی تھی ،، اور دروازہ بھی ابھی میں نے ہی تو کھولا ہے ناں باہر سے ______"

ملی اسکا شک زائل کرنا چاہتی تھی ورنہ کوئی شبہ نہیں تھا کہ شمشیر حیدر اسے ہی زائل کر دیتا ____"

روکی ملی کا بوائے فرینڈ تھا اور اب جلد ہی دونوں شادی کرنے والے تھے ، وہ سب تو ٹھیک ہے مگر کتنی بار منع کیا ہے کہ یوں شادی سے پہلے اس کے پاس مت رکا کرو ___"

ماتھے پر پھیلے ناگوار بل ایک دم سے غائب ہوئے تھے وہ اب نارمل سے انداز میں کہتی لیموں پانی بنانے لگی ۔

اور اسکی تشویش کے خاتمے پر ملی نے شکر بھرا سانس فضا کے سپرد کیا۔۔

✧✧✧✧✧✧✧✧✧✧✧

پاپا ماما کو کیا ہوا ہے اور اپیا کیوں ناراض ہیں ہم سے "______ساحل شاہ جسے کسی بھی پل

چین نہیں تھا اب بھی رات کے ایک بجے اپنی ماہ کو دوائیوں کے زیر اثر بے ہوش پاتے وہ نیم

تاریکی میں بیٹھے اپنے باپ کے پاس آتے انکی گود میں سر رکھے غمگین لہجے میں گویا ہوا۔۔

علی اسکی آواز پر چونکے ، حیرت سے اپنی بھیگی آنکھیں کھولے اسے دیکھا۔۔۔ عقیدت کے بعد وہ

ان کا آخری سہارہ تھا۔

بیٹا بہت برے ہیں ہم میں تمہاری ماما۔۔۔۔ اور اسی وجہ سے تمہاری آپی ناراض ہو گئی ہیں ہم

سے۔۔۔۔شاید وہ پوری زندگی ہماری شکل ناں دیکھے______'

انکی آنکھوں میں درد و کرب کا جہاں آباد تھا۔۔۔ لہجے میں امڈتی وحشتوں کو وہ معصوم محسوس کرتا

ایک پل میں سہم کر خاموش ہو گیا۔۔

مگر ماما پاپا تو بچوں کو غلطی پر معاف کر دیتے ہیں ناں تو پھر بچوں کو بھی معاف کر دینا چاہیے

ناں"______،

اب سوچ سمجھ کے مطابق وہ اپنے باپ کو دیکھتا کافی سنجیدگی سے گویا ہوا تو علی نے چونکتے حیرت

سے اسے دیکھا ،

ان کا بیٹا کیا کچھ سوچ رہا تھا۔۔ کیا وہ اپنے غم میں اسے بھولتے جا رہے تھے۔۔

ہاں معاف کر دیتے ہیں اور تم فکر مت کرو تمہاری اپیا بھی جلد راضی ہو جائیں گی۔۔ یہ بتاؤ تم

اس وقت کیوں جاگے۔۔۔۔؟"

اسکے سیلکی ڈارک چاکلیٹ کلر کے بالوں کو بکھیرتے وہ ہشاش سے لہجے میں گویا ہوئے تو ساحل کے چہرے پر ایکدم سے مسکراہٹ ابھری۔

"وہ تو آپ جانتے ہیں ناں کہ میں زیادہ دیر نہیں سو سکتا تو نیند پوری ہو گئی۔"

کندھے اچکاتے ہوئے کہتے اسنے اٹھتے انکے سینے پر سر رکھا،

تو اسے سینے سے لگائے وہ اسکے بالوں کو سہلانے لگے،

بیٹا ابھی آپ کی عمر جاگنے کی نہیں اور آپ کو پراپر نیند لینی ہو گی تاکہ آپ فریش رہو اور ہم آپ کی ماما کو ٹھیک کر سکیں گے۔۔!"

"یس پاپا آپ ٹھیک کہہ رہے ہیں ---- میں آئندہ خیال رکھوں گا۔".

انکے سینے میں سر چھپائے کہتا وہ آنکھیں موند گیا مگر علی شاہ کی آنکھوں سے نیند کوسوں دُور تھے بھلا وہ کیسے سو جاتے ____!"

✧✧✧✧✧✧✧✧✧✧

آج ہم بیچ پر جائیں گے اور پیاری پیاری تصویریں بنائیں گے اور پھر جب ہم واپس جائیں گے تو ساری تصویریں عائشہ ڈائن کو دکھائیں گے دیکھئے گا جل کے راکھ ہو جائے گی ____"

گود میں رکھے لیپ ٹاپ پر چلتی راب کی انگلیوں کی حرکت ایک دم سے تھمی ____ اسنے گہری سانس فضا کے سپرد کرتے اپنے برابر میں لیٹی اپنی بیوی کو دیکھا جس کی ناک لال ٹماٹر ہوئی پڑی تھی۔۔

"عقیدت عائشہ کے علاوہ بھی زندگی ہے آپ کیوں اس بیچاری کے پیچھے پڑ گئی ہیں---!"

راب نے حیرت سے اپنی سیاہ آنکھیں پھیلائے افسردگی کا اظہار کیا تو عقیدت نے ناک چڑھائے

اسے گھورا --

اور پھر تکیے کے نیچے سے ٹٹولتے اپنا موبائل فون نکالا ---

"______ یہ دیکھیں عائشہ جمیل کی فیس بک ای ڈی

وہ پھاڑ کھانے والے انداز میں عائشہ کی آئی ڈی کھولے فون کا رخ راب کی جانب کر گئی ---

تو اس میں کیا ہے یار ______؟ "وہ واقعی میں اپنی بیوی کی پوزیشن کو سمجھنے سے قاصر تھا

اب بھی تھکے ہارے سے لہجے میں استفسار کیا---

یہ دیکھیں اس میں یہ ہے __ کل رات کو دو بجے میڈم نے پوسٹ لگائی ہے ---

آپ کی تصویر کے اوپر کیپشن دیکھیں کیا دیا ہے۔ اس ڈائن نے"______ مائی آئیڈیل مین

______!"

غصے سے لال چہرہ پھولائے کہتی وہ آئی ڈی سکرول کرتے دکھانے لگی ، جہاں پولیس یونیفارم میں

عائشہ کے ساتھ کچھ ڈسکس کرتے وقت کی ایک خوبصورت تصویر تھی --

"!میں سچ میں اس کے بارے میں کچھ نہیں جانتا-----

تھوک نگلتے اسنے بچاؤ میں صفائی دی تو فون واپس سے بیڈ پر پٹختی وہ گہرے سانس بھرنے لگی

آپ نہیں جانتے مگر یہ ڈائن میرے ہی شوہر کی تصویریں کیوں لگائے---؟ میرا بس چلے تو میں

"______ اڑ کے پاکستان چلی جاؤں اور بالوں سے گھسیٹ گھسیٹ کر اسے گنجا کر دوں

دانت پر دانت جمائے وہ سخت خطرناک موڈ میں گویا ہوئی تو اپنی بیوی کی بات پر راب نے گلا تر کیا۔

بیگم میں آپ کی حالت سے واقف ہوں ---- نیا نیا عشق انسان سے واقعی میں سوچنے سمجھنے کی صلاحیت سلب کر لیتا ہے اور اس میں آپ کا کوئی قصور نہیں --"

لیپ ٹاپ شٹ ڈاؤن کیے اسنے پاس پڑی میز پر رکھا اور اب پوری طرح سے گھوم کر منت کی جانب مڑا --

جو بھی ہو مگر یہ قطعی پسند نہیں کہ کوئی لڑکی آپ کو دیکھے کجا کہ تصویر لگائے ---!"

گردن نفی میں ہلاتے کہتی وہ اپنی شدت پسندی عیاں کرتی کافی کیوٹ لگی تھی اسے--."

اس حالت میں اتن غصہ ،،، میری پرنسز بھی پریشان ہو گی یار اور جب مجھے آپ کے سوا کسی سے غرض نہیں تو کوئی جو۔ مرضی کرے آپ بس یہ یقین رکھے کہ آپ کا شوہر آپ سے اس دنیا کی ہر چیز سے بڑھ کر شدت نہیں عقیدت تک کا عشق کرتا ہے زنگی --- اور آپ کی جگہ میری زندگی میں کوئی بھی نہیں لے سکتا ______"

اسکے ماتھے پر اپنے لبوں کا گہرہ لمس چھوڑتے اسنے جھکتے اسکی آنکھوں پر بوسہ دیتے گھمبیر لہجے میں کہا تو منت پرسکون سی مسکراتے ہوئے آنکھیں موند گئی۔

✧✧✧✧✧✧✧✧✧✧✧

انکل کتنی دیر لگے گی ہم لیٹ ہو رہے ہیں گھر میں سب پریشان ہونگے _____"

ہاتھ میں پہنی ریسٹ واچ پر وقت دیکھتے چاہت نے متفکر سے لہجے میں پوچھا تھا۔

،،وہ کالج سے واپس آرہی تھی اور بیچ راستے میں گاڑی خراب ہو چکی تھی

"....بیٹا میں کوشش تو کر رہا ہوں -- مگر یہاں دور دور تک کوئی دوکان بھی نہیں

ڈرائیور نے گہری سانس بھرتے کھڑکی کے پاس آتے اسے آگاہ کیا--

آپ کے پاس فون ہے کیا--- ؟ سر باہر نکالتے وہ اب پریشانی سے پوچھنے لگی اسکا موبائل

خراب ہو گیا تھا اور کل ہی اسنے بالاج سے ٹھیک کروانے کا کہا تھا-

"بیٹا ہم غریب لوگ ہیں فون کہاں سے رکھے گے چلانا بھی نہیں اتا----

ڈرائیور کی بات پر سہی معنوں میں اسکی ہوائیاں چھوٹی تھیں --- شام کے سائے گہرے ہوتے

جا رہے تھے اور ایسے میں چاہت کا چہرہ پریشانی سے فق ہوتا جارہا تھا--

معا ایک گاڑی انکی گاڑی کے پیچھے رکی ----چاہت نے جلدی سے کھڑکی کا شیشہ چڑھایا--

'کیا ہوا چاچا گاڑی خراب ہو گئی کیا---؟

اویس ملک کی آواز پر گاڑی میں بیٹھی چاہت کا سانس ایک دم سے رک سا گیا---

آنکھیں خوف سے پھیلائے اسنے دخشت ناک سے انداز میں دوپٹے کے پلوں کو مٹھی میں

دبوچا----

"!بیٹا گاڑی خراب ہو گئی ہے ----

اویس ملک کو دیکھتے بوڑھے ڈرائیور نے نرم سے لہجے میں کہا تو اویس نے گردن موڑے گاڑی میں

بیٹھی اس پری وش کو دیکھ گہرہ سانس بھرا--

"!تو اس میں پریشان ہونے کی کوئی ضرورت نہیں میں آپ کی میڈم کو گھر چھوڑ دیتا ہوں----

اسنے مسکراتے ہوئے آفر دی اور پھر چلتا گاڑی کے دروازے تک پہنچا اور دروازہ کھولنے لگا--

جب ایک دم سے اسکے ہاتھ پر کسی نے اپنا بھاری ہاتھ رکھا---

وہ چونکتے سر اُٹھائے دیکھنے لگا تو بالاج سکندر کو دیکھ اسکا چہرہ ایک دم سے گھبراہٹ کا شکار ہوا--

اپنی بیوی کی حفاظت کرنا میں اچھے سے جانتا ہوں ملک صاحب اور ویسے بھی میرے ہوتے اسے کسی کی مدد کی ضرورت پڑ ہی نہیں سکتی تو آپ اپنی مدد سمیت یہاں سے جا سکتے ہیں ____"

ہاتھ کے اشارے سے اسے پیچھے ہونے کا کہتا وہ آگے ہوا اور دروازہ کھولا---

چاہت جو خوفزدہ سی سانس روکے بیٹھی تھی بالاج کو دیکھ ایکدم سے گاڑی سے نکلتے وہ اسکے سینے سے جا لگی--

اویس ملک نے خونخوار نگاہوں سے اس منظر کو دیکھتے مٹھیاں بھینچی ____

اللہ کا شکر ہے آپ آگئے سائیں "____ نیلی جھیل سی آنکھوں میں نمی لیے وہ سرخ چہرے سے بولی تو بالاج نے اسکا سر تھپکا---

"!میری بیوی کسی پریشانی میں ہو تو بھلا میں غافل رہ سکتا ہوں--- چلو گھر چلتے ہیں ----

اسکے ہاتھ کو تھامے وہ مسکراتے ہوئے اسے ساتھ لگائے گاڑی کی جانب بڑھا--

اویس ملک نے سلگتی نفرت آمیز نگاہوں سے اس منظر کو دیکھا---

جی لو جتنا جینا ہے چاہت ملک اور بالاج سکندر اس بار میں ایسا وار کروں گا کہ تم لوگ تا عمر میری چوکھٹ پر ناک رگڑتے رہو گے مگر معافی یہ اویس ملک۔اپنے ساتھ کیے کی معافی کبھی نہیں دے گا!" ----

✧✧✧✧✧✧✧✧✧✧✧

جسم کو سرد کر دینے والی یخ بستہ ٹھنڈ میں وہ نیلے کپکپاتے لبوں کو میچے ویران نگاہوں سے جگمگاتی روشنیوں سے بھری سڑک پر ماؤف دماغ سے لرزتے وجود کے ساتھ شل ہوئے قدموں سے چل رہی تھی۔ پورا دن ان سنسان راستوں پر گھومتے وہ جانے کس راہ کی منتظر رہی تھی --- جانے کیا چاہتا تھا اسکا دل--- کیوں اسے سکون نہیں ملا تھا اتنی دور آکر بھی ---کیوں وہ اس شخص کو نہیں بھلا پا رہی تھی اب تک--

اسکی آنکھیں جلن سے بند ہو رہی تھی، آنسوں کا ایک پھندا سا تھا جو اسکے گلے میں اٹکا سانسوں کو بے ہنگم کر رہا تھا--

اندر اٹھا طوفان اس قدر تباہ کن تھا کہ وہ نازک سی لڑکی خود سے ہی خود کو بچانے کے لئے گھر سے دور بھاگی جا رہی تھی۔

گھر ہاں گھر تو تھا ہی نہیں اسکا--- کبھی بسا ہی نہیں تھا گھر !______وہ تو سب کے حصّے کے مداوے کو آخری ادھڑے پنوں کو سینے آئی تھی -
جس کا پیوند صرف اسکی ذات سے لگایا جا سکتا تھا--

پانچ ماہ بہت ہوتے ہیں انسان کو اس اذیت سے ان کربناک لمحات سے نکلنے کیلیے جن کی ادھوری یادیں انسان کی روح کو تیزاب کی طرح بھسم کرنے لگی ہوں---

اسنے تیزی سے آنکھوں سے بہتے آنسوں کو انگلیوں کے پوروں سے چنا---- قدم آگے بڑھ رہے تھے-- مگر ہر بڑھتے قدم کے ساتھ اسکا دماغ ماضی میں الجھتا جا رہا تھا--

تم بھاگنا چاہتی ہو مجھ سے ---"!کانوں میں وہی سرسراتا ہوا لہجہ گونجا تھا-- سانسوں کی تپش ابھی تک اسے اپنے کان پر محسوس ہو رہی تھی-

بھاگنا نہیں چاہتی میں -- بھاگتے تو بزدل ہیں میں تمہیں خاک کر دینا چاہتی ہوں----"!وہ پھنکاری تھی اسی نفرت سے،،، جس کے لئے وہ مقابل کے دل میں راج کرتی آرہی تھی-

وہ دلکش تھا حسین بھی تھا مگر اسکی آنکھوں کی مسکراہٹ ہونٹوں سے ملتی اسکے حسین نقوش کو جان لیوا بنا رہی تھی-

وہ سانس روکے خود سے دو قدموں کے فاصلے پر کھڑے اسے سفاک شخص کو دیکھ رہی تھی- جسے وہ کبھی جان نہیں سکی تھی-

خاک کرنا اور خاک ہونے میں بہت فرق ہے روحِ دل _____اسکی آنکھوں میں کچھ تھا وہ اسے دیکھتی رہی وہ رنگ بدلتی نگاہوں والا پھر سے اسے بے بس کر رہا تھا--

تم دیکھنا بہت دور چلی جاؤں گی میں "!______وہ جیسے خود کو یقین دلا رہی تھی-- اسنے کہتے اپنے سامنے کھڑے اس مغرور حسن کے مالک کو دیکھا--

تم دور چلی جاؤگی ہو سکتا ہے کہ چلی بھی جاؤ "_____وہ کہتے اس کی طرف جھکا تھا اسنے قدم پیچھے کو لیے--- وہ ہنسا اسکی احتیاط پر--- مگر یاد رکھنا ایک بھی دن مجھے بھلا نہیں پاؤ گی.........!"-

اسکی آنکھوں میں شرارے تھے--- مگر زبان پر وہی سرد الفاظ جن کا وہ ماہر تھا-- کم از کم اس نازک لڑکی کو تو یہی لگتا تھا--
وہ ظالم نہیں تھا وہ جابر بھی نہیں تھا مگر وہ سفاک ضرور تھا--

آنکھوں کے سامنے تیزی سے دھند چھائی تھی -- ٹھنڈ میں اکڑتے وجود سے صرف وہ گرم سیال تھا جو روز کی طرح آج بھی کسی لاوے کی طرح آنکھوں سے بہہ رہا تھا---

عقیدت نے تیزی سے آنکھوں کو رگڑا۔۔۔۔ پاؤں میں مزید چلنے کی ہمت ناں رہی تھی ۔۔۔ وہ کسی پاگل کی طرح اپنے چاروں اطراف دیکھ رہی تھی۔

کہاں تھا وہ۔۔۔؟ "تو کیا وہ خواب تھا۔۔کیا وہ صرف اسکا وہم تھا۔۔۔؟ "مجھے نفرت سے تم سے سفاک انسان ____مجھے اپنا عادی بنا کر چھوڑ دیا تم نے ۔۔۔۔ کبھی نہیں جاؤں گی واپس دیکھنا تم۔۔۔۔۔

وہ چلا رہی تھی ,چیخ رہی تھی ،،گلے میں خراشیں سی پڑنے لگیں وہ نڈھال سی ہوتی کسی بے جان گڑیا کی طرح گھٹنوں کے بل وہی ڈھے سی گئی "____
عقیدت "______منت اور راب جو بیچ سے واپس لوٹے گھر جا رہے تھے ۔۔ سامنے ہی سڑک کے بیچ بیٹھی چیختی ہوئی عقیدت کو پہچانتے منت کے منہ سے بے ساختہ اسکا نام نکلا۔۔۔ گاڑی روکے وہ دونوں تیزی سے باہر نکلے اسکی طرف بڑھے تھے۔۔ جو اب بے ہوش سی سڑک کے بیچوں بیچ پڑی تھی ۔
✧✧✧✧✧✧✧✧✧✧✧

ہیلو شمشیر حیدر اسپیکنگ "!_____ میگزین کے صفحے اُلٹتے اسنے کب سے بجتے موبائل فون کو نکالتے کان سے لگائے پوچھا ،، ائیرپورٹ کے ویٹنگ ائیریا میں بیٹھا وہ اپنی فلائٹ کا منتظر تھا۔ جو تقریباً دس منٹ کے بعد فلائے کرنے والی تھی۔

"ہیلو انسپیکٹر راب خانزادہ ہیئرز _____ پہچانا آپ نے-----؟

کھڑکی سے باہر تاریک سڑک کو دیکھتے اسنے ماتھے پر بل ڈالے کہا تو شمشیر نے آنکھیں سکیڑیں میگزین پر گردش کرتا اسکا ہاتھ ایک پل کو تھما اور بالآخر اسے وہ خوبرو انسپیکٹر یاد آ ہی گیا تھا جس میں گھمنڈ غرور اور اکڑ نہیں اسے عاجزی دکھی تھی اور وہ واقعی میں اس سے متاثر بھی ہوا تھا ،

"!____ اوہ یس یس مجھے یاد آگیا حارث کے دوست

ٹانگ پر ٹانگ جمائے اسنے بائیں ہاتھ کی دو انگلیوں سے ماتھا کھرچتے مسکرانے کی ناکام سعی کوشش میں کہا -- تو راب کے چہرے پر مدھم مسکراہٹ نے احاطہ کیا---

جی ہاں میں وہی ہوں--- دراصل آپ کی مسز مجھے اور میری وائف کو راستے میں بے ہوش ملی ہیں تو ہمیں لگا آپ غالباً ان کے لئے پریشان ہونگے اور اسی لئے حارث سے آپ کا نمبر لے کر آپ کو کال کی ہے __"

کیا ع عقیدت "_____ خوف سے زرد پڑتی رنگت میں بڑبڑاتا وہ بے ساختہ ہی جگہ سے اٹھا تو راب چونکا ---

"جی ہاں مجھے لگا کہ آپ ڈھونڈ رہے ہونگے ان کو--- تو اس لئے کال کی-----،

راب نے ماتھے پر بل ڈالے کہا تو شمشیر نے اپنی بے ہنگم سانسوں میں گہرے سانس بھرتے خود کو پرسکون کرنا چاہا تھا

ہہ ہاں میں ڈھونڈ رہا تھا مگر مجھے اندازہ نہیں تھا کہ تم یہاں ہو ،،، اپنا ایڈریس میل کر دو میں آتا ہوں!"----

ایک ہی سانس میں کہتے اسنے کال کٹ کی اور تیز تیز قدم اٹھاتے باہر کی جانب بڑھا ، جب اپنے پیچھے سے اسے اپنے ساتھ آئے سیکیورٹی گارڈ کی آواز سنائی دی ،، شمشیر بے دھیانی سے رکا اسے دیکھنے لگا--

سر فلائٹ ریڈی ہے وی شلڈ گو"____ہاتھ باندھے وہ احتراما گویا ہوا--

ہہ ہاں آپ جائیں میں آ جاؤں گا ابھی کچھ اہم کام نکل آیا ہے"______خشک لبوں پر زبان پھیرتے وہ نرم لہجے میں گویا ہوا اور دیکھتے ہی دیکھتے گارڈ کی نظروں سے اوجھل ہوتا چلا گیا--

تو اب یقیناً وہ وقت آن پہنچا تھا جب اسے عقیدت شمشیر ملک کا سامنا کرنا تھا--- گاڑی کا ڈور کھولتے اسکے دماغ نے جیسے سرگوشی کی تھی ،، لب مضبوطی سے بھینچے وہ اندر بیٹھا گاڑی سٹارٹ کرنے کا حکم دیا---

✧✧✧✧✧✧✧✧✧✧✧

سٹریس لے رہی ہیں بہت زیادہ مائنر اٹیک تھا، اگر وقت پر اس ڈپریشن سے باہر ناں نکلی تو کچھ بھی ہو سکتا ہے ____ان کا پراپر ٹریٹمنٹ نہیں ذہنی سکون انہیں ٹھیک کر سکتا ہے

____"

ڈاکٹر راب کو سنجیدگی سے بتاتا کچھ پرسکیپشن دیتے وہاں سے رخصت ہوئے جب سامنے سے آتے ہانپتے ہوئے شمشیر نے حالی حالی نگاہوں سے ڈاکٹر کو دیکھا۔ ڈاکٹر ایک نگاہ اس پر ڈالے باہر نکل گئے

کیا ہوا ڈاکٹر نے کیا کہا ---کہاں ہے عقیدت ______؟ "وہ ایک دم سے خوفزدہ سی کیفیت میں بکھرے سراپے میں نڈھال سا پوچھ رہا تھا، اس کی حواس باختگی پر راب نے گہری سانس بھری، جب منت اسے غصے سے گھورتی سامنے آئی ،،

ایک بات بتائیں آپ مجھے، کس بات کا بدلہ لے رہے ہیں آپ میری کزن سے----- مرتے مرتے بچی ہے---!"

منت غصے سے بھپری سرخ چہرے سے چلائی تو راب نے بے ساختہ اسے تھاما---- جبکہ اسکے الفاظ پر شمشیر ساکت سا اسے دیکھتا سر نفی میں ہلانے لگا--- جج جی-----؟"

وہ بمشکل سے بول پایا تھا،، جبکہ دل اور دماغ تو بری طرح سے مفلوج ہوئے پڑے تھے ،

اسکی کیفیت دیکھ راب نے منت کو چپ کروانا چاہا جو خاصے غصے میں تھی ،

سنا نہیں آپ نے راب ،،، ڈاکٹر نے کیا کہا کہ وہ ڈپریشن میں ہے--- اور ابھی اسے مائنر اٹیک آیا ہے اگر وہ اسی حالت میں رہی تو کچھ بھی ہو سکتا ہے ______"

منت کی آواز ایک دم سے بھیگ گئی تھی، اسے بلکل بھی اندازہ نہیں تھا کہ اس کی نڈر بہادر سب سے ڈٹ کر مقابلہ کرنے والی کزن اسے اتنے عرصے کے بعد اس حال میں ملے گی ،،،

اسکا وجود مسلسل کپکپانے لگا تھا جبکہ شمشیر کے کان سائیں سائیں کرنے لگے ،، وہ پھتریلی نگاہوں سے ساکت وجود سے کھڑا تھا ،،

آئیے میرے ساتھ "_____راب اسکی حالت دیکھ اسے بازو سے تھامے ایک طرف لے گیا

--- عقیدت روم میں ہے ڈاکٹر نے انجیکشن لگایا ہے صبح تک ہوش آئے گا ان کو--- تب تک آپ انکے پاس رہیں ____"

کمرے کے دروازے کے پاس کھڑے کرتے شمشیر کو دیکھتا وہ راب اسکا کندھا تھپکتے گویا ہوا اور خود وہاں سے چلا گیا---

شمشیر نے سرخ نگاہوں سے اس کمرے کو گھورا ---

✧✧✧✧✧✧✧✧✧✧✧

کہاں لے جا رہے ہیں آپ میری بہن کو____؟ "صوفے پر براجمان منت جو عقیدت کی وجہ سے کافی متفکر تھی ، اب شمشیر کو یوں عقیدت کو اٹھائے وہاں آتا دیکھ وہ ایک دم سے چلاتے ہوئے اٹھی ،،

راب کافی کے مگ تھامے وہیں آ رہا تھا ،اور دور سے ہی شمشیر کو دیکھ سر کو تاسف سے نفی میں ہلایا ،،،

آپ نے میری بیوی کا خیال رکھا اسکے لئے بے حد شکریہ مگر اب میں آگیا ہوں میں خود سے خیال رکھ لوں گا---!"

وہ سکاٹ چہرے سے منت پر ایک سنجیدہ نگاہ ڈالے گویا ہوا اور پھر لمبے لمبے ڈھگ بھرتے راب کے قریب سے گزرتے وہ باہر نکل گیا---

منت ہکا بکا سی اس بدتمیز انسان کو جاتا دیکھتی رہ گئی --

✧✧✧✧✧✧✧✧✧✧✧

منت کے الفاظ کافی دیر تک اسکے دل و دماغ میں ہلچل برپا کرتے رہے تھے ،، تو کیا اسے خود سے دور کر کے اسنے کوئی غلطی کی تھی ، سر صوفے کی پشت پر ٹکائے اسنے اپنی سلگتی آنکھیں میچیں--- جب جہاں آرا بیگم کے کہے الفاظوں کی بازگشت اسے سنائی دی ___،

ہاں شاید اسے روک لینا چاہیے تھے ضد کرتا جیسے مرضی اسے روکنا چاہیے تھا --- شمشیر نے ایک سرد نگاہ بستر میں کمفرٹر میں لپٹی اس سنگدل لڑکی پر ڈالی ، جس نے اپنے ساتھ ساتھ اسے بھی برباد کرنے میں کوئی کسر نہیں چھوڑی تھی --

وہ گہری سانس فضا کے سپرد کرتے اٹھا اور چلتے ہوئے بیڈ پر دوسری سائیڈ سے بیٹھا ، شاید مجھے اس بار قدیم کر ہی لینی چاہیے تھی ، دو سے چار دن غصہ کرتی الجھتی ، ناراض ہوتی مگر پھر راضی ہو جاتی تم ---"

اسکے چہرے کو اپنی انگلیوں کی پشت سے سہلاتے وہ کھوئے کھوئے سے لہجے میں گویا ہوا----

وہ جانتا تھا عقیدت کا غم اسکے غم سے کئی گناہ بڑا تھا وہ تو بچپن سے اپنی ماں کے رویے سے واقف رہا تھا مگر عقیدت ----اسنے تو ایک دم اچانک سے اس حقیقت کو سنا تھا کہ اسکی ماں نے کیا کچھ کیا تھا اور ایسے میں تو ایک مضبوط اعصاب کا مرد بھی ٹوٹ جاتا وہ تو پھر بھی ایک نازک سی لڑکی تھی ،،

اس بار کوئی من مانی نہیں چلے گی عقیدت ،، اس بار صرف وہی ہو گا جو ہمارے رشتے کے لئے بہتر ہے اور میں وہی کروں گا----"

اس نے گھرے لہجے میں کہتے اسکی کنپٹی پر اپنے دہکتے ہونٹ رکھے ،آنکھیں موندے وہ کئی لمحے اسے خود سے قریب محسوس کرتا رہا اور پھر ایک دم سے اسے باہوں میں سمیٹتے اپنے حصار میں بھینچا---

✧✧✧✧✧✧✧✧✧✧✧

اپنے آپ کو کسی کے تنگ حصار میں محصوص کیے وہ سانس رکنے پر کروٹ بدلنے لگی--مگر ایسا ممکن نہیں ہوا تو نیند میں ڈوبی اپنی سرخی مائل سیاہ نگاہیں وا کیے اسنے خالی ذہن سے گردن اٹھائے اپنے قریب دیکھا--

جہاں مقابل کی کلون کی بھینی بھینی سی مہک اسکے نتھنوں سے ٹکرائی ،، حواس معطل کرتی اس خوشبو کو لمحوں میں پہچانتے اسنے تیزی سے آنکھیں پھیلائے بغور اسے دیکھا--

جو آنکھیں موندے گھری نیند میں تھا اسے دیکھ کر ایسا لگ رہا تھا جیسے جانے کتنے عرصے کے بعد وہ سکون سے سو پایا تھا ،،

ننن نہیں "______اپنا کپکپاتا ہاتھ اسکے چہرے پر رکھتے جیسے ہی اسکے ہونے کی تصدیق ہوئی عقیدت کے لب بے یقینی کی کیفیت میں نفی میں ہلے ، آنکھیں پھیلائے وہ اسے دیکھتی سر کو مسلسل نفی میں گردش کرنے لگی--

اور پھر گہری سانس بھرتے اپنی کمر کے گرد لپٹے اسکے بھاری ہاتھ کو ہٹاتے وہ اٹھنے لگی ، مگر اگلے ہی لمحے وہ بیڈ پر تھی ،

کہاں جا رہی تھی ______؟ "اسکے اطراف میں ہاتھ رکھے وہ اسکے چہرے پر جھکا اسکی سیاہ آنکھوں میں اپنی نیند سے بوجھل سبز نگاہیں گاڑھے گویا ہوا---

تم کیا کر رہے ہو یہاں____؟ "وہ جواب دینے کی بجائے اسکے سینے پر ہاتھ رکھے اسے پیچھے " کرنے کی کوشش میں چلائی ،، ایک شوہر بیوی کے پاس کیا کرتا ہے ڈارلنگ ____ظاہر سی بات ہے تم بیوی ہو میری اور جب تمہیں احساس نہیں رہا تو کیا ہوا میں ہوں ناں سب یاد دلانے کو____,

اسنے جھکتے عقیدت کے ماتھے پر ہونٹ رکھتے گھمبیر لہجے میں کہا تو عقیدت کا دل بے تحاشہ تیزی سے دھڑکا--

"تم نے وعدہ کیا تھا کہ تم مجھے میرے حال پر چھوڑ دو گے--،

اسکے ہونٹوں کا لمس اپنے گالوں پر پاتے وہ رندھی نم آواز میں گویا ہوئی،، ہممممم یہی تو سب سے بڑی غلطی ہوئی مجھ سے______"

اپنا شفاف دودھیا ہاتھ اسکے سیاہ آبشار میں چلاتے اسنے سپاٹ لہجے میں کہتے اسکی بند آنکھوں کو دیکھا --

تم جاؤ یہاں سے "____وہ بمشکل ضبط سے گویا ہوئی تھی وگرنہ اس شخص کے سامنے کب دل نرم پڑ جاتا وہ خود بھی نہیں جانتی تھی --

اب دور جانے کا گریز ضروری نہیں رہا مسز اور اب تو اس رشتے کی تکمیل کے بعد بلکل بھی نہیں

"_____

وہ کاٹ دار لہجے میں گویا ہوا اور سر ہنستے ہُوئے مسلسل نفی میں ہلایا--

نن نہیں --- تم جھوٹ مت بولو حیدر "____وہ ایک دم سے سرخ چہرے سے دھاڑی تو ، اپنی پرانی عقیدت کی جھلک پر اسکا چہرہ شاداب ہوا تھا

آپ جانتی ہیں وائفی شمشیر حیدر جھوٹ نہیں بولتا ،،، __کندھے اچکائے کہتے وہ ڈھیٹ ثابت ہوا تھا -

"____عقیدت کا دل چاہاکہ وہ اس کا سر پھوڑ دے

"_____حیدر تم نے کہا تھا

میں نے کہا تھاکہ میں چھ ماہ تک نہیں ملوں گا تم سے ____یہ بھی کہا تھاکہ تم اپنا خیال رکھو گی،، مگر تم نے نہیں رکھا ، جانتی ہو اگر کل رات تم اپنی کزن منت اور راب کو ناں ملتی تو کھو دیتا

"____ ،، میں تمہیں ،، ڈیم اٹ

وہ ہاتھ کا مکہ بنائے ایک دم سے بیڈ پر مارتے دھاڑ اٹھا ، عقیدت نے خوف سے اپنے منہ سے نکلتی چیخ کو ہاتھوں کی مدد سے دبایا --

شمشیر کا چہرہ ایک دم سے لہو چھلکانے لگا---

تم اتنی خودغرض کیسے ہو سکتی ہو عقیدت ____ کیوں تمہیں کسی کا خیال نہیں آیا ،، دیکھو میری آنکھوں میں ، پچھلے پانچ ماہ کس اذیت اور کرب سے کاٹے ہیں میں نے یہ صرف میں جانتا ہوں--- ______" تمہارے بابا زیان چاچو

اسے بازو سے جھنجھوڑتے وہ دہاڑ اٹھا ،، عیقدت کا چہرہ ایک دم سے زرد پڑ گیا--

کلک کیا ہوا بابا کو "____ اسکے دونوں ہاتھوں کو تھامے وہ پاگلوں کی طرح گویا ہوئی۔ تو شمشیر کا اپنی غلطی کا شدت سے احساس ہوا وہ ایک پل کو خاموش سا رہ گیا--

مگر پھر اسے واپس لانے کا فیصلہ کیے اسنے سپاٹ چہرے سے اسے دیکھا---

چاچو اس دنیا میں نہیں رہے عقیدت --- ہی از نو مور--- جس دن تم گھر سے آئی تھی اسی دن وہ مجھے چھوڑ کر چلے گیے ،،"

وہ ایک دم سے نم آواز میں گویا ہوتے عقیدت کے ٹھنڈے پڑے وجود کو دیکھنے لگا--

عقیدت عقیدت "____ اسے یونہی ساکت لیٹا دیکھ شمشیر نے اسے دونوں بازو سے پکڑتے جھنجھوڑا ، اور دھاڑتے ہوئے اسے اٹھایا ،،

ننن نہیں بابا کو کچھ نہیں ہو سکتا --- ببب بابا تنتت - ممم- میں جاتی ہوں وہ ٹٹ ٹھیک ہو جائیں گے --- چچ چلو ہم گھر چلتے ہیں بابا کے پاس ---- چلو اٹھو چلو شمشیر "______وہ حواس باختگی کی سی کیفیت میں کہتی اسکے بازو کو تھامے غائب دماغی سے کہتے اسے کھینچنے لگی ،

"____عقیدت وہ مر گئے ہیں نہیں رہے وہ اب

شمشیر نے اسے جھنجھوڑتے ہوئے کہا تو وہ خالی ویران نگاہوں سے اسے دیکھتی ایک دم سے ڈھے سی گئی ،،

عقیدت "_____شمشیر خوفزدہ سا اسے تھامے بیڈ پر بٹھا گیا جس کا وجود ایک دم سے ٹھنڈا پڑ گیا تھا ،،

"_____ ،، ببب بابا تم نے کیوں نہیں روکا مجھے ،، تم نے کیوں نہیں بتایا مجھے حیدر وہ روتی چلاتی دھاڑے مارنے لگی ،، اسکا بکھرتا وجود شمشیر کا سانس روک سا گیا تھا --- اسے اب اپنے فیصلے پر سخت غصہ آیا تھا اسے اس وقت یہ سچ نہیں بتانا چاہیے تھا ،،".

پانی پی لو پلیز "___اسکے آنسوں ہاتھ سے صاف کرتے وہ گلاس اسکے ہونٹوں کے قریب کرتا گویا ہوا--- تو عقیدت نے ویران نگاہوں سے اسے دیکھا --اور ایکدم سے بے جان سی ہوتی اسکے سینے سے لگ گئی --

مجھے گھر لے چلو حیدر "______وہ روتے ہوئے ہچکیوں کے بیچ بس یہی کہہ پائی تھی ،، شمشیر نے گہری سانس بھرتے اسے سمیٹا--

✧✧✧✧✧✧✧✧✧✧✧

پاکستان میں آئے ہوئے اُنھیں ایک ہفتہ ہو چکا تھا اور اس سارے وقت حویلی میں ماتم کا سا سماں چھایا رہا، عقیدت نے جیسے سبھی کے زخموں کو پھر سے تازہ کر دیا تھا، وہ صبح شام زیان ملک کی قبر پر جاتی تھی، مگر اسکی حالت دن بدن گرتی جا رہی تھی، جس کی وجہ اسکا خود کو اپنے باپ کی موت کا قصوروار ٹھہرانا تھا،،

عقیدت کہاں ہے امی ____؟" شمشیر آج جلدی ہی لوٹ آیا تھا اسکا دل جانے کیوں مگر بے چین تھا، اسی لیے وہ کام چھوڑ سیدھا گھر لوٹا تھا،

دن کے کھانے کی تیاری کرتی جہاں آرا بیگم اسکی آواز پر چونکتے ہوئے پلٹی، دا جان جو متفکر سے وہی آ رہے تھے ان کے قدموں کی آہٹ پر شمشیر اور جہاں آرا بیگم پلٹے، انکے چہرے پر پھیلے اضطراب کو دیکھ وہ دونوں متفکر ہوئے،

دا جان کیا ہوا آپ ٹھیک ہیں۔۔۔ "! شمشیر نے انکے کندھے کو تھامے نرمی سے استفسار کیا۔

"____ میرے ساتھ آؤ شیر

وہ اسے ساتھ چلنے کا کہتے خود اپنے کمرے کی جانب بڑھے،، شمشیر ماتھے پر بل ڈالے انکے پیچھے ہی گامزن ہوا تھا،،

دا جان کے پیچھے ہی شمشیر انکے کمرے میں آیا اور حیرت سے بستر پر لیٹی عقیدت کو دیکھا،

یہ آپ کے پاس ___؟ "وہ چونک گیا کیونکہ ایک ہفتے سے اسنے کسی سے کوئی بات تک نہیں کی تھی، شمشیر کے سوا ہر کوئی ہمت ہار چکا تھا۔

ہمم زیان کی بابت پوچھ رہی تھی اسکی عادتیں اسکا بچپن اسکی جوانی ،، "وہ کہتے ایک دم سے رک گئے ، انکی آواز میں کرب امڈا تھا اور وہ چاہتے ہوئے بھی اپنے آنسوں کو روک نا پائے

یہ کبھی اس غم سے باہر نہیں نکل سکے گی---- تم اس پر اتنی زمہ داریاں ڈالو کہ اسے کچھ اور سوچنے کا وقت ہی ناں ملے ،، "

"مگر دا جان----

اولاد کا سکھ بہت بڑا اور انوکھا ہوتا ہے عورت کیلئے شیر---- وہ اولاد کے پیچھے تو اپنا آپ بھول جاتی ہے گھر بار سب کچھ اور عقیدت بھی بھول جائے گی۔ مجھے یقین ہے تم سمجھ گئے ہو میں کیا کہنا چاہتا ہوں ___ "

وہ دا جان کی بات پر گہری سوچ میں ڈوب چکا تھا جبھی لب کچلنے لگا--

دا جان اسے وہی چھوڑ خود کمرے سے نکل گئے،، شمشیر نے ایک زخمی نگاہ عقیدت کے رونے سے سرخ پڑے چہرے پر ڈالی اور پھر آگے بڑھتے اسے گود میں بھرتے کمرے کی طرف بڑھا ،، "

✧✧✧✧✧✧✧✧✧✧

شرٹ پہنو..... یہ کیا بیہودگی ہے حیدر _____ "

آنکھ کھلتے ہی اسنے گردن موڑے اپنے قریب بیڈ پر بیٹھے گہری سوچ میں غلطاں شمشیر کو دیکھ کہا۔

وہ جو گہری سوچ میں ڈوبا تھا اسکی آواز پر چونکا اور پھر سر تاسف سے نفی میں ہلا دیا ،،

تم مجھے اگنور کر رہے ہو ----؟ "وہ جیسے ہی بستر سے اٹھنے لگا عقیدت نے غصے سے اسکا بازو جکڑا ، جس پر وہ سبز شکوہ بھری نگاہ اس پر ڈالے دروازے کی سمت بڑھا اور اندر سے لاک کرتے
،، بیڈ کی طرف آیا
غلط ---- غلط کہہ رہی ہیں آپ مسز حیدر ،، میں نہیں آپ مجھے اگنور کر رہی ہیں آج سے نہیں
"____کافی عرصے سے
اسکے پاس رکتے وہ ہاتھ سینے پر باندھے مضبوط لہجے میں بولا تو عقیدت ایک دم سے ٹھٹھکی، حیرت
سے اسے دیکھا ۔جس کی نگاہوں میں شکوہ واضح تھا۔
"،، جھوٹ ایسا کچھ بھی نہیں
"وہ دوبدو گویا ہوئی البتہ چہرہ ہنوز جھکا ہوا تھا ، شمشیر ہنسا اچھا اگر ایسا نہیں ہے تو ثابت کرو----
"وہ کندھے اچکائے گویا ہوا تو عقیدت چونکی ۔ وہ کیوں آج بہکی ہوئی باتیں کر رہا تھا ، دیکھو ----
اشششش دیکھو نہیں سنو---- بہت ہو گیا یہ کھیل تماشہ بہت بھاگ لیا تم نے --- اب بس
اور نہیں --- اب سے مجھے کوئی تماشہ نہیں چاہیے میں ایک نارمل خوشیوں بھری زندگی چاہتا
"ہوں--- اور مجھے یقین ہے کہ تم اب مجھے انکار نہیں کرو گی---
وہ ایکدم سے اسکے چہرے پر جھکا نرمی سے اسکا چہرہ اُٹھائے استفسار کرنے لگا--
عقیدت بے ساختہ ہی نگاہیں جھکا گئی ،، اسکی کسی بات کا جواب دینے کے وہ قابل نہیں تھی
_ذہن بری طرح سے الجھا ہوا تھا ، مگر وہ جانتی تھی کہ شمشیر اپنی بات سے پیچھے نہیں ہٹے گا ،
✧✧✧✧✧✧✧✧✧✧✧✧

بالاج سائیں اگر میں فیل ہو گئی تو پھر "!___کمرے میں چکر کاٹتی وہ ناخن کترتے اپنا خوف عیاں کرنے لگی ، بالاج جو لیپ ٹاپ پر شمشیر کے دیے پراجیکٹ پر ورک کر رہا تھا بے ساختہ ہی نگاہیں اٹھائے اسے دیکھا،

"تو پھر کچھ بھی نہیں -------"

سچ میں کچھ بھی نہیں ------؟ "آنکھیں پھیلائے وہ حیرانگی سے بالاج کو دیکھتے استفسار" کرنے لگی،،

بالاج اسکے یوں کہنے پر لیپ ٹاپ آف کیے اسکی جانب متوجہ ہوتے سنجیدگی سے گویا ہوا----

ہاں سچ میں کچھ بھی نہیں ، بس پھر ہمیں اپنی پرسنل لائف پر فوکس کرنا ہوگا----- "اسنے"" کہتے ہی چاہت کے بازو کو تھامے اسے ایکدم سے اپنی اور کھینچا جو اپنی آنکھیں پھیلائے اسے دیکھ رہی تھی،،

"کیا مطلب ----؟"

چاہت نے حیرت و ناسمجھی سے اسکی جانب دیکھتے استفسار کیا۔

مطلب یہ کہ ہمارے چھوٹے چھوٹے بچوں کو اس دنیا میں لانے کی پلاننگ مطلب محنت"" کریں گے---- "!اپنے بائیں ہاتھ کی پشت سے اسکے رخسار کو سہلاتے وہ معنی خیز گھمبیر لہجے میں گویا ہوا--

تو چاہت کی آنکھیں حددرجہ پھیل گئی--- وہ فورا سے اپنے کاندھوں پر دھرے اسکے ہاتھ کو جھٹکتے اس سے دور ہوتے بیٹھی --

میں نے ایسا تو نہیں کہا بالاج سائیں کہ میں فیل ہونا چاہتی ہوں مَیں تو جس پوچھ رہی تھی"

" اور آپ نے تو جانے کیا کچھ سوچ رکھا ہے--- آپ سے بات کرنا ہی فضول ہے ---

،وہ لال ٹماٹر ہوئے چہرے سے اسے گھورتی ناراضگی جتاتے گویا ہوئی

تو بالاج نے مسکراہٹ دبائی ،، "میں بھی تو بس ایسے ہی کہہ رہا تھا جانم---- میں جانتا ہوں

"میری چاہت بہت لائق ہے اور فیل ہونے کا سوال ہئ پیدا نہیں ہوتا---

بالاج نے اب کی بار پچکارتے ہوئے اسکے چہرے کو ہاتھوں کے پیالے میں بھرتے محبت سے

پوچھا۔

تو چاہت نے زور شور سے سر کو ہاں میں ہلایا---

اور اگر آپ فیل ہوئی تو ہم دوسرے پلین پر غور کریں گے---- "بالاج نے جان بوجھ کر اسے

، چھیڑا -- تو وہ چیخ اٹھی

اسکے تپے چہرے کو دیکھ بالاج کا قہقہہ بے ساختہ تھا -- وہ کافی دیر تک اسے تنگ کرتا رہا جس پر

،وہ منہ پھلائے ناراضگی جتانے لگی ، مگر جلد ہی بالاج سکندر نے اسے منا لیا تھا

اسکے مان کو وہ کبھی بھی توڑ نہیں سکتا تھا اور چاہت ملک تو اسکی چاہت پا کر جیسے آسمان میں اڑنے لگی تھی، دل کی مراد بھر آئی تھی ، وہ محبت جو اسے لڑکپن میں ہوئی آج وہ اسکے محرم

،، اسکے عشق کے روپ میں اسکے پہلوں کی تھی

✧✧✧✧✧✧✧✧✧✧✧

"مجھے یہاں کیوں لائے تم ،،،۔مجھے دادا جان کے پاس جانا ہے----! "دروازہ بند ہونے کی آواز

پر عقیدت کی آنکھ ایک دم سے کھلی،، وہ فوراً سے پیشتر بستر سے اترتے غصے سے غراتے ہوئے

کہتی دروازے کی سمت بڑھی ،

جب شمشیر نے اسکی کلائی کو دبوچے ایک ہی جست میں اسے اپنی جانب کھینچا ،،

عقیدت کچے دھاگے کی طرح اسکے سینے سے آن لگی ،،

اسکی دھڑکنوں کی رفتار سن شمشیر کے ہونٹوں پر گہری مسکراہٹ رینگی ،،

شمشیر بنا اسکی مزاحمت کو خاطر میں لائے اسے پکڑتے بستر کی جانب لایا ،

"----کھانا کھاؤ گی!"

اسے بستر پر بٹھائے وہ بلکل بے تاثر لہجے میں بولا --

عقیدت نے سر کو نفی میں ہلایا، اور کسی غیر معمولی احساس کے تحت نگاہیں آگے پیچھے دوڑائی ،،

تو پورے کمرے میں بکھرے گلاب خوشبو اور اطراف میں رکھی موم بتیوں کی روشنی پر وہ جھٹکے سے

بستر سے اٹھی ،،

"-----یہ سب ایسی!"

اسکا دماغ سناٹوں کی ضد میں تھا بے یقینی سے پوچھتی وہ ایک دم سے شمشیر کی طرف بڑھی ، جو

کھڑکیوں کو اندر سے لاک کر رہا تھا --

کیا ہوا پسند نہیں آیا کیا ؟ ''وہ اسکی حیرت کا تاثر لئے بنا ہی مسکراتے ہوئے لہجے میں پوچھنے لگا''

''

پیچھے ہٹو تم---- ''!وہ ایک دم سے خوفزدہ سے انداز میں باہر کو لپکی--- مگر شمشیر کسی دیوار ''

،، کی طرح اسکے سامنے حائل ہوا تھا

ضبط سے جبڑے بھینچتے وہ دھیمی آواز میں چیخی ،، چہرہ الگ سے لہو رنگ ہو چکا تھا--

پیچھے ہٹوں تاکہ تم میری ساری محنت غارت کر ، مجھے دھتکار کر یہاں سے بھاگ سکو--نو مسز

شمشیر حیدر ______بہت ہو گیا یہ کھیل تماشہ ----- بہت کر لیا میں نے صبر ، اب مجھے

''!میرا حق لینے سے کوئی بھی نہیں روک سکتا--- تم بھی نہیں ----

سبز نگاہوں میں سرد مہری سموئے وہ ایک جھٹکے میں اسے کمر سے تھامے اپنے نزدیک کرتا سخت

،، لہجے میں دھاڑا

عقیدت اسکے لہجے پر بری طرح سے لرزی تھی----''تم یہ سب کچھ ٹھیک نہیں کر رہے شمشیر

------!''

اسے باہوں میں بھرتے وہ بیڈ کی جانب بڑھا ،، جب عقیدت نے شکوہ کناں لہجے میں بھیگی

آنکھوں سے اسے دیکھتے کہا--

پہلے کونسا کچھ ٹھیک ہے تھوڑا خراب اور کر لیتے ہیں،،، ''!پرتپش سبز نگاہوں سے اسکے چہرے''

کو دیکھتے اسنے عقیدت کو مزید کچھ بولنے سے خاموش کروا دیا--

✧✧✧✧✧✧✧✧✧✧✧

*****ایک سال کے بعد*****

بے چینی سے کوریڈور میں چکر کاٹتا وہ مسلسل ہاتھ مسلتا اپنی اندرونی کیفیت پر قابو پائے ہوا تھا۔

"سب کچھ ٹھیک ہو گا، میرے بچے پریشان مت ہو۔۔۔۔!" جہاں آرا بیگم نے نرمی سے اسکے کندھے پر ہاتھ رکھتے شفقت بھرے لہجے میں کہا۔۔

تو شمشیر نے سرخ نگاہوں سے بے چینی سے انکی جانب دیکھا،،

چاہت ،بالاج اور جہاں آرا بیگم اسکے پاس ہی ہاسپٹل میں تھے ، عقیدت آپریشن تھیٹر میں تھیں ،، اور سبھی اسکے بچے اور اسکی سلامتی کیلئے دعاگو تھے ۔۔

"کیا ہوا عقیدت ٹھیک ہے ناں۔۔۔۔؟ "منت کی گھبرائی ہوئی آواز پر سبھی چونکے حیرت سے مڑے جہاں منت اپنے چھ ماہ کے بیٹے منتشا خانزادہ کو گود میں بھرے اپنے شوہر راب کے ساتھ پہنچ چکی تھی ۔

"ابھی کچھ نہیں کہا جا سکتا آپریشن ہو رہا ہے دعا کریئے آپی۔۔۔۔۔!"

چاہت اسکے قریب جاتے نم لہجے سے گویا ہوئی تھی اتنے عرصے کے بعد تو انہیں خوشیاں نصیب ہوئی تھی اب وہ بری طرح سے گھبرائی ہوئی تھی ۔۔ اگر عقیدت یا بچے کو کچھ ہو جاتا تو اسکا بھائی پھر سے پہلے والا شمشیر بن جاتا اور چاہت اسے یونہی ہنستا بستا دیکھنا چاہتی تھی،

عقیدت کی آمد نے انکے سارے زخموں کو بھر دیا تھا اس ایک سال میں جہاں عقیدت اور حویلی کے باقی افراد کا تعلق مضبوط ہوا تھا وہیں شمشیر سے اسکی محبت مزید گہری ہوئی تھی ،، ماں بننے

کی خوشخبری نے اسکے ہر دکھ ، ہر غم کو مٹا دیا تھا جیسے---- اور اب وہ جینا چاہتی تھی اپنے بچے کیلئے اپنے شوہر کیلئے ---"

"تو ان---- ڈونٹ وری وہ ٹھیک ہو گی ----" !شمشیر کا کندھا تھپکتے راب نے اسے تسلی دی---- شاء اللہ کہتے آنکھیں پل بھر کو موند گیا---

"ڈاکٹر عقیدت ٹھیک ہے ناں-----؟ "ڈاکٹر کے باہر آتے ہی وہ دیوانہ وار ڈاکٹر کی جانب لپکا ، خوفزدہ سے لہجے میں استفسار کرنے لگا -- ڈاکٹر اس خوبرو مرد کی حالت دیکھ مسکرائی،،

"مبارک ہو بیٹی ہوئی ہے ماں اور بچہ دونوں خطرے سے باہر ہیں ----" !ڈاکٹر کے الفاظ نے اسے زندگی کی نئی نوید سنائی تھی ، اپنی سلگتی آنکھیں میچتے وہ آنسوں کو بہنے سے روکنے لگا---

"لالا مبارک ہو ،، "!وہاں موجود ہر فرد کے چہرے پر زندگی سے بھرپور مسکراہٹ تھی، سبھی خدا کا شکر ادا کر رہے تھے جو اس نے سب کچھ ٹھیک کر دیا تھا--

"بہت بہت مبارک ہو میرے بچے میں نوافل ادا کر لوں ----" !آنسوں سے بھری نگاہوں سے کہتی جہاں آرا بیگم اسکی پیشانی چومتی ایک طرف بڑھی،،

ڈاکٹر کیا میں مل سکتا ہوں اپنی وائف سے --- "بے چینی سے ڈاکٹر کو دیکھتا وہ فوراً سے بولا---

"!تھوڑی دیر میں انہیں روم میں شفٹ کر دیا جائے گا آپ پھر مل لیجئے گا---

ڈاکٹر نے مسکرا کر کہا اور وہاں سے چلی گئی --- جبکہ وہاں کھڑا ہر شخص بے صبری سے عقیدت کا منتظر تھا---

✧✧✧✧✧✧✧✧✧✧✧

بہت بہت مبارک ہو بھابھی۔۔۔۔ "!خوشی سے لبریز میٹھی آواز میں کہتی چاہت کے ہاتھوں میں موجود اس ننھے وجود کو دیکھ شمشیر ایک پل کو ٹھٹک سا گیا۔۔۔

وہ عقیدت کے پاس بیٹھا تھا جو آسودگی سے مسکراتے اسے دیکھ رہی تھی جس کے چہرے پر خوف واضح جھلک رہا تھا،

جبھی وہ سبھی بچی کو اٹھائے وہاں آئے،

شمشیر نے ہاتھ پھیلائے تو چاہت نے جھٹ سے اس ننھے وجود کو اسکے ہاتھوں میں دیا۔۔

"عقیدت پی یہ میری پرنسز دیکھو بلکل میری جیسی دکھتی ہے۔۔۔۔ پی یہ اسکی آنکھیں میری جیسی ہیں۔۔۔ "!

نم لہجے میں بولتا وہ سبھی کو مسکرانے پر مجبور کر گیا۔۔ "اتنی چھوٹی بچی کی آنکھیں بھی تجھے دکھ گئی کمال ہے شیر۔۔۔۔۔ "!

پھولوں کا گلدستہ تھامے حارث جیسے ہی کمرے میں داخل ہوا،، شمشیر کی بات پر وہ اسے چھیڑے بنا ناں رہ سکا۔۔۔ عقیدت نم نگاہوں سے اپنے وجود کے ٹکرے کو دیکھ رہی تھی اسکی بے چینی محسوس کرتے شمشیر نے نرمی سے اپنی بچی اسکی گود میں دی۔۔۔ جسے وہ سینے سے لگائے بے تحاشہ چومنے لگی۔۔۔

بہت بہت مبارک ہو میری جان اب میں چلتی ہوں منتشا کافی دیر سے رو رہی ہے۔۔۔ میں پھر آؤں گی گھر پر۔۔۔ "!منت نے پیار سے اس ننھی پری کو لاڈ کرتے کہا تو عقیدت نے سر کو اثبات میں ہلایا۔۔

اسکے مانگے کے نام پر اب راب اور منت ہی جو وقتاً فوقتاً اسکے پاس آ جایا کرتے تھے اب بھی ان کی موجودگی پر وہ گے تحاشہ خوش تھی مگر دل میں کہی ایک ٹھیس بھی تھی --

جن ماں باپ کو اتنا چاہا تھا آج وہ اسکے اتنے بڑے دن میں اسکے پاس نہیں تھے---

بہت بہت مبارک ہو میری جان ------ "!حارث شمشیر کے گلے لگتے سرشاری سے گویا ہوا تو" شمشیر نے اسی جوش سے اسے خود میں بھینچا --

تھوڑی دیر تک سبھی وہاں سے رخصت ہو چکے تھے ،، اور اب صرف شمشیر حیدر تھا جو کب سے ،، اپنی پرنسز کو نہارے جا رہا تھا

"کیا دیکھ رہے ہیں ----؟"

عقیدت اسے یوں دیکھ مسکرائی ، اس نئے احساس نے اسے بھی ایک انکھی خوشی دی تھی ، جیسے اسکا وجود اب مکمل ہو گیا ہو---

"میں نے کبھی نہیں سوچا تھا عقیدت کہ مجھے کبھی چاچو سے زیادہ کسی سے محبت ہو گی ---"

،،وہ کہتا ایک پل کو رکا--- عقیدت کے ہونٹوں پر پھیلی مسکراہٹ اپنے بابا کے ذکر پر سمٹی

،، شمشیر نے بے ساختہ اسکے ہاتھ کو تھامے اپنے ہونٹ اسکی پشت پر رکھے

اور پھر تم آئی--- تمہارا ہونا میرے لیے معنی رکھنے لگا پھر جیسے شمشیر حیدر ملک بدل گیا تھا وہ" شمشیر جو بدلے کی آگ میں جھلس رہا تھا وہ کب محبت کی راہ کا مسافر بن گیا مجھے خبر تک ناں ہو "سکی اور جب خبر ہوئی تم بہت دور جا چکی تھی---

، عقیدت اس خوبرو مرد کی حسین آنکھوں میں آنسوں دیکھ لب بھینچ گئی

اسکی آنکھیں بھرائی تھیں ۔

"اور پھر تمہیں پا لیا تو لگا کہ اب کسی چیز کی تمنا نہیں رہی۔۔۔ مگر آج ۔۔۔" !

وہ روتے سے مسکرایا تو اسکے چہرے کے جان لیوا تاثرات پر عقیدت کا دل تیزی سے دھڑکا تھا،

"آج مجھے لگتا ہے مجھے آج پھر سے محبت ہوئی ہے تم سے ۔۔۔۔ کیونکہ تم نے میری زندگی کو مکمل کر دیا عقیدت ۔۔۔۔۔ میں اس جذبے سے ناآشنا تھا مگر آج ان چند لمحات میں مجھے یوں لگ رہا ہے جیسے میں اس دنیا کا سب سے خوشنصیب آدمی ہوں۔۔۔۔" !

عقیدت نے بے ساختہ اسکے ہاتھ پر گرفت بڑھائی تھی ،،

کتنا دھتکارا تھا اس شخص کو ۔۔ مگر اس نے ہر بار اسے محبت سے سمیٹ لیا تھا ،، پھر وہ کیسے خود کو روک پاتی اس کی محبت میں ڈوب جانے سے ۔۔۔

"حیدر میں نے زندگی میں بہت سے مرد دیکھے ہیں ۔۔۔ مگر آپ سب سے الگ ہیں ۔۔۔ آپ جیسا بیٹا کوئی دوسرا نہیں ہو سکتا ۔۔۔۔ آپ جیسا شوہر کوئی نہیں ہو سکتا اور مجھے یقین ہے آپ ایک کامیاب باپ ثابت ہونگے ہماری حیات کیلئے ۔۔۔۔۔۔" !

عقیدت نے بھیگے پرنم لہجے میں کہتے اپنی چھوٹی سی گڑیا کو دیکھا ۔۔۔

جس پر سر کو اثبات میں ہلاتے شمشیر نے جھکتے اسکی پیشانی پر محبت بھرا لمس چھوڑا ۔۔۔

"ہماری حیات "ہماری زندگی کا کل اثاثہ ۔۔۔۔ اور ہم اپنی حیات کو دنیا کی ہر خوشی ہر سیکھ اور سب سے بڑھ کر ماں باپ کا پیار دیں گے ۔۔۔" !

شمشیر کی نگاہیں ایک بار پھر سے اپنی ننھی بیٹی پر تھیں ، جبکہ اسکی بات پر عقیدت نے سر کو اثبات میں ہلایا -- گزرا وقت بہت سے امتحانات لایا تھا جنہیں وہ عبور کر کے آج خوشیوں کے در پر کھڑے تھے،، اب انکی زندگی میں ہر طرف خوشیاں ہی خوشیاں تھیں -

✧✧✧✧✧✧✧✧✧✧✧

عقیدت اور حیات کو ڈسچارج کر دیا گیا تھا --- پورے گاؤں بھر میں شمشیر حیدر ملک کی بیٹی کی آمد کا جشن بڑے پیمانے پر منایا گیا تھا ---

،، اور سب سے بڑھ کر دا جان نے تو انکی آمد پر جوش و خروش سے بھنگڑا بھی ڈال دیا تھا حویلی میں خوشی کا سماں دوگنا ہو چکا تھا کیونکہ چاہت کے ماں بننے کی خبر بھی بالاج نے سب کو سنائی تھی جس پر سب ہی بہت خوش تھے --

✧✧✧✧✧✧✧✧✧✧✧

دن تیزی سے گزر رہے تھے اور ان گزرتے دنوں نے ان سبھی کی زندگیوں میں خوشیوں کو دوبالا کر دیا تھا --

ایسے میں منت منتشا کے ساتھ راب سے ناراض ہو کر مائکے آ چکی تھی -- اور اسکی ضد تھی کہ راب جلد از جلد اسکی بیٹی اور اسے مری ٹرپ پر لے جائے --

"!آپ ان کی خوشامد کر لیں ماما ----- کیا ہو جائے گا جو اگر یہ ہمیں مری لے جائیں گے -- "

،، ایک نظر اپنے سامنے بیٹھے راب پر ڈالے وہ ناراضگی جتانے لگی

،، جس پر ابراہیم شاہ بیٹی کی ضد پر گہرہ ہنسے اور اپنی گود میں موجود منتشا سے لاڈ کرنے لگے

"منت کیا ہوگیا ہے اتنی ضدی تو نہیں تھی تم ---- کیا دکھ نہیں رہا تمہیں من) منتشا (ابھی
چھوٹی ہے اور ایسے میں مری جانا ----!"

منت کی ماں نے اسے آنکھیں دکھائی جبکہ راب بلکل خاموش تھا --

ٹھیک ہے آگے یہ کونسا ہمارے ساتھ ہوتے ہیں سارا دن تو اپنی ڈیوٹی پر گزار دیتے ہیں مجھے
بات ہی نہیں کرنی ----!"

وہ منہ بناتی پیر پٹکھتے اپنے کمرے کی طرف بڑھ گئی ،،

"تم نے زیادہ ہی سر چڑھا لیا ہے اسے ---- !"بیگم راب کو دیکھتے تاسف سے بولیں--- جبکہ
وہ محض مسکرا دیا --

اپنی بیوی کے یہی لاڈ اٹھانا تو اسے پسند تھا وہ کبھی اسکی ناراضگی یا بلاوجہ کی ضد سے اکتایا نہیں
تھا کیونکہ وہ جانتا تھا منت یہ سب کچھ صرف اسکی اٹینشن پانے کو کرتی ہے---"

راب دبے قدموں سے روم میں گیا جہاں وہ آئینے کے سامنے کھڑی لپ اسٹک لگانے میں مگن
تھی ،،

"ماما پاپا چاہتے ہیں کہ من جو انکے پاس چھوڑ دیں اور میں اپنی من کے ساتھ مری چلا جاؤں
----!"

دروازے کو اندر سے لاک کیے وہ پیچھے سے اسے حصار میں لیے گھرے لہجے میں گویا ہوا --

اور ناک اسکے کندھے سے رب کی---

منت اسکی اس قدر نزدیکی پر سٹپٹائی --

جی نہیں میں جاؤں گی تو اپنی بیٹی کے ساتھ ہی۔۔۔ "!وہ فوراً سے اسکے ہاتھ کھولنے کی کوشش کرتے بولی,

تو پھر ہم نئے بے بی کی پلیننگ کیسے کریں گے۔۔۔ ایک بے بی تو ماما پاپا کو چاہییے اور مجھے "اپنے لئے ۔۔۔۔"

اسنے مسکراہٹ دبائے منت کی کان کی لو کو لبوں سے چھوا۔۔۔ منت کا چہرہ اسکی اس قدر بے باکی پر سرخ پڑگیا۔ وہ ایسا سب کچھ تو نہیں چاہتی تھی وہ تو بس اسکی تھوڑی سی توجہ اور وقت چاہتی تھی جوکہ وہ اپنء ڈیوٹی کے سبب کم کر چکا تھا۔۔

نہیں ممم منتشا کافی ہے ہمارے لئے اور ویسے بھی اب میرا کوئی ارادہ نہیں مری جانے" کا۔۔۔"وہ جھٹ سے بھیگی بلی بنی۔۔۔

"ایسا تو مت کہیں یار ابھی تو میرا موڈ بنا ہے۔۔۔"

راب نے مصنوعی پن سے کہا تو منت کا منہ کھل گیا۔۔۔ راب بس کریں آپ ایسے بے شرم "مت ہو جایا کریں ۔۔۔

وہ رونی شکل بنائے گویا ہوئی تو راب فوراً سے نرم پڑا اسے سینے سے لگائے پچکارنے لگا۔۔

اگر راضی ہو گئی ہیں تو گھر چلیں ۔۔۔ "وہ محبت سے بولا تو منت نے مسکراہٹ دبائی۔۔۔ "

ایک شرط پر "تھوڑی اسکے کندھے پر ٹکائے کہا گیا۔۔" وہ کون سی بھلا ؟ "بھنویں اچکائے" حیرت سے پوچھا ،،

"آپ مجھے اور من کو پورا پورا وقت دیں گے اور اپنے کاموں میں ہمیں اگنور تو بلکل بھی نہیں کریں گے!"---

"میری تو ویسے بھی آپ دونوں میں جان بسی ہے مگر آپ کی تسلی کیلئے میں وعدہ کرتا ہوں کہ اب سے ایسا ہی ہو گا اور اب میں اپنے کام میں کھو کر اپنی فیملی سے غافل نہیں ہونے والا ---- آئی پرامس"----

بے حد محبت سے کہتے اسنے منت کی پیشانی کو چوما تو وہ کھلائی ---

"چلیں گھر چلتے ہیں ---!" وہ فوراً سے اسکا ہاتھ تھامے باہر نکلنے لگی---

"ابھی تو آپ ناراض تھی گھر بھی نہیں جانا چاہتی تھی آپ!"----

آنکھیں چھوٹی کیے بہت محبت سے اسکے چہرے کو دیکھتے ہوئے پوچھا ---"وہ تو بس ایسے ہی ہوئی تھی اب چلیں یہاں دل نہیں لگتا میرا!"---

وہ اسے باقاعدہ کھینچتے ہوئی گویا ہوئی تو راب نے سر کو نفی میں جھٹکا ---

اور مسکراتے ہوئے اسکے ہمقدم ہوتے اسے حصار میں لیا--

✧✧✧✧✧✧✧✧✧✧✧

"سر میں درد ہے کیا---؟" سر کو ہاتھ سے دباتی عقیدت شمشیر کی آواز پر چونکی، نگاہیں اٹھائے وہ اسے دیکھنے لگی ، جو حیات کو گود میں لیے آگے پیچھے چکر کاٹ رہا تھا ، وہ ہاتھوں کی پشت سے دباؤ دیلے ایک دم سے سیدھی ہوتے بیٹھی ،،

سرخ نگاہوں سے اسے دیکھا ، جو بلکل سہج سہج کر قدم اٹھا رہا تھا ،، اسکے چہرے پر بکھری مسرت
دیکھ وہ بے ساختہ مسکراتے کراؤن سے ٹیک لگا گئی ،،
کتنا دلکش منظر تھا اپنی آنکھوں کے سامنے اپنے شوہر اور بچے کو یوں ہنستا مسکراتا دیکھنا ،،
"عقیدت کہاں کھو گئی ،، طبیعت ٹھیک ہے جاناں ----؟ "وہ حیات کو ہاتھوں میں جھلاتا ایک
نگاہ اس پر ڈالے متفکر لہجے میں پھر سے گویا ہوا ،،
"آپ پریشان مت ہوں ٹھیک ہوں میں ،، بس ذرا سا سر درد ہے ٹھیک ہو جاؤں گی،،،!"
اسکا چہرہ پیلا پڑ چکا تھا اور چہرے پر تھکان کے تاثرات واضع تھے--
مکمل صحتیاب ہونے میں اسے وقت لگنا تھا-- حیات کو زیادہ تر جہاں آرا بیگم اور شمشیر ہی
سنبھال رہے تھے ،،
"سوپ کا بول کر آیا ہوں بنا نخرے کیے پی لینا ، کچھ کھاؤ پیو گی تو ہی پرنسز کو سنبھال پاؤ گی،،"
وہ اب حیات کے گال کو چومتے بستر کی طرف بڑھتا گویا ہوا۔ عقیدت نے نرمی سے سر کو ہاں میں
ہلایا،،، اور جھکتے حیات کو اسکی گود میں دیا--
"کیا ہوا ایسے کیوں دیکھ رہے ہیں ---!" خود پر اسکی نگاہوں کی تپش محسوس کرتے وہ اچانک
ہی پوچھ بیٹھی جبکہ نظریں ہنوز حیات پر تھیں ،،،
"معلوم نہیں تم معاف کرو یا نہیں --- مگر میں سچ میں اپنے کیے پر شرمندہ ہوں---!"
عقیدت چونکی حیرت سے اسکے حسین چہرے کو دیکھا جہاں شرمندگی واضح تھی ،،

حیدر آپ کس لئے معافی مانگ رہے ہیں آپ نے کبھی مجھے ہرٹ نہیں کیا اور ناں ہی میں "
آپ ہی کسی بات سے ہرٹ ہوئی ہوں ---!"

عقیدت اسکی آنکھوں میں دیکھتی الجھن سے گویا ہوئی، تو وہ ہلکا سا ہنسا اور پھر نگاہیں چرائی ،،

" میں نے حق رکھنے کے باوجود بھی تمہاری اجازت کے بنا اپنے ازدواجی تعلق کو قائم کیا---

حالانکہ تم ایسا نہیں چاہتی تھی -- بہت بار کوشش کی کہ معافی مانگ سکوں مگر ہمت نہیں ہو پائی --- ہو سکے تو مجھے معاف کر دینا عقیدت ،، میرا کوئی غلط ارادہ نہیں تھا --- میں تو بس----!"

وہ پہلوں بدلتے بے چینی سے گویا ہو رہا تھا ،، عقیدت نے جھٹ سے اسکے ہاتھ پر اپنا ہاتھ رکھا تو وہ چونکا ---

"آپ نے کوئی غلطی نہیں کی جو آپ معافی مانگیں ،، اور مجھے آپ سے کوئی شکوہ نہیں ہے حیدر ،،،"

""""حیدر چونک سا گیا اسکی بات پر اسے لگا تھا کہ وہ ابھی تک ناراض ہو گی اس بات پر -----

" ہاں تھوڑا عرصہ مجھے غم رہا آپ سے گلا بھی تھا مگر پھر آپ کی قربت اور اس رشتے کی خوبصورتی نے مجھے احساس دلایا کہ میں اپنے ساتھ ساتھ آپ کے ساتھ بھی غلط کر رہی تھی ،،

جو کچھ ہمارے ماضی میں گزر گیا اسے ہم بدل تو نہیں سکتے تو پھر کیوں اس بات کا غم اپنے سینے میں رکھتے اپنی موجودہ زندگی کو تباہ کرنا ،،

میں نے کبھی آپ سے نہیں کہا، کیونکہ مجھے کبھی محسوس نہیں ہوا کہ آپ غلط تھے اور اب

،، حیات کے بعد تو زندگی بدل سی گئی ہے۔۔ آپ میری اولین ترجیح تھے ہیں اور ہمیشہ رہیں گے

جو محبت مجھے آپ سے پہلے تھی اب وہ محبت اور بھی گہری ہو چکی ہے۔۔۔ اور میں خدا سے

" دعاگو ہوں کہ وہ میرے گھر کو ایسے ہی شاداب اور آباد رکھے

اسکے میٹھے لہجے میں کہی بات پر شمشیر نے گہری سانس بھری اور اپنے سینے پر رکھے اسکے سر پر

بوسہ دیا۔۔۔

،آج سہی معنوں میں اسکا بوجھ ہلکا ہوا تھا

✧✧✧✧✧✧✧✧✧✧

سائیں پلیز۔۔۔۔۔ "!گود بنائے بیٹھی وہ اپنی نیلی حسین آنکھوں میں امید کے دیپ لئے بالاج

،کو دیکھ فریاد کرنے لگی

بالاج نے نیند میں ڈوبی سرخ ہوتی نگاہوں سے اپنی بیوی کو گھورا،، جو آج کل اسکی جان کا وبال

،، بن چکی تھی

اس وقت پاستہ کہاں سے لاؤں میں یار،، اماں سوئیں کو علم پڑا تو وہ الگ ناراض ہوں گی کہ ایسی

"!حالت میں یہ سب کچھ کھلا رہا ہوں میں ۔۔۔۔

بالوں کو مٹھی میں لیتے وہ بے بسی سے گویا ہوتے سر دوبارہ سے تکیے پر گرائے کروٹ بدلتا لیٹ

،، گیا

چاہت کے ایک نگاہ گھڑی پر ڈالی جو رات کے پون ایک بجا رہی تھی ،، ایک پاستہ ہی تو مانگا تھا ،،اور کون سا وہ پہلے ایسی فرمائیشیں کرتی آ رہی تھی یہ سب کچھ تو پریگنینسی کے بعد بدلا تھا

بس جان گئی ہوں میں کہ آپ کتنی محبت کرتے ہیں مجھے ----، "سوں سوں کرتے خفگی" سے کہتے وہ بھی اس سے رخ موڑے لیٹ گئی ۔

وہ جو پہلے ہی اسکے خفا ہونے پر بے چین تھا اب اسکی بات نے تو گویا جلتی پر پٹرول کا کام کیا تھا ، تقریباً آدھے گھنٹے بعد چاہت کے سونے کا یقین ہوتے ہی وہ دبے قدموں سے کمرے سے ،، نکلا اور کچن کی جانب بڑھا

کیبنٹ سے ضرورت کا سامان نکالتے جلدی جلدی پاستہ تیار کیا اور ڈش میں نکالتے وہ ٹرے ، اٹھائے اپنے کمرے کی جانب بڑھا

محترمہ اٹھ جائیں ---- چاہت ---- "!وہ نرمی سے اسکے قریب بیٹھا اسکے چہرے پر جھولتی " ،، ایک آوارہ لٹ کو کان کے پیچھے اڑسا اسکے ہوتے ہوئے اس کی ہمت جو وہ اسکی بیوی کو چھوتی ملکیت کا احساس شدت سے اسکے رگ و پے میں سرایت کرتا اسکی آنکھوں میں جنون کو بڑھا گیا--- جبھی بے ساختہ جھکتے اسنے رخسار پر گہرہ لمس چھوڑتے اپنی ہلکی بڑھی بئیرڈ کو اسکے گال سے رب کیا---

سس سائیں ---- "!وہ نیند میں بھی اسکے تشدد پر بڑبڑائی ایکدم سے آنکھیں پٹ سے کھول " گئی ۔

میری نیند اڑا کر خود نیند کے مزے لیں رہی ہو--- ایسا تو میں نہیں ہونے دوں گا--- اسنے "
جتاتی نگاہوں سے اسکے چہرے پر اپنی قربت سے بکھرے ان سرخ رنگوں کو دیکھے اسے کمر سے
تھامے ایک دم سے بٹھایا----

"کھا کر بتاؤ کیسا بنا ہے----؟"

وہ باؤل اسکے ہاتھ میں رکھتے پرشوق نگاہوں سے اسے دیکھتے استیفسار کرنے لگا،، چاہت حیرانگی
سے اسے دیکھتی رہ گئی--

یہ آپ نے بنایا؟ "نیلی آنکھوں میں حیرتوں کا جہاں آباد تھا بالاج کو بے ساختہ اسکی کیفیت پر"
ہنسی آئی ، بکھرے بال جو اسکے چہرے اور گردن پر جھول رہے تھے ،، سرخ ہوئی چھوٹی سی ناک،
حسین آنکھیں گلابی گال نیلے رنگ کے سوٹ میں ملبوس وہ دوپٹے سے بیگانہ اسے مکمل طور پر
مدہوش کر گئی ،،

میرے علاوہ کسی کی اتنی جرات ہو سکتی ہے جو میری جان کیلئے ایسا سب کرنے کا سوچے"
بھی،،،!"

اسکے مخمور لہجے اور نگاہوں کی تپش سے چاہت کا چہرہ ایک دم سے گلال ہوا تھا وہ فوراً سے نگاہیں
جھکائے پاستے کے باؤل پر جھک گئی ،،

وہیں بالاج سکندر یک ٹک نثار جاتی نگاہوں سے اسے دیکھ رہا تھا-- "کہاں----"!
باول بالاج کو تھمائے وہ کمفرٹر سیٹ کرتے لیٹنے لگی جب جھٹ سے اسکا ہاتھ تھامے وہ اسے
روک گیا--

"کافی نیند آئی ہے سو جاتی ہوں اب کھا پی لیا تو اب،،،!"

وہ میسنی مسکراہٹ کے ہمراہ گویا ہوئی وہی باؤل میز پر پڑی ٹرے میں رکھتے وہ اب پوری طرح سے اسکی جانب متوجہ ہوا،،

"----میری نیند تو آپ کی بھوک نے اڑا دی تو اب مجھے نیند نہیں آ رہی!"

وہ اسکے تھوڑی کو معنی خیزی سے چھوتا پرشوق نگاہوں سے گویا ہوا تھا--"مم میں کیا کروں مجھے تو نیند آئی ہے---!"

خشک پڑتے حلق کو تر کرتی وہ ممنائی--- اپنے اطراف میں اسے باقاعدہ خطرے کی گھنٹیاں بجتی محسوس ہو رہی تھیں--

"آپ نے میری نیند خراب کی ہے جانِ بہار اور اب آپ کی سزا یہی ہے کہ باقی کی رات آپ میری پناہوں میں میرے بے حد قریب گزاریں گی---"

دلچسپ نگاہوں سے اسکے چہرے پر پھیلتی حیرت کا مزہ لیتے وہ دوسری جانب سے اپنی جگہ پر جاتے اسے کھینچتے اپنے سینے پر گرا گیا--

چاہت کے احتجاج کو خاطر میں لائے بنا ہی وہ اسے اپنی پناہوں میں قید کرتا اب گہرہ مسکرا رہا تھا--

✧✧✧✧✧✧✧✧✧✧✧✧

"لالا آج رات کو میٹنگ ہے میں تو نہیں جا پاؤں گا آج چاہت کی طبیعت کچھ ٹھیک نہیں تو ایسا کریں آپ ٹیک اوور کر لیجیے گا---!"

بظاہر لیپ ٹاپ میں مصروف شمشیر حیدر کی آنکھیں اسکی بات پر ایک دم سے پھیلی ، داہنی ابرو اچکائے اسنے حیرت سے اسے دیکھا----

"!آج تو میں نہیں جا سکتا ---- ایسا کرو میٹنگ کل پر ڈیلے کر دو میں کل دیکھ لوں گا ----

پہلوں بدلتے وہ سنجیدگی سے گویا ہوا تو شمشیر نے بے ساختہ مسکراہٹ ضبط کرتے سر کو ہاں میں ہلایا---

آج حویلی میں ایک چھوٹی سی تقریب رکھی گئی تھی،، عقیدت آج چالیس دنوں کے بعد نہائی تھی اور خاندان کی روایت کے مطابق عزیز و اقارب میں سے خاص خاص لوگوں کو مدعو کیا گیا تھا --- عقیدت اور اسکی ننھی پری کو ڈھیر ساری دعائیں کے ساتھ ساتھ تحائف سے بھی نوازا گیا تھا----

"!شمشیر میری جان کو لاؤ ذرا میں بھی اپنی پرپوتی کو کچھ دینا چاہتا ہوں---

دا جان کی آمد اور ان کی بات سنتے شمشیر اور بالاج دونوں ہی جگہ سے اٹھے--- شمشیر سر کو ہاں میں ہلائے کمرے کی جانب بڑھا جہاں اسکی گڑیا آرام کر دہی تھی --

یہ لیں بابا---- "اسنے نرمی سے اس ننھے وجود کو ان کی گود میں ڈالا تو وہ احتیاط سے اسے" ،، باہوں میں بھرتے صوفے کی پشت سے ٹک گئے

گلابی رنگ کے ہلکے سے فراک میں حیات حیدر ملک کا گلابی چہرہ کافی کھل رہا تھا -- اسکی بڑی بڑی سبز نگاہیں کھلی ہوئی تھی جس سے وہ دا جان کو بڑی غور سے دیکھ رہی تھی --

بلکل میرے شمشیر کا عکس ہے--- "!ان کی آنکھیں ان ننھی پری کو دیکھتے ہی بھیگی -- نرمی"
سے اسکے ماتھے پر بوسہ دیے انھوں نے ایک سونے کی چھوٹی سی چین اسکے گلے میں ڈالی ---
تو سبھی مسکرائے-- " صحیح کہا بابا جان آپ نے---- میری حیات تو میرے حیدر کی پرچھائی

"!ہے وہی نین نقوش، وہی غصہ ، وہی چاہت----
جہاں آرا بیگم کی آواز پر شمشیر ایک دم سے پلٹا تو نگاہیں جیسے پلٹنا ہی بھول گئی تھی ،، آج پورے
دن میں وہ پہلی بار اسے دیکھ رہا تھا --
جو سرخ رنگ کے بھاری کامدار سوٹ میں ملبوس ہاتھوں اور کانوں میں سونے کا زیور جو کہ شاید
پہلی بار اسنے رسیم کے احترام میں ڈالا تھا، سیاہ آنکھوں میں کھینچا کاجل جس پر متضاد لبوں پر
لگائی گئی وہ گلابی لپ اسٹک ،، اسے اپنے آس پاس آکسیجن کی کمی کا شدید احساس ہوا تھا --
جبھی شرٹ کا اوپری بٹن کھولتے وہ لب دانتوں تلے دبا گیا --
شکریہ بھابھی ---- "!عقیدت نے ٹرے بالاج کی جانب بڑھائی جو شمشیر کا سرخ چہرہ دیکھ"
بمشکل سے ہنسی روک رہا تھا -- بالاج نے حلوے کی ڈش اُٹھائے احتراماً کہا تو بالاج نے ایک چور
نگاہ اس قاتل حسینہ پر ڈالی ،
جو سارے ہتھیاروں سے لیس اسکے دل پر بجلیاں گرا رہی تھی --
شکریہ ---- "!عقیدت نے ٹرے اسکے آگے کی تو اسنے بھی ڈش اٹھائے گمبھیر لہجے میں کہا
اسکی نظروں کی تپش پر وہ آگے ہی بری طرح سے کنفیوز ہو رہی تھی --- اسکے شکریے نے تو سر
تا پیر آگ لگا دی تھی-

،وہ پیر پٹکھتے جہاں آرا بیگم کے نزدیک صوفے پر جگہ سنبھال گئی

"!میری گڑیا کے لیے ایک چھوٹا سا تحفہ ---- "

جہاں آرا بیگم نے حیات گود میں لیتے نرمی سے اسکی پیشانی کا بوسہ لیتے اسکے ننھے بازو پر ایک

،،چین ڈالی

تبھی بالاج اور چاہت ایک ساتھ اٹھے --- اور چاہت نے اس ننھے وجود کو گود میں اٹھایا --- تو

،، بالاج نے اسکی چھوٹی سی انگلی پر اپنی بنوائی انگوٹھی ڈالی

"یار بس کرو اتنی چھوٹی تو ہے میری پرنسز اتنا بوجھ کیسے اٹھائے گی---"

شمشیر دہائی دیتے جگہ سے اٹھا اور چاہت کی گود سے لیتے اسکے گالوں پر جارخانہ پیار کیا----

جس پر وہ اپنی سبز نگاہیں پھیلائے باپ کو دیکھتی کھلکھلائی --

"!دیکھیں میری بیٹی کو میری بات کافی پسند آئی ہے ---"

وہ گہرہ مسکراتے اسکے گالوں پر پھر سے جھکا تو اب کی بار حیات نے گلا پھاڑ کر رونا شروع کر دیا

وہیں اسکے رونے پر سبھی مسکراتے شمشیر کو چھیڑنے لگے--

✧✧✧✧✧✧✧✧✧✧

"""""!اح حیدر ------ """"

گھبراہٹ میں ڈوبی اسکی آواز پر شمشیر نے اسے نرمی سے تھاما اور اسکی پشت کو سینے سے لگایا--

بس جاناں پہنچ گئے --- "!عقیدت کے کان میں گہری سرگوشی کرتے وہ مسکرایا --- کیونکہ آج"

وہ دل سے خوش تھا اتنا خوش جس کا اسے گماں تک نہیں تھا --

آپ کہیں جا رہے ہیں ----!؟ "اسے ایک جانب بٹھائے وہ جیسے ہی مڑا سیاہ پٹی میں بند" آنکھوں سے بیٹھی وہ گھبرا سی گئی فورا سے جگہ سے اٹھ کھڑی ہوئی ،،

یقین رکھیں جاناں بس آتا ہوں---- "!اسنے نرمی سے اسکے چاند سے چہرے کو ہاتھوں کے" پیالے میں بھرتے محبت سے کہا تو وہ سر کو اثبات میں ہلا گئی --

شمشیر نے اسے کاندھوں سے تھامے دوبارہ سے بٹھایا اور خود وہاں سے نکلا--

کچھ دیر کے بعد ہی وہ اپنی گود میں اپنی ننھی پری کے وجود کو محسوس کرتے مسکرائی --- اسے " سینے میں بھینچ لیا-- شمشیر مسکرایا جھولے کی پچھلی طرف سے جاتے اسنے عقیدت کی آنکھوں پر بندھی پٹی کھول دی --

تو ایک پل کو وہ حیرت سے ششدر اپنے اطراف کو دیکھتی رہ گئی ،، جہاں چھت کے اس سارے حصے کو پھولوں اور لال غباروں سے سجایا گیا تھا -- اطراف سے ڈھلکتے سرخ پردوں نے اسے بڑے سے گول شیپ خوبصورت جھولے کو کور کر دیا تھا ،، یہ جھولا کسی اسٹیج کی طرح اونچی جگہ پر تھا اور جھولے کی اوپر بھی گلاب کے پھولوں کی پتیاں جابجا بکھری ہوئی تھیں --

اتنی نوازش ارادے کیا ہیں جناب کے ----- "!وہ اپنے کندھے پر سر ٹکائے شمشیر کے سر" میں ہاتھ چلاتی شرارت سے گویا ہوئی--

ہمممممم ارادے تو بہت خطرناک ہیں مگر بیٹی کا خیال آڑھے آ جاتا ہے --- "!اسی شرارت سے" اسکے کان میں جھکتے ہوئے کہا اور پھر جان بوجھ کر اپنے ہونٹ اسکی گردن پر ثبت کر دیے اسکے اندازے کے مطابق عقیدت کی چلتی زبان کو بریک لگ گیا---

خیال تو ایسے جتا رہے ہیں جیسے میں پہلے ناواقف ہوں آپ کی رحمدلی سے۔۔۔ "!وہ بھی کہاں سے کم تھی فورا سے خود کو سنبھالتے دوبدو بولی تو شمشیر نے چمکتی نگاہوں سے اسکے چہرے کو دیکھا اور پھر رخسار کا بوسہ لیتے وہ آگے آیا،، حیات کو اسکی گود سے نرمی سے اٹھائے اسنے سامنے رکھے جھولے میں ڈالا جو کہ پرسکون سی سو رہی تھی ۔۔ اور خود عقیدت کے پاس آتے اپنا سر اسکی گود میں رکھتے ٹانگیں اکٹھی کر لیں ۔۔۔"

کیا ہوا حیدر آپ ٹھیک ہیں ناں۔۔۔۔؟ "وہ نرمی سے اسکے بالوں میں اپنی نرم و ملائم انگلیاں" چلاتی متفکر سے لہجے میں استیفسار کرنے لگی ،، شمشیر نے سر کو ہاں میں ہلاتے اسکے ہاتھ کو تھامے لبوں سے لگایا،،

ایک طویل مسافت کے بعد یہ خوشیاں میسر آئی ہیں عقیدت ۔۔۔۔ بس ایک انجانا سا خوف ہے" دل میں ۔۔۔ کہیں میری خوشیوں کو کسی کی نظر ناں لگ جائے،، میں اب پر سکون زندگی گزارنا چاہتا ہوں تمہارے ساتھ اپنی پرنسز کے ساتھ اپنوں کے ساتھ مگر ماضی کے واقعات نے میرے دل میں ایسا خوف بھر دیا کہ میں چاہ کر بھی اس دہشت اس وسوسے سے باہر نہیں نکل پا رہا کہ سب کچھ ٹھیک ہے اب کچھ بھی غلط نہیں ہو گا بس یوں محسوس ہوتا ہے کہ میری خوشیوں کو پھر سے کسی کی نظر لگ جائے گی اور اگر اب ایسا ہوا ناں تو ۔۔۔۔۔"!

ایسا کچھ بھی نہیں ہونے والا حیدر ______ جانتی ہوں آپ کے دل میں یہ خدشات ہیں" کیونکہ جو برا وقت آپ نے ہم سب نے دیکھا ہے وہ کسی بھی انسان کو توڑ کر رکھ سکتا ہے ۔

مگر مشکلات کے بعد آسانی بھی تو آتی ہے، اور آپ یہ سمجھیں کہ ہماری آزمائش ختم ہوئی-- اب صرف اچھا وقت ہے ، اور ہمیں اچھا اچھا ہی سوچنا چاہیے ---"!

عقیدت کافی رسان سے اسے سمجھاتی اسکے ہر خوف ہر بے چینی کو اچھے سے ختم کردیا---

"تم ٹھیک کہہ رہی ہو شاید میں کچھ زیادہ ہی سوچ رہا ہوں-- اب جب سب کچھ ٹھیک ہے تو کچھ برا کیوں ہو گا----!"

وہ ایک دم سے اٹھ کر بیٹھ گیا،، عقیدت کے ہاتھوں کو تھامے وہ محبت سے گویا ہوا تو اسنے سر کو ہاں میں ہلایا---

اپنی پرنسز کیلئے ایک چھوٹا سا تحفہ ہے میرے پاس----- "!وہ جگہ سے اٹھا اور جھولے کی طرف بڑھا،، اور اپنی پاکٹ سے کچھ ٹٹولتے نکالا---

عقیدت کافی تجسس سے اسے دیکھ رہی تھی،، جس کے ہاتھ میں کافی خوبصورت چھوٹی چھوٹی پائلیں تھیں،،

"میں چاہتا ہوں جلد از جلد میری پرنسز بڑی ہو تاکہ وہ میرے آگے پیچھے بھاگے اور ان پائلوں کی آواز میرے سکون کو دوگنا کر دے ----!"

حیات کے ننھے پاؤں میں دونوں پائلیں پہناتے اسنے محبت سے ان کے پاؤں کو چوما----

عقیدت اسکے انداز پر مسکرائی---جب وہ ایک دم سے مڑا اسکے چہرے پر بکھری مسکراہٹ دیکھ وہ سر جھکائے اسکی جانب بڑھا،،،

مجھے دنیا کی سب سے بڑی خوشی دینے کیلئے بے حد شکریہ میری جان-----،، "عقیدت کے" پاس دوزانو بیٹھتے شمشیر نے بلکل ویسی ہی پائلیں اسکے دونوں پاؤں میں پہناتے محبت سے کہتے ،،، اسکی پیشانی چومی تو عقیدت آسودگی سے آنکھیں موند گئی

ایک دوسرے کے سنگت میں وہ ہر غم کو بھلائے سکون سے آنکھیں موندے گیا--

آسمان پر موجود چاند بھی ان کی محبت پر شرماتے بادلوں کی اوٹ میں ہو گیا---

✧✧✧✧✧✧✧✧✧✧